قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَانُہٗ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا
قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تحفۃ المسلمین

جلد اوّل

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ں اسلامی عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے مفصل احکام مذکور ہیں، ذکر و تلاوت اور دعا کے
دعا کے آداب اور مختلف مواقع کی دعائیں درج ہیں، نکاح، طلاق، تجارت، معیشت وغیرہ
ل تفصیل سے لکھے ہیں۔ اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت، اسلامی معاشرہ کی تفصیل او
ضرورت بتائی گئی ہے۔ اسلامی آداب، اسلامی اخلاق کی تشریح کرتے ہوئے غیر اسلامی معاشرہ
بصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں توبہ کا طریقہ لکھ دیا گیا ہے۔ دینی زندگی بنانے کے لئے بہت
جامع کتاب ہے جو سینکڑوں احادیث شریفہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

ناشر
ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

فہرست مضامین

مؤلف کی گذارش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آله واصحابه جملة الدین المتین، وعلی من تبعهم باحسان الیٰ یوم الدین، من المحدثین والفقهاء المجتهدین، ومن مسلك مسلكهم وحذا حذوهم من العالمین والعاملین المخلصین۔

اما بعد: اللہ تعالیٰ شانہ کا بہت بڑا فضل اور انعام واحسان ہے کہ اس نے مجھے نوعمری ہی سے تصنیف وتالیف کا ذوق عطا فرمایا، اور کثیر تعداد میں کتابیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی، اور پھر ان کتابوں کو مقبول فرمایا اور امت مسلمہ کو ان سے منتفع فرمایا جو کثیر تعداد میں بار بار مختلف ممالک میں طبع ہوتی رہتی ہیں، ان میں بہت سی کتابوں کے ترجمے بھی متعدد زبانوں میں شائع ہوئے ہیں اور الحمد للہ سب مقبول ومعروف ہیں، فالحمد للہ علی ذلك ثم الحمد للہ۔

چند سال قبل ایک بزرگ یورپ سے تشریف لائے اور انہوں نے توجہ دلائی کہ اسلامی تعلیمات پر ایک جامع کتاب ہونی چاہیے، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ انگلینڈ میں کثیر تعداد میں مسلمان ہیں اسلام کا تعارف اور اسلام کے عقائد وارکان، احکام ومسائل جامعیت کے ساتھ کسی کتاب میں آجائیں تو انگریزی ترجمہ کرکے یورپ کے ممالک میں پھیلایا جائے،

موصوف کی بات دل کو لگ گئی اور کام شروع کردیا، خیال تو تھا کہ جلد ہی یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا، لیکن دیگر مشاغل اور تکاسل کی وجہ سے دیر لگتی چلی گئی اور چار پانچ سال میں کتاب مکمل ہوئی اور الحمد للہ دیر آید درست آید کا مصداق بنکر عوام وخواص تک

پہنچ گئی۔

درحقیقت یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے، بلکہ اپنی سابقہ تالیفات میں سے انتخاب کر کے مرتب کردی ہے، البتہ بعض مضامین ایسے ہیں جو اس کتاب میں ملحق کرنے ہی کے لئے لکھے ہیں۔

اسلام کی جامعیت تو انسانوں کی ہر شعبۂ زندگی کے احکام و مسائل اور اخلاق و آداب پر حاوی ہے لیکن احقر نے تمام احکام و مسائل کا استقصار نہیں کیا، بلکہ بہت زیادہ ضرورت کی چیزیں جمع کردی ہیں اور جن چیزوں کے سمجھنے میں عامۃ الناس کو دشواری ہوسکتی تھی یا جن کا تعلق عوامی اور عمومی زندگی سے زیادہ نہیں ہے اور تمام احکام کا یکجا جمع کردینا انسان کے بس سے باہر بھی ہے، ان کو چھوڑ دیا ہے۔

مسلمانوں کی حالت دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اسلام کے دعوے دار ہیں لیکن اسلام پر چلنے کو تیار نہیں ہیں، نبی رحمۃ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام تو لیتے ہیں، محبت کا دم بھی بھرتے ہیں لیکن اقتدار اور اتباع دشمنانِ اسلام کا کرتے ہیں، طلبِ مال کی دوڑ دھوپ میں حلال و حرام کا بھی خیال نہیں کرتے، اور کثرت مال کی ہوس میں نمازیں بھی چھوڑ دیتے ہیں، حج فرض ہوتے برسوں ہوجاتے ہیں اس کے لئے ہمت نہیں کرتے، زکوتیں حساب سے نہیں دیتے، اولاد کی تعلیم و تربیت کا خیال نہیں کرتے، ان کو اسلامی عقائد نہیں سکھاتے، نماز یاد نہیں کراتے، ہاں انگریزی، ہندی، فرانسیسی زبانوں کی تعلیم کے لئے بچوں کو وقف کردیتے ہیں اور اس پر بے تحاشا رقمیں خرچ کردیتے ہیں بڑی بڑی عمر کے ہوجاتے ہیں نمازیں بھی صحیح یاد نہیں ہوتیں، بچوں کو انگریزی بال کٹوا کر اور ان کی ڈاڑھی منڈھی ہوئی دیکھ کر ــــ اور انگریزی لباس پہنا کر ٹائی لگی ہوئی دیکھ کر جو نصرانیت کا شعار ہے خوشی میں پھولے نہیں سماتے، یہ عجیب بات ہے کہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صورت و شکل وضع و قطع لباس اور پوشاک عدو اللہ (اللہ کے دشمنوں) کی، اور اس حرکت پر ذرا بھی نہیں شرماتے، دنیا سے جاتے ہیں اور اولاد کا قالب اور قلب فرنگی بنا کر مرتے ہیں اللہ تعالیٰ شانہ سمجھ دے راہِ حق پر لائے،

شادیاں ہورہی ہیں ڈھول باجوں کے ساتھ براتیں چل رہی ہیں ولیموں کی دعوتیں ہیں سراسر اسراف ہے تصویریں لی جارہی ہیں فلمیں بن رہی ہیں، کہیں لڑکیوں پر رقمیں وصول کی جارہی ہیں کہیں لڑکوں کے لئے اسی شرط پر لڑکیاں قبول کی جارہی ہیں کہ لڑکی والا اتنا اتنا نقد دے اور اتنی اتنی رقم فلاں فلاں کام پر خرچ کریں، شادیاں ہیں، مصیبتیں بن گئی ہیں، اور دولہا دلہن والے دونوں فریق گناہوں کے مرتکب ہورہے ہیں، سادی شادی تو گوارا ھی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع پسند نہیں، اپنے اختیار کئے ہوئے اعمال اور رسوم ورواج پر ہی جان دے رہے ہیں اور مال خرچ کررہے ہیں، لڑکیوں کی ایسی تربیت کی ہے کہ وہ داڑھی والے نوجوان سے شادی گوارا نہیں کرتیں مسلمان لڑکی اور صورت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ سے بیر اور نفرت یہ مزاج ماں باپ نے بنایا ہے، گھروں میں نہ قرآن کی تلاوت ہے نہ اللہ کا ذکر ہے، ٹیلیویژن کا راج ھے، بے شرمی کا دور دورہ ہے اور ہر گھر سینما بن گیا ہے گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد ساتھ بیٹھ کر عشق ومحبت کے مظاہرے دیکھتے ہیں۔ اور ذرا بھی نہیں شرماتے، پھر اس کے بُرے نتائج بھی سامنے آجاتے ہیں، لیکن توبہ پھر بھی نہیں کرتے، نہ اسلامی اخلاق ہیں نہ اسلامی آداب، آپس میں کٹا چھنی ہے، وطنی یا لسانی تعصب ہے، حسد ہے اور بغض ہے، قتل وقتال ہے اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

دشمنانِ اسلام جو طور طریق اختیار کرتے ہیں اسلام کے دعویدار انہی کے پیچھے ہو لیتے ھیں، وہ سود وقمار سے روپیہ حاصل کریں گے ننگا لباس پہنیں چُست کپڑوں کا رواج ڈالدیں، عورتوں کو بے پردہ پھرائیں گے لڑکیوں کو پتلون پہنائیں گے تو مسلمان صاحب بھی ان کی تقلید کرنے لگتے ہیں، دنیا کی طلب غالب ہے، یورپ، امریکہ، اسٹریلیا وغیرہ جانے اور وہاں سکونت اختیار کرنے کی دوڑ دھوپ ھے، وہاں نصرانیوں کی طرح رہتے ہیں، شراب وخنزیر سے بھی پرہیز نہیں کرتے بلکہ اپنی دکانوں میں یہ چیزیں بیچتے ہیں، اور اسٹریلیا میں تو اسلامی نام کے علاوہ دوسرا نام بھی رکھنا پڑتا ہے، ایک مسلمان کو کیا ضرورت ہے، کہ وہ حرام کھائے اور حرام کمائے اور آنے والی نسل کو دین وایمان کی بربادی پر ڈالے۔

احقر نے اپنی اس کتاب میں مسلمانوں کو خوب جھنجھوڑا ہے اور بار بار جھنجھوڑا ہے صراط مستقیم

پر آنے کی دعوت دی ہے کہیں کہیں الفاظ میں سختی بھی آگئی ہے جو بغض منکرات کی وجہ سے ہے اگر کسی کو میرا خطاب ناگوار ہو تو اپنی حالت درست کرلے تاکہ اس بات کا مخاطب ہی نہ رہے جس بات پر ایسا خطاب کیا گیا ہے جو ناگوار معلوم ہو رہا ہے، لوگوں کا یہ عجیب حال ہے کہ خود تو بدلتے نہیں اور اہل علم حضرات کو صلواتیں سناتے ہیں اور گھر میں بیٹھ کر کوستے ہیں کہ انہوں نے یہ لکھا اور یوں کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے. قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا (کہہ حق اگرچہ کڑوا ہو)، اور ارشاد فرمایا ہے، لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ (اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کر) اسی لئے احقر نے بھی حق بیان کیا ہے اور مدعیان اسلام کا بار بار مؤاخذہ کیا ہے۔

ارے خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اخلاق و آداب اور طرز معیشت اور طریق معاشرت اختیار کرو، دشمنوں کے طور طریق چھوڑ دو اور ہدایت پر آجاؤ، نیک بنو اور اچھے بنو، حلال دنیا کماؤ لیکن دنیا دار نہ بنو آخرت کے بیٹے بنو اسی کے لئے فکرمند رہو (کونوا من ابناء الآخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا)

ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں وہ ہمارے ہیں انھوں نے ہمیں دین اسلام دیا ہے۔ جو دین فطرت ہے دین کامل ہے جامع ہے دین عفت و عصمت ہے اس نے انسانیت کو صحیح مقام دیا ہے، اخلاق عالیہ بتاتے ہیں، اس دین کی پابندیوں کو چھوڑ کر مغرب کے خدا فراموش انسانوں بے حیاؤں کے دامن سے کیوں وابستہ ہوتے ہو جو سراپا سگ دنیا بنے ہوتے ہیں۔

اس کتاب کا کیا نام رکھا جائے، اس بارے جو فکر جویا ہوا تو **تحفۃ المسلمین** نام سمجھ میں آیا اور اسی پر رائے قائم ہو گئی احقر کی ایک کتاب اس سے پہلے بنام "**تحفۂ خواتین**" چند سال قبل شائع ہو چکی ہے جو الحمد للہ بہت مقبول ہے[1]، اللہ جل شانہٗ

---

[1] ناظرین سے درخواست ہے کہ "تحفۂ خواتین" کا بھی مطالعہ فرمائیں، کیونکہ بعض چیزیں اس میں زائد ہیں جو "تحفۃ المسلمین" میں نہیں آئی ہیں۔ ناشر عفا اللہ عنہ

اس کتاب کو بھی قبول فرمائے اور امت مسلمہ میں قبولیت عامہ عطا فرمائے، وماذلک علی اللہ بعزیز، وھو علی کل شیء قدیر وبالاجابۃ جدیر۔

عشرہ اولیٰ رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۲ھ
المدینۃ المنورۃ

العبد الفقیر الی مولاہ الغنی
محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہ
وعافاہ وجعل آخرتہ خیرا من اولاہ

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

کتاب الایمان و بیان عقائد الاسلام

(ایمان کے لوازم اور عقائد اسلامیہ کا بیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدللہ العلی العظیم ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؁

ایمان کی ضرورت

امابعد: اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل وکرم اور مشیت وارادہ سے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا، اس مخلوق میں فرشتے بھی ہیں، جنات بھی ہیں اور انسان بھی، جمادات بھی ہیں اور نباتات بھی، یہ سب اللہ کی مخلوق بھی ہیں اور مملوک بھی، خالق اور مالک کو ہر طرح سے پورا پورا اختیار ہے کہ اپنی مخلوق کو جو چاہے حکم دے اور جن کاموں سے چاہے منع فرمائے وہ خالق اور مالک ہے عقل کا تقاضا ہے کہ مالکِ حقیقی کی عبادت کی جائے اور فرمانبرداری کی جائے اور اس کی ذات وصفات کے بارے میں کوئی شرکیہ عقیدہ نہ رکھا جائے۔

مالک الملک قادر مطلق علیم وخبیر اور سمیع وبصیر ہے اور عزیز وحکیم بھی ہے اس نے مزید فضل فرمایا کہ محض مخلوق کی سمجھ پر مدار نہیں رکھا بلکہ عقائد اور عبادات اور احکام واعمال کی تعلیم وتبلیغ کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان بھی تھے اور سب سے پہلے نبی بھی تھے، ان کی نسل برابر بڑھتی رہی اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مسلسل آتے رہے جنہوں نے خالق ومالک کی وحدانیت کی دعوت دی اور اس کی عبادت کا طریقہ بتایا سب سے آخر میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا دین مکمل فرمادیا آپؐ نے تیئس (۲۳) سال مسلسل جدوجہد کی، توحید کے پھیلانے اور اللہ کے دین کے پہنچانے میں بڑی بڑی مشقتیں اٹھائیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔

آپؐ کی وفات ہوگئی لیکن جو دعوت آپ لے کر آئے تھے وہ دعوت برابر باقی ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب جو آپ پر نازل ہوتی تھی، دنیا میں موجود ہے آپ کی دعوت کو پہنچانے والے اور آگے بڑھانے والے ہمیشہ موجود رہے اور جب تک اللہ چاہے گا موجود رہیں گے۔ توحید کی دعوت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور اللہ کا دین ہمیشہ کے لئے ہے سارے انسانوں کے لئے ہے سارے انسانوں کے لئے ہے سارے جہانوں کے لئے ہے سارے علاقوں کے لئے ہے۔

خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ[1]۔

یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (۲) اور نماز قائم کرنا۔ (۳) اور زکوٰۃ دینا (۴) اور حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔

یہ پانچوں اسلام کے ارکان ہیں اور اس کے مضبوط ستون ہیں جو شخص اخلاص اور دل کی سچائی کے ساتھ ان کو مانے گا اور قبول کرے گا اور ان کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوگا اللہ کے پورے دین پر عمل پیرا ہو سکے گا۔

اسلام کا پہلا رُکن

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دینا ہے، صرف زبان سے کہدینے سے گواہی نہیں ہوتی ہے، دل کے یقین کے ساتھ مان کر گواہی دینا اصل چیز ہے۔ جس پر ایمان موقوف ہے۔

جو شخص سچے دل سے لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دے اس کا دین اسلام ہے اور وہ شخص مسلمان ہے اور جو شخص دل سے لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار نہ کرے

---

[1] رواہ البخاری ومسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

وہ کافر ہے قیامت کے دن مسلم کی نجات ہوگی اور کافر دائمی عذاب میں مبتلا ہوگا۔

ان (دو چیزوں کی گواہی دینے اور سچے دل سے ماننے کا نام ایمان ہے، جو دین اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے۔

ایمان قبول کرنے پر ذمہ داریاں

جب کسی شخص نے لا الہ الا اللہ کو مان لیا اور اس کی گواہی دے دی تو اس نے یہ مان لیا کہ میں ہمیشہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں گا اس کے ساتھ کبھی کسی کو ذات میں یا صفات میں شریک نہیں کروں گا۔ اس اقرار کے تقاضوں میں یہ بھی آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو حاجت روا، مشکل کشا، نگہبان اور مددگار اور نفع نقصان پہنچانے والا، ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر چیز کا جاننے والا ہر بات کا سننے والا اور سب کا دیکھنے والا یقین کرے، اس کی ہدایت کو حق اور اس کے احکام کو واجب العمل سمجھے، اور جو رسم و رواج اور دنیا والوں کے قانون اس کے حکم کے خلاف ہوں ان کے باطل ہونے کا یقین رکھے، ہر کام اور ہر معاملہ میں پہلے اللہ کا حکم معلوم کرے، پھر اس پر عمل کرے، اسی کی رحمت کا امیدوار رہے اور اس کے قہر و غضب سے ڈرتا رہے اور اسی پر بھروسہ رکھے۔

شرک کی قباحت

دنیا میں بہت سی قومیں موجود ہیں ان میں مشرک بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوسری چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے لئے وہ صفات تجویز کرتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اور بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں۔ جیسے نصاریٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے ہیں یہ سب لوگ مشرک ہیں اور کافر ہیں۔

اپنے خالق و مالک کے بارے میں اپنی طرف سے عقیدے تجویز کر لینا اور اس کی عبادت کے طریقے اپنی سمجھ سے بنا لینا اور ان میں مشغول ہونا۔

عقائد اور عبادات کے لئے اسی کی جانب سے ہدایات ملنا ضروری ہے جس کی عبادت

کرنا ہے اور جس کی ذات وصفات کے بارے میں صحیح عقیدے رکھتے ہیں۔

جو عقیدہ اور عمل پیدا کرنے والے کی طرف سے نہ بتایا گیا ہو، اس کو زندگی کا مشغلہ بنانا عقل وفہم کی رو سے کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے اور اس پر نجات کی امید رکھنا اور یہ یقین کرنا کہ اس کی وجہ سے موت کے بعد عذاب سے محفوظ ہوں گے بہت بڑی نادانی ہے، پیدا کرنے والے کے ساتھ شرک کرنا جس تعظیم کا وہ مستحق ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کی ایسی تعظیم کرنا۔ یا اس کے علاوہ کسی دوسرے کی بھی عبادت کرنا۔ عقل اور دانش کے بھی سراسر خلاف ہے پیدا کرے کوئی اور عبادت ہو کسی کی، کوئی عقل سلیم والا اس کو تسلیم نہیں کر سکتا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی، عبادت کرنے والوں سے جب اس سلسلے میں بات کی جاتی ہے تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ ہی کی عبادت ہے، اور یہ مخلوق کی عبادت خالق تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، یہ بات کہنے کی ضرورت اسی لئے محسوس کرتے ہیں کہ خود ان کی اپنی عقل بھی اس شرک کو گوارا نہیں کرتی۔

جس طریقہ پر خالق کی عبادت کرتے ہو وہ طریقے کہاں سے ملے ہیں؟

اُن لوگوں سے سوال ہے کہ خالق کی عبادت کے عنوان سے جو مخلوق کی عبادت کرتے ہو اور اس کو خدائے تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہو کیا اس بارے میں خدا تعالیٰ نے تم کو کوئی ہدایت دی ہے اور کیا اس کی کوئی سند تمہارے پاس ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ——————

—————— یہ لوگ اپنے ملکی اور قومی رواج کی وجہ سے شرک کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اور بات کو گھما پھرا کر عقل کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں! یہ ان لوگوں کا حال ہے جو کبھی غور کرنے لگتے ہیں کہ ہم شرک میں مبتلا ہیں لیکن کروڑوں افراد ایسے ہیں جو یہ بات سوچنے کی طرف توجہ کرتے ہی نہیں کہ ہم اپنے خالق کے علاوہ دوسرے کی عبادت میں کیوں لگیں؟ کچھ لوگ ایسے ہیں جو بظاہر شرک کی مخالفت کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی شرک میں مبتلا ہیں، ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جو حلول کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارا خالق فلاں مخلوق کے اندر مل گیا ہے۔

جو لوگ حلول کے قائل ہیں ان کی گمراہی

اور بعض فرقے یوں کہتے ہیں کہ یہ روح جو اندر

بول رہی ہے یہی خدا ہے اور کچھ ایسے ہیں جو خالق کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں یہ سب شرک ہے لا الٰہ الا اللہ صرف لفظ ہی نہیں ہے اگر صرف زبانی گواہی دیں گے اور دل میں اس کے خلاف عقیدہ رکھے، اس سے مسلمان نہیں ہوتا جب کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کا دل سے اقرار کرے تو اس کی زندگی ظاہر سے اور باطن سے ان سب لوگوں سے مختلف ہو جاتی ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے اس کے عقائد اور اعمال سب لا الٰہ الا اللہ کے مطابق ہو جاتے ہیں محض مان لینا کہ خالق تعالیٰ شانہ کا وجود ہے اور یہ کہ اس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے جس کا اقرار عرب کے مشرکین بھی کرتے تھے صرف اس سے مسلمان نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کو ماننے اس کی ذات و صفات کے بارے میں وہ عقائد رکھے جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بتائے اور اس کے تمام احکام قبول کرلے جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بھیجے ہیں اور عقائد میں اور عبادات میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تب مسلم ہوگا اور آخرت میں نجات کا مستحق ہوگا۔

وحدت ادیان کا عقیدہ رکھنے والوں کی گمراہی

اس دور میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو وحدت ادیان کے قائل ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف اللہ کو مان لینا نجات کے لئے کافی ہے یہ ان لوگوں کی گمراہی ہے اور سراپا کفر ہے۔

رسالت پر ایمان اور اس کے لوازم

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول ماننے کا یہ مطلب ہے کہ جب لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرکے بندہ نے اللہ کے حکموں پر چلنا فرض کرلیا تو ان حکموں کا جاننا بھی فرض اور ضروری ہوا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم خود بخود معلوم نہیں ہوسکتا، بلکہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری سے بندوں تک خدا کے احکام پہنچے ہیں اس لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول خدا کی طرف سے نہیں آئے گا۔ حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے حکموں اور بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر خدا کی عبادت کرنا فرض ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ کے بندے اور سچے رسول ہیں انہوں نے اپنے پاس سے کوئی بات نہیں بتائی ان کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ ان سے محبت رکھنا خدا تعالیٰ سے ہی محبت کرنا ہے۔ آپؐ کی بات کا ماننا فرض ہے آپ کے حکم کو بلا چوں وچرا تسلیم کرے آپ نے جو غیب کی باتیں بتائی ہیں اُن پر ایمان لاتے۔ مثلاً تقدیر پر، فرشتوں پر، دوزخ پر اور جنت پر، اور قبر کے حالات پر، قیامت ہونے پر، اگرچہ یہ باتیں سمجھ میں بھی نہ آتی ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ بھی رکھے کہ آپ نے جو طریقہ بتایا ہے اور خود اس پر پوری طرح عمل کر کے دکھایا ہے، وہی حق اور خدا تعالیٰ کا پسندیدہ ہے اس کے خلاف زندگی گزارنے والا اللہ کا محبوب بندہ اور سیدھی راہ پر چلنے والا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامل ومکمل دین پیش کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ کی آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا میں اعلان فرمایا ہے، دین اسلام انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے، اعتقادیات، عبادات، سیاسیات، معاشرت، تجارت، زراعت، صناعت، گھریلو زندگی اسلام نے اس سب کے احکام بتائے ہیں، اسلام میں کوئی نئی چیز نکالنے اور اپنی طرف سے کوئی چیز نکال کر شامل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ

جتنی قومیں بھی دنیا میں بستی ہیں اور جتنے اہل مذاہب آنحضرت سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا میں موجود تھے یا اب موجود ہیں خواہ وہ کسی نبی کے ماننے اور پیرو ہونے کے مدعی ہوں اور خواہ کسی بھی دین پر ہوں ان سب پر فرض ہے کہ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ہر وہ عقیدہ تسلیم کریں اور مانیں جو آپؐ نے بتایا قیامت تک کے لئے ہر قوم ہر جماعت ہر فرد ہر علاقہ کے انسان آپ کی امتِ دعوت میں

شامل ہیں، سورۂ اعراف میں فرمایا۔

قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۝ آپ فرما دیجئے بے شک میں اللہ کا پیغمبر ہوں تم سب کی طرف

اور سورہ فاطر میں ارشاد فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام انسانوں کیلئے پیغمبر بنا کر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَسْمَعُ بِىْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِىٌّ وَّلَا نَصْرَانِىٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِىْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے میرے نبی ہونے کی خبر جس کسی انسان کو بھی پہنچے گی اور وہ اس دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے گا جو دین لے کر میں بھیجا گیا ہوں تو وہ ضرور دوزخ والوں میں سے ہوگا چاہے یہودی ہو یا نصرانی۔

(رواہ مسلم)

یہود و نصاریٰ کا ذکر خصوصیت سے اس لئے فرمایا کہ وہ اپنے پاس دین سماوی ہونے کے مدعی ہیں۔

دین اسلام جو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود خدائے پاک کی طرف سے لائے ہیں اور تمام انسانوں کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دی ہے صرف یہی دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے، سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتے ہوتے دین کے علاوہ کوئی دین اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو چاہے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

لہٰذا جب سے آپ کی بعثت ہوئی ہے یہودی نصرانی فرقہ صابئین اور ہر قوم اور ہر

اہل مذہب کے لئے معیارِ نجات صرف سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اور کسی قسم کا کوئی ایمان معتبر نہیں صرف یہی ایمان معتبر ہے کہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپؐ نے جو کچھ بتایا ہے، اس سب کو دل سے مانے اور تسلیم کرے ایسے لوگ قیامت میں خوف زدہ اور غمگین نہ ہوں گے۔

واضح رہے کہ شیطان کو یہ گوارا نہیں ہے کہ وہ دوزخ سے بچیں اور جنت میں جائیں اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جو لوگ اسلام قبول کریں گے وہ جنت میں جائیں گے اور دوزخ سے بچ جائیں گے اس لئے اس کی پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کوئی انسان اسلام قبول نہ کرے اور اگر کسی نے اسلام قبول کر لیا تو اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کا عقیدہ خراب کرے اور کفریہ عقیدہ پر ڈالے۔ دنیا میں بہت سے فرقے ہیں جو مسلمان ہونے کے مدعی ہیں لیکن وہ اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے کافر ہی ہیں مثلاً ایک جماعت (روافض) یوں کہتی ہے کہ یہ قرآن مجید جو مسلمانوں کے پاس ہے وہ نہیں ہے جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اس قرآن کو امام مہدی اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ دو چار کے علاوہ سب صحابہ (نعوذ باللہ) کافر تھے جب کہ اللہ تعالےٰ نے سابقین اولین مہاجرین اور انصار کے لئے اور ان کی متبعین باحسان کے لئے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اعلان فرمایا ہے اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض اماموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے بدا ہو گیا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کو پہلے معلوم نہ تھا کہ اس کی موت پہلے ہو جائے گی۔

اس زمانہ میں ایسی بہت سی جماعتیں موجود ہیں جنہیں اسلام کا دعویٰ ہے لیکن مسلمان نہیں ہیں کچھ لوگ اپنے امام ہی کو سب کچھ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کا مطلب وہی ہے جو ہمارے امام نے بتایا خواہ وہ قرآن کے ظاہری نصوص کے خلاف ہی ہو اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ختم نبوت ہی کے منکر ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ شرعیہ حجت نہیں ہیں ان سب لوگوں کی باتیں سراپا کفر ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم کے خلاف ہیں، یہ لوگ گمراہی میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی جماعت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہٹ گئے اور اپنے طور پر سوچ کر اپنا دین الگ بنا لیا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت معیارِ حق ہے ان سے جو ہٹے گا گمراہ ہوگا۔

بَابُ العَقَائد

عقائد کا تفصیلی بیان

اسلامی عقیدوں کا تفصیلی بیان

اب اسلام کے تفصیلی عقائد لکھے جاتے ہیں جو قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے ثابت ہیں۔

عقائد جمع ہے عقیدہ کی دل سے جس بات کا یقین کرلیا جائے، اس کو عقیدہ کہتے ہیں عقیدہ ہی وہ چیز ہے جس پر موت کے بعد آرام سے رہنے یا عذاب میں رہنے کا مدار ہے، عقیدے اگر صحیح ہوں گے یعنی کتاب اللہ اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں گے تو آخرت میں نجات ہوگی ورنہ دائمی عذاب بھگتنا پڑے گا، دین اسلام میں عقائد بھی بتائے گئے ہیں، اور اعمال صالحہ واخلاق حسنہ کی بھی تعلیم دی ہے، اور فرائض وواجبات کا بھی حکم فرمایا ہے۔ اور حرام ومکروہ چیزوں سے بھی منع فرمایا ہے لیکن ان سب میں اصل الاصول اور بنیادی چیز عقائد ہی ہیں، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے مفہوم ومطالبہ کو جب کسی نے سمجھ لیا اور دل سے اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ مان لیا اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم کرلیا تو ان سب عقائد واحکام کا ماننا فرض ہوگیا جو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں اور ان تمام خبروں کی تصدیق کرنا بھی فرض ہوگیا جو گذشتہ اور آئندہ واقعات کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں انھیں خبروں میں قبر اور حشر اور جنت ودوزخ اور جنتیوں اور دوزخیوں کے حالات کی تفصیلات بھی ہیں ان کا ماننا بھی فرض ہے توحید ورسالت کے ماننے کے ذیل میں ان سب چیزوں کا ماننا فرض ہوجاتا ہے جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے اور کوئی شخص یوں کہے کہ میں اللہ کو معبود حقیقی وحدہ لاشریک مانتا ہوں، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی اور رسول نہ مانے وہ کافر ہے آخرت کے دن اس کی نجات نہیں ہوگی۔

اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان لائے اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول بھی تسلیم کرے لیکن قرآن وحدیث کی کسی بات کو جھٹلائے وہ بھی کافر ہے جب

قرآن وحدیث کی کسی بات کو جھٹلایا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کو مانا ہی نہیں، جو لوگ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہیں لیکن خاتم النبیین نہیں مانتے وہ لوگ بھی کافر ہیں کیونکہ قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔

صحت عقائد کی ضرورت

عقائد کی صحت پر دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پانے اور جنت کی ابدی نعمتوں سے نوازا جانا موقوف ہے۔ جس کا عقیدہ کفریہ ہو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، اس لئے اپنے عقیدے درست کرنا اور بچوں کو صحیح عقائد سمجھانا، سکھانا اس زندگی کا سب سے بڑا فریضہ ہے اور اس میں اولاد کی سب سے بڑی ہمدردی ہے۔

آج کل بہت سے مرد وعورت اور اسکول وکالج کے طلبہ اور طالبات عیسائیوں اور ہندوؤں اور بد دینوں کی صحبت میں رہ کر اسلام کے عقیدوں کے خلاف بولنے لگتے ہیں اور دوسرے طریقوں اور نظریوں کو اسلام سے اچھا سمجھنے لگتے ہیں اور شرکیہ عقیدوں اور باطل خیالوں میں پھنس جاتے ہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کے نام مسلمانوں جیسے ہوں اور اگرچہ ان کے ماں باپ مسلمان ہوں صحیح عقائد رکھنے کا نام ایمان ہے، اگر ایمان نہیں تو دنیا کی بڑی سے بڑی دولت نہ صرف یہ کہ بیکار ہے بلکہ آخرت میں سببِ عذاب ہے خوب سمجھ لیں اور بچوں کو سمجھا دیں۔

اب ہم اسلامی عقیدوں کو تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں ان کو سمجھ کر پڑھیں اور دل سے اُن کا اعتقاد رکھیں۔

عقیدہ: تمام عالم بالکل ناپید تھا، پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے موجود ہوا،

عقیدہ: اللہ ایک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اُس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا، نہ اُس کی کوئی بیوی ہے، نہ کوئی اسکی اولاد ہے، اور کوئی اس کا ہمسر اور برابر نہیں،

عقیدہ: وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، نہ وہ پیدا ہوا نہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔

عقیدہ: کوئی چیز اس کے مثل نہیں، وہ سب سے نرالا ہے۔

عقیدہ: وہ زندہ ہے، زندہ رہنے والا ہے، ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔
عقیدہ: کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔
عقیدہ: وہ کلام فرماتا ہے، لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں ہے۔
عقیدہ: وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی اس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں۔
عقیدہ: صرف وہی عبادت کے لائق ہے اور اس کا کوئی ساجھی نہیں، وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے، زبردست ہے، عزت والا ہے، بڑائی والا ہے، ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔
عقیدہ: وہ توبہ قبول کرنے والا ہے، گناہوں کا بخشنے والا ہے، بہت دینے والا ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کی روزی چاہے تنگ کردے، اور جس کی روزی چاہے زیادہ کردے، جس کو چاہے پست کردے، جس کو چاہے بلند کردے، جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔
عقیدہ: وہ انصاف والا ہے، بڑے تحمل اور برداشت والا ہے، عبادت کی قدر کرنے والا ہے، دعا کا قبول کرنے والا ہے، وہ سب پر حاکم ہے، اس پر کوئی حاکم نہیں، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔
عقیدہ: وہ سب کا کام بنانے والا ہے، وہی زندہ کرتا ہے وہی موت دیتا ہے، جو کچھ وجود میں ہے اسی کے ارادے سے ہے، آرام و راحت، دُکھ و تکلیف، حرج و مرض، شفا و تندرستی، نفع و ضرر سب کچھ اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے۔
عقیدہ: اس کو اس کی صفتوں سے جانتے ہیں۔ مخلوق کے ذریعہ اس کو پہچانتے ہیں، اس کی ذات کو بالکل پوری طرح ہم نہیں جان سکتے۔ جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم ہوتا ہے بے اس کے حکم سے ایک ذرہ بھی نہیں ہل سکتا،
عقیدہ: نہ وہ سوتا ہے نہ اُونگھتا ہے، وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں وہی سب چیزوں کو تھامے ہوتے ہے۔
عقیدہ: وہ تمام اچھی اور کمال کی صفتوں سے ہمیشہ متصف ہے، اس کی صفتیں ہمیشہ

رہیں گی، اور اس کی کوئی صفت کبھی ختم نہیں۔

عقیدہ: مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے، اور قرآن وحدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے جو مخلوق کی صفتوں سے ملتی جلتی ہیں تو ان کے معنی اللہ کے حوالے کریں، کہ وہ ہی اس کی حقیقت جانتا ہے، اور ہم بے کھود کرید کئے، اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب اس کے نزدیک ہے وہ ٹھیک ہے اور حق ہے۔

عقیدہ: عالم میں جو کچھ برا بھلا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے، اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے۔

عقیدہ: ساری مخلوق کے بارے میں اس نے پہلے سے طے فرمادیا ہے، کہ ایسا ایسا ہوگا، تقدیر اسی کا نام ہے، اور بری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں جن کو وہی جانتا ہے۔

عقیدہ: بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں، اور اپنے اختیار سے مؤمن ہوتے ہیں۔ اور کافر بنتے ہیں، البتہ ایمان کفر اور نیکی و بدی سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اس پر کسی کا زور نہیں، اور بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں، گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو کسی ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہوسکے۔

عقیدہ: کوئی چیز خدا کے ذمّہ واجب نہیں، وہ جو کچھ اپنی مہربانی سے عطا فرمائے اس کا فضل ہے، وہ جس کو چاہے بخشدے اور گناہ معاف کردے اور جس کو چاہے گناہ پر سزا دے، اس کو پورا اختیار ہے،

عقیدہ: کثیر تعداد میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں، ان کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کرسکتے، ایسی باتوں کو مُعجِزَہ کہتے ہیں، ان میں سب سے

پہلے حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد میں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت ختم ہوگئی اب آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ ہوگا، باقی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گذرے، ان میں بعض بہت مشہور ہیں، جیسے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام،

عقیدہ: سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی، ان کی گنتی پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اس لئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو معلوم نہیں ان پر بھی۔

عقیدہ: پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے، سب سے بڑا مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے، آپؐ سب کے پیغمبر ہیں۔

عقیدہ: جو شخص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور جو شخص اس کے دعوی کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہے۔

عقیدہ: حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا، اور پھر اسی رات میں مکہ پہنچا دیا، اس کو معراج کہتے ہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا فرما کر ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے اُن کو فرشتہ کہتے ہیں، بہت سے کام ان کے حوالے کئے ہیں، وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام

نہیں کرتے جس کام میں لگادیا ہے اس میں لگے رہتے ہیں، ان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بہت مشہور ہیں، یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر اللہ کی طرف سے وحی لاتے تھے، قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ نے انہی کے ذریعہ نازل فرمایا، ان کو قرآن مجید میں "الروح الامین" کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے، وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی، اُن کو جِنّ کہتے ہیں، ان میں مومن وکافر، نیک وبد سب طرح کے ہوتے ہیں، ان کے اولاد بھی ہوتی ہے، ان سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس شیطان ہے۔

عقیدہ: مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے، اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا، اور حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب اتباع کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہوجاتا ہے، ایسے شخص کو وَلِی کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے ظاہر نہیں ہوتیں، ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

عقیدہ: ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائے مگر کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، اور کوئی شخص خدا کا کیسا ہی پیارا ہوجائے جب تک ہوش وحواس باقی ہوں اس پر شرع کا پابند رہنا فرض ہے، نماز روزہ یا کوئی عبادت اس سے معاف نہیں ہوتی، اور کوئی گناہ اس کے لئے جائز نہیں ہوجاتا۔

عقیدہ: جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہوسکتا، اگر اس کے ہاتھ سے اچنبھے کی بات دکھائی دے تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا ہے ایسا شخص گمراہ ہے، اس کا معتقد ہونا اور اس کو بزرگ سمجھنا گمراہی ہے۔

عقیدہ: اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں قرآن وحدیث میں بندوں کو بتادیں، اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں، ایسی نئی بات کو بِدْعَتْ کہتے ہیں، بدعت بہت بڑا گناہ ہے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی وہ مردود ہے بدعتی کی عبادت مقبول نہیں اور اسے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ وہ اپنی امتوں کو پڑھائیں اور دینی باتیں سمجھائیں، ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں: **توریت**[۱] حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، **زبور**[۲] حضرت داؤد علیہ السلام کو، **انجیل**[۳] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، **قرآن**[۴] مجید ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔

عقیدہ: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی کتاب آسمان سے نازل نہ ہوگی، قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا، دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا، مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

عقیدہ: خدا تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن لوگوں نے بحالت ایمان دیکھا۔ پھر ایمان پر اُن کو موت آگئی، ان کو **صحابی** کہتے ہیں، ان کے بڑے مرتبے ہیں، ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا لازم ہے، ان میں چار صحابی زیادہ مشہور ہیں، اور مرتبہ میں دوسرے صحابیوں سے بڑے ہیں۔

حضرت[۱] ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اول ہوئے جو تمام امت میں سب سے افضل ہیں، ان کے بعد حضرت[۲] عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت سے افضل ہیں، یہ دوسرے خلیفہ ہیں جو حضرت ابو بکرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے، ان کے بعد حضرت[۳] عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری اُمت سے افضل ہیں جو حضرت عمرؓ کے بعد خلیفہ ہوتے، یہ تیسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت[۴] علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری اُمت سے افضل ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوتے، یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ: صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

عقیدہ: ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب اولاد اور ازواج یعنی بیویاں سب تعظیم کے لائق ہیں، اور اولاد میں سب سے بڑا مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے، اور بیویوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

عقیدہ: ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

سب باتوں میں سچا جانے، اور ان سب کو دل سے مان کے، اللہ و رسولؐ کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس پر اعتراض کرنا یا اس کا مذاق اڑانا کفر ہے ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ: قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنا مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی ہے۔

عقیدہ: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ: گناہ چاہے کتنا بڑا ہو جب تک اس کو بُرا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا، البتہ گناہ سے ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔

عقیدہ: نجومی وغیرہ سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر کی بات ہے۔

عقیدہ: غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، البتہ نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیب کی باتیں بتائی تھیں، ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ علم دیا اور بہت زیادہ غیب کی باتوں کی خبر دی، مگر عالم الغیب اللہ کے سوا کسی کو کہنا درست نہیں ہے، غیب کی سب باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

عقیدہ: کسی کا نام لے کر یقینی طور پر کافر کہنا یا لعنت کرنا درست نہیں، ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر یا جھوٹوں پر اللہ کی لعنت، اور جن کا نام لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا اُن کے کفر پر مرنے کی خبر دی ہے، ان کو کافر و ملعون کہنا جائز ہے، اور اُن کے کفر پر مرنے کا یقین کرنا اور قطعی طور پر کافر اور دوزخی کہنا درست ہے۔

عقیدہ: جن لوگوں کا نام لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کا بہشتی ہونا بتایا ہے اُن کے سوا کسی کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے، البتہ کسی کے بارے میں اس کے اچھے اعمال دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اچھی امید رکھنا درست ہے۔

عقیدہ: جب آدمی مر جاتا ہے اگر دفن کر دیا جائے تو دفن کے بعد، اور دفن نہ کیا جائے تو جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن میں ایک کو مُنکَر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں، وہ

اگر پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر وہ ایمان دار ہوتا ہے تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے، پھر اس کے لئے وہاں سب طرح کا چین ہے، جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں، جس سے جنت کی عمدہ ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے، اور وہ قیامت آنے تک وہاں خوب مزے میں رہتا ہے اور اگر وہ مُردہ ایمان دار نہ ہوا تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ "مجھے کچھ خبر نہیں" پھر اسے بڑی سختی کا عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے، مگر یہ سب باتیں مُردہ کو معلوم ہوتی ہیں، زندہ لوگ نہیں سمجھتے اور نہ سُنتے ہیں، جیسے سوتا آدمی خواب میں بہت کچھ دیکھتا ہے، اور جاگتا آدمی اس کے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

عقیدہ: مرنے کے بعد ہر دن صبح وشام مردہ کا جو ٹھکانہ ہے وہ دکھا دیا جاتا ہے، جنتی کو جنت دکھا کر خوش خبری دیتے ہیں، اور دوزخی کو دوزخ دکھا کر حسرت اور رنج وغم بڑھاتے ہیں۔

عقیدہ: مسلمان مُردہ کے لئے دُعا کرنے سے، کچھ خیر وخیرات دے کر بخشنے سے اس کی طرف سے حج کرنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے، اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

عقیدہ: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں، سب ضرور ظاہر ہونے والی ہیں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔ وہ اس وقت امیر المومنین ہوں گے اور خوب انصاف سے چلیں گے ان کے زمانہ میں کانا دجّال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اس کو مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا فساد کریں گے، پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہوجائیں گے، ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا، اور آدمیوں سے باتیں کرے گا، مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا، اور آخر میں سب مسلمان بالکل ختم ہوجائیں گے ایک مسلمان بھی باقی نہ رہے گا، اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی، اور اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہونگی۔

عقیدہ: جب ساری نشانیاں پوری ہوجائیں گی اور ایک مسلمان بھی زندہ نہ رہے گا، اور کافر بہت عیش کی زندگی گذار رہے ہوں گے، اللہ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، اس صور کے پھونکنے سے آسمان پھٹ جائیں گے، ستارے بے نور ہوجائیں گے، چاند سورج

کی روشنی جاتی رہے گی، زمین میں بھونچال آجائے گا، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑجائیں گے، اور ساری مخلوق مرجائے گی، اور سب مرے ہوئے بے ہوش ہوجائیں گے، مگر جس کو اللہ چاہے گا بے ہوشی سے بچالے گا اور ایک مدت اسی کیفیت پر گذر جاتے گی۔

عقیدہ: پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا، اس سے پھر سارا عالم پیدا ہوجائے گا، مردے زندہ ہوجائیں گے، اور ایک میدان میں حساب کتاب کے لئے سب اکٹھے ہوں گے۔ اسی کو روز قیامت کہتے ہیں، اس کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سفارش کرانے جائیں گے، سب انکار کردیں گے بالآخر ہمارے حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے، حساب کتاب شروع ہوگا ترازو کھڑی کی جائے گی، بھلے بُرے عمل تولے جائیں گے، اعمال پر فیصلے ہوں گے، بعض بے حساب جنت میں چلے جائیں گے، نیکوں کا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں اور بُروں کا بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا، ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے، جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پھر پل صراط پر چلنا ہوگا جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہوکر بہشت میں پہنچ جائیں گے، جو کافر اور بدکار ہیں وہ کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ: بہشت یعنی جنت پیدا ہوچکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں اس میں مؤمن مرد و عورت داخل ہوں گے بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا، اور کسی طرح کی کوئی تکلیف دکھن یا تھکن نہ ہوگی، اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اس سے نکلیں گے، نہ نکالے جائیں گے، نہ نکلنا چاہیں گے، ان کو کبھی موت نہ آئے گی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ چین اور آرام سے رہیں گے۔

عقیدہ: بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا، اس کی لذت کے مقابلہ میں تمام نعمتیں ہیچ ہوں گی،

عقیدہ: دوزخ پیدا ہوچکی ہے، اس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے اس کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر[۶۹] درجہ زیادہ گرم ہے اس میں اسلام کے منکرین یہودی، عیسائی، ہندو بدھسٹ، پارسی اور تمام کافر و مشرک بے دین منکرینِ خدا داخل کئے جائیں گے، وہ اس میں

ہمیشہ رہیں گے کبھی ان کو موت نہ آتے گی ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، ان کی کبھی بھی بخشش نہ ہوگی۔

عقیدہ: دوزخ میں بعض گناہ گار مسلمان بھی داخل ہوں گے پھر اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور نیک بندوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہو جائیں گے، خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کر دے، اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔

عقیدہ: شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا، اور ان کے علاوہ جو اور گناہ ہیں ان میں سے جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔

عقیدہ: دنیا میں جاگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

عقیدہ: عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا یا بُرا آدمی ہو اس کا فیصلہ اس حالت کے موافق ہوگا جس پر خاتمہ ہوگا، ایمان پر مرا تو ایمان والوں میں اور کفر پر مرا تو کفر والوں میں شمار ہوگا۔

عقیدہ: آدمی عمر بھر میں جب کبھی گناہوں سے توبہ کر لے یا کافر مسلمان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی توبہ مقبول ہے، البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اُس وقت کافر کا ایمان اور مؤمن گنہگار کی توبہ مقبول نہیں ہوتی، کافر کی بخشش تو نہ ہوگی، البتہ مؤمن گنہگار کو اللہ چاہے گا تو بغیر عذاب کے بخش دے گا، یا سزا دے کر جنت میں بھیجدیگا۔

بہت ضروری تنبیہ

کوئی شخص مسلمان کا بیٹا ہونے سے یا اسلام کا دعویدار ہونے سے مسلمان نہیں ہوتا، جب تک کہ اس کے عقائد قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہوں، بہت سے لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو نبی مانتے ہیں، اور کچھ لوگ فرائض کے منکر ہیں، اور بہت سے لوگ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں اگرچہ اسلام کا دعویٰ کریں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبٰتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ
وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿﴾

بابٌ ما نهي من اعتداد حدود الله

(اللہ تعالیٰ کی حدود سے آگے بڑھنے کی ممانعت)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اسلام کامل و مکمل دین ہے

اس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں

دین میں جو نئی چیز نکالی جائے وہ مردود ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے اس دین میں وہ کام جاری کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔ [1]

دین اسلام ایک صاف سچا کامل و مکمل دین ہے رہتی دنیا تک اس کا ہر ہر حکم محفوظ ہے کیسے ہی احوال بدل جائیں اور کیسے ہی انقلابات آجائیں لیکن اسلام اپنی جگہ اٹل ہے اُس کی کسی چیز میں بدلنے کی گنجائش نہیں، انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے قوانین اسلام نے ایسے وضع کئے ہیں کہ ان سے بہتر کوئی پیش نہیں کرسکتا، اور نہ آج تک کوئی پیش کرسکا، اسلام کامل اس قدر ہے کہ اسلام کے نہ نظام حکومت میں تبدیلی کی گنجائش ہے نہ اس کے نظام اقتصادیات میں کسی اضافہ یا کمی کی ضرورت ہے، نہ اس کے نظام معاشرت میں کسی تبدیلی کا موقع ہے نہ اس کے وضع کردہ طرق معاملات کے متعلق کسی ترمیم کی حاجت ہے، غرضیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلام جاری وساری ہے اور اس میں کہیں بھی کسی جگہ تبدیل وترمیم کی ضرورت نہیں اور کیونکر تبدیلی کی ضرورت ہوسکتی ہے؟ جب کہ اللہ جل شانہٗ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کا اعلان فرما چکے ہیں۔

---

[1] رواہ البخاری ومسلم

پھر اسلام کے احکامات میں کوئی الجھاؤ اور پیچیدگی نہیں ہے جس کی وجہ سے سمجھنے یا عمل کرنے میں دقت پیش آئے، بلکہ اس کا ہر فیصلہ دو ٹوک اور ہر حکم صاف اور صریح اور ہر قانون ظاہر اور بیّن ہے۔

الترغیب والترہیب میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا اِلَّا هَالِكٌ۔ البتہ میں نے تم کو ایسے صاف راستہ پر چھوڑا ہے جس کا رات اور دن برابر ہے، اس سے وہی ہٹے گا جو ہلاک ہوگا (یعنی اپنی جان کو دوزخ میں ڈالنے کو تیار ہوگا)۔

بدعت کی مُذمت اور قباحت

جب کہ دین اسلام کامل و مکمل اور صاف و صریح دین ہے، جس میں ذرا سی بھی ترمیم اور اضافہ کی گنجائش نہیں ہے تو اب اس میں کسی بدعت کا نکالنا اور اپنی طرف سے کسی ایسے کام کو دین میں داخل کرنا جو دین میں نہیں ہے، سراسر گمراہی ہوگی اور دین میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہوگا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ اَتٰى بِبِدْعَةٍ ظَنَّ اَنَّ مُحَمَّدًا اَخْطَأَ الرِّسَالَةَ یعنی جس نے بدعت کا کام کیا گویا اس نے یہ سمجھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کا حکم پہنچانے میں غلطی کی ہے اور پورا دین نہیں پہنچایا اور احکام ٹھیک نہیں بتلائے ہیں لہٰذا میں اس میں اپنی طرف سے کوئی عمل جاری کر کے ناقص دین کی تکمیل کرتا ہوں (اللہ کی پناہ) بدعت والے یوں تو ہرگز نہیں کہتے کہ ہم بدعت کر رہے ہیں بلکہ اپنے اعمال کو عین دین سمجھتے ہیں، اس لئے بدعت سے توبہ بھی نہیں کرتے نہ ان کی انھیں توفیق ہوتی ہے۔

بدعت کے علاوہ کوئی کتنا ہی بڑا گناہ ہو، چونکہ انسان اسے گناہ سمجھتا ہے اس لئے اس کے کرنے سے ڈرتا بھی ہے، اور توبہ بھی کرتا ہے، قیامت کے دن کی پکڑ کا بھی خیال اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے، لیکن بدعت کو چونکہ نیکی سمجھ کر کیا جاتا ہے اس لئے اس سے توبہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا، شیطان کی سب سے بڑی چال یہی ہے کہ انسان کو ایسے عمل پر ڈال دے جو حقیقت

میں گناہ ہو اور کرنے والا اسے نیکی سمجھتا ہو، الترغیب والترہیب میں ہے۔

اِنَّ اِبْلِیْسَ قَالَ اَھْلَکْتُھُمْ بِالذُّنُوْبِ فَاَھْلَکُوْنِیْ بِالْاِسْتِغْفَارِ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ اَھْلَکْتُھُمْ بِالْاَھْوَاءِ فَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُھْتَدُوْنَ فَلَا یَسْتَغْفِرُوْنَ۔

یعنی ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہ کرا کے ہلاک کیا (یعنی دوزخ کا مستحق بنایا)، تو انھوں نے مجھے اس طرح ہلاک کر دیا کہ گناہ کر کے توبہ کر لی (اور میری محنت پر توبہ کر کے پانی پھیر دیا) جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو میں نے ایسے عمل جاری کر دیئے جو نفسوں کی خواہشوں کے موافق ہیں (اور حقیقت میں گناہ ہیں) اب وہ ان کاموں کو چونکہ نیکی سمجھتے ہیں، اس لئے اپنے کو ہدایت پر جانتے ہیں، لہذا استغفار نہیں کرتے۔

جب اہل بدعت کو کسی بدعت پر تنبیہ کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یہ بدعت ہے تو بجائے اس کو ترک کرنے کے الٹا منع کرنے والے پر اعتراض کر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم نے اس پر اعتراض جڑ دیا اس لئے ہمارا عمل بدعت نہیں رہا، مثلاً جب کسی بدعتی سے کہا جاتا ہے، کہ تمہارا یہ عمل بدعت ہے تو جھٹ یوں کہنے لگتے ہیں کہ ریل بھی بدعت ہے، ہوائی جہاز بھی بدعت ہے تم ان میں کیوں سوار ہوتے ہیں، یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں کہاں تھیں؟ بلکہ بعضے اپنی جہالت کا مضبوط ثبوت دیتے ہوئے یوں کہہ دیتے ہیں کہ تمہارا وجود بھی بدعت ہے. تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا خلافت راشدہ کے دور میں کہاں تھے؟ بدعتیوں نے اپنی بدعت پر جمنے کے لئے یہ حیلہ خوب تراشا ہے، اور سمجھتے ہیں کہ بدعتیں جائز کرنے کے لئے ہم بہت دور کی کوڑی لاتے ہیں۔

شرعاً بدعت کا مفہوم کیا ہے

ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ بدعت کسے کہتے ہیں، بدعت کا تعلق دینی اعمال سے ہے دنیاوی انتظامات اور استعمالی اشیاء سے نہیں ہے، بدعت کا یہ مطلب کہ جو بھی کوئی چیز عہد نبوت اور خلافت راشدہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے چاہے دنیاوی منافع کی چیزیں ہوں چاہے نئی ایجادات ہوں چاہے انسانوں کا وجود ہو یہ بالکل غلط ہے! بدعت کیا ہے؟ اس کو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرما دیا مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَھُوَ رَدٌّ۔

(یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالے، جو ہمارے دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے) معلوم ہوا کہ بدعت کا تعلق ان چیزوں سے ہے جو نئی نکالی جائیں اور دین میں داخل کی جائیں، بس ریل اور ہوائی جہاز کی مثال دینا بالکل جہالت کی بات ہے، ان لوگوں سے گذارش ہے کہ اگر ریل، ہوائی جہاز بدعت ہے تو آپ اس سے بچیں کیونکہ حدیث شریف میں تو کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ” فرمایا ہے (یعنی ہر بدعت گمراہی ہے) جو چیز بدعت ہے آپ اس سے پرہیز کریں، دوسروں کو الزام دینے سے خود بدعت کرنا کیسے جائز ہو جائے گا؟

جو کوئی عالم بتائے کہ تم بدعت کر رہے ہو اگر اس بتانے والے پر بھروسہ نہ ہو تو دوسرے کسی عالم سے پوچھو جو واقعی عالم ہو، اور بدعتیوں کو خوش کرنے کے لئے ان کی رضا کے مطابق مسئلہ نہ بتائے، اور جب کسی چیز کا بدعت ہونا ثابت ہو جائے تو اُسے چھوڑ دو، کٹ حجتی اور الٹے سیدھے سوال و جواب کرنے سے بدعت نیکی نہ بن جائے گی، یہی رہے گی اور آخرت میں مواخذہ کی باعث ہوگی۔

بعض لوگ، اپنے عمل کو بدعت تو مانتے ہیں لیکن یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ یہ بدعت حسنہ ہے حالانکہ حسب فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ”کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعت سیئہ ہے، کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے، بعض چیزیں جن کو بعض علماء نے بدعت حسنہ کہہ دیا ہے، وہ درحقیقت بدعت نہیں ہیں وہ سنتیں ہی ہیں۔

ان کی اصل عہد نبوت اور عہد صحابہؓ اور عہد تابعین میں ملتی ہے چونکہ ان صورت احوال کے کے اعتبار سے کچھ بدل گئی، اس لئے اس کو بعض علماء نے قوی اعتبار سے بدعت حسنہ کہہ دیا ہے اگر بعض علماء نے بعض چیزوں کو بدعت حسنہ کہہ دیا ہے تو اس سے ہر بدعت حسنہ کیسے ہو جائے گی؟ جتنی بدعتیں ہیں ان کو اہل بدعت حسنہ ہی کہتے ہیں، اس طرح سے تو چودہ سو سال سے لے کر گویا اب تک بدعت کا وجود ہوا ہی نہیں، بدعتوں میں مبتلا رہیں اور ہر بدعت کو حسنہ کہے جائیں اس طرح سے تو کوئی بدعت، بدعت نہیں رہتی۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل بدعة

ضَلَالَۃٌ" کا کوئی معنیٰ و مصداق باقی ہی نہیں رہتا۔

بدعت کے اعمال متقرر نہیں ہیں بلکہ بے شمار ہیں، اور ہر ملک اور ہر صوبہ میں علیحدہ علیحدہ بدعتیں ہیں، عوام سے مرعوب ہو کر بہت سے علاقوں میں علماء بھی بدعتوں میں شریک نظر آتے ہیں. علماء کی ذمہ داری ہے کہ عوام میں جو بھی کوئی عمل ہوتا دیکھیں اُسے قرآن وحدیث اور سُنت خلفاء راشدین وعمل صحابہؓ میں تلاش کریں، اگر نہ ملے تو پوری کوشش صرف کریں کہ وہ عمل چھوٹ جائے اور اس کی جگہ سُنتِ نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) پر عمل ہونے لگے، بیاہ شادی مرنے جینے میں ہر جگہ بے شمار بدعتیں ہوتی ہیں، قبروں پر بے شمار وبے انتہا گناہ ہوتے ہیں، جن کو کارِ ثواب سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت میں بدعت ہوتے ہیں۔ تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی، ثواب پہنچانے کے گھڑے ہوئے خود ساختہ طریقے، قبروں کے عرس، قبروں پر چادریں یا پھول چڑھانا، قبروں کو غسل دینا، پختہ بنانا، قبروں پر روٹیاں یا غلہ تقسیم کرنا، شب برأت کا حلوہ، حضرت جعفر کے کونڈے، حضرت پیرانِ پیر کی گیارہویں، مولود میں قیام، بی بی جی کی صحنک وغیرہ بے شمار بدعتیں رائج ہیں، اور ان کے مٹانے کے لئے اللہ کے سچے بندے جان توڑ کوشش کر چکے ہیں، لیکن چونکہ ان چیزوں کو نیکی سمجھ کر کیا جاتا ہے، اس لئے چھوڑنے کے بجائے علماء کرام ہی کو بُرا کہہ دیا جاتا ہے اور عورتیں تو رسموں اور بدعتوں کی ایسی پابند ہیں کہ ہرج مرض، تنگی ترشی، امیری غریبی ہر حال میں اُن کے انجام دینے کو فرض سمجھتی ہیں، فرض نمازوں کو چھوڑ دیں گی، مگر بدعتیں اور رسمیں نہ چھوڑیں گی، اللہ تعالیٰ سمجھ دے اور ہر مسلمان کو ہر بدعت سے بچائے۔

سینکڑوں سنتیں موجود ہیں حدیث شریف کی کتابوں میں صحیح سند سے مروی ہیں ان کو چھوڑ کر خود تراشیدہ طریقوں کو اختیار کرنا، اور بدعت حسنہ کہہ کر ان پر مضبوطی سے جمنا (جبکہ قرآن وحدیث کا بھرپور علم رکھنے والے ان کو بدعت بتا رہے ہوں) یہ کونسی سمجھ داری اور دینداری ہے؟ آخر سنتوں پر چلنا کیوں ناگوار ہے؟ بس یہی بات ہے ناکہ نفسوں کو بدعتوں سے مانوس کر لیا ہے، اور سنتوں پر چلنے کے لئے نفسوں کو راضی نہیں کرتے۔

فرائض کی پابندی کرنے اور محرمات سے بچنے کا حکم، اور حدود سے آگے بڑھنے کی ممانعت

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ نے بہت سے فرائض مقرر فرماتے ہیں، سو اُن کو تم ضائع نہ کرو، اور اس نے حدود مقرر فرمائی ہیں، سو اُن سے آگے مت بڑھو، اور اس نے بہت سی چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے، یہ خاموشی بھولنے کی وجہ سے نہیں ہے، سو ان کو مت کریدو۔[1]

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار چیزوں کا حکم فرمایا ہے جو بہت ہی اہم ہیں۔

اول فرائض کی پابندی، دوم: محرمات سے بچنا، سوم: حدودِ خداوندی سے آگے نہ بڑھنا، چہارم: جن چیزوں کی حلت وحرمت کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا اُن کے کریدنے سے بچنا۔

فرائض کی پابندی اور حرام چیزوں سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے، لوگ اس سے بہت غافل ہیں، تعجب ہے کہ بہت سے لوگ مخلوق کے حکموں کی پابندی اور ڈیوٹی کی بجا آوری پوری طرح کرتے ہیں اور اللہ جل مجدہٗ جو سب کا حاکم اور رازق وخالق ہے اس کے فرائض کی ڈیوٹی انجام دینے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے بچنے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، اور بہت سے لوگ نوافل اور تطوعات میں پیش پیش نظر آتے ہیں، اور فرائض کی ادائیگی میں زبردست کوتاہی کرتے ہیں، اور کُھلے طور پر حرام چیزوں میں پڑے ہوتے ہیں، راقم حروف نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ تہجد اور ذکر و تسبیح کے بہت پابند ہیں لیکن فرض نمازیں ان کے ذمہ قضا ہیں، بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ نفل صدقہ خیرات کرنے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے اور روزہ داروں کے روزے کھلوانے میں اپنے مال میں سے بڑا حصہ خرچ کرتے ہیں لیکن زکوٰۃ صحیح حساب سے نہیں دیتے اور باقاعدہ ادا نہیں کرتے، اور حج بھی چھوڑے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲ عن الدارقطنی

ہوئے ہوتے ہیں، بہت سے لوگ حرام کمانے سے دریغ نہیں کرتے، اور اسی سے حج کرتے ہیں، اور اپنے دیندار ہونے کے گمان میں ہی مبتلا ہیں۔

بہت سے پیروں اور فقیروں نے لوگوں کو بہکا رکھا ہے کہ سالانہ نذرانہ دیتے جاؤ تم جنتی ہو، نماز روزہ کی ضرورت نہیں، بس ہم کو نذرانہ دینے سے اللہ کے پیارے ہو جاؤ گے، ایسے پیروں نے لوگوں کے ایمان کا ناس کر رکھا ہے خود ڈوبے ہیں مگر اُن کو بھی لے ڈوبے ہیں، الحاصل فرائض خداوندیہ کی پابندی اور حرام کاموں سے بچنا بہت ہی زیادہ اہم اور ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ فرائض و محرمات قرآن مجید میں بھی ہیں اور حدیث شریف میں بھی فرقہ منکرین حدیث جو یہ کہتا ہے کہ قرآن پر عمل کرنا کافی ہے یہ اس کی جہالت ہے اور بے دینی کی بات ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ (سورہ حشر)

اور رسول جو کچھ تم کو دیں وہ لے لو اور جس چیز روک دیں اس سے رُک جاؤ۔

اور فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰل عمران)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا كَمِثْلِ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ (رواہ ابوداؤد)

کیا تم میں سے کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے اٹکل سے یوں کہے کہ اللہ نے اس کے سوا کچھ حرام نہیں کیا جو اس قرآن میں ہے، خبردار! یقین جانو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بہت سی چیزوں کا حکم دیا ہے اور بہت سی نصیحتیں کی ہیں اور بہت سی چیزوں سے میں نے روکا ہے اور یہ سب تعداد میں قرآن کے احکام کے برابر ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔

اور یہ جو فرمایا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا۔ (اللہ نے بہت سی حدود مقرر فرمائی ہیں،

ان سے آگے نہ بڑھو) اس جملہ سے بے شمار احکام و مسائل نکلتے ہیں، مثال کے طور پر چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدود اللہ سے آگے بڑھنے کی چند مثالیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے، اس کو اپنے اوپر حرام کر لینا، جیسے کچھ لوگ بعض پھلوں کے متعلق طے کر لیتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کھائیں گے، کسی طرح سے حرام کر لیتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔

اے ایمان والو! اللہ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حدود سے آگے مت نکلو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ حد سے آگے نکلنے والوں سے محبت نہیں فرماتے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ شہد پینے کے متعلق فرما دیا تھا کہ اب ہرگز نہیں پیوں گا، اللہ جل شانہ نے آیت نازل فرمائی۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔

اے نبی تم اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے۔

ایسی بہت سی رسمیں آج لوگوں میں موجود ہیں جن میں عملاً بلکہ اعتقاداً بھی بہت سی حلال چیزوں کو حرام سمجھ رکھا ہے، مثلاً ذی قعدہ کے مہینے میں (جسے عورتیں خالی کا مہینہ کہتی ہیں) اور محرم و صفر میں شریعت میں شادی کرنا خوب حلال اور درست ہے، لیکن اللہ کی اس حد سے لوگ آگے نکلتے ہیں، اور ان میں شادی کرنے سے بچتے ہیں، ماہ محرم میں میاں بیوی والے تعلقات سے بچتے ہیں، اور بہت سی قوموں میں بیوہ عورت کے نکاح ثانی کو معیوب سمجھتے ہیں اور عملاً اس کو حرام بنا رکھا ہے، یہ سب حدود سے آگے بڑھ جانا ہے۔

جس طرح حلال کو حرام کرنا منع ہے اسی طرح حرام کو حلال کر لینا بھی منع ہے، حرام و حلال مقرر فرمانے کا اختیار اللہ ہی کو ہے خواہ اس نے قرآن میں نازل فرمایا ہو یا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی بتایا ہو، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ (سورۃ نحل)

اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگادو گے۔

(۲) دوسرا طریقہ حد سے آگے بڑھنے کا یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں تقرب اور نزدیکی نہ ہو اُسے تقرب کا باعث سمجھ لیں، مثلاً قبروں کا طواف جو شرک ہے یا نہ بولنے کا روزہ رکھ لینا یا دھوپ میں کھڑا رہنا وغیرہ۔

(۳) ایک طریقہ حد سے آگے بڑھنے کا یہ ہے کہ جو چیز شریعت میں ضروری نہیں ہے اگرچہ مباح ہو عملاً یا اعتقاداً فرض کا درجہ دے دیں اور جو اُسے نہ کرے اُس پر لعن طعن کریں، مثلاً شبِ برأت کا حلوہ اور عید الفطر کی سویاں کہ شرعاً ان دونوں کی کوئی اصلیت نہیں ہے، مگر لوگ اُسے ضروری سمجھتے ہیں، اور جو نہ پکائے اس کو نکّو بننا پڑتا ہے بیاہ شادی اور مرنے جینے میں بے شمار ایسی رسمیں کی جاتی ہیں جن کو فرض کا درجہ دیا جاتا ہے اور شرعاً ان کی کوئی اصل نہیں، بلکہ بعض ان میں شرکیہ رسمیں ہیں۔

(۴) ایک طریقہ حد سے آگے بڑھنے کا یہ ہے کہ عمومی چیز کو جو ہر وقت مستحب ہے کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کرلیں، مثلاً نماز فجر اور نماز عصر کے بعد امام سے مصافحہ کرنا اور عید و بقر عید کے دن نماز دوگانہ پڑھ کر گلے ملنا، اور مصافحہ کرنا، مصافحہ بڑے ثواب کی چیز ہے اور ملاقات کی سنت ہے نہ کہ عید کی، اس کو کسی خاص وقت کے لئے مقرر کرنا اور عمل سے فرض و واجب کا درجہ دینا صحیح نہیں۔

(۵) حد سے آگے بڑھ جانے کی ایک شکل یہ ہے کہ کسی عمل کے بارے میں وہ فضیلت تجویز کرلی جائے جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں جیسے دعائے گنج العرش اور درود لکھی کی فضیلتیں گھڑ رکھی ہیں۔

(۶) ایک صورت حد سے آگے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ کسی عمل کی کوئی خاص ترکیب و ترتیب تجویز کرلی جائے، مثلاً مختلف رکعات میں مختلف سورتیں پڑھنا تجویز کرلینا جو حدیث سے ثابت

نہ ہو) اس کی پابندی کرنا، یا سورتوں کی تعداد مقرر کرلینا جیسے تہجد کی نماز کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ پہلی رکعت میں ۱۲ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھی جائے، اور پھر ہر رکعت میں ایک ایک مرتبہ گھٹاتا جائے، یہ لوگوں نے خود تجویز کیا ہے، اسی طرح ہفتہ بھر کے نفلوں کی نمازیں اور ان کی خاص خاص فضیلتیں اور ان کی مخصوص ترکیبیں لوگوں نے بنالی ہیں، یہ بھی حد سے آگے بڑھ جانا ہے،

(۷) کسی ثواب کے کام کو کسی خاص جگہ کے ساتھ مخصوص کرلینا، جس کی تخصیص شریعت سے ثابت نہ ہو) یہ بھی حد سے آگے بڑھ جانا ہے جیسے بعض جگہ دستور ہے کہ قبر پر علم یا روٹی تقسیم کرتے ہیں، ثواب ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے، پھر اس میں اپنی طرف سے قبر پر ہونے کو طے کرلینا، اور یہ سمجھنا کہ یہاں تقسیم کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا، حدود اللہ سے آگے بڑھ جانا ہے۔

(۸) ایک صورت حد سے آگے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ بعض کھانے کی چیزوں کے متعلق اپنی طرف سے یہ تجویز کرلیا جائے کہ اُسے فلاں شخص کھا سکتا ہے اور فلاں نہیں کھا سکتا ہے، جیسے مشرکینِ مکہ کیا کرتے تھے، قرآن مجید میں ان لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَاۤءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۤءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۤءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ٥	اور وہ اپنے خیال (باطل) سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ (مخصوص) مواشی اور (مخصوص) کھیت ہیں اُن کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں اور (یہ بھی اپنے خیال باطل سے کہتے ہیں کہ) یہ (مخصوص) مواشی ہیں جن پر سواری یا بار برداری حرام کردی گئی ہے اور (مخصوص) مواشی ہیں جن پر یہ لوگ اللہ کا نام نہیں لیتے محض اللہ پر افترا کرنے کے طور پر اللہ ان کو عنقریب افتراء کی سزا دے دیگا اور وہ (یہ بھی) کہتے ہیں جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں ہے خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردہ ہے تو اس میں وہ سب (مرد و عورت) ساجھی ہیں،

اللہ اُن کو عنقریب غلط بیانی کی سزا دے دے گا، بلاشبہ وہ حکمت والا ہے اور علم والا ہے۔

اس قسم کی شکلیں آج کل فاتحہ و نیاز والے لوگوں نے بنا رکھی ہیں، مثلاً حضرت فاطمۃ الزہرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایصالِ ثواب کے لئے بی بی جی کی صحنک کے نام سے کچھ رسم کی جاتی ہے اس رسم میں جو کھانا پکتا ہے اس میں یہ قاعدہ بنا رکھا ہے کہ اس کھانے کو مرد اور لڑکے نہیں کھا سکتے، صرف لڑکیاں کھائیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرض کر رکھا ہے کہ اس کھانے کے لئے کورے برتن ہوں، جگہ لیپی ہوئی ہو، یہ سب خرافات اپنی ایجادات ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ (سورۂ یونس)

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی من گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حصہ حلال قرار دے لیا، آپ ان سے پوچھئے کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے۔ یا محض اللہ ہی پر افتراء کرتے ہو۔

(۹) ایک صورت حد سے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ اپنی طرف سے کسی گناہ کا مخصوص عذاب تجویز کر لیا جائے جو کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ ﷺ میں مذکور نہ ہو، جیسا کہ بہت سے واعظ بیان کرتے پھرتے ہیں۔

(۱۰) یہ صورت بھی حد سے بڑھ جانے کی ہے کہ کسی چیز کے متعلق یہ طے کر لیا جائے کہ اس کا حساب نہ ہوگا، جب کہ حدیث میں اس کا ثبوت نہ ہو، جیسے مشہور ہے کہ رمضان شریف کے آخری جمعہ کو نیا کپڑا یا نیا جوتا پہن لیا جائے تو وہ بے حساب ہو جاتا ہے اسی لئے بعض لوگ بہت سے جوڑے اس روز پہن لیتے ہیں یہ سب غلط اور لغو ہے (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

یہ چند صورتیں حد سے آگے بڑھ جانے کی احقر نے لکھ دی ہیں، غور کرنے سے اور نکل سکتی ہیں، اللہ کے حدود سے آگے بڑھنا زبردست جرم ہے قرآن مجید میں جگہ جگہ اس سے منع فرمایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا۔ (بقرہ) — یہ اللہ کی حدود ہیں اُن سے نکلنے کے نزدیک بھی مت جاؤ۔

اور فرمایا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ — یہ اللہ کی حدود ہیں سو ان سے آگے مت نکلنا اور جو اللہ

يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

کی حدود سے باہر نکل جائے سوایسے ہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں۔

اور فرمایا:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی حدود سے آگے بڑھ جائے، اللہ اس کو آگ میں داخل فرمائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا (اللہ تعالیٰ شانہٗ نے بہت سی چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے جو بھولنے کی وجہ سے نہیں ہے سو اُن کو مت کریدو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال بتائی ہیں ان کو حلال سمجھو، اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے اُن کو عقیدہ اور عمل سے حرام سمجھو، حرام و حلال کے قواعد بھی بتا دیئے گئے ہیں، بوقت ضرورت ان قواعد سے کام لو، اور جن چیزوں کے متعلق کوئی حکم صادر نہیں فرمایا تم خواہ مخواہ ان کی کرید میں مت پڑو،، زمانۂ نبوت میں بعض مرتبہ سوال کرنے پر احکام نازل ہو جاتے تھے، لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں کے بیان سے خاموشی ہے ان کو مت کریدو، اللہ نے جن چیزوں کی ممانعت نہیں فرمائی اس کے متعلق یہ نہ سمجھو کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ کو سہو ہو گیا ہے، جو اس کا حکم نازل نہیں فرمایا بلکہ اس نے تم پر رحم فرمایا کہ اس چیز سے نہیں روکا، اس کے کرنے پر تمہاری پکڑ نہ ہو۔ جب اللہ منع فرمانا چاہیں گے ممانعت نازل ہو جائے گی تم خود سوال کر کے ممانعت نازل ہونے کا باعث کیوں بنتے ہو؟ ممکن ہے کہ سوال کرنے پر ایسا حکم نازل ہو جائے جس کے کرنے سے جان چراؤ اس وقت مجرم بنو گے، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ

اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جائیں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو، اور اگر تم زمانۂ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے

عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ (سورہ مائدہ)

ظاہر کردی جاویں! سوالات گذشتہ اللہ نے معاف کردیئے، اور اللہ بڑی مغفرت والے بڑے حلم والے ہیں ایسی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر وہ ان باتوں کا حق نہ بجالائے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی نیا حکم نازل ہونے کا احتمال ختم ہوگیا، جس دین پر آپ نے چھوڑا ہے اس سب پر اتباع لازم ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے، لہٰذا حج کرو، ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا، حتیٰ کہ سائل نے تین مرتبہ یہی سوال کیا، تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی واجب ہوجاتا اور تم اس پر عمل نہ کرسکتے اس کے بعد فرمایا۔

ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِ عَلٰی اَنْبِيَآئِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ۔

(رواہ مسلم)

یعنی جب تک میں بغیر بتائے تم کو چھوڑے رکھوں) تم مجھے چھوڑے رکھو (یعنی سوال مت کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ سوال بہت کرتے تھے اور اپنے پیغمبروں کے خلاف چلتے تھے، لہٰذا میں تم کو جب کسی چیز کا حکم دوں جہاں تک ہوسکے اسے کرو اور جس سے روکوں اس سے رُک جاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پورا دین کامل ومکمل ہم کو دے کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، حلال اور حرام اور جائز وناجائز خوب واضح کرکے بتادیا ہے اور جن چیزوں کے متعلق صریح حکم موجود نہیں ہے قواعد سے اُن کی حلت وحرمت اور جواز وعدم جواز کا پتہ چل جاتا ہے جو قرآن وحدیث میں بیان کردیئے گئے ہیں، لہٰذا جن چیزوں کا حکم صریح قرآن وحدیث میں نہ ملے اور قرآن وحدیث کے قواعد کے ماتحت اُن کی حُرمت اور عدم جواز کا فتویٰ نہ ملے ان کو جائز سمجھا جائے گا،

مثلاً ہم بہت سی ترکاریاں کھاتے ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں ہے اور قواعد شرعیہ سے ان کی حرمت بھی ثابت نہیں اس لئے ان کا کھانا جائز ہے، اسی طرح ریل، ہوائی جہاز بس کی سواری، اوران دواؤں کا حکم جن کی ممانعت خصوصی یا قواعد کی رُو سے نہیں نکلتی ان کا استعمال درست ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

بَابُ الاخلاص

(تمام اعمال میں اخلاص ضروری ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اخلاص کی نیّت

صرف اللہ کی رضا کے لئے عمل کرنے کو اخلاص کہتے ہیں جو بھی نیک کام کرو اس نیت سے کرو کہ اس کے متعلق جو مجھے اللہ نے حکم دیا ہے اُس پر عمل کر کے محض اللہ کو راضی کرنا مقصود ہے۔ دنیا کا نفع اور شہرت اور نام و نمود مقصود نہیں ہے۔

آخرت سنور جانے کے لئے کرنا ہے اور یہ جب ہی ہوتا ہے جب نیک عمل کا ثواب مل جانے کا پورا یقین ہو اور ثواب کو کام کی چیز سمجھا جاوے۔

حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیتوں سے (بنتے اور بگڑتے اور موجبِ عذاب یا باعثِ ثواب ہوتے) ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو سو جس کی ہجرت (خود اس کی نیت میں) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف ہو گی تو (اللہ کے نزدیک بھی) اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف مان لی جائے گی اور جس کی ہجرت (خود اس کی نیت میں) دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہو گی تو (اللہ کے نزدیک بھی اس کی ہجرت اسی مقصد کے لئے سمجھی جائے گی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔ [1]

یہ حدیث بڑی اہم ہے، اس میں بار بار غور کر کے اپنے اعمال کا حساب لیا جائے اور اپنی نیت کو پرکھا جائے کہ فلاں عمل میں نے کس لئے کیا ہے اور فلاں کام کرنے کا باعث میری نیت میں کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قاعدہ کلیہ کے طور پر فرما دیا کہ اعمال کے بناؤ اور بگاڑ کا مدار نیتوں پر ہی ہے جس کی جیسی نیت ہو گی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی نیت کے موافق ہی اس عمل کا بدلہ ملے گا۔ عمل بظاہر کیسا ہی اچھا اور بھلا ہو لیکن اگر وہ اللہ کے لئے نہیں

---

[1] رواہ البخاری ومسلم

ہے، تو آخرت میں مردود ہوگا اور اس پر ذرا سا بھی اجر نہیں ملے گا۔

ہجرت شرعی اور ترک وطن

آج کل لوگوں نے محض ترکِ وطن کو ہجرت سمجھ لیا ہے خواہ وطن چھوڑنے میں اللہ کی رضا کی نیت بھی نہ کی ہو اور خواہ دوسری جگہ جانے میں راستے میں بہت سی معصیتیں کی ہوں اور بہت سوں کے حق دبا کر بھاگے ہوں اور خواہ دوسری جگہ جاکر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں اور بھی زیادہ منہمک ہو گئے ہوں، اللہ بچائے نفس کی مکاری سے، کہاں حضرات صحابہؓ کی ہجرت اور کہاں آج کل کے لوگوں کا ترکِ وطن جس میں نمازیں تک برباد ہوئی ہوں۔

اخلاص کی ضرورت

اخلاص بڑی اہم چیز ہے جب تک نیت یہ نہ ہو کہ میرا یہ عمل خالص خدا کے لئے ہے اس وقت تک عمل مقبول نہیں۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر ایک عمل میں ایک نیت دین کی ہو اور ایک دنیا کی تو اس کو اخلاص نہیں کہا جائے گا، جیسے روزہ رکھنے سے یہ بھی مقصود ہو کہ کھانا پکانا نہ پڑے گا اور بیماری میں پرہیز بھی رہے گا تاکہ تندرستی میں فرق نہ آئے، یا حج کرنے سے یہ مقصود ہو کہ وہ عبادت ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب عمل ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی نیت ہو کہ سیر و تفریح ہوگی یا دشمنوں کی ایذاؤں سے نجات ہوگی یا اعتکاف میں یہ نیت ہو کہ وہ عبادت بھی ہے اور اتنے دن مکان کا کرایہ بھی نہ دینا پڑے گا، یا فقیر کو اس لئے دیا کہ اس میں اجر بھی ہے اور اس کا شور و غل بھی بند ہو جائے گا تو یہ سب خیالات حد اخلاص سے خارج ہیں، اخلاص خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا حاصل ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ شیطان کا ریاکاری پر ڈالنا اور نفس کا فریب اس نعمت کو حاصل ہونے نہیں دیتا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا سے اس حال میں جدا ہو کہ خدائے وحدہ لاشریک کے لئے صاحب اخلاص تھا اور نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا تھا تو وہ اس حال میں جدا ہوا کہ خدا اس سے راضی ہے۔ (ترغیب عن الحاکم علی شرط الشیخین)

حضرت ابو فراس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اخلاص [۱]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ نصیحت فرما دیجئے، آپؐ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو تم کو تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔ (ترغیب عن الحاکم)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو بعض صحابہ سے بڑا سمجھا جو مجھ سے کم تھے، اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اس امت کی مدد اس امت کے ضعیفوں کی دعا، اور ان کی نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کرتا ہے۔ (ترغیب)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیے، ایک شخص جہاد کرتا ہے اور ثواب اور شہرت دونوں چاہتا ہے اس کے لئے کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کچھ نہیں۔ ان صاحب نے تین بار یہی سوال کیا اور آپؐ نے یہی جواب دیا پھر آپؐ نے فرمایا کہ بیشک خدا صرف وہ عمل قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو اور جس سے خدا کی رضا مطلوب ہو۔ [۲]

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا ملعون ہے، اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اس چیز کے جس سے خدا کی ذات مقصود ہو [۳]

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن دنیا حاضر کی جائے گی اور اس میں جو کچھ ہے خدا کے لئے ہوگا اس کو الگ کر لیا جائے گا اور باقی کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ [۴]

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وہ شخص بڑا نیک بخت ہے، جس نے اپنی

---

[۱] الترغیب [۲] ترغیب [۳] ترغیب [۴] ترغیب

تمام عمر میں ایک قدم بھی اخلاص کے ساتھ اُٹھایا ہو۔

بہر حال اخلاص سب چیزوں سے اہم ہے، اخلاص والوں پر شیطان کا داؤ بھی نہیں چلتا اور وہ تھوڑے عمل سے بہت سی نیکیاں حاصل کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان نے مردود ہو کر جب یہ قسم کھائی کہ اے خدا میں تمام انسانوں کو بہکاؤں گا تو اس کو یہ بھی کہنا پڑا مگر تیرے مخلص بندوں کو میں نہ بہکا سکوں گا۔ (سورۂ حجر وغیرہ)

جس کو اپنے عمل کا ثواب زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا ہو اس کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ اخلاص کی کوشش کرے۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نفس کو مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ یَا نَفْسُ اَخْلِصِیْ تَخْلُصِیْ اے نفس! اخلاص کا خیال رکھ تاکہ دوزخ سے تیری خلاصی ہو۔

دکھاوے کی مذمت

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ عمل سے اگر ذات خداوندی مقصود نہ ہوگی تو دنیا کا کوئی نفع ضرور مقصود ہوگا جو بندوں سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسے شہرت، جاہ، مال وغیرہ، اور بندوں سے تعلق ہونے کی وجہ سے بندوں کے سامنے عمل کیا جاتا ہے تاکہ وہ دیکھیں جس سے شہرت ہو۔ ان کے دلوں میں عزت و وقعت قائم ہو۔ بزرگ جان کر ہدیہ دیں۔ اچھے اچھے القاب سے یاد کریں۔ وغیرہ ذالک۔

چونکہ یہ چیزیں نقد حاصل ہوتی ہیں اور آخرت کا معاملہ ادھار ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص صرف رضائے خداوندی کو مقصود بنائے تو نفس آڑے آجاتا ہے اور طرح طرح کے مکر و فریب پھیلاتا ہے۔ اسی وجہ سے بزرگوں نے لکھا ہے کہ ریا سب رزائل کے بعد جاتا ہے اور اس سے نجات پانے کے لئے بڑی جد وجہد اور بڑے اہتمام کی ضرورت ہے۔

متعدد احادیث میں ریا کو شرک فرمایا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم پر میں سب سے زیادہ شرکِ اصغر (چھوٹے شرک) کا خوف کرتا ہوں، صحابہؓ نے عرض کیا شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا "دکھاوا" (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا، اور جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کا صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔[1]

ایک بار شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، عرض کیا گیا آپ کس وجہ سے روتے ہیں؟ فرمایا ایک بات مجھے یاد آگئی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی اس نے مجھے رلا دیا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ میں اپنی امت پر سب سے زیادہ شرک اور چھپی ہوئی شہوت کا خوف کرتا ہوں، یہ سُن کر میں نے عرض کیا کہ آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرنے لگے گی؟ فرمایا ہاں پھر فرمایا خبردار وہ سورج اور چاند کو نہ پوجیں گے اور نہ کسی پتھر اور بُت کی عبادت کریں گے۔ لیکن اپنے اعمال کا دکھاوا کریں گے۔ اور چھپی شہوت یہ ہوگی کہ ان میں سے ایک شخص روزہ رکھے گا پھر اس کی خواہشات میں سے کوئی خواہش پیش آجائے گی تو وہ اپنے روزہ کو چھوڑ دے گا۔[2]

دنیا میں ذلّت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے عمل کو مشہور کرے خدا اس کو اپنی مخلوق کی مجلسوں میں برائی سے مشہور کردے گا اور اس کو ذلیل وحقیر کردے گا۔[3]

آخرت میں رسوائی

حضرت ابوہند داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ جو شخص دکھاوے اور شہرت کی جگہ کھڑا ہو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو دکھائے گا (کہ ریاکار ہے) اور مشہور کردے گا کہ یہ شہرت کے لئے عمل کیا کرتا تھا۔[4]

---

[1] رواہ احمد۔ [2] احمد وبیہقی۔ [3] ترغیب۔ [4] ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے کوئی عمل ایسا کیا جس میں میرے کسی غیر کو شریک کر لیا تو اس کو مع اس کے عمل کے چھوڑ دوں گا (یعنی اس عمل کا کوئی اجر نہ دوں گا) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا میں اس سے بَری ہوں، اور وہ عمل اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے کیا ہے۔ [1]

دنیا کی شہرت اور نیک نامی کے خیال سے نماز، روزہ اور خیر خیرات مت کرو، اس طرح چپکے سے صدقہ کرو کہ جو کچھ سیدھے ہاتھ سے دیا ہے اس کی خبر خود تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہو، جن کاموں کو لوگ خالص دنیا کا کام سمجھتے ہیں تلاش کر کے اگر ان میں بھی خدا کی رضا مندی کا پہلو نکال لیا جائے تو ان میں بھی ثواب ملے گا۔ اگر کھانا کھانے میں یہ نیت کرے کہ اس سے جو طاقت آئے گی وہ آخرت کے کام میں لگے گی اور پیٹ میں بھوک کا احساس نہ ہوگا۔ تو نماز بھی ٹھیک ہوگی۔ تو ایسی نیت کرنے سے کھانے میں بھی ثواب مل جائے گا خوب سمجھ لو۔

فائدہ: گناہ کسی بھی نیت سے جائز نہیں ہو سکتا اور نہ نیکی بن سکتا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح من المسلم

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

كتابُ الطّهارة

(اَحْكَامُهَا وَمَسَائِلُهَا)

وضو، غسل، تیمّم کا بیان، نجاست کے اقسام
پاک کرنے کا طریقہ اور دیگر متفرق مسائل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

طہارت اور نجاست کا بیان

طہارت یعنی پاکی کا دینِ اسلام میں بڑا مرتبہ ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ (پ ۲، ع ۱۲)
"بلاشبہ اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے خوب پاک رہنے والوں کو۔"

اور حدیث شریف میں ہے:

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ (مسلم شریف)
"پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔"

اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ:

لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ وَلَا صَدَقَۃٌ مِنْ غُلُوْلٍ۔ (ترمذی)
"کوئی نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں ہوتی اور کوئی صدقہ حرام مال سے قبول نہیں ہوتا۔"

نجاست دُور کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں:۔

نجاستِ حکمی:۔ نجاستِ حکمی اسے کہتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں نہ آئے، لیکن شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے ناپاکی مان کر پاکی حاصل کرنا فرض ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حدثِ اکبر یعنی غسل فرض ہونا (۲) حدثِ اصغر یعنی وضو فرض ہونا۔

نماز درست ہونے کے لئے حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر دونوں سے پاک ہونا فرض ہے۔

نجاستِ حقیقی:۔ نجاستِ حقیقی وہ ہے جو دیکھنے میں آتی ہے اور شریعت نے اسے ناپاک قرار دیا ہے، اور ایسی چیزوں کو عموماً آدمی بھی

ناپاک اور گندہ سمجھتے ہیں، جیسے پیشاب، پاخانہ، منی، مذی وغیرہ۔
نجاستِ حقیقی کی بھی دو قسمیں ہیں: نجاست غلیظہ، نجاست خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ:۔ خون اور آدمی کا پاخانہ، پیشاب، منی، شراب، کتے، بلی کا پاخانہ، سور کے جسم کا ہر حصہ، حتیٰ کہ اس کے بال بھی، اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید، گائے، بھینس کا گوبر، بکری، بھیڑ کی مینگنی، مرغی، بطخ، مرغابی کی بیٹ، گدھے، خچر اور تمام حرام جانوروں کا پیشاب، یہ سب چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں اور چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پاخانہ پیشاب بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

نجاستِ خفیفہ:۔ حرام پرندوں کی بیٹ، اور حلال چوپایوں مثلاً بکری، گائے، بھینس، بیل، اونٹ اور گھوڑے کا پیشاب نجاستِ خفیفہ ہے۔

مسئلہ:۔ مرغی، بطخ اور مرغابی کے علاوہ حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے، جیسے کبوتر، گوریا، یعنی چڑیا، مینا وغیرہ۔

مسئلہ:۔ مچھلی کا خون نجس نہیں، اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے چاہے جتنا ہو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی، مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون بھی ناپاک نہیں۔

مسئلہ:۔ حلال جانور کو شریعت کے مطابق ذبح کرنے کے بعد جب اس کا خون بہہ کر نکل جاتا ہے، تو بوٹیوں میں تھوڑا بہت جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ:۔ نجاستِ غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپیہ کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے۔ اس کے دھوئے بغیر اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ ہے، اور اگر روپیہ سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں، اس کے دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی، اور اگر نجاستِ غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہے تو بے دھوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بغیر دھوئے نماز درست نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر نجاستِ خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی

ہے، اگر اس کے چوتھائی حصّہ سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی، اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ بھر گیا ہو تو معاف نہیں، اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو، اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہے تو نماز درست ہے، اسی طرح اگر نجاستِ خفیفہ ہاتھ میں لگی ہو تو اگر چوتھائی ہاتھ سے کم میں لگی ہو تو معاف ہے اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔

مسئلہ:۔ تھوڑا پانی جو بہتا ہوا نہیں ہے اور وہ دہ دردہ سے کم ہے، ناپاکی پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اگر پانی میں نجاستِ غلیظہ گر جائے تو وہ پانی بھی نجاستِ غلیظہ ہو جاتا ہے، اور اگر نجاستِ خفیفہ اس میں گر جائے تو وہ نجاستِ خفیفہ ہو جاتا ہے۔

پانی کا بیان

مسئلہ :۔ آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی نالے، چشمے اور کنویں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو، اور غسل کرنا درست ہے، چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری ہو۔

مسئلہ :۔ کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتّے وغیرہ گر پڑے، اور پانی میں بدبو آنے لگی، اور رنگ و مزہ بھی بدل گیا، تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

مسئلہ :۔ جس پانی میں نجاست پڑ جائے اس سے وضو غسل کچھ درست نہیں، چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو، البتہ بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑتے سے ناپاک نہیں ہوتا، جب تک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بُو میں فرق نہ آئے اور جب نجاست کی وجہ سے رنگت یا مزہ بدل گیا یا بُو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائے گا، اس سے وضو اور غسل درست نہیں ہوگا، اور جو پانی گھاس کے تنکے پتے وغیرہ کو بہا کر لے جائے تو وہ بہتا ہوا پانی ہے، چاہے آہستہ آہستہ بہتا ہو۔

مسئلہ :۔ بڑا بھاری حوض وہ ہے جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو، اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چُلّو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھلے، یہ بھی بہتے ہوئے پانی کی مثل ہے، ایسے حوض کو دہ دردہ کہتے ہیں، اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی، جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے، جدھر چاہے وضو کرلے، اور اگر نجاست پڑ جائے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مُردہ کُتّا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے، اس کے سوا جس طرف چاہے وضو کرلے، البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ :۔ دہ دردہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھا لے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوگا، البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا، لیکن چونکہ چھوٹے بچوں کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے جب تک اور کوئی پانی ملے اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ جس پانی میں ایسی جان دار چیز مر جائے جس کا بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے، تو پانی نجس نہیں ہوتا، جیسے مکھی، بھڑ، تتیا، بچھو، شہد کی مکھی، یا اس قسم کی اور جو چیز ہو۔

مسئلہ:۔ جس جان دار کی پیدائش پانی کی ہو اور پانی ہی میں رہتا ہو جیسے مچھلی دریائی مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ اگر پانی میں مر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

کنویں کا بیان

کنویں میں اگر نجاست غلیظہ یا خفیفہ گر جائے یا کوئی بہتے خون والا جانور گر کر مر جائے یا ایسا جانور گر جائے جس کا جھوٹا ناپاک ہے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا، اور کنویں کا تمام پانی نکال دینے سے پاک ہو جائے گا، اگر آدمی، بکری یا ان کے برابر یا ان سے بڑا کوئی جانور کنویں میں گر کر مر جائے، یا بہتے خون والا کوئی جاندار کنویں میں مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے اگرچہ چھوٹا جانور ہو مثلاً چوہا ہی ہو یا کُتا، یا بلّی، آدمی، گائے، بکری، کنویں میں پیشاب کر دے تو ان سب صورتوں میں تمام پانی نکالا جائے، تمام پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ:۔ کبوتر، بلّی، مرغی، یا اتنا ہی بڑا کوئی جاندار کنویں میں گر کر مر گیا لیکن پھولا پھٹا نہیں تو چالیس ڈول پانی نکالا جائے اور اگر ساٹھ ڈول نکال دیں تو بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ اور اگر چوہا، چڑیا یا اتنا ہی بڑا کوئی جاندار کنویں میں گر کر مر جائے تو بیس ڈول پانی نکالا جائے اور اگر تیس ڈول نکال دیں تو بہتر ہے۔

تنبیہ:۔ جتنا پانی نکالنا ہو پہلے نجاست کو نکال لیں، اگر نجاست نکالنے سے پہلے پانی نکال دیں تو کنواں پاک نہیں ہوا۔

فائدہ:۔ جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے گنتی کی جائے، اور جتنا پانی نکالنا لازم ہو اس کے نکالنے سے کنواں، ڈول، رسی سب پاک ہو جائیں گے۔

پاک کرنے کا طریقہ

نجاست اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے، خواہ گاڑھی نجاست ہو جیسے پاخانہ، خواہ پتلی بہنے والی نجاست ہو، جیسے پیشاب اور ناپاک پانی، بہرصورت دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر دلدار[1] نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ، خون، تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے، چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے، جب نجاست چھوٹ جائے گی تب کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے اور اگر دو مرتبہ میں چھوٹی تو ایک مرتبہ اور دھوئے، غرضیکہ تین مرتبہ پورا کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ اگر نجاست ایسی ہے کہ کئی مرتبہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا تب بھی کپڑا پاک ہو گیا، صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر پیشاب کے مانند کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار (جسم والی) نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑ لے، اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہو گا۔

مسئلہ:۔ اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے کہ نچوڑا نہیں جا سکتا جیسے لحاف، توشک، چٹائی وغیرہ، تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھیر جائے، جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے پھر دھوئے پھر جب پانی ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے، اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار[1] نجاست لگ کر سوکھ جائے، جیسے گوبر، پاخانہ، خون وغیرہ، زمین پر خوب گھس کر نجاست چھڑا ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے

---

[1] دلدار یعنی جسم والی گاڑھی نجاست ۱۲

ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہوجاتا ہے اور اگر سوکھی نہ ہو تو بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو پاک ہوجائے گا۔

مسئلہ:- اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزہ میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو دھوئے بغیر پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ:- آئینہ کا شیشہ اور چھری چاقو، چاقو، چاندی سونے کے زیور، تانبے الوہے گلٹ، شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہوجائیں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانجھ ڈالنے سے پاک ہوجاتی ہیں لیکن اگر نقشی[1] چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

مسئلہ:- زمین پر نجاست پڑ گئی، پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا نہ نجاست کا دھبہ ہے، نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہوجاتی ہے، لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں، البتہ نماز پڑھنا درست ہے، جو اینٹیں یا پتھر چونے یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں اُن کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہوجائیں گے۔

مسئلہ:- جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہیں یا چونا گارے سے اُن کی جڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی اُن کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ:- نجس چاقو، چھری، یا مٹی، تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہوجاتے ہیں۔

مسئلہ: نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکا لئے تو پاک ہوگئے۔

مسئلہ:- اگر گھی جما ہوا ہو اور اس میں مرا ہوا چوہا گر جائے یا گر کر مر جائے تو اس چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دیا جائے اور باقی گھی کو استعمال کر لیا جائے کیونکہ جمے ہوئے گھی میں ناپاکی کا اثر زیادہ اندر نہیں پہنچے گا اور اگر گھی جما ہوا نہ ہو اور اس میں مرا ہوا چوہا گر جائے یا گر کر مر جائے تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جتنی جگہ

---

[1] یعنی جن میں پھول پتی کے گڑھے ہوں ۱۲۔

میں مرا ہوا چوہا گرا ہے، وہ جگہ اور اس کے علاوہ سارا ہی گھی ناپاک ہو گیا، اس کے پاک کرنے کا طریقہ ابھی ہم لکھیں گے، اس سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ گھی بطور مثال بتایا ہے اور چوہے کا ذکر بھی بطور مثال آگیا ہے، گھی کی طرح اگر کوئی اور جمی ہوئی چیز ہو جیسے تیل، بناسپتی گھی، شیرہ چربی وغیرہ اس کے اندر اگر مرا ہوا چوہا یا کوئی ناپاک چیز گر جائے تو جتنی جگہ میں وہ ناپاک چیز پڑی ہو اس جگہ اور اس کے آس پاس سے تھوڑا تھوڑا لے کر پھینک دیا جائے اور باقی استعمال کر لیا جائے۔

اور اگر جمی ہوئی چیز نہ ہو بلکہ بہتی ہوئی چیز ہو تو اس طرح کچھ حصہ پھینک دینے سے پاک نہ ہو گا بلکہ اسے تین مرتبہ دھو کر پاک کیا جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ جس قدر تیل یا گھی ہو اسی قدر یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکایا جائے جب وہ پانی جل جائے تو پھر اسی قدر پانی ڈال کر پکایا جائے، جب دوسری مرتبہ ڈالا ہوا پانی بھی جل جائے تو تیسری بار پھر اسی قدر پانی ڈال کر پکایا جائے، جب تیسری بار کا پانی بھی جل جائے تو تیل یا گھی جو بھی کچھ تھا پاک ہو جائے گا۔

اور ایک طریقہ یہ ہے کہ جتنا گھی یا تیل ہو اسی قدر پانی ڈال کر ہلاؤ، جب پانی اوپر آجائے تو اس کو کسی طرح اٹھا لو، پھر اسی قدر پانی ڈال کر ہلاؤ۔ جب پانی اوپر آجائے تو اس کو کسی طرح اٹھا لو، پھر تیسری بار بھی ایسا ہی کرو، اس طرح سے گھی تیل پاک ہو جائے گا، اگر ناپاک ہو جانے کے بعد گھی تیل جم گیا ہے تو اس کو آگ پر رکھ دو تاکہ پگھل جائے، اس کے بعد مذکورہ طریقہ سے پاک کر لو۔

اگر آٹا گوندھا ہوا رکھا ہو، اور اس میں کُتا یا بندر منہ ڈال کر جھوٹا کر دے تو جہاں اس کا منہ لگا ہے اگر اس جگہ سے تھوڑا تھوڑا سا نکال دیا جائے تو باقی آٹا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ زندہ چوہا پانی یا گھی وغیرہ میں گر جائے تو ناپاک نہیں ہو گا، ہاں چوہے کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ جس حلال جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کر لیا جائے تو اس کی کھال اور گوشت اور چربی کے پاک ہونے میں کوئی شک نہیں، البتہ کھال میں اگر کسی جگہ گوبر یا پیشاب لگا ہوا ہو یا ذبح کرتے وقت خون لگ گیا ہو تو اس کو دھو ڈالے اور شریعت کے مطابق ذبح کردہ جانور کی کھال کے لئے دباغت کی ضرورت نہیں ہے، وہ بغیر دباغت کے بھی پاک ہے اور

اگر کوئی جانور بغیر ذبح کئے مر گیا خواہ اپنی موت مرا ہو خواہ اوپر سے گر کر موت آئی ہو یا لاٹھی اور بندوق سے مارا گیا ہو، اس کی کھال اور گوشت اور چربی ناپاک ہیں ایسے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو سکتی ہے البتہ گوشت اور چربی وغیرہ پاک نہیں ہو سکتے۔

دباغت کے بعد اگر اس کا مشکیزہ بنالیا اور اس میں پانی بھر دیا تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا، اگر اس کھال کے موزے، دستانے، صدری، ٹوپی، کوٹ وغیرہ بنالیا اور ان چیزوں کے بدن پر ہوتے ہوئے نماز پڑھ لی، تو نماز ہو جائے گی۔

دباغت کا مطلب یہ ہے کہ کھال کو نمک یا کوئی مسالہ، ببول کا برادہ، مٹی وغیرہ لگا کر آلائش دور کر دی جائے اور اس کو سکھا دیا جائے جس سے سڑنے سے محفوظ ہو جائے۔

مسئلہ:۔ جن جانوروں کا کھانا حرام ہے جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بندر وغیرہ ان کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر ان جانوروں کو بسم اللہ اکبر کہہ کر کوئی مسلمان ذبح کر دے تب بھی اُن کی کھال پاک ہو جاتی ہے، اس صورت میں سکھانا، دوا لگانا پاک ہونے کے لئے شرط نہیں ہے لیکن جس کا گوشت کھانا حرام ہے اس کا گوشت شرعی طور پر ذبح کرنے سے بھی حلال نہ ہوگا، البتہ اس طرح اس کی کھال پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ سُور کا ہر ہر جُزو نجس ہے، اس کی کھال اور بال، ہڈی اور گوشت وغیرہ سب کچھ ناپاک ہے، دباغت سے بھی اس کی کھال پاک نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ:۔ خون نجاستِ غلیظہ ہے، خواہ حیض کا خون ہو، خواہ نفاس کا، خواہ استحاضہ کا، خواہ بدن کے کسی اور حصہ سے نکلا ہو، جب کسی کپڑے پر خون لگ گیا تو جتنی جگہ لگا ہے اتنی ہی جگہ ناپاک ہو گئی، جب اس جگہ کو پاک پانی سے دھو ڈالے تو وہ کپڑا پاک ہو جائے گا، اگر خون کپڑے میں لگ کر سوکھ گیا ہو تو دھونے سے پہلے کھرچ ڈالنا بہتر ہے، تاکہ پانی سے پاک صاف کرتے وقت آسانی ہو، اگر صابن سے دھو دے تو یہ بھی ٹھیک ہے، بہر حال جس جگہ خون لگا ہو صرف وہی جگہ ناپاک ہو گی، پورا کپڑا دھونا لازم نہیں ہے بلکہ پورے کپڑے کو یہ سمجھ کر دھونا کہ شرعاً پورا دھونا لازم ہے بدعت ہوگا، خوب سمجھ لو۔

اسی طرح جس کپڑے میں میاں بیوی کا مخصوص عمل ہوا وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا ہاں جس جگہ نجاست لگ جائے وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی، بعض جگہ دستور ہے کہ شادی کی رات گذارنے

پر صبح کو دُلہن کے سب کپڑے مکمل دھوتے ہیں اور ریشمیں کپڑوں کا ناس کر دیا جاتا ہے یہ جہالت کی بات ہے۔

مسئلہ : لڑکا ہو یا لڑکی ، دونوں ہی کا پیشاب ناپاک ہے۔ لڑکی کے پیشاب کو خوب اچھی طرح دھونا لازم ہے اور لڑکے کے پیشاب پر ملے بغیر ہی پانی بہا دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ لڑکی کے پیشاب میں گاڑھا پن ہوتا ہے اور بدبو زیادہ ہوتی ہے، اس لئے اچھی طرح دھونے کو فرمایا، اور لڑکے کے پیشاب میں یہ بات نہیں ہے، اس لئے پانی بہا دینا ہی کافی ہو جاتا ہے لیکن یہ مسئلہ اسی بچّہ کے پیشاب کے بارے میں ہے جو دودھ پیتا ہو، اگر دودھ پینے کا زمانہ ختم ہو گیا تو اس وقت یہ حکم نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں لڑکے کا پیشاب بھی اچھی طرح دھویا جائے گا۔

مسئلہ : مردار کے بال اور سینگ اور ہڈی یہ سب چیزیں پاک ہیں، اگر پانی میں گر جائیں تو ناپاک نہ ہوگا، بشرطیکہ ان چیزوں پر چکنائی یا خون نہ لگا ہو۔

مسئلہ : سانپ کی کینچلی پاک ہے۔

مسئلہ : رومالی گیلی ہو تو ہوا نکلنے سے کپڑا نجس نہیں ہوگا۔

جھوٹے کا بیان

ہر آدمی کا جھوٹا پاک ہے، چاہے مرد ہو چاہے عورت، چاہے مسلمان ہو چاہے کافر ہو، چاہے حیض و نفاس والی عورت ہو، چاہے وہ مرد و عورت ہو جس پر غسل فرض ہے، اسی طرح ان سب کا پسینہ بھی پاک ہے، ہاں اگر منہ میں کوئی ظاہری نجاست ہو، مثلاً خون، شراب قے تو جب تک یہ چیزیں کُلّی کر کے پاک کرنے یا لُعاب سے صاف کرنے سے ختم نہ ہو جائیں اس وقت تک جھوٹا پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ : کتّا، سُوَر، شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ اور جتنے چیر پھاڑ کرنے والے حیوان ہیں ان سب کا جھوٹا ناپاک ہے۔

مسئلہ : بلّی اور چوہے کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے، ہاں اگر بلّی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈالا تو ناپاک ہو جائے گا اور اگر تھوڑی دیر ٹھہر کر زبان سے مُنہ چاٹ کر برتن میں ڈالا تو ناپاک نہیں ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔

مسئلہ :۔ کھلی ہوئی مرغی جو اِدھر اُدھر پھرتی ہے اور ہر طرح کی پاک و ناپاک چیزیں کھاتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے، بشرطیکہ اس کی چونچ پر ناپاکی کا یقین نہ ہو، اور اگر اس کی چونچ ناپاک ہونے کا یقین ہو تو چونچ ڈالنے سے پانی، سالن وغیرہ ناپاک ہو جائے گا اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ بھی نہیں بلکہ بلا کراہت پاک ہے۔

مسئلہ :۔ شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے، لیکن ان میں سے جو پالتو ہو اور بند رہتا ہو، مُردار نہ کھاتا ہو، اور اس کی چونچ میں ناپاکی نہ ہونے کا یقین ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

مسئلہ :۔ حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، گائے، بیل، بھینس، ہرنی وغیرہ اور حلال پرندے جیسے فاختہ، طوطا، مینا، چڑیا، ان سب کا جھوٹا پاک ہے اور گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کہیں گدھے، یا خچر کا جھوٹا پانی ملے، اور اس کے سوا پاک پانی نہ ہو تو ایسی صورت میں وضوء اور تیمم دونوں کرے۔

مسئلہ :۔ جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے۔

استنجے کا بیان

پاخانہ اور پیشاب کے بعد جو ناپاکی بدن میں لگی رہے اس کے دُور کرنے کو استنجار کہتے ہیں، پیشاب کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے یا پھر سے پیشاب کے قطروں کو خشک کر لیا جائے پھر پانی سے دھویا جائے، پاخانہ کے بعد مٹی یا پھر کے تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے پاخانہ کے مقام کو صاف کرے، پھر پانی سے دھوئے، جب پاخانہ جانے کا ارادہ ہو تو بسم اللہ کہہ کر یہ پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (مشکوٰۃ)	"میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں نر و مادہ شیاطین سے۔"

اس کے بعد بایاں پاؤں بیت الخلاء میں رکھے، اور اس طرح بیٹھے کہ نہ قبلہ کی طرف منہ ہو اور نہ پشت، بائیں پاؤں پر بوجھ دے کر بیٹھے، اپنی شرمگاہ اور نجاست کی طرف

نہ دیکھے اور فارغ ہو کر بائیں ہاتھ سے استنجا کرے، پھر بیت الخلا سے اوّل داہنا پاؤں باہر نکالے، پھر بایاں اور باہر آنے کے بعد غُفْرَانَكَ کہے، پھر یہ پڑھے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جس نے مجھ سے دور کر دیا گندگی کو اور مجھے آرام دیا"

مسئلہ:۔ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف پُشت یا منہ کرنا، ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے۔

مسئلہ:۔ سوراخ میں پیشاب کرنا، تالاب اور تالاب کے گھاٹ پر پیشاب یا پاخانہ کرنا بھی منع ہے۔

مسئلہ:۔ جس چیز کو آدمی یا جانور کھاتے ہوں اس سے استنجا نہ کرے۔

مسئلہ:۔ پاخانہ اور پیشاب کرتے وقت بات کرنا منع ہے۔

وضو، غسل اور تیمّم کا بیان

وضو:۔ وضو میں چار فرض ہیں۔ (۱) پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لَو تک مُنہ دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں:۔ (۱) نیت کرنا (۲) شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۳) دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا (۴) کلّی کرنا (۵) مسواک کرنا (۶) ناک میں پانی ڈالنا (۷) تین تین بار دھونا، (۸) سارے سر اور کانوں کا مسح کرنا (۹) ڈاڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے اور دوسرا عضو دُھل جائے (۱۱) ترتیب وار دھونا کہ پہلے منہ دھوئے پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے۔

فائدہ:۔ سنت چھوڑنے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

فائدہ:۔ وضو میں کوئی واجب نہیں ہے۔

مستحبات وضو:۔ یہ چیزیں وضو میں مستحب ہیں۔ (۱) قبلہ رُخ ہو کر بیٹھنا (۲) مل کر دھونا

(۳) داہنی طرف سے دھونا شروع کرنا (۴) بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا (۵) دوسرے سے مدد نہ لینا۔

مکروہاتِ وضو:۔ وضو میں یہ چیزیں مکروہ ہیں (۱) ناپاک جگہ وضو کرنا (۲) سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۳) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا (۴) خلافِ سنت وضو کرنا۔ (۵) پانی زیادہ بہانا (۶) زور سے چھینٹے مارنا۔

نواقضِ وضو:۔ ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے: پاخانہ، پیشاب، مذی، ہوا کا نکلنا، خون یا پیپ نکل کر بہہ جانا، منہ بھر کر قے ہونا، ٹیک لگا کر سو جانا، مست یا بے ہوش ہو جانا، رکوع و سجدہ والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

وضو کرنے کا مسنون طریقہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو دل میں نیت کرو کہ میں وضو کرتا ہوں، پھر بسم اللہ پڑھ کر تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوؤ، پھر تین مرتبہ کلی اور مسواک کرو، اس کے بعد تین دفعہ ناک میں پانی ڈالو، بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو، پھر تین دفعہ منہ دھوؤ، پیشانی سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک، اگر داڑھی گھنی ہو تو جو بال چہرے کی حد میں ہیں ان کا دھونا فرض ہے اور جو بال حدِ چہرے سے بڑھے ہوں اُن کا دھونا لازم نہیں البتہ ایسی داڑھی کا خلال کرنا سُنّت ہے اور جو ہلکی داڑھی ہو جس میں کھال نظر آتی ہو اس کے نیچے ٹھوڑی کو دھونا فرض ہے' اس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت تین بار دھوؤ، پھر مسح کرو، مسح کا طریقہ یہ ہے کہ پانی سے دونوں ہاتھوں کو تر کر کے سب انگلیاں برابر ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھ کر گدّی تک لے جاؤ پھر گدی سے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو واپس پیشانی تک لاؤ' اس کے ساتھ ہی کانوں کا مسح اس طرح کرو کہ کانوں کے دونوں سوراخوں میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر انگوٹھوں سے کانوں کی پشت پر مسح کرو، مسح صرف ایک ہی مرتبہ کرنا چاہیئے، اس کے بعد دایاں پاؤں ٹخنوں تک تین دفعہ دھوؤ اسی طرح بایاں پاؤں بھی تین دفعہ دھوؤ۔

وضو کے بعد یہ دعا پڑھنی مسنون ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے کوئی بھی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

ترجمہ: "اے میرے اللہ تو مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔" (مشکوٰۃ شریف)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ دو رکعتوں کی طرف دھیان رکھا تو اس کے لئے جنّت واجب ہوگئی۔ (مشکوٰۃ شریف)

تیمّم کا بیان

جس کو وضو یا غسل کرنے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے، یا پانی تو ہو لیکن اس کے استعمال سے بیماری بڑھنے یا بیمار ہو جانے کا سخت خوف ہو، یا رسّی ڈول کنویں سے پانی نکالنے کا سامان موجود نہ ہو یا دشمن کا خوف ہو یا سفر میں پانی ایک میل کے فاصلہ پر ہو تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کرلے۔

تیمّم کا طریقہ تیمّم میں نیّت فرض ہے، یعنی نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کے لئے یا نماز پڑھنے کے لئے تیمّم کرتا ہوں، نیّت کے بعد دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے، پھر ہاتھ جھاڑ کر تمام مُنہ پر ملے اور جتنا حصّہ مُنہ کا وضو میں دھویا جاتا ہے اتنے حصّہ پر ہاتھ پہنچائے، پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو کہنیوں تک ملے، اور انگلیوں کا خلال بھی کرے، وضو اور غسل کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں ہے اور جتنی پاکی وضو اور غسل سے ہوتی ہے اتنی ہی تیمّم سے بھی ہو جاتی ہے، اگر بیس سال بھی پانی نہ ملے تو تیمّم ہی کرتا رہے۔

تنبیہ: پتھر پر تیمم جائز ہے اس پر مٹی یا غبار ہو یا نہ ہو لیکن کپڑے پر جائز نہیں بعض آدمی ریل میں سفر کرتے ہوئے پانی نہ ملنے پر اپنی چادر پر تیمّم کر لیتے ہیں یہ جائز نہیں۔

نواقض تیمّم جو چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے، پانی کا ملنا اور اس کے استعمال پر قادر ہونا بھی تیمّم کو توڑ دیتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کا وضو بھی نہیں اور غسل بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمّم کافی ہے وضو اور غسل کی نیّت کرکے الگ الگ دو مرتبہ تیمّم کرنا لازم نہیں۔

غسل کا بیان

ان چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے، احتلام ہونا، جاگتے میں شہوت سے منی نکلنا، صحبت کرنا (اگرچہ منی نہ نکلے) حیض ختم ہونا، نفاس بند ہونا، جس پر غسل واجب ہو جائے اسے شریعتِ اسلامیہ میں "جنب" کہا جاتا ہے۔

فائدہ:۔ حیض اس خون کو کہتے ہیں جو عورتوں کو ہر ماہ آتا ہے اور نفاس وہ خون ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے۔

فرائضِ غسل غسل میں تین فرض ہیں (۱) خوب حلق تک پانی سے مُنہ بھر کر کُلّی کرنا۔ (۲) ناک میں پانی چڑھانا جہاں تک نرم جگہ ہے۔ (۳) تمام بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا۔

سُننِ غسل غسل کی سنّتیں یہ ہیں۔ (۱) نیت پاک ہونے کی کرنا (۲) اوّل ظاہری ناپاکی کو دُور کرنا اور استنجار کرنا (پھر وضو کرنا) (۳) سارے بدن پر تین بار پانی بہانا (۴) بدن کو اچھی طرح ملنا۔

غسل کا مسنُون طریقہ جب غسل کرنے کا ارادہ کرے تو اوّل دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر استنجار کرے، اور اگر ظاہری ناپاکی کسی جگہ لگی ہے تو اسے دھو ڈالے، پھر وضو کرے جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہیں، خوب مُنہ بھر کر کلی کرے، روزہ نہ ہو تو غرارہ بھی کرے اور ناک میں خوب خیال کر کے پانی چڑھائے۔ اگر پتھر یا کچّی زمین پر غسل کر رہا ہے تو دونوں پاؤں بھی اسی وضو میں دھولے، وضو کے بعد تھوڑا سا پانی لے کر سارے بدن کو ملے، پھر تین مرتبہ سر پر پانی ڈالے اور اس کے بعد داہنے کاندھے پر پھر بائیں کاندھے پر پانی ڈالے، اور ہر جگہ پانی پہنچادے۔ بال برابر بھی کوئی جگہ سُوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہو گا، پھر اس جگہ سے ہٹ جائے اور پاؤں دھولے، اگر وضو کے وقت پاؤں دھو لئے تھے تو اب پاؤں کو دھونے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ پانی نہ پہنچا تھا تو پھر سے پورا غسل کرنا لازم نہیں بلکہ خاص اسی جگہ کو دھولے، اگر کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا تو خاص اس کمی کو پورا کرنے سے غسل پورا ہو جائے گا۔

غُسلِ جُمُعَہ :۔ جمعہ کے دن نماز سے قبل غسل کرنا سنت ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی ترغیب آئی ہے۔

مَذی اور منی پاک کرنے کے مسائل

مرد و عورت میں اللہ تعالیٰ نے فطری تقاضے رکھے ہیں، میاں بیوی کو جو ایک دوسرے کی طرف خاص میلان ہوتا ہے اسے خواہش اور شہوت کہتے ہیں، جب شہوت ہوتی ہے تو پہلے پہلے کچھ گاڑھا سا پانی نکلتا ہے، اس سے شہوت بڑھتی ہے اس پانی کو مَذِی کہتے ہیں، شہوت اور خواہش بڑھتے بڑھتے پھر ایک مادہ خارج ہوتا ہے جس کے نکل جانے پر خواہش ختم ہو جاتی ہے، اس مادہ کو مَنی کہتے ہیں۔

مسئلہ :۔ مذی اور منی دونوں ناپاک ہیں، کپڑے یا بدن پر (ایک روپیہ کے پھیلاؤ سے) زیادہ مقدار میں لگی ہوں تو نماز نہ ہوگی، ان کو دھو کر نماز پڑھیں اور افضل یہ ہے کہ نمازی کے بدن یا کپڑے پر ذرا سی نجاست بھی نہ ہو۔ مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جاگتے میں یا سوتے میں منی نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے البتہ مردوں کو جو جریان کی بیماری ہو جاتی ہے جس میں خواہش کے بغیر منی کے قطرے آجاتے ہیں، یا عورتوں کو بیماری کی وجہ سے (لیکوریا کے مرض میں) جو سفید پانی آتا رہتا ہے، اس سے غسل فرض نہیں ہوتا ہاں اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ :۔ منی اور مذی دونوں کو اگر اس طرح دھو ڈالیں کہ بدن یا کپڑے سے چھوٹ جائیں تو بدن اور کپڑا پاک ہو جاتا ہے، البتہ منی اگر خوب گاڑھی ہو جو بتاشہ کی طرح کپڑے پر جم کر خشک ہو گئی ہو، اور اس میں پیشاب یا کوئی دوسری ناپاکی نہ مل گئی ہو، تو ایسی صورت میں خوب رگڑ دینے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے، بشرطیکہ رگڑنے سے منی بالکل چھوٹ جائے۔

بعض احادیث میں پاک کرنے کا یہ طریقہ بھی آیا ہے اور یہ طریقہ صرف خشک منی کے لئے ہے، لیکن ہمارے زمانے میں چونکہ غذائیں خراب ہیں، مصنوعی گھی، چربی اور ملاوٹ کی چیزیں کھائی جاتی ہیں، اس لئے ایسی گاڑھی منی آج کل عموماً نہیں ہوتی لہٰذا ایسی صورت میں منی تر ہو یا خشک اس کو دھو کر ہی کپڑا پاک کر لیں۔

فرضیّت غسل کے بارے میں کچھ تفصیل

مسئلہ:۔ کبھی کبھی نفسانی اُبھار کی وجہ سے مرد و عورت کو احتلام ہو جاتا ہے اور منی خارج ہو جاتی ہے اگر منی خارج ہو جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اس میں شہوت اور بے شہوت کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اس پر جُنب کے احکام جاری ہو جاتے ہیں اگر صرف خواب نظر آئے اور بیدار ہونے پر کوئی تری معلوم نہ ہو تو صرف خواب کی وجہ سے غسل فرض نہ ہو گا۔

مسئلہ:۔ اگر میاں بیوی آپس میں وہ کام کریں جس میں شرم کی سب حدیں ختم ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں غسل فرض ہونے کے لئے مرد یا عورت کی منی خارج ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ جب مرد نے اپنے خاص جسم کا اگلا حصّہ (یعنی سُپاری) داخل کر دی تو مرد و عورت دونوں پر غسل فرض ہو گیا، منی خارج ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ:۔ اگر کسی بے ہودہ مرد نے خلاف وضعِ فطری کے عورت سے صحبت کی یعنی پیچھے کی راہ سے شہوت پوری کی اور سُپاری اندر چلی گئی، تب بھی دونوں پر غسل فرض ہو گیا منی خارج ہو یا نہ ہو، اور یہ سخت گناہ ہے اور حرام ہے ایسا کرنے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ اگر کسی لڑکے یا مرد سے شہوت والا کام کر لیا (جو سخت حرام اور باعث لعنت ہے) تو اس سے بھی غسل فرض ہو جاتا ہے جس سے ایسی حرکت کی ہے اگر بالغ ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ شہوت کے ساتھ جس طرح اور جس طریقہ سے بھی منی نکلے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

جُنُب کے بَعض احکام

مسئلہ:۔ جس پر غسل فرض ہو اس کا جسم اس طرح کا ناپاک نہیں ہو جاتا کہ اس سے ملنا جلنا، بات کرنا، اس کے پاس بیٹھنا اٹھنا ناجائز ہو، ہاں اگر اس کے بدن میں ظاہری ناپاکی لگی ہو گی اور وہ ناپاکی دوسرے آدمی کو لگ جائے تو دوسرے آدمی کا اسی قدر حصہ ناپاک ہو جائے گا جتنے حصّہ میں ناپاکی لگی ہے، غسل فرض ہو جانے کے بعد میاں بیوی میں سے

اگر کوئی شخص پہلے غسل کرلے اور دوسرے نے ابھی غسل نہ کیا ہو تو آپس میں مل کر لیٹنے میں کچھ حرج نہیں ہے، دوسرا شخص بعد میں غسل کر سکتا ہے، ہاں اگر پاس لیٹنے سے دوبارہ غسل فرض ہو جائے تو جو غسل کر چکا ہے اسے دوبارہ غسل کرنا لازم ہے۔ غسل کی فرضیت حکم شرعی کی وجہ سے ہے اسی لئے فرضیتِ غسل کی حالت کو نجاستِ حکمیہ کہا جاتا ہے، نجاستِ حکمی کی وجہ سے لعاب اور پسینہ ناپاک نہیں ہوتا، بلکہ اگر غسل کرتے ہوئے استعمال شدہ پانی کے کچھ چھینٹیں پانی میں گر جائیں جو حقیقی ناپاکی کے اوپر سے نہ گذری ہو تو ان کی وجہ سے پانی ناپاک نہ ہوگا، اگر یہ چھینٹیں کپڑوں پر پڑ جائیں تو کپڑے پاک ہی رہیں گے۔

اگر کسی پر غسل فرض ہو تو اس کو کھانا پینا اور سونا جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ وضو کر لے اس کے بعد کھائے پیئے اور سوئے، ان مسائل کو خوب سمجھ لیں، ان کو سمجھ لیں گے تو شریعت اسلامیہ کی آسانیاں سمجھ میں آجائیں گی۔

جس پر غسل فرض ہو اس کے لئے یہ جائز تو ہے کہ نماز پڑھنے کا وقت ہونے تک غسل نہ کرے لیکن بہتر یہی ہے کہ جلد از جلد غسل کرلے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فرشتوں کو جُنُب سے ضد ہے، جس گھر میں جُنُب ہو اس میں جانے سے فرشتوں کو تکلیف محسوس ہوتی ہے، اس لئے ایسے گھر میں نہیں جاتے جس میں جُنُب ہو، البتہ ایک حدیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ جُنُب اگر وضو کرلے تو فرشتوں کو اس کے قریب جانے سے گریز نہیں ہوتا۔[1] لہٰذا غسل فرض ہو جانے کے بعد اگر غسل کرنے میں نفس سستی کرنے لگے تو کم از کم وضو کر لیں، خصوصاً رات کو اگر ایسی صورت پیش آجائے تو وضو کر کے سو جائیں اور پھر فجر کی اذان ہو جانے پر غسل کر کے نماز فجر ادا کرلیں۔ غسل فرض ہو جانے کی حالت میں اگر کچھ کھانا چاہیں تو وضو کر کے کھانا پینا بہتر ہے۔

موزوں کا مسح

اللہ پاک کے دین میں بڑی بڑی آسانیاں ہیں، انہی میں سے ایک یہ آسانی ہے کہ اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لے اور پھر وضو ٹوٹ جائے تو اب وضو کرتے وقت موزے

---

[1] مشکوٰۃ، ص ۵۰، عن ابی داؤد، ۱۲

اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں ہے، بلکہ وضو کر کے موزوں پر مسح کر لینا کافی ہے، اگر شرط یہ ہے کہ موزوں سے دونوں پاؤں کے ٹخنے چھپے ہوئے ہوں۔

مسئلہ :۔ مسافر تین دن تین رات اور جو گھر پر ہے وہ ایک دن ایک رات کے اندر اندر جتنی مرتبہ وضو کرے موزوں پر مسح کر سکتا ہے، جب یہ مدت گذر گئی تو اب موزے اتار کر پاؤں دھوئے بغیر وضو نہ ہوگا، اور یہ ایک دن ایک رات (مقیم کے لئے) اور تین دن تین رات (مسافر کے لئے) اس وقت شمار ہوں گے جس وقت موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹتا ہے۔

مسئلہ :۔ موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے پوری انگلیوں کو پاؤں کی انگلیوں پر رکھ کر پنڈلی تک ایک بار کھینچ لے، اور کم سے کم ہاتھ کی تین انگلیوں سے مسح کرے، اگر دو انگلیوں سے مسح کیا تو درست نہیں ہوا۔

مسئلہ :۔ وضو ٹوٹنے سے موزہ کا مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ :۔ اگر ایک موزہ اتار دیا تو دونوں پیروں کا مسح ٹوٹ گیا، اسی طرح دونوں موزوں یا ایک موزہ کے اندر پانی بھر گیا، تو بھی دونوں پاؤں کا مسح ٹوٹ گیا، اور اگر مسح کی مدت ختم ہو گئی تب بھی مسح ٹوٹ گیا، ان تینوں صورتوں میں اگر وضو نہیں ٹوٹا بلکہ صرف مسح ٹوٹا ہے تو صرف پاؤں دھو کر اوپر سے موزے پہن کر اسی وضو سے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ پورا وضو دُہرانا لازم نہیں۔

مسئلہ :جس پر غسل فرض ہو گیا اس کے لئے موزوں کا مسح درست نہیں، پاؤں دھوئے بغیر غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ :۔ عام طور سے جو بنے ہوئے موزے پہنے جاتے ہیں جو بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں اُن پر مسح درست نہیں ہے۔

حیض کے ضروری مسائل

ہر ماہ عورتوں کو سامنے کی راہ سے خون آتا ہے، شریعت میں اس کو حیض آنا کہتے ہیں۔ شرعاً اس کے چند احکام ہیں۔ اس کی مدت کم سے کم تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے اگر تین دن سے کم آ کر بند ہو جائے تو اس پر حیض کے احکام

جاری نہ ہوں گے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خون بند ہی نہیں ہوتا اور دس دن دس رات سے آگے بڑھ جاتا ہے بعض عورتوں کو کئی کئی ماہ تک آتا رہتا ہے جو عورتیں مسئلہ نہیں جانتی ہیں جب تک خون آتا رہتا ہے نہ نماز پڑھتی ہیں نہ روزہ رکھتی ہیں، یہ غلط ہے اور خلافِ شرع ہے۔

مسئلہ:۔ جس عورت کو برابر خون آرہا ہو، بند ہی نہیں ہوتا ہو تو یہ عورت غور کرے کہ گذشتہ ماہ میں (سب سے آخری مرتبہ) کتنے دن خون آیا۔ پس آخری بار جتنے دن خون آیا تھا ہر ماہ سے صرف اتنے ہی دن حیض ہے اور اس سے زیادہ جو خون ہے وہ حیض نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ کسی عورت کو مسلسل خون جاری ہونے سے پہلے سات دن حیض آتا تھا اور آخری مرتبہ بھی سات دن آیا تھا اور اب پندرہ دن آگیا، یا آنا شروع ہوا تو مہینوں گذر گئے بند ہی نہیں ہوتا، تو اس صورت میں صرف سات دن حیض مانا جائے گا اور باقی ایام یعنی اس کے بعد جو آٹھ دن یا ان سے بھی زیادہ خون آیا ہے وہ حیض نہیں ہوگا، شرعاً اس زیادتی والے زمانہ میں حائضہ نہ مانی جائے گی، بشرطیکہ یہ زیادتی دس دن رات سے آگے بڑھ جائے، جب زائد دن حیض میں شمار نہیں تو ان زائد ایام کی نمازیں اس پر فرض ہوں گی جتنے دنوں نہیں پڑھیں ان کی قضا کرے اور اگر عادت کے خلاف خون زیادہ دن تک آیا مگر دس دن رات سے آگے نہ بڑھا تو یہ سب حیض شمار ہوگا اور اگر کسی عورت کو پہلی مرتبہ حیض آیا اور برابر جاری رہا حتیٰ کہ دس دن سے بڑھ گیا تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ دس دن دس رات حیض کے شمار ہوں گے اور باقی اس سے زائد جو خون آئے گا وہ حیض نہ ہوگا اگر اس عورت کا خون برابر جاری رہے تو ہر ماہ دس دس رات کے حیض میں اور باقی استحاضہ میں شمار کرتی رہے۔

مسئلہ:۔ حیض کے دنوں میں یہ ضروری نہیں ہے کہ برابر خون آتا ہی رہے۔ قاعدہ میں جب حیض کا خون آئے تو عادت کے دنوں کے اندر یا دس دن دس رات کے اندر اندر بیچ میں جو ایسا وقت گذرے گا جس میں خون نہ آیا (کبھی دو گھنٹے کبھی ایک گھنٹہ، کبھی ایک رات، کبھی ایک دن) تو یہ زمانہ بھی حیض ہی میں شمار ہوگا، مثلاً کسی عورت کو پانچ دن حیض آنے کی عادت ہے، اسے تین دن تین رات حیض آیا، پھر ایک دن صاف رہی پھر خون آگیا، تو یہ ایک دن جو صاف رہنے کا تھا یہ بھی حیض میں شمار ہوگا۔

مسئلہ:۔ حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، خاکی، سبز، سیاہ جو رنگ بھی ہو سب حیض

مانا جائے گا، جب گدّی بالکل سفید نکلے اس وقت سمجھا جائے گا کہ حیض چلا گیا اور اگر خون بند ہی نہ ہو اور استحاضہ کی صورت ہو تو اس کا مسئلہ اوپر گذر چکا۔

مسئلہ:۔ کسی عورت کو گذشتہ حیض کے بعد پندرہ دن گذر جانے پر خون آیا اس نے یہ سمجھا کہ یہ حیض ہے اور نمازیں نہ پڑھیں، پھر وہ تین دن تین رات پورا ہونے سے پہلے موقوف ہو گیا، اور پھر پندرہ بیس دن کچھ نہ آیا، تو حیض سمجھ کر جو نمازیں چھوڑی تھیں اُن کی قضاء پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ:۔ دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدّت کم از کم پندرہ دن ہے۔ شریعت میں اس کو طہر کہا جاتا ہے، طہر کی زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟ اس کی کوئی حد نہیں، اگر حیض آنا بند ہو جائے اور مہینوں نہ آئے تو جتنے دن بھی خون نہ آئے پاک سمجھی جائے گی۔

مسئلہ:۔ حیض والی عورت کو نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا منع ہے اور اس پر نماز پڑھنا فرض نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے نماز کا وقت ہو جانے پر فرض نماز پڑھنی شروع کر دی اور نماز کے درمیان حیض آگیا تو یہ نماز فاسد ہو گئی، اور ایام حیض گذر جانے کے بعد اس نماز کی قضاء لازم نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی عورت نے نماز کا وقت ہو جانے پر نماز پڑھنے میں دیر لگائی حتیٰ کہ وقت ختم ہونے کے قریب ہو گیا اور اس وقت حیض آگیا تو اس وقت کی نماز بھی معاف ہو گئی، اب اس کی قضاء لازم نہ ہو گی۔

مسئلہ:۔ اگر سنت یا نفل نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا تو نماز فاسد ہو گئی، اور اس کی قضاء لازم ہو گی۔

مسئلہ:۔ اگر فرض یا نفل روزہ کے درمیان حیض آگیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور اس کی قضاء لازم ہو گی۔

مسئلہ:۔ اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے غسل کے فرائض ادا کر سکتی ہے اور اس کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی غسل کر کے اللہ اکبر کہہ کر

نماز فرض شروع کردے اور پوری پڑھ لے البتہ اگر نماز فجر پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس کو سورج بلند ہونے کے بعد پھر سے پڑھنا لازم ہوگا اور قضا پڑھنی پڑے گی، اور اگر اس سے بھی کم وقت ملا جس میں غسل اور تکبیر تحریمہ دونوں کی گنجائش نہ تھی اس وقت کی قضاء واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر پورے دس دن دس رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو اس صورت میں نماز واجب ہو جاتی ہے، اس کی قضاء پڑھنا لازم ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی عورت کا حیض دس دن دس رات پورے ہو جانے پر ختم ہوا ہے اور اس عورت نے سستی کاہلی کی وجہ سے غسل نہیں کیا تو اس کا شوہر غسل کرنے سے پہلے بھی اس سے میاں بیوی والا خاص کام کر سکتا ہے مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ غسل سے پہلے پرہیز کرے۔

مسئلہ:۔ اور اگر دس دن کے اندر اندر عادت کے مطابق کسی عورت کا حیض ختم ہو گیا (جیسے کسی کو پانچ یا چھ دن کی عادت تھی) اور عورت نے ابھی غسل نہیں کیا ہے اور نہ کسی نماز کا آخری وقت اس قدر گذرا ہے کہ جس میں غسل کرنے اور تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش باقی ہو تو اس صورت میں اس کا شوہر اس سے اپنا خاص کام نہیں کر سکتا، ہاں اگر عورت غسل کر چکی ہے یا ایک نماز کا اتنا وقت گذر گیا کہ جس میں غسل کر کے تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ سکتی تھی تو میاں بیوی کا خاص کام جائز ہو گیا۔

مسئلہ:۔ جتنے دن حیض آنے کی عادت ہے اگر اس سے کم دن حیض آ کر رہ گیا، (مثلاً سات دن کی عادت تھی، کسی مہینہ پانچ دن آ کر خون بند ہو گیا) تو عورت کو چاہیئے کہ غسل کر کے نماز اور فرض روزہ شروع کر دے، لیکن اس کے شوہر کو اپنا خاص کام کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ غسل کر چکی ہو، ایام عادت پورے ہونے کا انتظار کرے۔

مسئلہ:۔ ماہواری کے زمانہ میں عورت کے ہاتھ، پاؤں، منہ اور لعاب اور پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہو جاتے ہیں، البتہ جس جگہ بدن یا کپڑے میں خون لگ جائے گا وہ جگہ ناپاک ہو جاتی ہے، ماہواری والی عورت کے ساتھ دوسری عورتوں کا یا اس کی اولاد کا یا اس کے شوہر

یا دوسرے محرموں کا اٹھنا بیٹھنا منع نہیں ہو جاتا ہے، حیض والی عورت کا جھوٹا پاک ہے، اس کی گود میں لیٹ کر اس کا شوہر قرآن شریف پڑھ لے تو کچھ حرج نہیں۔ جب حیض کے زمانہ میں یہ بات ہے تو استحاضہ میں بطریقِ اولیٰ اس کے ظاہری جسم اور لعاب کو پاک مانا جائے گا اور جو حکم حیض کے زمانہ کا ہے وہی نفاس کے زمانہ کا بھی ہے۔

یہودیوں اور ہندوؤں میں دستور ہے کہ حیض والی عورت کو اچھوت بنا کر چھوڑ دیتے ہیں، نہ وہ برتن کو ہاتھ لگائے، نہ کسی کا کپڑا چھوئے، شریعت اسلامیہ میں ایسا نہیں ہے:

قال ابن عابدین الشامی ولایکرہ طبخھا ولا استعمال مامسته من عجین او نحوھما ولاینبغی ان یعزل عن فراشھا لان ذلك یشبه فعل الیھود، بحر، وفی السراج یکرہ ان یعزلھا فی موضع لا یخالطھا فیه۔	"حیض والی عورت کا کھانا پکانا اس کے چھوئے ہوئے آٹے اور پانی وغیرہ کو استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے، اس کے بستر کو علیحدہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ یہودیوں کے فعل کے مشابہ ہے، حیض والی عورت کو علیحدہ کر دینا کہ جہاں وہ ہو وہاں کوئی نہ جائے، ایسا کرنا درست نہیں ہے۔" (شامی ص ۱۹۴ ج ۱)

اسلام سے پہلے لوگوں نے عورت کو بہت گرا رکھا تھا اور اس کی کوئی حیثیت نہیں سمجھی جاتی تھی، اسلام نے عورت کو بلند کیا اور اس کے احترام کا سبق دیا مگر افسوس ہے کہ آج عورتیں اسلام ہی کو مصیبت سمجھنے لگی ہیں اور اس کے احکام سے جی چراتی ہیں۔

مسئلہ: ماہواری کے زمانہ کے متعلق جو احکام ہیں اُن میں ایک یہ حکم بھی ہے کہ عورت کا شوہر اس سے لذّت حاصل نہ کرے۔ میاں بیوی کا جو ایک خاص کام ہے جس میں شرم کی سب حدیں ٹوٹ جاتی ہیں یہ زمانہ حیض میں بالکل حرام ہے، اگر کبھی ایسا ہو جائے تو توبہ کریں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ۔ (البقرہ)	"یعنی عورتیں جب تک حیض سے پاک نہ ہو جائیں (اپنے مخصوص کام کے لئے) ان کے قریب تک نہ جاؤ۔"

باقی رہا ایام ماہواری میں حیض والی عورت کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا تو یہ سب جائز ہے (جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا) مگر اس بات کا خیال لازم ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک عورت کے جسم کا جو حصہ ہے ایام ماہواری میں اس کا شوہر اس حصہ کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ کوئی دوسرا عضو اس سے چھوائے، ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے عورت کے جسم کا جو حصہ ہے ایام ماہواری میں شوہر اس کو ہاتھ لگا سکتا ہے اور بوسہ دے سکتا ہے۔

استحاضہ کا حکم

اوپر والی تفصیل معلوم کر کے دل میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہو گا کہ جو خون حیض میں شمار نہ ہو گا۔ اس کا کیا حکم ہے؟ لہٰذا ہم تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

جو خون تین دن تین رات سے کم آکر بند ہو جائے یا عادت سے بڑھ کر دس دن سے آگے نکل جائے یا جو خون زمانۂ حمل میں آئے یا ۹ سال کی عمر ہونے سے پہلے آجائے، علمائے شریعت کی بول چال میں اس کو استحاضہ کہتے ہیں اور جس عورت کو یہ خون آتا ہو اسے مستحاضہ کہتے ہیں، حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا منع ہے بلکہ حیض کے زمانہ کی نمازیں تو بالکل معاف ہیں اور رمضان کے روزوں کی قضا بعد میں رکھے، اور استحاضہ والی عورت پر نماز فرض ہے اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزے رکھنا بھی فرض ہے اور یہ عورت وضو کر کے کعبہ شریف کا طواف بھی کر سکتی ہے اور قرآن شریف بھی چھو سکتی ہے، اور قرآن شریف کی تلاوت بھی کر سکتی ہے اور ذکر و اذکار و تسبیحات اور دعاؤں میں بھی مشغول رہ سکتی ہے۔ نماز کا وقت آجانے پر وضو کر کے نماز پڑھے، اگر خون بند نہیں ہوتا تب بھی وضو کر کے نماز شروع کر دے، اگرچہ نماز پڑھنے میں کپڑے خون میں بھر جائیں اور جانماز پر خون لگ جائے، قاعدہ کے مطابق (جس کا ذکر اوپر ہوا) جب حیض کے دن چلے جائیں تو ایک بار غسل کر لے، اس کے بعد اگر خون آتا رہے تب بھی اپنے کو پاک سمجھے اور وضو کر کے نماز پڑھا کرے، اگر خون بالکل بند نہیں ہوتا تو اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے جو بوقت ضرورت علماء سے معلوم کئے جا سکتے ہیں اور معذور کے کچھ احکام ہم بھی اس کتاب میں مریض کی نماز کے ذیل میں بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابی خواتین کو بہت زیادہ خون آیا، حتیٰ کہ ایک خاتون کو سات سال تک خون آتا رہا، جب آپؐ سے اس زائد خون کے جاری ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ شیطان

کی شرارت سے ایسا ہوا ہے کہ طبعی خون جتنا آنا چاہیئے اس سے زیادہ آگیا، شیطان اندر گھس کر رحم میں ایسی چوٹ مارتا ہے جس کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے کہ طبعی خون جتنا آنا چاہیئے اس سے زیادہ آجاتا ہے، (انما ھذہٖ رکضۃ من رکضات الشیطٰن)۔

مسئلہ :۔ استحاضہ والی عورت سے صحبت کرنا حرام نہیں ہے، صحبت کرنا اور چمٹنا چومنا یہ سب درست ہے۔

نفاس کے احکام

بچہ کی پیدائش کے بعد خون جاری ہوا کرتا ہے اس خون کو نفاس کہتے ہیں اور اس زمانہ میں عورت کو نفساء کہا جاتا ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے چالیس دن کے اندر اندر جب بھی بند ہو جائے (خواہ صرف ایک دن آکر بند ہو جائے)، تو غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ چالیس دن پورے ہو جانے پر بھی خون بند نہ ہو تب بھی نفاس ختم ہو گیا، اب غسل کرے اور وضو کر کے نمازیں پڑھتی رہی کیونکہ اس پر پاک عورت کے احکام شروع ہو گئے، عورتوں میں جو یہ دستور ہے کہ خواہ مخواہ چالیس دن نماز سے روکے رکھتی ہیں اگرچہ خون آنا پہلے ہی بند ہو جائے یہ غلط ہے اور خلاف شرع ہے، اگر چالیس دن پورے ہو چکے اور خون برابر آتا ہے کسی وقت بھی بند نہیں ہوتا، تب بھی ایک بار غسل کر کے نماز شروع کر دے، پھر ہر فرض نماز کا وقت آنے پر نیا وضو کر لیا جائے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ اگر کسی عورت کے پہلی بار ولادت ہوئی ہے اور خون چالیس دن جاری رہا تو چالیس دن پورے ہو جانے پر غسل کر کے نماز شروع کر دے، اور اگر کسی عورت کی پہلے بھی اولاد ہو چکی ہے اور یہ معلوم ہے کہ اس ولادت سے پہلے جو ولادت ہوئی تھی اس وقت اتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن کے اندر اندر سب نفاس ہی کا خون مانا جائے گا لیکن اگر چالیس دن سے بڑھ گیا تو پچھلی مرتبہ کے ایام گذرنے کے بعد جس قدر زائد دن ہوں گے وہ سب پاکی میں شمار ہوں گے اور اس زائد خون کو استحاضہ کہیں گے۔

مثلاً کسی عورت کو ۳۰ دن نفاس آتا تھا اب ایک مرتبہ ۳۵ دن آگیا، تو یہ نفاس ہے لیکن اگر ۴۵ دن آگیا تو ۳۰ دن کے بعد جو ۱۵ دن ہیں یہ نفاس میں شمار نہ ہوں گے بلکہ ان ایام

میں عورت پر پاکی کے احکام جاری ہوں گے اور نفاس سمجھ کر ۳۰ دن کے بعد جو نمازیں ترک کی ہیں اُن سب کی قضاء لازم ہو گی، اچھی طرح سمجھ لو۔

مسئلہ:۔ اگر کسی عورت کو ولادت کے بعد بالکل ہی خون نہ آئے تو پیدائش کے بعد ہی غسل کر کے نماز شروع کر دے، اگر غسل سے جان کا خطرہ ہو یا شدید مرض میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو، اور گرم پانی بھی ایسا ہی ضرر دے تو غسل کی جگہ تیمم کر لے اور نماز کے لئے وضو اور (بصورت جواز تیمم) تیمم کر لیا کرے، پھر جب اندیشہ ہلاکت یا شدید مرض کا جاتا رہے (جس کی وجہ سے غسل کی جگہ تیمم کیا تھا) تو غسل کر لے، نماز کی طاقت کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نہ ہو تو لیٹے لیٹے پڑھے۔

مسئلہ:۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ نفاس کا خون ہر وقت آتا ہی رہے بلکہ مدت نفاس کے اندر جو خون آئے گا وہ نفاس ہو گا، اگرچہ درمیان میں دو چار گھنٹے یا ایک دو دن تک نہ آئے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کا ناتمام بچہ جاتا رہا تو دیکھا جائے گا کہ اس کا کوئی ایک آدھ عضو (انگل ناخن وغیرہ) بن چکا تھا تو جو خون جاری ہو گا اس پر نفاس کے احکام جاری ہوں گے اور کوئی عضو نہ بنا تھا تو جو خون آئے وہ نفاس کے حکم میں نہ ہو گا، البتہ بعض صورتوں میں اسے استحاضہ اور بعض صورتوں میں حیض کہہ سکتے ہیں، ضرورت کے وقت کسی عالم سے مسئلہ دریافت کر لیں۔

مسئلہ:۔ اگر ایک حمل سے کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کی پیدائش کے درمیان گھنٹہ دو گھنٹہ یا ایک دو دن یا ایک سے زیادہ وقفہ ہو (بشرطیکہ چھ ماہ سے کم ہو) تو پہلے ہی بچہ کی پیدائش کے بعد سے جاری ہونے والا خون نفاس مانا جائے گا۔

مسئلہ:۔ حالتِ حمل میں جو خون آئے وہ حیض یا نفاس نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے نیز پیدائش سے پہلے جو خون یا پانی وغیرہ جاری ہوتا ہے وہ بھی حیض و نفاس نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے، بچہ کا اکثر حصہ باہر آنے کے بعد جو خون جاری ہو گا وہ نفاس ہو گا۔

مسئلہ:۔ پیدائش سے چھٹے دن جو عورت کو غسل دینا ضروری سمجھا جاتا ہے شرعاً اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ:۔ بے وضو قرآن شریف پڑھنا درست ہے مگر چھونا بغیر غلاف کے درست نہیں ہے اور جس پر غسل فرض ہو، اس کے لئے نہ قرآن شریف پڑھنے کی اجازت ہے نہ چھونے کی، ہاں جزدان کے ساتھ چھو سکتا ہے اور مسجد میں داخل ہو سکتا ہے مگر بے وضو طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ حیض والی عورت کو قرآن شریف پڑھنا یا اس کا چھونا یا مسجد میں داخل طواف کرنا جائز نہیں، اسی طرح نفاس والی عورت کو قرآن شریف پڑھنا یا اس کا چھونا یا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، البتہ قرآن شریف کو غلاف کے ساتھ چھونا جائز ہے مگر جلد پر جو چولی چڑھی رہتی ہے وہ غلاف کے حکم میں نہیں ہے، اگر غلاف کے اندر قرآن شریف نہیں ہے تو چڑھی ہوئی چولی کو ہاتھ لگانا اُن کے لئے جائز نہ ہوگا۔ چولی سے مراد وہ کپڑا ہے جو پٹھوں کے ساتھ سلا ہوا ہو، پلاسٹک کور جو پٹھوں سے بالکل چپکا ہوا ہو یا سلا ہوا ہوتا ہے جو جُدا نہیں ہوتا وہ بھی چولی کے حکم میں ہے، یہی تشریح جُنب کے بارے میں ہے۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس والی عورت اور جس پر غسل فرض ہو قرآن شریف کے علاوہ دعاء، ذکر اور تسبیح پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس والی عورت نہ روزہ رکھ سکتی ہے نہ نماز پڑھ سکتی ہے، اور پاک ہونے کے بعد بھی ان کو اس زمانہ کی نمازوں کا دُہرانا لازم نہیں ہے، ہاں اگر اس زمانہ میں رمضان شریف کے روزے آگئے ہوں تو پاک ہونے کے بعد ان کی قضاء رکھنا لازم ہے۔

مسئلہ:۔ نفاس والی عورت کے ساتھ بھی صحبت کرنا حرام ہے مگر دل لگی کرنا، چومنا، ساتھ لیٹنا اس کے شوہر کے لئے سب درست ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ

كتابُ الصلوٰة ومَا يلزمهَا

حكمها وفضائلها واحكامها ومسائلها

(نماز کی حکمتیں اور فضائل ومسائل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

نماز کیا ہے؟

حکمت، اہمیت، اور فضیلت

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے، لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم) کی گواہی کے بعد اسی کا نمبر ہے قرآن وحدیث میں اس کی بہت سخت تاکید آئی ہے اور جو شخص قصداً نماز چھوڑ دے اس کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں سورۂ روم میں فرمایا، اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ) اور سورۂ ماعون میں فرمایا، فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝ (سو بڑی خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں کے جانب سے غفلت برتتے ہیں) سورۂ مریم میں متعدد انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا تذکرہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ۝ (سو آگئے ان کے بعد ایسے ناخلف جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشات نفس کے پیچھے پڑے سو عنقریب اپنی گمراہی کی سزا پائیں گے)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ ۔ (اور فرض نماز ہرگز قصداً مت چھوڑ کیونکہ جس نے فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا یعنی دنیا و آخرت میں اسے عذاب و تکلیف سے اور ذلت سے بچانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر نہیں رہی)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ

فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (یعنی ہمارے اور کافروں کے درمیان جو اصلی فرق ہے وہ نماز پڑھنے نہ پڑھنے کا ہے سو جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کا کام کیا)

نماز کا بلند مرتبہ اس سے سمجھ لو کہ دوسرے فرائض کا یہیں زمین پر رہتے ہوئے حکم دیا گیا اور نماز کا یہ مقام ہے کہ خدائے پاک وحدہٗ لاشریک نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرا کر عالم بالا میں عطا فرمائی اور اسلام کے فرائض میں دنیا میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی اور آخرت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ۔ [۱]	قیامت کے دن بندہ کے اعمال کا جو حساب ہوگا، ان میں سب سے اول نماز ہے۔ سو اگر نماز ٹھیک نکلی تو (بندہ) کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو ناکام ہوگا اور خسارہ میں پڑے گا یعنی نقصان اٹھائے گا۔

خلاصہ یہ کہ نماز سب سے پہلے فرض ہوئی اور اس کا حساب بھی سب سے پہلے ہوگا، اور میدان قیامت میں کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ نماز کے ٹھیک اور بے ٹھیک ہونے پر ہوگا۔

ایک نماز کی کتنی قیمت ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے کر لیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ۔ [۲]	ترجمہ: جس کی ایک نماز جاتی رہی اس کا اس قدر نقصان ہوا کہ گویا اس کے اہل وعیال اور مال ختم ہوگیا۔

نماز میں ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت نمازی کا ظاہر و باطن اور سارا جسم عبادت ہی میں لگ جاتا ہے ہاتھ پاؤں، سر اور کمر آنکھ ناک زبان سب ہی نماز میں مشغول رہتے ہیں یوں سمجھو کہ نمازی کے بدن کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں لگ جاتا ہے۔

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۱۷ [۲] رواہ ابن حبان کما فی الترغیب ج ۱ ص ۳۸۳

مسلمان کا سب سے بڑا کام نماز ہے اور اس کا درجہ تمام کاموں سے بڑھکر ہے پورے دینی نظام میں نماز کی جو امتیازی حیثیت ہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو خوب سمجھا تھا، اسی کی بنیاد پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسلامی قلمرو کے تمام عمال (صوبوں کے اعلیٰ افسران) کو ایک خاص گشتی فرمان لکھا تھا کہ

إِنَّ أَهَمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ (موطا امام مالکؒ)

تمہارے تمام کاموں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ مہتم بالشان کام نماز ہے جس نے نماز کی کماحقہ حفاظت کی اس نے اپنے پورے دین کی حفاظت کرلی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ دین کے دوسرے کاموں کو اور زیادہ برباد کردے گا۔

یہ سرکاری فرمان ہے جو مختلف صوبوں اور علاقوں کے گورنروں کو بھیجا گیا اس میں گورنروں سے خطاب ہو رہا ہے کہ تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہم اور قابل اہتمام اور لائق توجہ جو چیز ہے وہ نماز ہے جب گورنروں کے لئے یہ ارشاد فرمایا تو دوسرے مشاغل رکھنے والے کسی شغل کو نماز سے زیادہ اہم کیسے سمجھ سکتے ہیں آج کل زعماء سیاست اور لیڈران قوم نماز باجماعت پڑھنے سے بلکہ بعض مرتبہ نماز ہی سے غفلت کرجاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم قوم کے کاموں میں لگے ہوتے ہیں جو زیادہ اہم ہے انھیں معلوم نہیں کہ نماز سے اہم کوئی شغل نہیں ہے۔

نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے قائم کرنے میں سب کچھ داخل ہے نماز کے فرائض و واجبات اور سنتیں سب کو اچھی طرح ادا کرنا خشوع سے نماز پڑھنا اخلاص کے ساتھ نماز پڑھنا ریاکاری سے دور رہنا رکوع سجدہ پورا کرنا یہ سب نماز قائم کرنے میں شامل ہے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لئے ثواب کا دسواں حصہ یا نواں حصہ یا آٹھواں حصہ یا ساتواں حصہ یا چھٹا حصہ یا پانچواں حصہ یا چوتھا حصہ یا تہائی حصہ یا آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

کسی فرض کے چھوٹ جانے سے تو نماز ہوتی ہی نہیں اور سہواً کوئی واجب چھوٹ جائے اور سجدہ سہو نہ کرے تو نماز کا لوٹانا واجب ہوتا ہے اور نماز میں ترکِ سُنت یا ارتکاب مکروہ کی وجہ سے نقصان وخلل آجاتا ہے اس کی وجہ سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

مؤمن کا سب کچھ اللہ کے لئے ہے پوری زندگی مرنا جینا کھانا کمانا سب اسی کے لئے ہے کہ اللہ راضی ہو جائے سورۃ انعام میں فرمایا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔

آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہانوں کا اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

جو شخص نماز کو اس طریقہ سے پڑھے جو طریقہ بتایا گیا ہے تو عین نماز کے وقت تو گناہ کر ہی نہیں سکتا نماز کے بعد بھی گناہوں سے بچتا رہے گا، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط (سورۂ عنکبوت)

یعنی نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔

نماز سراپا ذکر ہے اول سے آخر تک ذکر ہی ذکر ہے تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک نمازی برابر ذکر میں مشغول رہتا ہے کبھی اللہ کی حمد وثنا میں مشغول ہوتا ہے۔ کبھی تکبیر کہتا ہے، کبھی قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ کبھی اللہ کی حمد بیان کرتا ہے کبھی تنزیہ کلمات ادا کرتا ہے اور اپنے رب کو ہر طرح کے عیب ونقص سے پاک بتاتا ہے اور اس کے بارے میں اپنا عقیدہ ظاہر کرتا ہے اور کبھی دعا مانگتا ہے، سورۂ طٰہٰ میں فرمایا:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ط

نماز قائم کر میری یاد کے لئے۔

زبان بھی اللہ کی یاد میں لگی ہوئی ہے اور دل بھی اس کے ساتھ ساتھ ذکر اللہ میں مشغول ہے، قلب حاضر ہے اعضاء متواضع ہیں، کبھی قیام میں قرآت پڑھ رہا ہے، کبھی رکوع میں تسبیح ہے کبھی قومہ میں تحمید ہے کبھی سجدہ میں گیا، جبین نیاز زمین پر رکھ دی اور رب تعالیٰ شانہ کی تسبیح میں مشغول ہو گیا، بندہ کے پاس اپنا عجز ونیاز اور تذلل اور فروتنی اور عبودیت

کا عملی اقرار ظاہر کرنے کے لئے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ اس نے اشرف الاعضاء یعنی اپنے سر کو ارذل العناصر یعنی مٹی پر رکھ دیا۔

اور اپنے رب کریم کے حضور اپنی ذات کو بالکل ذلیل کر کے پیش کر دیا، افلح نام ایک صحابی تھے وہ سجدہ میں جاتے تو غبار صاف کرنے کے لئے سجدہ کی جگہ پھونک مار دیتے تھے ان کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے افلح اپنے چہرے کو مٹی میں ملا۔ [1]

جب کہ نماز اظہار عبودیت کے لئے اور سراپا عجز و نیاز اور بندگی ہی بندگی ہے تو اس میں یہ کوشش کرنا کہ سجدہ میں پیشانی پر مٹی نہ لگے کیسے صحیح ہو سکتا ہے ماتھے میں مٹی لگ جانا تو اظہار عجز و نیاز کے لئے زیادہ موزوں ہے نماز خودی کو مٹانے اور تکبر کو توڑنے اور نفس کے غرور اور نخوت کو دبانے کے لئے ہے نماز اس لئے ہے کہ رب العالمین جل مجدہ کی عظمت دل میں بس جائے جب رب اکبر کی شان سامنے آجاتی ہے تو اپنی شان بالکل ہیچ ہو جاتی ہے جب نماز میں یہ دھیان رہا کہ کپڑے میں سلوٹیں نہ پڑ جائیں اور ماتھے میں مٹی نہ لگ جائے اور کپڑے میلے نہ ہو جائیں تو اللہ کی طرف دھیان کہاں رہا یہ تو اپنی ہی ذات میں مشغولیت ہوئی۔ جو شان عبودیت کے خلاف ہے۔

نماز باجماعت کی اہمیت اور فضیلت

نماز باجماعت کی بھی شریعت اسلامیہ میں بہت اہمیت ہے نماز کے وقت اول تو اذان دی جاتی ہے مرد و عورت بوڑھے جوان سب سے اذان سنتے ہیں جس میں سب کو ہوشیار کر دیا جاتا ہے کہ اللہ کا فریضہ ادا کرنے کا وقت ہو گیا دنیاوی شغل چھوڑو اللہ کے فریضہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اذان اس لئے بھی ہے کہ مرد بوڑھے اور جوان اور سمجھدار بچے مسجد میں حاضر ہو جائیں اور نماز باجماعت ادا کریں، اسلام میں نماز باجماعت کی بہت زیادہ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۹۱ از ترمذی

اہمیت ہے،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کے لئے اذان پڑھواؤں پھر کسی کو حکم دوں جو لوگوں کا امام بن جائے پھر میں پیچھے سے ان لوگوں کی طرف چلا جاؤں جو جماعت کیلئے حاضر نہیں ہوتے پھر میں ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں[1]۔ (پھر بچوں اور عورتوں کی وجہ سے اس پر عمل نہیں فرمایا[2]۔)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اذان دینے والے کی آواز سنی پھر اُسے موذن کی پکار پر عمل کرنے سے کسی عذر نے نہ روکا تو اس کی وہ نماز قبول نہ کی جائے گی، جو اس نے (تنہا) پڑھ لی[3]۔ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز باجماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ جماعت کی شرکت سے کوئی ایسا ہی شخص غیر حاضر ہونے کی ہمت کر لیتا تھا جو کھلا ہوا منافق تھا (ہر منافق کی بھی یہ ہمت نہ تھی کہ مسجد کی حاضری چھوڑ سکے) بیمار آدمی بھی مسجد کی حاضری کا ایسا اہتمام کرتا تھا کہ دو آدمیوں کے درمیان چل کر آتا تھا یہاں تک کہ اُسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا[4]۔

جماعت کی نماز کا ثواب بھی تنہا نماز پڑھنے سے بہت زیادہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز سے ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے[6]۔

نماز کے لئے مسجد کو جانے میں ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے[5]۔

---

[1] رواہ البخاری [2] کما فی المشکوٰۃ ص۹۷ از مسند احمد [3] رواہ ابوداؤد [4] رواہ مسلم [5] رواہ البخاری و مسلم،
[6] مشکوٰۃ المصابیح ص۹۷

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں اول تو ستائیس درجہ ثواب بڑھا دیا جاتا ہے پھر ایک امام کی اقتدا میں صفیں بنا کر کھڑے ہونے اور امام کے اقوال و افعال کا اتباع کرنے میں جو ایک اجتماعیت کا کیف ہے اور ڈسپلین کا مظاہرہ ہے اس کا نفع مستقل ہے اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ جو لوگ مسجد میں نماز با جماعت کا اہتمام نہیں کرتے، وقت سے بے وقت کر کے غیر مستحب اوقات میں نماز پڑھتے ہیں، جماعت کے اہتمام میں یہ بھی نفع ہے کہ صحیح وقت میں دیگر نمازیوں کے ساتھ مل کر نماز ادا ہو جاتی ہے۔ مسجد کی حاضری سے مسلمانوں کے آپس کے احوال بھی ایک دوسرے کو معلوم ہوتے رہتے ھیں یہ حاضری رنجشوں کے ختم ہونے کا بھی ذریعہ ہے اس میں اجتماعی مشوروں کے لئے بھی مواقع ہیں اور ان اجتماعات سے دشمنوں کے دلوں پر دھاک بھی بیٹھ جاتی ہے، اول تو روزانہ پانچوں نمازوں میں اجتماعی حاضری محلہ کی ہر مسجد میں ہوتی ہے۔

جمعہ اور عیدین

پھر ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن پورے قصبہ کا اور مختلف محلوں کے مسلمانوں کا اجتماع پھر دونوں عیدوں میں شہر سے باہر نکل کر نماز پڑھنا اور اس کے لئے مجتمع ہونا پھر جو لوگ صاحب مقدور ہیں ان کو زندگی میں کم از کم ایک بار عرفات میں پورے عالم کے مسلمانوں کے ساتھ حج کے موقع پر جمع ہونا اس سب میں بڑی حکمتیں ہیں اور اجتماعیت کے بڑے بڑے فوائد ہیں۔

ہر جمعہ یوم عید ہے اور یوم جمعہ یوم الفطر اور یوم الأضحیٰ سے افضل ہے، جمعہ بھی خوشی کا دن ہے اور دونوں عیدین بھی خوشی کے دن ہیں لیکن مسلمان کی خوشی صرف کھانے پینے میں اور پہننے میں اور دیگر اقوام کی طرح میلہ لگانے میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کی خوشی نماز میں ہے اور ذکر و عبادت میں ہے جمعہ کے دن نماز اور خطبہ ہے اور عیدین میں بھی نماز اور خطبہ ہے۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

پنج وقتہ نماز اور جمعہ و عیدین اور سنن و نوافل کے علاوہ بھی نماز مشروع کی گئی ہے

نماز توبہ، نماز حاجت، نماز استخارہ، نماز استسقاء، چاند سورج گرہن کی نماز پڑھنا بھی مسنون ہے اور نماز جنازہ بھی مشروع ہے جس میں تکبیریں کہی جاتی ہیں اور میت کے لئے دعا کی جاتی ہے مسلمان کی زندگی سراپا ذکر سراپا طاعت وعبادت ہے اذان بار بار نماز کی یاد دہانی کرتی ہے اور مسجد کی حاضری کی طرف دعوت دیتی ہے کچھ دیر کے لئے آرام چھوڑو، نیند قربان کرو، مشاغل دنیا سے فرصت نکالو اور خالق ومالک جل مجدہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ، فرض نماز سے پہلے سنتیں پڑھو، فرضوں کے بعد (مشروع سنن ونوافل) ادا کرو بازار میں جاؤ تو وہاں بھی ذکر کرو سورہ جمعہ میں ارشاد فرمایا۔ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

ترجمہ

پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو، اور اللہ کے فضل سے تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کو فلاح ہو)

سنن اور نوافل

بعض نمازوں سے پہلے اور بعد میں سنتیں پڑھنے کی بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رات و دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیگا چار ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور فجر سے پہلے[1]۔ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنے کی بھی فضیلت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اس پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھ لیں۔[2] ان کے علاوہ نوافل پڑھنے کی بھی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

---

[1] رواہ الترمذی [2] رواہ الترمذی

ارشاد ہے کہ فرائض کی کمی کو قیامت کے دن نفلوں کے ذریعہ پورا کردیا جائے گا۔[1]

درحقیقت پنج وقتہ نمازیں اللہ کی یاد کی طرف کھینچی رہتی ہیں اذان بھی ذکر اقامت بھی ذکر نماز بھی ذکر فرضوں کے بعد تسبیحات بھی ذکر سنتیں بھی ذکر نوافل بھی ذکر پھر بازار میں بھی ذکر گھر میں بھی ذکر زندگی کے مختلف اشغال وافعال کی جو مسنون دعائیں ہیں وہ بھی ذکر مومن کی زندگی ذکر ہی ذکر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالیٰ فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے)

سورۂ فاتحہ کے مضامین

سورۂ فاتحہ اجمالاً تمام مضامین قرآن پر مشتمل ہے اس میں اول تو اللہ تعالیٰ کی حمد کا بیان ہے پھر بندہ سے یہ اقرار واعلان کرایا کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی سے مدد چاہتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کا سوال کیا جاتا ہے پھر یہ بتایا ہے کہ صراط مستقیم ان برگزیدہ بندوں کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور ان لوگوں کے راستہ سے دور رکھنے کی بھی دعا ہے جن پر اللہ کا غصہ ہے اور جو گمراہ ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندہ کے درمیان تقسیم کرلیا ہے، اور بندے کے لئے وہ ہے جو وہ سوال کرتا ہے جب بندہ کہتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ (میرے بندہ نے میری حمد کی)، پھر جب کہتا ہے، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (جو بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَثْنیٰ عَلَیَّ عَبْدِیْ (میرے بندہ نے میری صفت بیان کی)، پھر جب کہتا ہے، مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (جو یوم جزا کا مالک ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) فَجَدَّنِیْ عَبْدِیْ (میرے بندہ نے میری بڑائی بیان کی)، پھر جب کہتا ہے، اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۷ [2] رواہ مسلم

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ (یہ میرے اور بندہ کے درمیان ہے (کیونکہ بندہ نے میرے معبود اور معین ومددگار ہونے کا اقرار واعلان کیا ہے اور اپنے واسطے مجھ سے مدد مانگی ہے اور میرے بندہ کو اس کی مانگ ملے گی) اس کے بعد جب بندہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے آخر تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ (میرے بندہ نے اپنے لئے مجھ سے ہدایت مانگی اور میرے بندہ کی یہ مانگ پوری کی جائے گی) [۱]

خشوع کی اہمیت اور ضرورت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یَبْصُقْ اَمَامَہٗ فَاِنَّمَا یُنَاجِی اللّٰہَ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ (تم میں سے جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ وہ اللہ سے مناجات کرتا ہے جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ ہے) [۲] اور ایک حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو کنکریوں کو نہ چھوئے کیونکہ رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے۔ [۳]

جب نماز اللہ کی مناجات ہے تو اس میں نماز ہی کی طرف متوجہ رہنا ضروری ہے باتیں اللہ سے ہو رہی ہوں اور توجہ کسی دوسری طرف ہو، یہ بہت بڑی نادانی ہے خشوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو نماز بہت زیادہ قیمتی ہو جاتی ہے سورۂ مومنون میں ارشاد فرمایا۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ (وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں) خشوع کا سب سے بڑا افضل ترین مرتبہ تو یہ ہے کہ اس طرح نماز پڑھی جائے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ

---

[۱] رواہ مسلم [۲] رواہ البخاری [۳] مشکوٰۃ المصابیح از احمد و ترمذی

خیال تو کر ہی لے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے وسوسے آئیں تو ان کی طرف توجہ نہ کرے بار بار اپنی توجہ کو اِدھر اُدھر سے ہٹا کر نماز کی طرف موڑتا رہے اور ہر اس چیز سے توجہ ہٹائے جس سے دل بٹتا ہو، جسمانی حضوری کے ساتھ قلبی اور روحانی حضوری بھی رہے۔

حضرات فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ نماز میں ہر وہ چیز مکروہ ہے جس سے دل بٹے سامنے دیوار یا مصلے پر نقش و نگار پر نظر کرنا، بدن یا کپڑے سے کھیلنا، دامن ٹھیک کرنا، مصلے کے دروازے اور منارے شمار کرنا، یہ سب خشوع کے خلاف ہیں، ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے جو مختصر ہو آپ نے ان کو تین نصیحتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ ہے اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ[۱] (جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسی نماز پڑھ جیسے سب کچھ رخصت کر چکا) جب سب کچھ رخصت کر دیا تو اب دنیا اور اہل دنیا کی طرف توجہ لے جانے اور دل کو دنیا میں مشغول کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں رہا، سورۂ بقرہ میں فرمایا، وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (اور بے شک نماز ضرور دشوار ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہو ان کے لئے دشوار نہیں، خاشعین وہ لوگ ہیں جو یقین رکھتے ہیں اس بات کا کہ وہ بے شک ملنے والے ہیں اپنے رب سے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔)

اس آیت میں بتا دیا کہ خشوع والوں پر نماز پڑھنا بھاری نہیں ہے اور پھر خشوع حاصل ہونے کا طریقہ بھی بتا دیا یہ یقین کرنا کہ ہمیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اس سے خشوع کی شان پیدا ہوتی ہے جس نماز کا آخرت میں ثواب لینا ہے اور جسے بارگاہ خداوندی میں پیش کر کے جنت حاصل کرنا ہے اس کو بے دھیانی سے پڑھ لینا بڑی نالائقی کی بات ہے۔ زندگی کا جو وقت نماز میں لگ گیا انمول ہو گیا اور زندگی کا یہ حصہ زندگی کہنے کے قابل ہو گیا، مؤمن کی شان یہ ہے کہ خوب مستعدی کے ساتھ دنیا کے جھمیلوں سے دل فارغ کر کے

۱؎ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۵

نماز پڑھے۔

چونکہ نماز میں سراپا حضوری ہونی چاہئے اس لئے ہر ایسے شغل سے بچنا چاہئے جو نماز کی طرف سے توجہ کو ہٹا دے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے جبکہ پیشاب پاخانہ کے ساتھ زور آوری ہو رہی ہو[1]۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جب تمہارا رات کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور نماز قائم کر دی جائے تو پہلے کھانا کھالو اور کھانے سے فارغ ہونے تک جلدی نہ کرو[2]۔ یہ تعلیم اسی لئے ہے کہ اگر کھانے کا تقاضا ہوگا یا پیشاب پاخانے کا تقاضا ہوگا تو نماز کی طرف توجہ نہ رہے گی۔ نماز مشروط و آداب، حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائیے تو اس کی ظاہری باطنی کھلی آنکھوں نظر آتے گی۔ رزقنا اللہ الصلوۃ کما یحب ویرضی۔

رکوع سجدہ میں جلدی کرنے کی ممانعت

حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی امام سے پہلے رکوع و سجدے میں جاتا ہے اور امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ (الترغیب والترہیب صفحہ ۳۳۴ جلد ۱، از طبرانی و مالک)

شیطان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ لوگ نماز نہ پڑھیں جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو طرح طرح سے ان کی نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی کوشش میں سے یہ ہے کہ وہ جلدی جلدی رکوع سجدہ کرنے اور امام سے پہلے رکوع سجدہ میں جانے اور رکوع سجدہ سے سر اٹھانے پر آمادہ کرتا ہے، جن لوگوں کو صحیح طریقہ پر نماز پڑھنے کا دھیان نہیں ہے شیطان ان کی پیشانی پکڑ کر جلدی جلدی رکوع سجدہ کراتا ہے اور امام سے پہلے اٹھاتا بٹھاتا ہے۔

ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔

(رواہ البخاری ومسلم کما فی المشکوٰۃ صفحہ ۱۰۲)

---

[1] رواہ مسلم عن عائشہ رضؓ [2] رواہ البخاری ومسلم عن ابن عمر رضؓ

نماز بے حیائی سے روکتی ہے

سورۂ عنکبوت میں نماز کا ایک خاص بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ بلاشبہ نماز بے حیائی سے اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

درحقیقت نماز کو نماز کی طرح پڑھا جائے تو وہ گناہوں کو چھڑانے کا سبب بن جاتی ہے نماز میں قرأت قرآن بھی ہے اور تسبیح بھی، تکبیر بھی ہے تحمید بھی، رکوع بھی ہے سجود بھی، خشوع بھی ہے خضوع بھی۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار بھی ہے اور اپنی عاجزی اور فروتنی کا تصور بھی، ان سب امور کا دھیان کرکے نماز پڑھی جائے تو بلاشبہ نمازی آدمی بے حیائی کے کاموں اور گناہوں سے رک جائے گا جس شخص کی نماز جس قدر اچھی ہوگی اسی قدر گناہوں سے دور ہوگا اور جس قدر نماز میں کمی ہوگی اسی قدر گناہوں کے چھوٹنے میں دیر لگے گی نمازی آدمی اگرچہ گناہگار ہو۔ بہرحال نماز پڑھتا ہے کبھی نہ کبھی اس کی نماز انشاء اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو چھڑا ہی دے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح ہوتی ہے تو چوری کرلیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا نماز پڑھنے والا عمل اسے اس عمل سے روک دے گا جسے تو بیان کر رہا ہے[۱]

یہ جو دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ گناہوں میں بھی مشغول رہتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اس کا جواب اوپر گذر چکا ہے کہ جو لوگ نماز کو نماز کی طرح پڑھتے ہیں ان سے گناہ چھوٹ جاتے ہیں اور بعض حضرات نے یوں فرمایا ہے کہ نماز تو بلاشبہ برائیوں سے روکتی ہے لیکن روکنے کی وجہ سے رک جانا ضروری نہیں آخر واعظ بھی تو وعظ کرتے ہیں برائیوں کی وعیدیں سناتے ہیں پھر بھی جو رکنا چاہتا ہے وہی رک جاتا ہے اور جو رکنا نہیں چاہتا وہ گناہ کرتا رہتا ہے۔ اور بعض علماء نے جواب دیا ہے کہ نماز کم از کم اتنے وقت گناہوں سے روکتی ہی ہے جتنی دیر نماز میں مشغول رہتا ہے۔

---

[۱] ذکرہ صاحب روح المعانی وعزاہ الی احمد وابن ابی حاتم والبیہقی ۱۲۔

بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے انسان نماز پڑھ نہیں سکتا نمازی آدمی اس سے ضرور بچے گا مثلاً پیشاب کر کے یونہی اٹھ جائے۔ استنجا نہ کرے نمازی سے یہ نہیں ہو سکتا اور کوئی نمازی کھول کر رانیں دکھاتا ہوا نہیں پھر سکتا اور نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں گناہ نہیں کر سکتا اور اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو غور کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ

نماز کی ادائیگی کا طریقہ

اُوقاتُ، فرائض، واجباتُ، سُنن، مُستحبّاتُ، مُفسداتُ، مکرُوہات،

اور ضروری مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اوقاتِ نماز

فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے، اور ظہر کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد شروع ہو جاتا ہے، جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دُوگنا نہ ہو اس وقت تک باقی رہتا ہے، دوچند سایہ سے مراد اصلی سایہ کے علاوہ ہے، سایہ اصلی وہ ہے جو عین زوال کے وقت ہوتا ہے، ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج چھپنے تک باقی رہتا ہے، لیکن جب سورج زرد ہو جائے تو عصر کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے، جب سورج چھپ جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جو شفق سفید غائب ہونے تک رہتا ہے، پاک وہند کے علاقوں میں کم از کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ مغرب کا وقت رہتا ہے، مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو طلوع صبح صادق تک رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جو وقت عشاء کا ہے وہی نماز وتر کا بھی ہے، مگر وتر کی نماز عشاء کے فرضوں سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی۔

نماز کے فرائض، واجبات، سُنن و مکروہات

فرائض نماز:۔ نماز کے چودہ [۱۴] فرض ہیں، جن میں سے چند ایسے ہیں جن کا نماز سے پہلے ہونا ضروری ہے، اور ان کو نماز کے خارجی فرائض بھی کہتے ہیں اور شرائط نماز بھی کہا جاتا ہے، اور

چند فرائض ایسے ہیں جو داخلِ نماز ہیں، سب کی فہرست یہ ہے۔

(۱) بدن پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) سترِ عورت، یعنی مردوں کو ناف سے گھٹنوں اور عورتوں کو چہرہ اور ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کو ڈھکنا فرض ہے، (۴) نماز کی جگہ کا پاک ہونا (۵) نماز کا وقت ہونا، (۶) قبلہ کی طرف رُخ کرنا (۷) نماز کی نیت کرنا (۸) تکبیر تحریمہ (۹) قیام یعنی کھڑا ہونا (۱۰) قرآت یعنی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورت پڑھنا (۱۱) رکوع کرنا (۱۲) سجدہ کرنا (۱۳) قعدہ اخیرہ (۱۴) اپنے ارادہ سے نماز ختم کرنا، اگر ان میں سے کوئی چیز بھی جان کر یا بھول کر رہ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز نہ ہوگی۔

واجباتِ نماز

ذیل کی چیزیں نماز میں واجب ہیں:۔

(۱) الحمد للہ پڑھنا (۲) اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا (۳) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرآت کرنا (۴) الحمد کو سورت سے پہلے پڑھنا (۵) رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا (۶) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (۷) پہلا قعدہ کرنا (۸) التحیات پڑھنا (۹) لفظ سلام سے نماز ختم کرنا (۱۰) ظہر و عصر میں قرآت آہستہ پڑھنا (۱۱) امام کے لئے مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں اور فجر و جمعہ و عیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قرآت بلند آواز سے پڑھنا (۱۲) وتر میں دعا قنوت پڑھنا (۱۳) عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دیا تو دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہوگا سجدہ سہو سے بھی کام نہ چلے گا۔

نماز کی سُنّتیں

یہ چیزیں نماز میں سُنّت ہیں (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (۲) مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر ہاتھ باندھنا، (۳) ثنا یعنی سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ

آخر تک پڑھنا (۴) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پوری پڑھنا (۵) بِسْمِ اللّٰہِ پوری پڑھنا (۶) رکوع اور سجدے کرتے وقت بلکہ ہر ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہوتے کے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا (۷) رکوع سے اُٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا، (۸) رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کم سے کم تین مرتبہ کہنا اور (۹) سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا (۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لئے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا (۱۱) درود شریف پڑھنا (۱۲) درود کے بعد دعا پڑھنا، (۱۳) سلام کے وقت دائیں بائیں مُنھ پھیرنا (۱۴) سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں اور نیک جنات جو حاضر ہوں ان کی نیت کرنا اور اگر مقتدی ہو تو امام کے پیچھے ہونے کی صورت میں دونوں سلاموں میں امام کی نیت بھی کرے، اور اگر امام کے دائیں بائیں ہو تو جدھر امام ہو اس سلام میں اس کی نیت کرے۔

نماز کے مستحبات

(۱) اگر چادر اوڑھے ہو تو کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے لئے مرد کو چادر سے ہاتھ نکالنا (۲) جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا (۳) جمائی آئے تو مُنہ بند کرنا (۴) کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ اور رکوع میں قدموں پر اور سجدہ میں ناک پر اور بیٹھے ہوئے گود میں اور سلام کے وقت کاندھے پر نظر رکھنا،

مفسدات نماز

ان چیزوں کے کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۱) بات کرنا، خواہ تھوڑی ہو خواہ بہت، قصداً ہو یا بھول کر، (۲) سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا (۳) چھینکنے والے کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا (۴) رنج کی خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پورا یا تھوڑا سا پڑھنا، یا اچھی خبر سُنکر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا یا عجیب چیز سُن کر سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا (۵) دُکھ تکلیف کی وجہ سے آہ، اوہ یا اُف کرنا،

(۶) اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا (۷) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا (۸) الحمد شریف یا سورت میں ایسی غلطی کرنا کہ جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، (جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں لکھی ہے) (۹) عمل کثیر، مثلاً ایسا کام کرنا جسے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے، یا مثلاً دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کرنا (۱۰) قصداً یا بھول کر کچھ کھانا پینا (۱۱) قبلہ سے سینہ پھر جانا (۱۲) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف نکل جائیں (۱۳) نماز میں ہنسنا (۱۴) امام سے آگے بڑھ جانا، یہ چند مفسدات لکھ دیتے ہیں، بڑی کتابوں میں اور بھی لکھے ہیں۔

مکروہاتِ نماز

یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:-

(۱) کوکھ پر ہاتھ رکھنا (۲) آستین سے باہر ہاتھ نکالے رکھنا (۳) کپڑا سمیٹنا (۴) جسم یا کپڑے سے کھیلنا (۵) انگلیاں چٹخانا (۶) دائیں بائیں گردن موڑنا (۷) مرد کو جوڑا گوندھکر نماز پڑھنا (۸) انگڑائی لینا (۹) کتے کی طرح بیٹھنا (۱۰) مرد کو سجدہ میں ہاتھ زمین پر بچھانا (۱۱) سجدہ میں (مردوں کے لئے) پیٹ کو رانوں سے ملانا (۱۲) بغیر عذر کے چار زانو (آلتی پالتی مار کر بیٹھنا (۱۳) امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا (۱۴) صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا (۱۵) سامنے یا سر پر تصویر ہونا (۱۶) تصویر والے کپڑے سے نماز پڑھنا (۱۷) کندھوں پر چادر یا کپڑا لٹکانا (۱۸) پیشاب یا پاخانہ یا زیادہ بھوک کا تقاضا ہوتے ہوتے نماز پڑھنا (۱۹) سر کھول کر نماز میں کھڑا ہونا (۲۰) آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

اذان کا بیان

فرض نمازوں سے پہلے اذان دینا سُنتِ مؤکدہ ہے، اور شعائرِ اسلام میں داخل ہے جو شخص اذان دے اسے چاہیئے کہ کسی اونچے مقام پر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں میں کلمہ کی انگلیاں دے کر بلند آواز سے یہ کلمات کہے:-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے،

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،

پھر داہنی طرف مُنہ کر کے کہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ــــــــــ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

نماز کے لئے آؤ، ــــــــــ نماز کے لئے آؤ،

پھر بائیں طرف مُنہ کر کے کہے:

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ــــــــــ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

کامیابی کے لئے آؤ، ــــــــــ کامیابی کے لئے آؤ،

اگر فجر کی اذان ہو تو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد یہ بھی کہے۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

نماز اچھی ہے سونے سے، نماز اچھی ہے سونے سے،

پھر کہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اجابتِ اذان

جب اذان کی آواز سُنے تو یہ پڑھے:۔

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ

رَسُوْلُهٗ ط رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ط

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں راضی ہوا اللہ کو رب ماننے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر۔

پھر جو مؤذن کہتا جائے وہی کہتا جائے۔ مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور اذان ختم ہونے پر درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ

اے اللہ! جو رب ہے اس کامل بلاوے کا اور قائم ہونے والی نماز کا، عنایت فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا

کو وسیلہ اور فضیلت اور اٹھا ان کو مقام محمود میں جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور نصیب کرنا

شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ط

ہم کو اُن کی شفاعت قیامت کے دن، بے شک تو وعدہ خلاف نہیں فرماتا،

اقامت یا تکبیر

جب نماز کی جماعت کھڑی ہوتی ہے تو پہلے تکبیر کہتے ہیں، وہ بھی اذان ہی کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو بار کہا جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ اذان ٹھہر ٹھہر کے اور امامت (تکبیر) جلدی جلدی پڑھے۔

مسئلہ:۔ بے وضو اذان دینا جائز ہے، لیکن باوضو افضل ہے، جب مغرب کی اذان ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَآئِكَ

اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور تیرے دن کے جانے کا وقت ہے، اور تیرے پکارنے

فَاغْفِرْلِی ؂ آواز سن ہیں پس تو مجھے بخش دے۔ (مشکوٰۃ)

مسئلہ:۔ اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے اقامت کہنے والا جو کہے وہی کہتا جائے اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے،

نیّت کا بیانْ

جو نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کرنا فرض ہے، مثلاً نیت کرے کہ فلاں وقت کے فرض یا سنت پڑھتا ہوں، اگر امام کے پیچھے پڑھنا ہو تو اس کی اقتدا، کی بھی نیت کرنا لازم ہے نفل نماز کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔

مَسئلہ:۔ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، صرف دل سے نماز کی نیت کر لینا کافی ہے۔ لیکن اگر زبان سے کہہ لے تو بھی درست ہے، اور عربی میں نیت کرنا بھی ضروری نہیں، اپنی مادری زبان میں کر لینا کافی ہے، اردو زبان میں ہم پنج وقتہ نمازوں کی نیت ذکر کریں گے لیکن اس سے پہلے چند نیتیں عربی میں بطور نمونہ بیان کرتے ہیں تاکہ اگر کسی کو شوق ہو تو عربی میں ادا کر لے۔

ظہر کی چار سُنتیں

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتِ صَلٰوۃِ السُّنَّۃِ لِوَقْتِ الظُّھْرِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؂

ظہر کے چار فرض

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتِ صَلٰوۃِ فَرْضِ الْیَوْمِ لِوَقْتِ الظُّھْرِ

اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

تنبیہ :۔ اگر امام کے پیچھے نہ ہو بلکہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ نہ کہے۔

ظہر کی دو سنتوں کی نیت :

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ مِنْ صَلٰوۃِ السُّنَّۃِ لِوَقْتِ الظُّھْرِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

ظہر کی دو نفلوں کی نیت :

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ مِنَ النَّفْلِ لِوَقْتِ الظُّھْرِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

عصر کے چار فرضوں کی نیت :

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتِ فَرْضِ الْیَوْمِ لِوَقْتِ الْعَصْرِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

مغرب کے تین فرضوں کی نیت :

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی ثَلٰثَ رَکْعَاتِ فَرْضِ الْیَوْمِ لِوَقْتِ الْمَغْرِبِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

عشاء کے چار فرضوں کی نیت :

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتِ فَرْضِ الْیَوْمِ لِوَقْتِ الْعِشَآءِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

فجر کے دو فرضوں کی نیّت:

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ مِنْ فَرْضِ الْیَوْمِ لِوَقْتِ الْفَجْرِ
اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

جمعہ کے دو فرضوں کی نیّت:

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ مِنْ فَرْضِ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ اِقْتَدَیْتُ
بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

وتروں کی نیّت:

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی ثَلٰثَ رَکْعَاتِ الْوِتْرِ وَاجِبِ اللَّیْلِ مُتَوَجِّھًا
اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

اگر رمضان میں وتر جماعت سے پڑھتا ہو تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے پہلے اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ بڑھا دے۔

یہ چند نیتیں ہم نے عربی میں لکھ دی ہیں، اگر باقی نیتیں بھی عربی میں بنانا چاہیں تو کسی عالم کی مدد سے ان لکھی ہوئی نیتوں کو سامنے رکھ کر بنا لیں۔

پنج وقتہ نمازوں کی رکعتیں

اور اردو میں نیتیں

ظہر کی نماز:

ظہر کی نماز میں بارہ رکعتیں ہیں، چار سنتیں، چار فرض پھر دو سنتیں پھر دو نفل، چار سنتوں کی نیت یوں کرے۔

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز سنت کی، وقت ظہر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے میرا رُخ کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر

چار فرضوں کی نیّت یوں کرے:

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض ظہر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے پیچھے اس امام کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر ؕ اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو امام کے پیچھے ہونے کی نیت نہ کرے، اور یہ بات تمام فرضوں کی نیتوں میں سمجھ لو۔

دو سنتوں کی نیّت یوں کرے:

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز سنت کی، وقت ظہر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے میرا رُخ کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر ؕ

دو نفلوں کی نیّت یوں کرے:

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل کی، وقت ظہر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر ؕ

عصر کی نماز

عصر کی آٹھ رکعتیں ہیں، چار سنت چار فرض،

چار سنتوں کی نیّت یوں کرے:

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز سنت کی، وقت عصر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر ؕ یہ سنتیں غیر مؤکدہ ہیں،

عصر کے فرضوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض عصر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، پیچھے اس امام کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف۔ اللہ اکبر ؕ

مغرب کی نماز

مغرب کی سات رکعتیں ہیں، تین فرض پھر دو سنتیں پھر دو نفل،

تین فرضوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں تین رکعت نماز فرض مغرب کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، پیچھے اس امام کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر ؕ

دو سنتوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز سنت کی، وقت مغرب کا، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر ؕ

عشاء کی نماز

عشاء کی سترہ رکعتیں ہیں، چار سنتیں، پھر چار فرض، پھر دو سنتیں، پھر دو نفل پھر تین وتر، پھر دو نفل،

چار سنتوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز سنت کی، وقت عشاء کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر ؕ یہ چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔

چار فرضوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض عشاء کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے، اللہ اکبرط

دو سنتوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز سنت کی، وقت عشاء کا رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبرط

دو نفلوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل، وقت عشاء کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبرط

وتروں کے بعد دو نفل پڑھے ان کی نیت بھی اسی طرح سے ہے، وتروں کی نیت آئندہ وتروں کے بیان میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

فجر کی نماز

فجر کی چار رکعتیں ہیں، دو سنتیں اور دو فرض۔

دو سنتوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز سنت کی، وقت فجر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبرط فجر کی سنتیں دوسری تمام سنتوں سے زیادہ مؤکدہ ہیں۔

دو فرضوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز فرض فجر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف

کی طرف، پیچھے اس امام کے، اللہ اکبر ؕ

ترکیبِ نماز

جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو، تو پہلے اپنا بدن ہر قسم کی ناپاکی سے پاک کرو، اور پاک کپڑے پہن کر پاک جگہ پر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو، پھر جو نماز پڑھنی ہو اس کی نیت دل سے کرو، اور زبان سے بھی کہہ لو تو اچھا ہے، پھر دونوں ہاتھ اس طرح کانوں تک اٹھاؤ کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کے مقابل ہوں، اُنگلیاں کھُلی رہیں، اس کے بعد تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھ لو، کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رہے، اور انگوٹھے اور چھنگلیا کے حلقہ سے بائیں ہاتھ کے پہنچے کو پکڑ لو، اور باقی تین انگلیاں کلائی پر بچھی رہیں، اور نظر سجدہ کی جگہ پر رہے، ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھو۔

ثنا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا

اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا نام بابرکت ہے اور

اِلٰهَ غَيْرُكَ ؕ

بلند ہے تیری شان، اور نہیں کوئی معبود تیرے سوا۔

پھر تعوّذ یعنی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ پڑھو،

میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے،

اور اس کے بعد تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ پڑھو،

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اور پھر سورۂ فاتحہ پڑھو،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا، مہربان نہایت رحم کرنے والا،

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا

مالک ہے قیامت کے دن کا، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ

راستہ پر چلا، ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ ان کی راہ پر جن

الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کے راستہ پر،

جب سورۂ فاتحہ ختم کرلو تو آہستہ سے آمین کہو، پھر کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھو، (لیکن اگر تم امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو صرف ثناء پڑھ کر خاموش کھڑے رہو) تعوذ، تسمیہ اور الحمد اور سورت کچھ نہ پڑھو، یہ سب امام پڑھے گا، الحمد شریف کے بعد ہر سورت پڑھ سکتے ہیں، اگر چاہو تو سورۂ کافرون پڑھو،

سورۃ الکافرون

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ

آپ فرما دیجئے اے کافرو! میں نہیں پوجتا ہوں جسے تم پوجتے ہو اور نہ

اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

تم اسے پوجنے والے ہو جسے میں پوجتا ہوں، اور نہ میں پوجنے والا ہوں اسے جسے تم نے پوجا، اور نہ تم اسے پوجنے والے ہو جسے

مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝

میں پوجتا ہوں، تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین،

سورت پڑھ کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر اُن سے دونوں گھٹنوں کو پکڑلو، پیٹھ کو بالکل سیدھی رکھو، ہاتھ پسلیوں سے علیحدہ رہیں، اور پنڈلیاں سیدھی کھڑی رہیں، اور رکوع کی تسبیح تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھو،

رکوع کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ط

پاک ہے میرا رب عظمت والا،

اس کے بعد تسمیع پڑھتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اور تسمیع کے بعد تحمید پڑھو۔

رکوع سے اٹھنے کی حالت کی تسمیع

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ط

اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی

قومہ کی تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ط

اے ہمارے رب سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

(امام صرف تسمیع پڑھے اور مقتدی صرف تحمید پڑھے اور منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا تسمیع وتحمید دونوں پڑھے) پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے سجدہ میں جاؤ، پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی رکھو، چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور انگوٹھے کان کے مقابل رہیں، کہنیاں زمین پر مت بچھاؤ، سجدہ میں تین بار یا پانچ بار یا سات بار سجدہ کی تسبیح کہو۔

سجدہ کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

پاک ہے میرا پروردگار بہت برتر

پھر پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہتے ہوئے اُٹھو، اور سیدھے بیٹھ جاؤ، پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرو، اور اس میں بھی سجدہ کی تسبیح تین یا پانچ یا سات بار پڑھو، پھر تکبیر کہتے ہوئے اُٹھو، اور پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اور کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ لو، اور بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھو، اگر چاہو سورہ اخلاص پڑھو، اور اگر امام کے پیچھے ہو تو کچھ نہ پڑھو خاموش کھڑے رہو۔

سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ

کہہ دو (اے محمدؐ) وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہیں جنا اس نے،

وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

اور نہ وہ جنا گیا، اور نہیں ہے اس کے برابر کوئی،

پھر اسی قاعدہ سے رکوع، قومہ، اور دونوں سجدے کرو، دوسرے سجدہ سے سر اُٹھا کر بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاؤ، دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف موڑ دو، اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھو اس طرح کہ انگلیاں سیدھی رہیں، اور تشہد یعنی التحیات پڑھو

تشہد یعنی التحیات

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ

سب عبادتیں جو زبان، بدن اور مال سے ہو سکیں اللہ ہی کے لئے ہیں سلام ہو تم

عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ

برائے نبیؐ! اور اللہ کی رحمت، اور اس کی برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک

اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

بندوں پر، گواہی دیتا ہوں میں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

اس کے بندے اور رسول ہیں،

جب اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ پر پہنچو تو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ باندھ لو، اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لو، پھر کلمہ کی انگلی اٹھا کر اشارہ کرو اور اسی طرح آخر تک حلقہ باندھے رکھو تشہد ختم کر کے اگر دو رکعت والی نماز ہے تو درود شریف پڑھو، اور اس کے بعد دعاء ماثورہ پڑھو،

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جس طرح

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر، بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے،

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

اے اللہ تو برکت بھیج حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جس طرح تو نے برکت بھیجی حضرت ابراہیمؑ پر

وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر، بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے،

دعاءِ ماثورہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا

الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

نہیں تو مجھ کو اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، بلاشبہ تو بخشنے والا رحیم ہے،

اس کے بعد داہنی طرف سلام پھیرو، اور سلام پھیرتے وقت داہنی طرف کے فرشتوں اور

نمازیوں کی نیت کرو، پھر بائیں طرف سلام پھیرو، اور اس طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرو، اور اگر امام کے پیچھے ہو تو جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرو، اور اگر امام کے بالکل پیچھے ہو تو دونوں سلاموں میں اس کی نیت کرو، اور امام دونوں سلاموں میں مقتدیوں کی نیت کرے، اور جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو وہ دونوں سلاموں میں صرف فرشتوں کی نیت کرے۔

اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو اور دعاء ماثورہ اس سے پہلے ختم ہو جائے تو امام کا انتظار کر کے اس کے ساتھ سلام پھیرو۔

یہ دو رکعت والی نماز ختم ہوئی، اور اگر تین یا چار رکعات والی فرض نماز ہے تو التحیات (عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک) پڑھ کر فوراً تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ، اور صرف بسم اللہ، الحمد شریف پڑھو، سورت نہ ملاؤ، (اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو خاموش کھڑے رہو) اپنی نیت کے مطابق ایک یا دو رکعت پڑھ کر رکوع سجدے کر کے بیٹھ جاؤ، اور التحیات، درود، دعاء پڑھ کر دونوں طرف پھیر کر نماز ختم کرو،

فائدہ:۔ فرض نماز کے بعد خاص طور سے دعاء قبول ہوتی ہے، سلام پھیر کر اللہ تعالیٰ سے اپنی دینی و دنیوی حاجتوں اور ضرورتوں کا سوال کرو،

فرض نمازوں کے بعد پڑھنے کے لئے بہت سی چیزیں حدیث شریف میں آئی ہیں، حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب (فرض) نماز سے فارغ ہوتے تھے تو تین مرتبہ استغفار کر کے یہ پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اے اللہ تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے بابرکت ہے تو اے جلال اور اکرام والے،

شاید کوئی شخص یہ خیال کرے کہ یہ تو نیک عمل ہے، اس کے ختم پر کیوں استغفار کرتے تھے؟ بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی ذات پاک بہت بلند ہے، اس کے شایان شان کوئی عمل کسی سے بھی نہیں ہو سکتا، بندہ کے لئے اسی میں بہتری ہے کہ خواہ جو بھی نیک عمل کرلے اوپر سے مغفرت بھی کرلے، اس سے اس کوتاہی کی بھی تلافی ہوگی جو عمل کی ادائیگی میں ہو جایا کرتی ہے اور جو عمل

کیا ہے وہ بھی لائقِ قبول ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ،

گناہگار گناہ کر کے استغفار کرتے ہیں، اور عابد و زاہد مخلص بندے نیکی کر کے استغفار کرتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی کے لائق ہم سے عمل نہ ہو سکا۔

ہر نماز کے بعد سنت کے مطابق تین بار استغفار کرے، یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ۱؎ کہے، اور وہ دُعا پڑھے جو اوپر گذری، اور اس کے علاوہ مندرجہ ذیل دُعاؤں میں سے جو دُعا چاہے پڑھے یا سب کو پڑھ لے۔

(۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ۲؎

"اے اللہ جو تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں، اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالداری نہیں بچا سکتی۔"

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۲؎

"اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور کنجوسی سے اور نکمّی عمر سے اور دنیا کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔"

(۳) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ٥ ۳؎

"اے اللہ میرے اگلے پچھلے گناہ اور وہ گناہ جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے اور ظاہراً کئے سب کو بخش دے اور میرے حد سے بڑھ جانے کو معاف فرما دے، اور اُن گناہوں کو بھی بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

۱؎ بخاری و مسلم ۱۲ ۲؎ بخاری، ۳؎ ابو داؤد ۱۲

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ط
"اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں۔"[1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ ہر فرض نماز کے بعد معوذات، یعنی سورۃ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرو، (مشکوٰۃ)

تسبیحات فاطمہؓ

ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ بھی پڑھے اس کی بھی بہت فضیلت وارد ہوتی ہے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپؐ نے یہ تسبیحات بتائی تھیں اس لئے ان کو تسبیحات فاطمہؓ کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مہاجر صحابہؓ جو فقیر تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال والے تو بڑے درجات اور ہمیشہ کی نعمتیں لے اُڑے اور ہم محروم رہ گئے آپؐ نے فرمایا کیسے؟ عرض کیا وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور وہ روزے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم صدقہ نہیں کرتے، اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے (لہٰذا مالی عبادت میں وہ ہم سے بڑھ گئے)۔

آپؐ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اس کے سبب تم ان لوگوں کو پکڑ لو گے (یعنی اُن کے برابر ہو جاؤ گے) جو تم سے پہلے گذر گئے، اور ان سے آگے بڑھ جاؤ گے جو تمہارے بعد ہوں گے اور کوئی تم سے افضل نہ ہوگا، سوائے اس کے جو تمہارے جیسا عمل کرے، ان حضرات نے عرض کیا جی ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۴ بار

---

[1] ابوداؤد ۱۲

اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو، راوی کہتے ہیں کہ وہ حضرات (خوشی خوشی) چلے گئے، پھر آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس کو سن لیا اور اس پر عمل کر لیا، لہٰذا ہم پھر پیچھے رہ گئے آپؐ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔ [1]

اس حدیث میں نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، اس کی بہت بڑی فضیلت ہے، یہ گنتی میں سو ہوں گے، مگر ثواب میں ہزار کے برابر ہوں گے، کیونکہ ہر نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا کر دیا جاتا ہے، اس کو پڑھنے کے اور طریقے بھی حدیث شریف میں آئے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ ان تینوں کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے، اور پورا سو کرنے کے لئے ایک بار یہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ان تینوں کو ۲۵، ۲۵ بار پڑھے اور ۲۵ بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے، یہ سب طریقے مشکوٰۃ شریف میں لکھے ہیں،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں ہیں جو مسلمان اُن کی پابندی کرے گا جنت میں داخل ہوگا، خبردار: وہ دونوں چیزیں آسان ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے کم ہیں،

(۱) ہر نماز فرض کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور دس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، یہ زبان پر (پانچوں وقت کے سب ملا کر) ایک سو ہوتے، اور (قیامت کے روز فی نیکی دس کے حساب سے) ترازو میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے۔

(۲) دوسری چیز یہ ہے کہ جب سونے کے لئے بستر پر جائے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو مرتبہ کہے، (سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار) یہ زبان پر سو ہوئے اور ترازو میں (قیامت کے دن) ہزار ہوں گے، یہ سب ۲۵۰۰ نیکیاں ہوئیں، بتاؤ تم میں ایسا کون ہے جو رات دن میں ۲۵۰۰ گناہ کرتا ہو؟ (لہٰذا جو اس عمل کو کرے گا اس کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ ہوں گی) صحابہؓ نے عرض کیا (یہ تو کوئی مشکل چیز نہیں ہے) کہ ہم اس کی

---

[1] مشکوٰۃ ص ۸۹ عن البخاری ومسلم

پابندی کیسے نہ کرسکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا نماز پڑھنے میں تمہارے پاس شیطان آکر کہے گا کہ فلاں چیز یاد کر فلاں چیز یاد کر، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاؤ گے، اور اس کی اس حرکت کی وجہ سے (ان پر عمل نہ کرسکو گے) اور اسی طرح سونے کا وقت آجائے گا اور وہ سُلانے کی کوشش کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ سو جاؤ گے، اور اس کو نہ کرو گے۔ (ترمذی)

فائدہ: اس حدیث میں سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کو ہر فرض نماز کے بعد ۱۰، ۱۰ مرتبہ پڑھنا آیا ہے، یہ کم سے کم ہے، اس پر تو عمل کرہی لیں، سستی میں اتنا بڑا ثواب کھونا کیسی نادانی ہے۔

نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد پڑھنے کے لئے

حضرت مسلم تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز مغرب سے فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ کہو:۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ "اے اللہ مجھے دوزخ سے محفوظ رکھیو۔"

جب تم اس کو کہہ لو گے پھر رات کو تمہاری موت آجائے گی تو دوزخ سے محفوظ رہو گے اور اگر اس دعا کو نماز فجر کے بعد کسی سے بات کئے بغیر سات مرتبہ کہہ لو گے اور اسی دن مرجاؤ گے تو دوزخ سے محفوظ رہو گے، [1]

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر اور نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد اسی طرح بحالتِ تشہد بیٹھے ہوئے جو شخص دس مرتبہ یہ پڑھ لے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے سب تعریف ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

---

[1] رواہ ابوداؤد

تو اس کے لئے ہر مرتبہ کے بدلہ دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے دس گناہ نامۂ اعمال سے مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے، اور ہر بُری چیز سے اور شیطان مردود سے محفوظ رہے گا اور شرک کے سوا کوئی گناہ اس کو ہلاک نہ کر سکے گا، اور عمل کے اعتبار سے سب سے افضل رہے گا ہاں اگر کوئی شخص اس سے زیادہ پڑھ کر آگے بڑھ جائے تو اور بات ہے، [۱]

آیۃ الکرسی

فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی بھی بڑی فضیلت ہے اس کو بھی پڑھو،

آیۃ الکرسی یہ ہے،

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ

اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی وہ زندہ ہے سنبھالنے والا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند،

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ یَعْلَمُ

اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے جو اس کے پاس سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت سے

مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا

وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر اور غائب حالات کو، اور اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو اپنی علمی احاطہ میں مخلوق نہیں،

بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا

لا سکتی مگر جس قدر وہ چاہے، اس کی کُرسی نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اس کو ان دونوں کی حفاظت

وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝

بھاری نہیں، اور وہ بلند عظیم ہے،

حدیث شریف میں ہے جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اس کے جنت میں داخل ہونے میں موت ہی کی آڑ ہے، اور جو شخص سوتے وقت اس کو پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے پڑوسی کے گھر اور آس پاس کے چند گھروں کو رات بھر، امن و امان سے رکھے گا، [۲]

---

[۱] مشکوٰۃ عن احمد، [۲] بیہقی فی شعب الایمان

سُنن مؤکدہ کا اہتمام بھی ضروری ہے

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات دن میں ۱۲ رکعت نماز پڑھے گا جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنایا جائے گا، (وہ بارہ رکعتیں یہ ہیں) چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر یعنی صبح کی نماز سے پہلے۔[1]

فرض نمازوں کے بعد جو مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سُنتیں پڑھی جاتی ہیں ان کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے خاص کر مؤکدہ سنتوں کا تو بہت ہی اہتمام کرنا ضروری ہے، اس حدیث میں مؤکدہ سنتوں کا ذکر ہے چار رکعتیں ظہر کے فرضوں سے پہلے دو رکعتیں ظہر کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں فجر کے فرضوں سے پہلے سنت مؤکدہ ہیں۔

اس حدیث کی روایت کرنے والی حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، انہوں نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا فَمَا بَرِحْتُ اُصَلِّیْھِنَّ بَعْدُ یعنی جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے اسی وقت سے ان رکعتوں کو اہتمام اور پابندی کے ساتھ ادا کرتی ہوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی عورتیں خوب دیندار تھیں۔ نیک کاموں کا بہت خیال کرتی تھیں جیسے مرد آخرت کا ثواب اور وہاں کے درجات لینے کی خوب کوشش کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی خوب بڑھ چڑھ کر نماز، روزہ ذکر تلاوت اور ثواب کے کاموں میں لگی رہتی تھیں، ان مؤکدہ سنتوں کی فضیلت حدیث شریف میں یہ فرمائی کہ جو شخص ان کی پابندی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا، ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر سے پہلے (ایسی) چار رکعتیں جن کے درمیان سلام نہ پھیرا ہو ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،

---

[1] ترمذی ص۸۱ ج ۱،

(یعنی ان کی مقبولیت اللہ کے یہاں بہت زیادہ ہے آسمانوں کے دروازے کھول کر ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرا کوئی نیک عمل اس وقت اوپر چڑھ جائے (یعنی عالم بالا میں پہنچ جائے یہ دونوں روایتیں مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ جن میں زیادہ دیر تک کھڑے رہتے، اور رکوع سجدہ خوب اچھی طرح کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دن کی (نفل) نمازوں میں تہجد کی نماز کے برابر کوئی نماز نہیں ہے سوائے ان چار رکعتوں کے جو ظہر سے پہلے ہیں، ان چار رکعتوں کی فضیلت ان دوسری (غیر فرض) نمازوں پر جو دن میں پڑھی جاتی ہیں ایسی ہے جیسے نماز باجماعت کی فضیلت ہے، تنہا نماز پڑھنے پر (یہ دونوں روایات الترغیب والترہیب میں موجود ہیں)

فجر کے فرضوں سے پہلے جو سنتیں ہیں سب مؤکدہ سنتوں سے بڑھ کر ان کی تاکید وارد ہوئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیر فرض نمازوں میں سب سے زیادہ پابندی فجر کی دو سنتوں کی کرتے تھے۔ [1]

ان دو سنتوں کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ یعنی فجر کی دو رکعتیں ساری دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے، [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں کسی حال میں نہیں چھوڑتے تھے۔ [3]

فائدہ:۔ فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنا سنت ہے۔ [4]

---

[1] بخاری ومسلم، [2] مسلم شریف، [3] مسند امام احمد ۔ [4] ترمذی شریف۔

غیر مؤکّدہ سنّتیں اور دیگر نوافل

مؤکّدہ سنتوں کے علاوہ غیر مؤکدہ سنتوں اور نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، بات یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو کچھ کرے گا آخرت میں اس کا پھل پائے گا آخرت کی تجارت میں نقصان کا کوئی خطرہ ہی نہیں، جہاں تک ممکن ہو نفل نمازوں میں بھی کوتاہی نہ کی جائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو ثواب سے محروم ہوگا، اور نقصان اُٹھائے گا اگر فرضوں میں کچھ کمی نکلی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے (دیکھو) کیا میرے بندہ کی کچھ غیر فرض نمازیں بھی ہیں، اگر غیر فرض نمازیں بھی ہوں گی تو ان کے ذریعہ فرضوں کی کمی پوری کردی جائے گی، پھر دیگر اعمال (روزہ زکوٰۃ وغیرہ) کا حساب بھی اسی طرح ہوگا (یعنی نوافل سے فرائض کی تکمیل کی جائے گی) [1]۔

اللہ اکبر! کیا ٹھکانہ ہے اللہ تعالیٰ کی عنایت کا کہ فرائض کی کوتاہی کو غیر فرض سے پورا فرما دیں گے۔ اب بندوں کی سمجھداری ہے کہ سنتوں اور نفلوں کو معمولی نہ سمجھیں، فرض کے آگے پیچھے جو مؤکدہ وغیر مؤکدہ سنتیں ہیں ان کا اور نوافل کا خاص خیال رکھیں یعنی برابر پڑھتے رہیں تاکہ آخرت کے بلند درجات نصیب ہوں اور فرضوں کی کمی بھی پوری ہوسکے، نفل نماز اور غیر مؤکدہ سنتوں کے چھوڑنے پر عذاب کی وعید تو نہیں ہے لیکن ان کا نفع بہت زیادہ ہے اس سے محروم ہوجانا بڑی ناسمجھی ہے ہر شخص اپنی آخرت کی خود فکر کرے، نفل نمازیں جس قدر بھی پڑھے بہتر ہے، لیکن چاشت، اشراق اور اوابین اور تہجد پڑھنا بہت ہی زیادہ نفع کی چیز ہے ان نمازوں کے فضائل انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حدیث کے ذیل میں لکھے جائیں گے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف۔

فرض نماز کے بعد دو رکعت کا ثواب

ایک حدیث فرض نمازوں کے بعد دو رکعت پڑھنے کے بارے میں وارد ہوئی اس کو سن لیجئے۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب خیبر فتح کر چکے تو لوگوں نے اپنا اپنا مال غنیمت نکالا، جس میں متفرق سامان تھا اور قیدی (بھی) تھے آپس میں خرید و فروخت شروع ہوگئی (کہ ہر شخص اپنی ضروریات خریدنے لگا اور دوسری زائد چیزوں کی فروخت شروع کر دی) ایک صحابیؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آج کی اس تجارت میں اتنا نفع ہوا کہ ساری جماعت میں کسی کو بھی اتنا نفع نہ مل سکا آپؐ نے پوچھا کتنا نفع ہوا؟ عرض کیا میں سامان خریدتا اور بیچتا رہا یہاں تک کہ نفع میں تین سو اوقیہ چاندی بچی، حضورؐ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں (اس سے بڑھ کر بہترین نفع کی چیز نہ بتادوں؟ عرض کیا ضرور بتائیں! آپؐ نے فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد دو رکعت پڑھ لینا (اس سارے نفع سے بڑھ کر ہے) [۱]

دیکھو دو رکعتوں کا کتنا نفع بتایا ایک اوقیہ چالیس درہم کا اور ایک درہم ۳ ماشہ ۵ رتی اور ۱/۵ رتی کا ہوتا ہے۔ تین سو اوقیہ چاندی کی قیمت کا حساب لگالو، پھر دیکھو آخرت کا سودا کتنا نفع کا ہے۔

فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا۔

عصر سے پہلے چار رکعتوں کی فضیلت

عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنے کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ اَمْرَأً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا۔ یعنی اس شخص پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھ لے۔ [۲]

مسئلہ:۔ مؤکدہ سنت کا درجہ واجب کے قریب ہے ان کے چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے،

---

۱ ابوداؤد، ۲ مشکوٰۃ شریف۔

(ولهذا كانت السنة الموكدة قريبة من الواجب فی الحوق الاثم كما فی البحر۔ [۱]

مسئلہ:۔ لمبے سفر میں اگر ریل چھوٹ جانے یا بس کے نکل جانے کا اندیشہ ہو یا ریل میں جگہ ملنے کی دشواری ہو تو مؤکدہ سنتوں کو چھوڑنے کی گنجائش ہے مگر فجر کی سنتیں جہاں تک ممکن ہو پڑھ ہی لے۔ اگر کوئی شخص سخت مریض ہو تو وہ بھی مؤکدہ سنتیں چھوڑ سکتا ہے لیکن وتر کبھی نہ چھوڑے کیونکہ وتروں کا درجہ فرضوں کے قریب ہے۔ اگر عشاء کی نماز قضاء ہو جائے تو فرضوں کے ساتھ وتروں کی قضاء بھی لازم ہے۔

مسئلہ:۔ اگر فجر کی نماز قضاء ہو جائے اور سورج نکلے آنکھ کھلے تو سنت اور فرض دونوں کی قضاء پڑھے اگر ظہر کا وقت آگیا اور فجر کی قضاء نہیں پڑھی تو اب صرف فجر کے فرضوں کی قضاء پڑھے سنتوں کی قضاء پڑھنے کا وقت گذر گیا۔

مسئلہ:۔ فرض نمازوں کے بعد جو سنتیں ہیں ان کو فرضوں کے ساتھ ہی پڑھ لے یعنی مختصر سی دعا مانگ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے۔

کچھ قراءت کے متعلق

مسئلہ:۔ فرضوں کی صرف پہلی اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد کوئی سورت یا اس کی جگہ چند آیات پڑھی جاتی ہیں، اور تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف پڑھی جاتی ہے، ابھی جو ہم نے طریقۂ نماز میں بیان کیا ہے کہ دوسری اور تیسری رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت نہ ملاؤ، یہ فرضوں کے متعلق ہے، خوب سمجھ لو، اگر سنت یا نفل یا وتر پڑھنے ہوں تو ہر رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ کوئی سورت یا چند آیات ملاؤ، دو سورتیں یعنی کافرون اور سورت اخلاص ہم پہلے لکھ چکے ہیں اب دو سورتیں اور لکھتے ہیں۔

سُورَۃُ الفلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے،

---

[۱] شامی

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ
تو کہہ میں پناہ لیتا ہوں صبح کے رب کی، ہر اس چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی، اور بدی سے اندھیرے کی جب وہ
اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۠
سمٹ آئے، اور بدی سے اُن عورتوں کی جو گرہوں میں پھونکنے والی ہیں، اور بدی سے حسد کرنے والے کی جب حسد کرے،

سورة الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۠
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ
تو کہہ میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، بدی سے اس کی
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ
جو وسوسہ ڈالے اور چھپ جائے، جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں، جنوں میں سے ہو یا
وَالنَّاسِ ۠
آدمیوں میں سے

مسئلہ:- امام کے پیچھے مقتدی الحمد شریف اور سورت نہ پڑھے۔

مسئلہ:- امام پر واجب ہے کہ فجر، جمعہ، عیدین کی تمام رکعتوں میں اور عشاء، مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور سورت بلند آواز سے پڑھے، اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف آہستہ پڑھے،

مسئلہ:- فجر، مغرب اور عشاء کی جن رکعتوں میں امام پر زور سے قرأت واجب ہے تنہا نماز پڑھنے والے کو ان رکعتوں میں زور سے پڑھنے کا اختیار ہے یعنی زور سے اور آہستہ دونوں طرح پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:- حالتِ اقامت میں یعنی جب نمازی سفر میں نہ ہو تو اس کے لئے مسنون ہے کہ فجر اور ظہر میں سورۂ فاتحہ کے بعد طوالِ مفصل والی سورتیں پڑھے، اور عصر و عشاء میں اوساطِ مفصل پڑھے اور مغرب میں قصارِ مفصل پڑھے۔

فائدہ:- سورۂ حجرات (پارہ ۲۶) سے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ تک کی سورتوں کو طوالِ

مفصل اور سورۂ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ سے لَمْ يَكُنْ تک کی سورتوں کو اوساطِ مفصل اور سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ سے ختم قرآن تک کی سورتوں کو قصارِ مفصل کہتے ہیں۔

فائدہ: یہ قرأتِ مسنونہ امام کے لئے بھی ہے اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے بھی ہے۔

مسئلہ: اگر سفر میں ہو تو اس سورت میں جو سورت بھی پڑھے اختیار ہے۔

مسئلہ: کسی بھی نماز کے لئے کوئی سورت شریعت میں اس طرح مقرر نہیں ہے کہ اس سورت کے بغیر نماز نہ ہو۔ لہٰذا کسی نماز کے لئے خود کسی سورت کی ایسی پابندی کرلینا کہ اس کے سوا کبھی کوئی سورت نہ پڑھے یہ مکروہ ہے۔

وتروں کی نماز

وتروں کی نماز واجب ہے اس کا درجہ فرضوں کے قریب ہے، عشاء کے فرضوں کے بعد ان کا وقت ہے۔ سفر میں مرض میں ہر حالت میں ان کو ادا کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، اس بات کو تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ [1]

وتروں کی نیت اس طرح سے ہے۔

نیت کرتا ہوں تین رکعت نماز وتر واجب اللیل کی، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، واسطے اللہ تعالیٰ کے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

وتر کی نماز تین رکعت ہے، پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ میں بیٹھے، اور عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھ کر کھڑا ہو جائے، اور تیسری رکعت میں الحمد اور سورت سے فارغ ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کانوں تک ہاتھ اٹھائے، اور پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھے، اس کے بعد رکوع میں جائے اور باقی نماز معمول کے مطابق پوری کرے۔

دُعاءِ قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ

اے اللہ ہم مدد چاہتے ہیں تجھ سے اور معافی مانگتے ہیں تجھ سے اور ایمان لاتے ہیں تجھ پر

---

[1] ابوداؤد شریف

وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ

اور بھروسہ رکھتے ہیں تجھ پر اور ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں اور شکر کرتے ہیں ہم تیرا اور ناشکری نہیں کرتے ہم تیری اور

نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ

ہم اس سے الگ اور علیحدہ ہوتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے ، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی لئے نماز پڑھتے ہیں

وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى

اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری دوڑ ہے اور ہم تیری طرف جھپٹتے ہیں اور امیدوار ہیں تیری رحمت کے اور ڈرتے ہیں

عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

تیرے عذاب سے، بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے ،

اگر کسی کو دعاء قنوت یاد نہ ہو تو وہ بجائے اس کے یہ پڑھے ؛

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ،

لیکن ہمیشہ اسی کو نہ پڑھتا رہے، بلکہ دعاء قنوت جلد یاد کرلے۔

فائدہ :۔ وتر کی نماز کا سلام پھیر کر تین بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسُ پڑھو اور تیسری بار قُدُّوْسُ کی دال کو کھینچو، اور اس کو ادا کرتے وقت آواز بھی قدرے بلند کرو،

نمازِ قصر

جو شخص ۴۸ میل[1] کے سفر کی نیت سے اپنے شہر یا قصبہ یا بستی سے نکل جائے اس کے لئے واپس آنے تک ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز چار رکعت کی بجائے دو رکعت رہ جاتی ہے، ہاں اگر سفر میں کسی جگہ پندرہ روز یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرلے تو پوری چار رکعتیں پڑھنا فرض ہو جاتا ہے۔

نیت نمازِ قصر : نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز فرض قصر کی وقت ظہر (یا عصر یا عشاء) کا واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

---

[1] اٹھاسی کلومیٹر

مسئلہ: سفر میں اگر ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھے جو مقیم ہے تو اس کے ساتھ چار ہی رکعت پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ:۔ قصر صرف ظہر، عصر اور عشاء کے فرضوں میں ہے، مغرب اور فجر میں نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر مسافر نے بجائے دو رکعت فرض کے چار رکعتیں پڑھ لیں اور دو رکعت پر بیٹھا تھا تو اس صورت میں نماز تو ہو جائے گی۔ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھا تو نماز دوبارہ پڑھے، سجدۂ سہو سے بھی کام نہ چلے گا۔

مسئلہ: اگر مسافر نے کسی جگہ پہنچ کر وہاں کے لوگوں کو بجائے قصر کے پوری نماز پڑھا دی تو مسافر کی نماز ہو گئی، لیکن وہاں کے رہنے والوں کی نماز نہ ہوئی۔

مسئلہ:۔ مسافر کسی جگہ پہنچ کر وہاں کے لوگوں کا امام جمعہ بن سکتا ہے۔

مریض کی نماز

نماز اسلام کا بہت بڑا فریضہ ہے، اور دینِ اسلام میں اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے سفر میں ہو، مرض ہو، رنج ہو، خوشی ہو، دکھ تکلیف ہو یا آرام ہو، بہر حال نماز پڑھنا فرض ہے اگر عورت کے بچہ پیدا ہو رہا ہو اور آدھا اندر آدھا باہر ہو تو اس حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہے بہت سے لوگ جو مرض اور تکلیف میں نماز چھوڑ دیتے ہیں، بہت بڑا گناہ کرتے ہیں، اور اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔

مسئلہ:۔ کسی کی ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی، یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا، یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اور اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے، تو ایسے آدمی کو معذور کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے، جب تک وہ وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا، البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہے گا، اور پھر اسے وضو کرنا پڑے گا، اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کی نکسیر

ایسی پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت باقی رہے گا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا، البتہ پیشاب پاخانہ کیا یا سوئی چُبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہے گا۔ پھر دوبارہ وضو کرے،

مسئلہ:۔ معذور نے جس نماز کے لئے وضو کیا ہے جب اس نماز کا وقت چلا گیا تو اب دوسرے وقت کے لئے دوسرا وضو کرنا پڑے گا، اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض نفل جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ:۔ آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اُس وقت لگاتے ہیں جبکہ ایک نماز کا پورا وقت اسی طرح گذر جائے کہ خون وغیرہ اسی طرح برابر بہا کرے اور اتنا وقت بھی نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے، اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے، اس مسئلہ کو خوب سمجھ لو، بہت سے لوگ بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

مسئلہ: نماز کسی حالت میں نہ چھوڑے، جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر پڑھے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے بیٹھے بیٹھے رکوع کرے اور سجدہ کرے،

مسئلہ:۔ اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے، اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جُھکے،

مسئلہ:۔ اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے، تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کھڑا تو ہو سکتا ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتا تو چاہے تو کھڑے ہو کر پڑھے، اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور چاہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے، دونوں طرح اختیار ہے، لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے، اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلائے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے، پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے، اور سجدہ کا اشارہ ذرا نیچا کرے، اور اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ

وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے، لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں، کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور آسمان کی طرف نہ رہے، پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے، رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ کرے،

مسئلہ:۔ اس صورت میں اگر چت نہ لیٹے بلکہ داہنی یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کرے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ اگر بیہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن ایک رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو اتنے وقت کی قضاء نمازیں پڑھنا واجب ہے، اور اگر ایک دن ایک رات سے زیادہ بیہوشی ہو گئی تو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ! جب نماز شروع کی اس وقت تندرست تھا، پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکا تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑا نہ ہو سکا تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے، اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے، ورنہ رکوع سجدہ سر کے اشارہ سے کرے، اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں ہے تو لیٹ کر باقی نماز پوری کرے۔

مسئلہ:۔ اگر بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی جس میں رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا، پھر نماز ہی میں تندرست ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑے ہو کر پوری کرے۔

مسئلہ:۔ اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کیا، پھر جب کچھ نماز پڑھ چکا تو اچھا ہو گیا، کہ اب رکوع سجدہ کر سکتا ہے، تو اب یہ نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے،

مسئلہ: فالج گرا اور ایسا بیمار ہو گیا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے اور ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے، اور اگر کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھنے کی قوت بھی نہیں رکھتا تو بھی نماز قضاء نہ کرے، اسی طرح نماز پڑھے،

مسئلہ: اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہو گی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ: حکیم ڈاکٹر نے کسی کی آنکھ بنائی، اور ملنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتا رہے۔

قضاء نمازوں کا بیان

نماز قضاء کرنا بڑا گناہ ہے، بعضے عالم کہتے ہیں کہ جان کر نماز چھوڑ دینے سے کافر ہو جاتا ہے، اگر کبھی سوتے ہوئے وقت گذر جائے، یا غفلت سے قضاء ہو جائے تو اس کو جلد سے جلد ادا کر لے بیس۲۰ تیس۳۰ برس یا اس سے بھی زیادہ نمازیں قضاء کی ہوں تو ان سب کو پڑھے، یہ جو مشہور ہے کہ قضاء عمری کی چار رکعتیں پڑھ لینے سے سب ادا ہو جاتی ہیں بالکل غلط ہے۔

مسئلہ:۔ قضاء نماز کی نیت میں یہ ضروری ہے کہ وقت اور تاریخ مقرر کر کے نیت کر لے، لیکن چونکہ تاریخ کا مقرر کرنا بہت مشکل ہے، اس لئے جن کے ذمہ بہت سی قضاء ہوں جن کو یہ یاد نہ رہا ہو کہ کس دن کی نمازیں قضاء ہوئی تھی، عالموں نے بتایا ہے کہ ہر قضاء نماز کی نیت میں یوں کہہ لے کہ میرے ذمہ سب سے اوّل جو فلاں نماز (مثلاً ظہر یا عصر) ہے اس کو پڑھتا ہوں، مثال کے طور پر ہم ایک پوری نیت ذکر کرتے ہیں۔

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض ظہر کی جو سب سے اول میرے ذمہ ہے، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

مسئلہ:۔ قضاء صرف فرضوں اور وتروں کی ہوتی ہے، سنتوں اور نفلوں کی نہیں، اس حساب سے ایک روز کی قضاء نمازوں کی بیس۲۰ رکعتیں ہوتیں، صبح کے دو فرض، ظہر کے چار فرض عصر کے چار فرض، مغرب کے تین فرض، عشاء کے چار فرض اور تین وتر، اگر روزانہ بیس۲۰ رکعت قضاء پڑھ لیا کرے، تو کچھ مشکل نہیں ہے، اللہ سے ڈرنے والے تو ایک دن میں کئی کئی دن کی قضاء پڑھ سکتے ہیں،

مسئلہ:۔ اگر فجر کی نماز قضاء ہو جائے اور اسی روز زوال سے پہلے پہلے پڑھے تو سنت اور فرض دونوں پڑھے۔

مسئلہ:۔ گھر پر جو ظہر، عصر اور عشاء کی نماز قضاء ہوئی ہو، اس کی قضاء میں چار ہی رکعت پڑھے، گو سفر میں پڑھ رہا ہو، اور جو ظہر و عصر اور عشاء کی نماز سفر میں قضاء ہوئی ہو (بشرطیکہ وہ سفر ۴۸ میل کا ہو) تو اس کی قضاء دو رکعت ہی پڑھے، اگرچہ گھر پر پڑھ رہا ہو۔

جماعت کا بیان

فرض نماز جہاں تک ممکن ہو پوری کوشش کے ساتھ باجماعت ادا کرو، بعض عالموں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو واجب کہا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جماعت ترک نہیں فرمائی، حتیٰ کہ سخت مرض کی حالت میں بھی جبکہ خود نہیں چل سکتے تھے دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لے جا کر باجماعت نماز ادا فرمائی، قرآن شریف میں ارشاد ہے،

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝

یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو

اس آیت شریفہ سے باجماعت نماز پڑھنے کا حکم معلوم ہوا

حدیث شریف میں ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب تنہا نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ملتا ہے، اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز باجماعت پڑھنا بہتر ہے، اور دو آدمیوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھنا ایک کے ساتھ پڑھنے سے بہتر ہے، اور جس قدر بھی جماعت زیادہ ہو اللہ کو محبوب ہے۔ [۱]

مسئلہ:۔ اگر مقتدی ایک ہی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا ہو تو اس کو امام کے داہنی طرف کھڑا ہونا چاہئے،

مسئلہ:۔ اگر ایک سے زائد مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں،

مسئلہ:۔ پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑے ہونا مکروہ ہے جب

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح

پہلی صف پوری ہوجائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنی چاہئیں کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت والی، اور جو رکعتیں امام کے پیچھے پڑھ چکا ہو ان کے حساب سے قعدہ کرے۔

مثال: ظہر کی نماز میں تین رکعت ہوجانے کے بعد کوئی آدمی شریکِ جماعت ہوا، اس کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہوجائے، اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر رکوع وسجدہ کرکے قعدہ کرے، پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے، اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے، پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت نہ ملائے اور رکوع وسجدہ کرکے قعدہ کرے پھر سلام پھیر دے۔

بہت ضروری مسئلہ

بعض ناواقف مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں، اور اسی حالت میں تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی، اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کے لئے شرط ہے، اور تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے، جب قیام نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی، اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔

فائدہ: جہاں تک ممکن ہو کوشش کرکے مسجد میں جاکر جماعت سے فرض نماز پڑھو، مسجد میں جانے کا ثواب ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد میں جانے کے لئے نکلے (اور اس کو صرف نماز ہی نے نکالا ہے تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوگا، اور اس کا ایک گناہ کم ہوگا، پس جب نماز پڑھے گا تو جب تک نماز پڑھنے کی جگہ رہے گا فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے، جب تک کہ کسی کو دکھ نہ دے اور وہاں وضو نہ توڑے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسجد میں کیا پڑھے ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) ارشاد فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں گذرو تو کھایا کرو، صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا مسجدیں ہیں، دوبارہ سوال کیا کہ کھانا کیا ہے؟ فرمایا یہ چیزیں پڑھنا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط

میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے

مسجد میں داخلہ کی دعاء

جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو درود شریف پڑھ کر یہ دعاء پڑھے،

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ط

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے،

مسجد سے نکلنے کی دعاء

اور جب مسجد سے نکلنے لگے تو درود شریف پڑھ کر یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ط

اے اللہ بے شک میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں،

تنبیہ:- مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا، بدبودار چیزیں کھا پی کر آنا سخت منع ہے،

حدیث:- ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اس بدبودار درخت (یعنی پیاز) کو کھائے (بدبو جانے تک)، ہماری مسجد کے پاس ہرگز نہ آئے، کیونکہ فرشتے (بھی) اُن چیزوں سے دُکھ پاتے ہیں جن سے انسان دُکھ پاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

پیاز بطور مثال ہے، بیڑی، سگریٹ، حقہ وغیرہ ہر بدبودار چیز کھا پی کر (بدبو جانے

سے پہلے) مسجد میں آنا سخت ممنوع ہے۔

مسئلہ: مسجد میں مٹی کا تیل جلانا یا سرسوں کے تیل کے چراغ کو پھونک سے بجھانا (جس سے بدبو پھٹ پڑتی ہے) منع ہے۔

اِمامت کے متعلّق

امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو حاضرین میں سب سے زیادہ مسائل جاننے والا ہو، بشرطیکہ قرآن شریف ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے نماز نہ ہو، اس کے بعد سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو قرآن شریف سب سے زیادہ ٹھیک پڑھتا ہو، اس کے بعد وہ جو سب سے زیادہ گناہوں سے پرہیز کرنے والا ہو، اس کے بعد وہ جس کی عمر زیادہ ہو، اس کے بعد جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، اس کے بعد جو زیادہ خوبصورت ہو، اس کے بعد جو نسبی شرافت میں بڑا ہوا ہے،

مسئلہ: بدعتی، فاسق، جاہل، دیہاتی، اور ناپاکی سے احتیاط نہ کرنے والے، اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے،

مسئلہ: ڈاڑھی مُنڈانے والا یا اتنی ڈاڑھی رکھنے والا جو یک مشت سے کم ہو فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

مسئلہ، جس کا امام مقرر ہو امامت کا وہی حقدار ہے، اگرچہ کوئی شخص اس سے زیادہ عالم یا اچھا قاری مسجد میں حاضر ہو گیا ہو۔

مسئلہ: جس شخص کی دینی زندگی خراب ہو اور اس کی وجہ سے مقتدی اس سے ناراض ہوں اس کو امامت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جو شخص دیوانہ ہو یا نشے میں ہو، اس کے پیچھے کسی کی نماز درست نہیں۔

مسئلہ: جس نے وضو و غسل کیا ہو اس کی نماز معذور کے پیچھے نہ ہوگی،

مسئلہ: جو شخص فرض یا سُنت پڑھ رہا ہو اس کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ ایک فرض (مثلاً ظہر) پڑھنے والے کے پیچھے دوسرا فرض مثلاً عصر پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ جو شخص تیمم کر کے نماز پڑھ رہا ہو اس کے پیچھے اس کی نماز ہو جائے گی جو وضو کر کے پڑھ رہا ہے۔

نمازِ جمعہ

جمعہ کی نماز فرض ہے، جب کہ یہ شرطیں پائی جائیں، (۱) مسافر نہ ہونا، (۲) تندرست ہونا، (۳) غلام نہ ہونا (۴) شہر یا قصبہ ہونا (۵) مرد ہونا (۶) عاقل بالغ ہونا (۷) اندھا لنگڑا نہ ہونا، (۸) جمعہ کے دن سورج کا ڈھل جانا یعنی ظہر کا وقت آجانا (۹) خطبہ (۱۰) جماعت، یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین آدمی جماعت میں ہوں۔

مسئلہ:۔ پہلی اذان سے خرید و فروخت اور کاروبار چھوڑ کر مسجد میں آنا واجب ہے، جب امام خطبہ کے لئے چلے تو سب لوگ بالکل خاموش ہو کر خطبہ سُنیں. خطبہ کے وقت بات کرنا، نماز پڑھنا، درود شریف، تسبیح یا اور کچھ پڑھنا، کسی کو ڈانٹنا، نصیحت کرنا جائز نہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بلا عذر جمعہ کی نماز چھوڑ دی وہ اس کتاب میں منافق لکھا گیا جس کا لکھا ہوا نہ مٹے گا نہ بدلا جائے گا۔

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے رُک جائیں ورنہ اللہ اُن کے دلوں پر مُہر لگا دے گا۔ پھر ضرور ضرور غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

حضرت اوس بن اوس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے روز اپنی بیوی کو غسل کرایا (یعنی صحبت کر کے اس پر غسل واجب کر دیا اور اس طرح اپنے نفس اور اپنی نظر کو محفوظ کر لیا) اور خود بھی غسل کیا اور جمعہ کے لئے جلد چلا گیا (کہ خطبہ سے پہلے پہنچ گیا) اور شروع سے خطبہ سُنا اور پیدل گیا، سوار نہ ہوا اور امام کے قریب بیٹھا، اور دھیان سے خطبہ سنا اور کوئی لغو عمل اور قول نہ کیا، تو اس کے لئے ہر قدم پر پورے سال کے روزوں اور سال بھر کی راتوں کو نماز میں قیام کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

جمعہ کی چودہ ۱۴ رکعتیں ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:
چار سنتیں، پھر دو ۲ فرض پھر چار سنتیں پھر دو سنتیں پھر دو نفل،

چار سنتوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز سنت کی، وقت قبل جمعہ، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر،

دو فرضوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز فرض کی، وقت جمعہ کا، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، پیچھے اس امام کے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

چار سنتوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز سنت کی، وقت بعد جمعہ کا، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ، دو سنتوں کی نیت بھی اسی طرح ہے، بس فرق اتنا ہے کہ چار رکعت کی جگہ دو سنت کہہ لے،

دو نفلوں کی نیّت

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل بعد جمعہ کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

مسئلہ:۔ جمعہ کی نماز میں جماعت شرط ہے، بغیر جماعت کے تنہا نماز پڑھنے سے جمعہ کی نماز نہ ہوگی، لہٰذا اگر جمعہ کی نماز نہ ملے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھے، اسی طرح اگر بہت دنوں تک نمازیں نہ پڑھی ہوں اور پھر توبہ کرکے ان کو ادا کرنا شروع کردے تو جمعہ کے دو فرضوں کی جگہ بھی ظہر کی نماز پڑھے، یعنی چار رکعت فرض ظہر پڑھے،

مسئلہ:۔ عورت، مریض، قیدی اور شرعی مسافر (جس کا ذکر پہلے گذرا ہے) اگر جمعہ کی نماز

میں امام کی اقتداء کرلیں تو ان کی نماز جمعہ ادا ہو جائے گی، اور ظہر کی نماز اس دن کی ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی، اور اگر یہ لوگ جمعہ میں حاضر نہ ہوں تو نماز ظہر ادا کریں۔

تراویح کا بیان

مسئلہ:۔ ماہِ رمضان میں مردوں اور عورتوں کے لئے بیس۲۰ رکعت نماز تراویح بعد نمازِ عشاء ادا کرنا سُنّتِ مؤکدہ ہے، ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسئلہ:۔ مردوں کو نماز تراویح با جماعت ادا کرنا سُنّت علی الکفایہ ہے اگر تمام اہل محلہ الگ الگ تراویح پڑھ لیں گے تو گنہگار ہوں گے، اور اگر با جماعت ادا ہو رہی ہے اور کسی نے تنہا نماز پڑھ لی تو گنہگار تو نہ ہو گا مگر فضیلتِ جماعت سے محروم ہو گا۔

مسئلہ:۔ نماز تراویح بیس۲۰ رکعت دس۱۰ سلاموں کے ساتھ ادا کریں، اور ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ رمضان شریف کے پورے مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن شریف تراویح میں ختم کرنا سُنّت ہے، لیکن قرآن شریف کی اُجرت دے کر سننے سے یہ افضل ہے کہ سورتوں سے پڑھ لیں۔

مسئلہ:۔ نابالغ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ نماز تراویح اگر جان کر چھوڑ دی یا سفر و مرض میں چھوٹ گئی تو جس رات کی تراویح چھوٹی ہیں اس کے گذر جانے کے بعد قضاء لازم نہیں ہے، البتہ قصداً چھوڑ دینا گناہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کی تراویح کی کچھ رکعتیں رہ گئیں ہوں، اور امام وتر کی نماز پڑھانے لگے تو یہ شخص وتروں میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور بعد میں تراویح پوری کرلے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کو عشاء کے فرض جماعت سے نہ ملے ہوں تو فرض تنہا پڑھ کر وتر اور تراویح با جماعت ادا کرنا سُنّت ہے۔

مسئلہ:۔ بعض جگہ تراویح میں قرآن شریف پندرہ۱۵ بیس۲۰ دن میں یا اس کے بعد مہینہ ختم

ہونے سے پہلے ختم ہو جاتا ہے تو بہت سے لوگ اس کے بعد نماز تراویح ہی چھوڑ دیتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ قرآن شریف ختم کرنا مستقل سُنت ہے اور پورے مہینہ تراویح پڑھنا علیحدہ دوسری سُنت ہے،

نیّت تراویح

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز سُنّت تراویح کی واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا قبلہ کی طرف پیچھے اس امام کے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ:۔ قرآن شریف میں چودہ ۱۴ مقام ایسے ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے، اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ ان جگہوں پر قرآن شریف میں حاشیہ پر لفظ السجدہ لکھا ہوتا ہے، لیکن سترہویں پارے کے آخر میں جہاں السجدہ لکھا ہے حنفی مذہب میں وہاں سجدہ نہیں ہے، اور یہ جگہ چودہ کے علاوہ ہے۔

مسئلہ:۔ تلاوت کرتے کرتے جس وقت سجدہ کی آیت تلاوت کرے اسی وقت سجدہ کرلینا چاہئے، اگر کسی وجہ سے اس وقت سجدہ نہیں کیا تو معاف نہیں ہوا، بعد میں ضرور کرلے سجدۂ تلاوت پڑھنے والے پر بھی واجب ہوتا ہے اور سننے والے پر بھی۔

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہوا ایک سجدہ کرے، ورپھر تکبیر کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہو، یہ افضل طریقہ ہے، لیکن اگر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ میں چلا گیا اور سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھ گیا تب بھی سجدہ ادا ہو گیا۔

مسئلہ:۔ اگر نماز میں سجدہ کی آیت تلاوت کرے (جیسا کہ تراویح میں اکثر ہوتا ہے۔) تو تلاوت کے فوراً بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے، اور پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا اُٹھ کر آیت سجدہ کے بعد سے قرآن شریف پڑھنا شروع کردے،

مسئلہ: اگر سجدہ کی ایک آیت کو ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ یا دو سے زیادہ پڑھا یا سُنا تو

ایک سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے بدن، کپڑا، جگہ کا پاک ہونا، ستر ڈھکنا قبلہ رُخ ہونا، سجدہ ادا کرنے کی نیت کرنا، باوضو ہونا شرط ہے، اور جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان سے سجدۂ تلاوت بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ تلاوت کرتے کرتے سجدہ کی آیت کا چھوڑ جانا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ تلاوت کرنے والا اگر سجدہ کی آیت کو آہستہ پڑھ دے تاکہ حاضرین تک آواز نہ پہنچے تو یہ مستحب ہے، لیکن تراویح میں امام بہرحال زور سے پڑھے، اور سب اس کے ساتھ سجدہ کریں۔

سجدۂ سہو کا بیان

نماز میں بھول کر کبھی کمی بیشی ہو جاتی ہے، اس کی تلافی کے لئے آخری قعدہ میں عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک التحیات پڑھ کر دو سجدے کئے جاتے ہیں اس کو سجدۂ سہو کہتے ہیں، یعنی بھُول کا سجدہ، سہو کے معنی بھُول کے ہیں۔

مسئلہ:۔ کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا واجب یا فرض میں تاخیر کرنے (یعنی دیر ہو جانے) سے یا کسی فرض کو اس کی جگہ سے ہٹا کر پہلے کر دینے سے یا کسی فرض کو دوبارہ ادا کرنے سے (مثلاً دو رکوع کر دیئے) ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے، اگر بھولے سے ایسا ہوا ہو، اور اگر قصداً ایسا کیا ہے تو سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا، بلکہ نماز کا دُہرانا واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ فرض چھوٹ جانے کی سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہو سکتی ہے نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے، اگرچہ بھُول کر چھوٹا ہو۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نماز میں بھول کر کئی باتیں ایسی پیش آگئیں جن سے سہو واجب ہوتا ہے، تو سب کی تلافی کے لئے صرف ایک ہی بار سہو کے دو سجدے کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ:۔ جن چیزوں سے فرض نمازوں میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، ان سے نوافل سنن اور وتروں میں بھی واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ:- امام سے اگر کوئی ایسا کام ہو جائے جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو مقتدیوں پر بھی سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے، اور مقتدی کی بھول سے نہ اس پر سجدۂ سہو واجب ہے نہ امام پر۔

مسئلہ:- جس کی کچھ رکعتیں چلی گئیں ہوں وہ امام کے سلام کے بعد جب اپنی نماز پوری کرنے لگے اور اس وقت کوئی کام بھول سے ایسا ہو جائے جس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے تو آخری قعدہ میں سجدۂ سہو ادا کرے۔

مسئلہ:- سجدۂ سہو واجب ہونے کا قاعدہ کلیہ ہم نے اس کے سلسلۂ بیان کے شروع میں لکھ دیا ہے، اب آسانی کے لئے چند صورتیں بطور مثال لکھے دیتے ہیں، جن سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے، وہ یہ ہیں۔

(١) فرض نماز کی پہلی رکعت یا دوسری رکعت یا ان دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ چھوٹ جانے سے یا سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھ جانے سے۔

(٢) نماز واجب یا نماز سنت یا نفل کی کسی بھی رکعت میں سورۂ فاتحہ چھوٹ جانے یا دوبارہ پڑھ جانے سے۔

(٣) سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت پڑھ جانے سے۔

(٤) فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے سوا ہر نماز کی کسی بھی رکعت میں سورت چھوٹ جانے سے۔

(٥) کسی رکعت میں دو رکوع یا تین سجدے کر لینے سے۔

(٦) قعدۂ اُولیٰ یا قعدۂ اخیرہ میں تشہد یعنی التحیات چھوٹ جانے سے۔

(٧) قعدۂ اُولیٰ میں عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے بعد درود شریف بقدر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ پڑھ جانے سے یا اتنی دیر خاموش بیٹھے رہنے سے۔

(٨) امام کو جن رکعتوں میں قرأت زور سے پڑھنا ہے ان میں آہستہ پڑھ جانے سے۔

(٩) اسی طرح جن رکعتوں میں امام کو آہستہ پڑھنا ہے ان میں زور سے قرأت کر دینے سے۔

(١٠) وتروں میں دُعاءِ قنوت بھول جانے سے۔

(١١) قعدۂ اُولیٰ چھوڑ کر تیسری رکعت کو کھڑے ہو جانے سے وغیرہ وغیرہ

مسئلہ :۔ اگر دوسری رکعت کے بعد بھولے سے اُٹھنے لگے تو جب تک بیٹھنے کے قریب ہو بیٹھ جائے، اور اس صورت میں سجدہ کی ضرورت نہیں، اور اگر اتنا اُٹھ گیا ہے کہ کھڑے ہونے کے قریب ہو چکا ہے اور اب یاد آیا ہے تو سیدھا کھڑا ہو جائے، اور آخر میں سجدۂ سہو کرلے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد یعنی التحیات عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھ کر داہنی طرف سلام پھیر کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دو سجدے کرے، اور دو سجدے کر کے بیٹھ جائے، اور دوبارہ پوری التحیات اور اس کے بعد درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

مسئلہ :۔ اگر دونوں طرف سلام پھیر کر یاد آیا کہ میرے ذمہ سجدۂ سہو ہے تو جب تک کسی سے بات نہ کی ہو اور سینہ قبلہ سے نہ پھیرا ہو یا اور کوئی ایسا کام نہ کیا گیا ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اب بھی سجدۂ سہو کرلے۔

فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ

نوافل کا بیان

نماز تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، تحیۃ الوضوء
تحیۃ المسجد، نماز استخارہ، کسوف، خسوف
استسقاء، صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الحاجت

کے فضائل و مسائل اور ادائیگی کا طریقہ

نوافِل کا بیان

مؤمن بندوں کو چاہیئے کہ فرضوں کی پابندی کے ساتھ نفلوں کا ذخیرہ بھی لے چلیں، یوں تو جس قدر بھی نوافل پڑھے بڑا ثواب پائے، لیکن جن نوافل کی خاص خاص فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اُن کے پڑھنے میں بہت زیادہ ثواب ہے، اس لئے اُن کی فضیلیں ہم لکھتے ہیں۔

تحیۃ الوضوء

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں جب بھی کبھی جنّت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہاری آہٹ سُنی، لہٰذا بتاؤ کہ تم مجھ سے پہلے کیسے جنّت میں پہنچ گئے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے جب بھی کبھی اذان دی تو دو رکعتیں نفل نماز کی ضرور پڑھیں، اور جب بھی میرا وضو ٹوٹا تو اسی وقت وضو کیا (اس کے بعد) اللہ کے لئے دو رکعت نماز پڑھنے کی ایسی پابندی کی کہ گویا یہ دو رکعتیں مجھ پر فرض ہیں، یہ سُنکر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہی دو رکعتوں کی وجہ سے تم کو یہ درجہ ملا[1] اس نماز کی ایک فضیلت وضو کے بیان کے ختم پر گذر چکی ہے۔

نیّت: نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز نفل تحیۃ الوضو کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

تحیۃ المسجد

اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے، کیونکہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کی تعظیم کے خیال

---

[1] ترمذی شریف

سے ہوتی ہے، ارشاد فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نمازِ نفل پڑھ لے۔ [1]

نیت یوں کرے: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل تحیۃ المسجد کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا قبلہ کی طرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

مسئلہ:- اگر مسجد میں ایسے وقت داخل ہو کہ اُس وقت نماز پڑھنی مکروہ ہو، مثلاً زوال کا وقت ہو تو بغیر نماز پڑھے ہی بیٹھ جائے، اس وقت تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔

مسئلہ: دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں ہے، اگر چار رکعت پڑھ لیں تب بھی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی۔

مسئلہ:- اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض یا سُنّت ادا کرے تو وہی فرض یا سُنّت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائیں گے، یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد پڑھنے کا ثواب مل جائے گا۔

اشراق کی نماز

جب سورج نکل کر بلند ہو جائے اور اچھی طرح سفید و صاف معلوم ہونے لگے اس وقت جو نفل پڑھے جاتے ہیں، ان کو اشراق کی نماز کہتے ہیں۔

نیت:- نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز (نفل) اشراق کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

مسئلہ:- اشراق کی نماز سورج نکلنے کے بیس[20] منٹ بعد پڑھے، فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جماعت سے فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک اسی جگہ بیٹھے ہوئے اللہ کو یاد کرتا رہے، پھر جب سورج نکل کر بلند ہو جائے تو دو رکعت نماز (نفل) پڑھ لے، تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔[2] اور اشراق کی نماز کی چار[4] رکعتیں بھی آئی ہیں، لہٰذا اگر چار پڑھ

---

[1] بخاری و مسلم، [2] ترمذی شریف۔

لے تو اور بھی اچھا ہے۔

حدیث قدسی

فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اے انسان تو دن کے اول حصہ میں میرے لئے چار رکعتیں پڑھ، میں تیرے لئے اُس دن کے آخر تک کفایت کروں گا، (یعنی تیری سب ضرورتوں کو پورا کروں گا)۔ [1]

مسئلہ: اگر فجر کی نماز پڑھ کر اُٹھ کر چلا جائے اور کام کاج میں لگا رہے اور پھر سورج چڑھ جانے پر دو رکعت یا چار رکعت اشراق پڑھ لے، تو یہ بھی درست ہے مگر اس صورت میں ثواب کم ہو جائے گا۔

چاشت کی نماز

اس کو عربی میں "صلوٰۃ الضحیٰ" کہتے ہیں، حدیثوں میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، دن کا تہائی حصہ گذر جانے کے بعد چاشت کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور زوال تک اس کا وقت رہتا ہے، گھنٹوں کے حساب سے گرمیوں میں ۹ بجے سے اور جاڑوں میں دس بجے سے شروع ہو جاتا ہے، حدیثوں میں اسی کو صلوٰۃ الاوابین کہا گیا ہے، مگر ہمارے عرف میں مغرب کے بعد کی نفلوں کو اوابین کہتے ہیں۔

نماز چاشت کی رکعتیں حدیثوں میں دو[۲] بھی آئی ہیں اور چھ بھی آئی ہیں، اور آٹھ[۸] بھی اور بارہ[۱۲] بھی، لہٰذا کم سے کم دو رکعتیں چاشت کی پڑھنا چاہیئے۔ اور اس سے زیادہ بارہ[۱۲] تک جتنی چاہے پڑھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں، اور فرمایا کرتی تھیں کہ اگر میرے ماں باپ بھی قبروں سے اُٹھ کر چلے آئیں تو بھی اُن کو نہ چھوڑوں، [2]

حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے

---

[1] ترغیب والترہیب، [2] مشکوٰۃ شریف،

روز میرے گھر آکر چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

فضیلت

فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ صبح کو ہر آدمی پر ہر جوڑ[1] کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہوتا ہے، ہر سُبْحَانَ اللّٰہِ صدقہ ہے اور ہر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ صدقہ ہے اور ہر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صدقہ ہے، اور ہر اَللّٰہُ اَکْبَرُ صدقہ ہے، اور بھلائی کا حکم کرنا صدقہ ہے، اور بُرائی سے روکنا صدقہ ہے، اور چاشت کی دو رکعت پڑھ لینا اس کی طرف سے (یعنی ہر جوڑ[1] کے صدقہ کی جگہ) کافی ہے، (مسلم شریف)

دوسری حدیث: جس نے چاشت کی دو رکعت کی پابندی کر لی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔ (احمد و ترمذی)

تیسری حدیث:۔ جس نے چاشت کی بارہ ۱۲ رکعتیں پڑھ لیں اس کے لئے جنت میں اللہ ایک سونے کا محل بنائے گا، (ترمذی، ابن ماجہ)

مسئلہ:۔ چاشت کی نماز کی نیت دو دو رکعت کر کے بھی باندھی جا سکتی ہے، اور چار چار کر کے بھی، ہر طرح اختیار ہے۔

نیت:۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل چاشت کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

نمازِ اوّابین

مغرب کے بعد چھ ۶ رکعتیں اور بیس ۲۰ رکعتیں نماز پڑھنے کی فضیلت آئی ہے اس کو ہمارے عرف میں اوّابین کی نماز کہتے ہیں۔

مسئلہ:۔ مغرب کے فرضوں کے بعد دو ۲ سنتیں اور چار نفل یا دو سنتیں اور اٹھارہ نفلیں

---

[1] بدن کے جوڑ مراد ہیں، جو تین سو ساٹھ ۳۶۰ ہیں۔

پڑھ لینا کافی ہیں، دو سنتیں بھی چھ۶ یا بیس۲۰ کے شمار میں آجائیں گی لیکن اگر سنتوں کے بعد چھ۶ یا بیس۲۰ نفل پڑھ لئے تو بہت ہی اچھی بات ہے۔

مسئلہ :- ان رکعتوں کی نیت دو دو کر کے بھی کی جا سکتی ہے اور چار چار کر کے بھی (مگر دو سنتوں کا الگ ہی کر کے پڑھنا ضروری ہے)۔

نیت :- نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل اوابین کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

حدیث :- جس نے مغرب کے بعد چھ۶ رکعات (نفل) پڑھ لیں اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں، ۱؎

بیس۲۰ رکعتوں کی فضیلت

جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھ لیں اس کے لئے جنت میں اللہ تعالیٰ ایک گھر بنا دے گا۔ ۲؎

تہجد کی نماز

اس نماز کی حدیثوں میں بہت فضیلت آئی ہے اُس وقت دعا قبول ہونے کا بھی خاص وقت ہوتا ہے، اس مبارک وقت میں کچھ بھی نہ ہو سکے تو ۲دو رکعت ہی پڑھ کر دعا مانگ لے، اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ کے مبارک قدموں پر ورم آجاتا تھا، ۲دو رکعت سے لے کر ۱۲بارہ رکعتوں تک جس قدر ہو سکے تہجد پڑھنا چاہیے، اس میں بھی دو دو اور چار چار کی نیت ہو سکتی ہے۔

نیت :- نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل تہجد کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا کعبہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

۱؎ طبرانی، ۲؎ ترمذی

فضیلت

فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ رات کو جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کردوں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے میں اس کی مغفرت کردوں، (کون ہے جو ایسے کو قرضہ دے (جس کے پاس سب کچھ ہے) جو کنگال اور ظالم نہیں ہے، صبح ہونے تک اسی طرح فرماتا ہے۔ ؎۱

اور فرمایا کہ تہجد کی نماز پڑھا کرو، کیونکہ اس کو تم سے پہلے لوگ پڑھتے آئے ہیں، یہ نماز تمہارے لئے خدا کی نزدیکی کا سبب ہے، اور برائیوں کا کفارہ کرنے والی ہے اور گناہوں سے روکنے والی ہے۔ ؎۲

اور فرمایا بلاشبہ جنت میں بالاخانے ہیں جن کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آتا ہے، یہ بالاخانے اللہ نے اُن کے لئے بنائے ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں اور (صاحب حاجت کو) کھانا کھلاتے ہوں اور کثرت سے روزے رکھتے ہوں، اور رات کو نماز پڑھتے ہوں جبکہ لوگ سو رہے ہوں، ؎۳

اور فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد افضلیت میں تہجد کی نماز کا درجہ ہے، ؎۴

اور فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے سب وقتوں سے زیادہ تہجّد کے وقت قریب ہوتا ہے لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ اس وقت اللہ کو یاد کر سکو تو کر لیا کرو۔ ؎۵

نمازِ توبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے بھی کوئی گناہ کبیرہ ہو جائے اور پھر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے

؎۱ بخاری و مسلم، ؎۲ ترمذی شریف، ؎۳ مشکوٰۃ شریف، ؎۴ احمد ؎۵ ترمذی

اور اس کے بعد اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ اس کی مغفرت کر دے گا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی :-

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥

"اور جب اُن سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں، اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے، اور وہ لوگ اپنے بُرے فعل پر اڑتے نہیں باوجود علم کے۔"

(پ۴ سورہ آل عمران) (آل عمران، الترغیب)

نیت :- نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل، صلوٰۃ توبہ کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

نمازِ حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت اور ضرورت پیش آجائے تو اللہ سے مانگنے کے لئے دو رکعت پڑھی جاتی ہیں، اس کو صلوٰۃ الحاجت کہتے ہیں، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ سے کچھ حاجت یا کسی انسان سے کچھ ضرورت ہو اس کو چاہیئے کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر اللہ کی تعریف بیان کرے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر دعا میں ان کلمات کو کہے :-

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ط سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار بزرگ ہے، ہم اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو بڑے عرش کا پروردگار ہے

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ

اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کی پرورش کرنے والا ہے اے اللہ میں تیری رحمت کے اسباب کو

مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ

اور تیری بخشش کو ضروری کرنے والی چیزوں کو مانگتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے

لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ

سلامتی عنایت فرما، نہ چھوڑ میرے کسی گناہ کو مگر تو اس کو معاف کردے اور نہ کسی فکر کو مگر تو اس کو دور کردے اور

رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

اور نہ حاجت کو جو تیری مرضی کے موافق ہو مگر تو اس کو پورا کردے اے ارحم الراحمین،

اس کے بعد دنیا و آخرت کی چیزوں میں سے جو چاہے سوال کرے۔ ؎

نیت: نیت کرتا ہوں، دو رکعت نمازِ نفل صلوٰۃ الحاجۃ کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

نمازِ استخارہ

جب کوئی کام کرنا ہو (مثلاً تجارت کرنا یا کسی تجارت میں حصہ لینا یا نکاح کرنا یا اور کوئی کام ہو) تو چاہئے کہ اپنے پروردگار سے خیر کی دعا کرے اور مشورہ لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، ہر خیر و شر کا اس کو پتہ ہے اس سے مشورہ لیا جائے گا تو وہ اپنے بندہ کو نفع کے راستے پر ہی چلائے گا، اس مقصد کے لئے دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، جن کو صلوٰۃ الاستخارہ کہتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ

اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعہ (اپنے حق میں) بہتری چاہتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیرے بڑے

مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ

فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، اور تجھے علم ہے اور مجھے علم نہیں اور تو

؎ ترغیب و ترہیب،

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ
غیب کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین میں
فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ
اور میری دنیا میں اور انجام کے حق میں بہتر ہے تو اسے میرے بس میں کردے اور میرے لئے آسان کردے
بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ
پھر اس میں مجھے برکت عطا فرما، اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین اور میری دنیا کے انجام کے
مَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ
حق میں مضر ہے تو اس کام کو میرے (سر) سے ٹال دے اور مجھے اس سے بچالے، اور مجھے بھلائی عطا کر، جہاں بھی
الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ،
ہو، پھر مجھے اس پر راضی کردے، (مشکوٰۃ شریف)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کی ایک نیک بختی یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے خیر طلب کرے اور اس کی ایک بدبختی یہ ہے کہ اللہ سے خیر طلب نہ کرے، [1]

نیت: نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز نفل صلوٰۃ الاستخارہ کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

تنبیہ: یہ دعا پڑھتے ہوئے جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جہاں دو جگہ لکیر کھینچی ہوتی ہے تو اپنی حاجت کا دل میں دھیان کرے،

نمازِ کسوف وخسوف

شریعت میں چاند اور سورج گرہن ہونے کے وقت کی بھی نماز آئی ہے، فقہ کی کتابوں میں، سورج گرہن کو کسوفِ شمس اور چاند گرہن کو خسوفِ قمر کہا جاتا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند و سورج کے گرہن کے متعلق فرمایا کہ یہ نشانیاں

---

[1] حاکم،

ہیں جن کو اللہ بھیجتا ہے، یہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی ہیں، بلکہ ان کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو گھبرائے ہوتے اللہ کے ذکر میں اور اس سے دعاء کرنے اور مغفرت کرنے میں لگ جاؤ، اور دوسری روایت ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو اللہ سے دعاء کرو اور اس کی بڑائی بیان کرو، اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔[1]

فائدہ:۔ یہ صدقہ گناہوں کی معافی کے لئے ہے، چاند اور سورج کا قرض اتارنے کے لئے نہیں، جیسا کہ غیر قوموں میں مشہور ہے، کہ چاند اور سورج پر بھنگیوں کا قرض چاہتا ہے، لہٰذا ان کو ادا کر کے اُن کی جان چھڑالو یہ سراسر غلط ہے۔

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہو تو چاہیئے کہ امام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے، جن میں بہت لمبی قرأت ہو، اور رکوع سجدے بھی خوب دیر تک ہوں، دو رکعتیں پڑھ کر قبلہ رُو بیٹھے رہیں، اور سورج صاف ہونے تک اللہ سے دعاء کرتے رہیں۔[2]

نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل کسوفِ شمس کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے پیچھے اس امام کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

چاند گرہن کی نماز

چاند گرہن کے وقت بھی چاند صاف ہونے تک نماز پڑھتے رہیں، مگر علیحدہ علیحدہ اپنے گھروں میں پڑھیں، اس میں جماعت نہیں۔

نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل خسوف قمر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

مسئلہ:۔ بعض لوگ اور خاص کر عورتیں سمجھتی ہیں کہ سورج چاند گرہن ہوتے وقت کھانا

---

[1] مشکوٰۃ شریف، [2] ابوداؤد شریف،

پینا گناہ ہے، سو یہ غلط ہے۔

نوافلِ سفر

سفر میں جائے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر گھر سے نکلے، اور جب سفر سے واپس آئے تو بہتر یہ ہے کہ اپنے شہر اور بستی میں چاشت کے وقت پہنچے، اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر کچھ دیر مسجد میں بیٹھ جائے، اور لوگوں سے ملے جُلے۔

نیت: نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نفل کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

صلوٰۃ التسبیح

اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت حدیثوں میں آئی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلبؓ سے فرمایا کہ اے عباس! اے چچا جان! کیا میں تم کو ایک عطیہ دوں؟ کیا میں تم کو کچھ بخشش کروں؟ کیا میں تم کو مفید چیز سے باخبر کروں؟ کیا تم کو ایسی چیز دوں جب تم اس کو کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے، پُرانے اور نئے، غلطی سے کئے ہوئے اور جان کر کئے ہوئے چھوٹے اور بڑے، چھُپ کر کئے ہوئے اور ظاہر کئے ہوئے سب معاف فرمادے گا، وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نماز (نفل صلوٰۃ التسبیح اس طرح سے پڑھو کہ جب الحمد شریف اور سورت پڑھ چکو تو کھڑے ہی کھڑے رکوع سے پہلے (کلمہ سوم) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ مرتبہ کہو، پھر رکوع کرو (تو رکوع میں ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھو، پھر رکوع سے کھڑے ہو کر (قومہ میں) دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدہ میں جا کر دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدہ سے اُٹھ کر (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر) دس مرتبہ پڑھو، پھر دوسرا سجدہ کرو اور (سجدہ میں) دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھ جاؤ، اور دس مرتبہ پڑھو، (اسی طرح چار رکعتیں پڑھ لو) یہ ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ ہوئے، اور چار رکعتوں میں ملا کر ۳۰۰ ہوئے۔

یہ ترتیب بتا کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ کرو تو جمعہ میں (یعنی ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ پڑھ لو، یہ بھی نہ کرو تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ (تو) پڑھ ہی لو۔ [1]

بعض علماء نے اس حدیث کی سند پر کلام کیا ہے جو نہ پڑھے اسے بُرا نہ کہے، جو پڑھ لے گا ثواب پائے گا انشاء اللہ تعالیٰ،

فائدہ: یہ نماز ہر وقت ہو سکتی ہے، سوائے اُن وقتوں کے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے،

فائدہ: بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو زوال کے بعد ظہر سے پہلے پڑھ لیا کرے (جیسا کہ ایک حدیث میں بعد زوال کے الفاظ آئے ہیں) لیکن بعد زوال موقع نہ ملے تو جس وقت چاہے پڑھ لے

فائدہ: بعض روایات میں ان چار کلموں یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بھی آیا ہے، لہٰذا اس کو بھی ملا لیا جائے تو اچھا ہو۔

فائدہ: دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے، رکوع سجدہ میں پہلے رکوع و سجدہ کی تسبیحات (یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے، اور بعد میں ان کلمات کو پڑھے۔

فائدہ: دوسرا طریقہ اس نماز کے پڑھنے کا یوں معروف ہے کہ پہلی رکعت میں سبحانک اللّٰھم کے بعد الحمد شریف سے پہلے ان کلمات کو پندرہ مرتبہ پڑھے، اور پھر الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقہ اسی طرح ہے، جو پہلے طریقہ میں گذرا، اب اس صورت میں دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھکر پہلی اور تیسری رکعت میں ان کلمات کو پڑھنے کی ضرورت نہیں رہے گی، اور نہ دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے اُن کو پڑھا جائے گا (کیونکہ ہر رکعت میں دوسرے سجدے تک پہنچ کر ہی ۷۵ کی تعداد پوری ہو جائے گی) علماء نے لکھا ہے کہ

---

[1] ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی، ترمذی۔

بہتر یہ ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کر لیا کرے۔

حضرت عبد اللہ بن المبارکؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور امام بخاریؒ کے استادوں کے استاد ہیں، اسی نماز کو اسی طریقہ سے پڑھا کرتے تھے جو ابھی بعد میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے، اور ابو الجوزاء تابعیؒ روزانہ ظہر کی اذان ہوتے ہی مسجد میں چلے جاتے تھے، اور جماعت کھڑی ہونے تک پڑھ لیا کرتے تھے حضرت عبد العزیز بن ابی روادؒ فرماتے تھے کہ جسے جنت درکار ہو اسے چاہئے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے ابو عثمان حیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مصیبتوں اور غموں کو دور کرنے کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی بہتر چیز میں نے نہیں دیکھی۔

نیت: نیت کرتا ہوں چار رکعت نمازِ نفل صلوٰۃ التسبیح کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

مسئلہ: اس نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہیں ہے، جونسی سورت چاہے پڑھ لے، بعض روایتوں میں ہے کہ بیس۲۰ آیتوں کے قریب قریب ہوں۔

مسئلہ: ان تسبیحات کو زبان سے ہرگز نہ گنے، کیونکہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی، انگلیاں جس جگہ رکھی ہوں اُن کو وہیں رکھے رہے، اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ: اگر کسی جگہ پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرے، البتہ بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء رکوع سے کھڑے ہوکر اور دونوں سجدوں کے درمیان نہ کرے، اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد جب بیٹھے تو اس میں بھی بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء نہ کرے (بلکہ اُن تسبیحات کو دس دس مرتبہ) پڑھ لے، اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی تسبیحات ادا کرے۔

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے سجدۂ سہو پیش آجائے تو اس میں یہ تسبیحات نہ پڑھے، البتہ اگر کسی جگہ بھولے سے تسبیحات پڑھنا چھوڑ آیا ہو جس سے ۷۵ کی تعداد میں کمی ہو رہی ہو اور اب تک قضاء نہ کی ہو تو اس کو سجدۂ سہو میں پڑھ لے۔

نمازِ استسقاء

جب بارش کی ضرورت ہو اور مینھ نہ برستا ہو اس وقت اللہ جل شانہ سے بارش کی دعاء کرنا مسنون ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ سارے مسلمان مل کر پیدل اور عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں شہر اور بستی سے باہر جائیں، اور بچوں اور بوڑھوں کو بھی لے جائیں، اور کسی کافر کو ساتھ نہ لیں، اور دو رکعت نماز نفل جماعت کے ساتھ (بغیر اذان وتکبیر کے پڑھیں) اس نماز میں امام زور سے قرأت کرے پھر دو خطبے پڑھے جیسے عید کے دن پڑھے جاتے ہیں پھر امام قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعاء کرے اور سب مقتدی بھی دعاء کریں۔

تین روز ایسا ہی کریں، تین دن سے زیادہ نہیں، اگر ایک دن نماز استسقاء پڑھ کر بارش ہو جائے تب بھی دن پورے کریں۔ اور تینوں دن روزے بھی رکھیں تو بہتر ہے۔

فائدہ: بارش کا رُک جانا ایک عذاب ہے، جو گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے، جب بارش بند ہو تو سب توبہ واستغفار میں لگیں، اور زکوٰتیں ادا کریں، اور جن کے حقوق رُوں رکھے ہوں جلد سے جلد اُن کے حقوق دیں۔

حدیث: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعاء کے لئے لوگوں کے ساتھ مدینہ شریف سے باہر عید پڑھنے کی جگہ تشریف لے گئے، وہاں دو رکعتیں زور کی قرأت کے ساتھ پڑھائیں، اور قبلہ کی طرف مُنہ کر کے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور اپنی چادر جسے اوڑھے ہوئے تھے، پلٹ دی (یعنی چادر کا ظاہری حصّہ اندرونی اور بیرونی کو ظاہر اور نیچے کے حصّہ کو اوپر اور اوپر کے حصّہ کو نیچے فرما دیا)۔ (مشکوٰۃ)

نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل صلوٰۃ الاستسقاء کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے

ع یہ چادر پلٹنا تفاؤلاً ہے، یعنی اے اللہ جس طرح یہ چادر پلٹ گئی اسی طرح ہماری حالت کو پلٹ دے اور خشکی کو برسات سے بدل دے ۱۲

پیچھے اس امام کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَر۔

فائدہ: جس قدر نفل نمازیں ہم نے یہاں بیان کی ہیں اُن کے علاوہ جس قدر کثرت سے نوافل پڑھے وہ بہت زیادہ ثواب کا باعث اور ترقیٔ درجات کا سامان ہوں گے، خاص کر اُن نفلوں کا خوب اہتمام کرے جن کی فضیلت حدیثوں میں آئی ہے، مثلاً دونوں عیدوں کی راتیں، عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں اور شب قدر اور شب برات، رمضان کی راتیں سب میں نوافل پڑھے اور عبادت کرے،

حدیث: جب شب برات کے مہینہ کی پندرھویں تاریخ ہو تو اس رات کو قیام کرو، اور صبح کو روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج چھپتے ہی قریب والے آسمان پر خاص تجلّی فرماتے ہیں، اور فرماتے ہیں کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے جس کو میں بخش دوں؟ اور کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے جسے میں رزق دوں؟ کیا کوئی مصیبت میں مبتلا ہے جسے میں عافیت دوں؟ اسی طرح اور باتیں بھی فرماتے ہیں، جب تک فجر کا وقت ہو، یوں ہی فرماتے رہتے ہیں۔ [1]

حدیث: عشرۂ ذی الحجہ کے دنوں کی عبادت کے برابر اللہ کے نزدیک دوسرے دنوں میں سے کسی دن کی عبادت بھی نہیں ہے، ان دنوں میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، اور ان میں ہر رات کا قیام شب قدر میں قیام کرنے کے برابر ہے، [2]

ہر مشکل کے لئے نماز

جب کوئی مصیبت درپیش ہو، رنج و غم ہو، خوف و ہراس ہو، دشمن کا ڈر ہو، سخت آندھی ہو، زلزلہ ہو، بجلی گرے، طاعون، یا ہیضہ پھیلے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، اور نفل نمازیں بلا جماعت اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں، اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

---

[1] ابن ماجہ [2] مشکوٰۃ شریف۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ، "اے ایمان والو، مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ"

حضرت حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مُشکل درپیش ہو جاتی تھی تو جھٹ نماز میں لگ جاتے تھے۔[1]

ضروری تنبیہ

گذشتہ صفحات میں جو نمازیں اور ان کے فضائل اور طریقے ہم نے لکھے ہیں، یہ احادیث سے ثابت ہیں، بے کھٹک اُن پر عمل کر سکتے ہیں، لیکن بہت سے واعظوں اور صوفیوں نے مہینوں اور دنوں اور راتوں کی نمازوں کے طریقے اور ثواب خود بنا کر کتابوں میں چھاپ دیئے ہیں، کتاب "رُکنِ دین" نامی میں ایسی نمازیں بہت لکھی ہیں، ان پر عمل نہ کرو، شبِ برأت کی نماز کا کوئی خاص طریقہ صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، اور یوم عاشوراء اور رجب کی پہلی رات یا پہلی جمعرات یا اس کی ستائیس[2] شب کے نوافل اور ان کے فضائل گھڑے ہوئے ہیں، نیکی کے نام سے بدعت میں نہ پھنس جاؤ۔

---

[1] ابوداؤد شریف۔

عیدین کا بیان

عیدین کے مستحبات

(۱) غسل کرنا اور مسواک کرنا (۲) اپنے پاس جو کپڑے موجود ہوں ان میں سے اچھے سے اچھے کپڑے پہننا (۳) خوشبو لگانا (۴) عیدگاہ میں جو آبادی سے باہر ہو عید کی نماز پڑھنا (۵) عیدگاہ پیدل جانا (۶) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (۷) عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھنا اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھنا، گھر میں آکر پڑھے تو کوئی حرج نہیں (۸) نماز عید الفطر سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا (۹) اگر صدقہ فطر واجب ہو تو اس کو نماز سے پہلے ادا کرنا (۱۰) عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا۔

عید الفطر کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر تشریق کہیں، اور عید الاضحیٰ میں ذرا بلند آواز سے کہتے ہوئے جانا مستحب ہے۔

عید الاضحیٰ کے خاص احکام

اگر مالدار اور صاحب نصاب ہو تو اس کو عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد قربانی کرنا واجب ہے، اور ذی الحجہ کی نمازِ فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت کے ساتھ پڑھی گئی ہو ایک بار تکبیر تشریق باآواز بلند امام و مقتدی پر کہنا واجب ہے، تکبیر یہ ہے،

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

نمازِ عیدین کا طریقہ

نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی مع واجب چھ تکبیروں کے، پیچھے اس امام کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف اور چاہے تو عربی میں اس طرح نیت کرے۔

نَوَيْتُ اَنْ اُؤَدِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰى رَكْعَتَيْ صَلٰوةَ عِيْدُ الْفِطْرِ (عِيْدُ الْاَضْحٰى) اَلْوَاجِبَةِ مَعَ سِتَّةِ تَكْبِيْرَاتٍ وَاجِبَاتٍ اِقْتَدَيْتُ بِهٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ،

نیت کے بعد امام و مقتدی تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں، اور اس کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں، اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں، اور ہر تکبیر کے بعد اتنا توقف کریں کہ تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ سکیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائیں بلکہ باندھ لیں، اور امام اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے، مقتدی خاموش کھڑے رہیں، پھر رکوع و سجدہ کر کے دوسری رکعت میں امام پہلے سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے، اس کے بعد تین مرتبہ تکبیر اسی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہے، اور ہر مرتبہ ہاتھ اٹھا کر لٹکا دیں، پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اُٹھائے کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔ اور باقی نماز روزانہ کی نماز کی طرح پوری کرلیں،

مسئلہ: عیدین کی نماز وتروں کی طرح واجب ہے، اور اس میں بھی جماعت شرط ہے، اس کو کبھی نہ چھوڑو، اور اچھی طرح اُس کا طریقہ یاد کرلو۔

مسئلہ: بہت سے لوگ عیدین کی نماز کے بعد خطبہ نہیں سُنتے، چھوڑ کر چل دیتے ہیں، یہ خلافِ سُنت ہے اور ترکِ سُنت ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز کا خطبہ سُنت ہے، لیکن جمعہ کے خطبہ کی طرح عیدین کے خطبہ کے درمیان بھی بات کرنا درست نہیں، اسی خطبہ کے درمیان امام کے لئے یا کسی دوسری ضرورت کے لئے چندہ کرنا اور سوال کرنا، امام کی پگڑی وغیرہ باندھنا سخت منع ہے۔

عید کو گناہوں سے ملوث نہ کریں

افسوس ہے کہ اس زمانے کے مسلمان ذکر کی طرف تو کیا متوجہ ہوتے عید کے دن خوب اچھی طرح گناہ کرتے ہیں اس دن سینما دیکھنا تو بہت سے لوگوں نے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے عید کی خوشی کو سینما بینی کے ناپاک عمل سے مٹی میں ملا دیتے ہیں کیونکہ گناہ میں کوئی خوشی نہیں اللہ کو ناراض کرنے والی چیز کیسے باعثِ خوشی بن سکتی ہے بہت سے لوگ عید کے کپڑے بناتے ہیں تو اس میں بھی حرام حلال کا خیال نہیں کرتے مرد ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے ہیں، عورتیں باریک کپڑے پہنتی ہیں اور بہت سے لوگ خوب اچھی طرح داڑھی منڈا کر انگریزی بال تراش کر نمازِ عید کے لئے آتے ہیں، جو عید سراپا طاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنے کے لئے تھی۔ اسے گناہوں سے ملوث کر دیا تو عید کہاں رہی عید تو اسلامی چیز ہے اس دن ہر کام خصوصیت کے ساتھ اچھا اور نیک ہونا چاہیئے اس دن گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے اور طبیعت کو آمادہ کیا جائے کہ آئندہ بھی گناہ نہ کریں گے، مومن کی زندگی گناہوں والی زندگی نہیں ہوتی۔

صدقۃ الفطر کے احکام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جو دیئے جائیں غلام اور آزاد مذکر اور مؤنث (یعنی مرد اور عورت) اور چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے، اور نمازِ عید کے لئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ [۱]

صدقہ فطر کس پر واجب ہے

صدقۂ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے، زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گذر جائے لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس ۳۰ تاریخ کو کسی کے پاس مال آگیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہوجاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقۂ فطر واجب ہوجائے گا۔

صدقۂ فطر کے فائدے

صدقۂ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے، اس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔ اول یہ کہ صدقۂ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے،

---

[۱] مشکوٰۃ ص: ۱۶۰ بحوالہ بخاری ومسلم

روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقۂ فطر کے ذریعہ روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس۳۰ روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزے میں جو ملاوٹ ہو گئی اس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقۃ الفطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی امکانی والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے، اسی لئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رُو سے کسی پر صدقۃ الفطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہئے خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر طہر للصیام من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین۔ ؎۱

کس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے

صدقۂ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے ذمہ اُس کا صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری نہیں، اور جو نابالغ اولاد ہے اس کی طرف سے والد پر صدقۂ فطر دینا واجب ہے بچوں کی والدہ کے ذمّے بچوں کا صدقۂ فطر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کر دو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا اگرچہ اس کے ذمّہ بیوی کی طرف سے ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

جب مسلمان جہاد کیا کرتے تھے تو اُن کے پاس جو کافر قیدی ہو کر آتے تھے اُن کو غلام اور باندی بنا لیا جاتا تھا جس کی ملکیت میں غلام یا باندی ہوتا اس کے اوپر غلام اور باندی کی طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا واجب ہوتا تھا۔ آج کل اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اور ملکی لڑائی ہوتی ہے شرعی

؎۱ رواہ ابوداؤد

جہاد ہوتا نہیں لہٰذا مسلمان غلام اور باندی سے محروم ہیں۔

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا، بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور پر کھائی جاتی ہیں انھیں کے ذریعہ صدقہ فطر کی ادائیگی بتائی، حدیث بالا میں جس کا ترجمہ ابھی ہوا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے دینے کا ذکر ہے، دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے، لہٰذا اگر صدقہ فطر میں جو دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا، اُس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اُسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے ایک صاع کچھ اُوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اسّی کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔ اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے اور ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔ یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے

پہلے مرجائے تو اُس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ:۔صدقۃ الفطر عید سے پہلے ادا کیا جا سکتا ہے۔اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمّہ رہے گی۔

مسئلہ:۔جو بچّہ عید الفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اُس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کے مال سے صدقۂ فطر

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقۂ فطر ادا کرے، اس صورت میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال: بچّہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟

جواب: اس طرح سے آسکتا ہے کہ کسی کی میراث سے اس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو ہبہ کر دے۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اُس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے

اگر کسی بالغ مرد و عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جا سکتا ہے، وزن وہی ہے جو اوپر گذرا اور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے اس کا وزن بھی وہی ہے جو جو کا وزن ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے، بلکہ اس کا دینا افضل

ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلّہ سے صدقۂ فطر ادا کرے، مثلاً چنا، چاول، اڑد، جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہئے تو اتنی مقدار میں دے کہ اُس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اُس سے دوگنے جَو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صدقۂ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل

مسئلہ: ایک شخص کا صدقۂ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

صاحبِ نصاب کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں

جس پر زکوٰۃ خود واجب ہو یا زکوٰۃ واجب ہونے کے بقدر اُس کے پاس مال ہو۔ یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اُسے فقیر کہا جاتا ہے اُسے زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں کو صدقۂ فطر دینے میں تفصیل

اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا نانی دادا دادی کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر نہیں دے سکتے البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی بہن چچا ماموں خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقۂ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی۔ اور سیدوں کو بھی صدقۂ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ:- بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پُرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دے دیتے ہیں حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے، اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے۔ حالانکہ صاحبِ نصاب کو دینے سے ادائیگی نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے

جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے اُن کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ فطر دینا

اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحبِ نصاب ہو

اگر بالغ عورت اس قابل ہے کہ اس کو صدقہ فطر دیا جا سکے تو اُسے دے سکتے ہیں اگرچہ اُس کے میکہ والے مالدار ہوں۔

قربانی کے فضائل ومسائل

قربانی کی فضیلت

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اپنی صاحبزادی) حضرتِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (قربانی کے وقت) فرمایا کہ اے فاطمہؓ کھڑی ہو اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لئے یعنی اہلِ بیت کے واسطے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کے لئے ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ فضیلت ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔

(الترغیب والترہیب للحافظ المنذری ج ۲ ص ۱۰۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقرعید کی دس تاریخ کو کوئی بھی نیک کام اللہ کے نزدیک (قربانی کا) خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے، اور قیامت کے دن قربانی والا اپنے جانور کے بالوں اور سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا۔ (اور یہ چیزیں ثوابِ عظیم کا ذریعہ بنیں گی) نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ قبولیت پالیتا ہے۔ لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸ بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے، آپؐ نے فرمایا یہ طریقہ تمہارے باپ حضرت

ابراہیم علیہ السلام سے جاری ہوا ہے اور یہ اُن کا طریقہ چلا آرہا ہے[1]۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کو ان میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی! عرض کیا اُون والے جانور یعنی بھیڑ دُنبہ کے ذبح پر کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۲۹ بحوالہ ابن ماجہ واحمد)

قُربانی کی اہمیت

چونکہ اصل مقصود خُون بہانا ہے، یعنی جان، جاں آفریں کے سپرد کرنا ہے اس لئے قربانی کے ایام میں اگر کوئی شخص قربانی کی قیمت صدقہ کردے یا اُس کی جگہ غلہ یا کپڑا محتاجوں کو دے دے تو اُس سے حکم کی تعمیل نہ ہوگی اور ترک قربانی کا گناہ ہوگا اور ہر بال کے بدلہ نیکی ملنے کی جو سعادت تھی اس سے محرومی ہوگی۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ وَجَدَ سِعَةً لِاَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَحْضُرْ مُصَلَّانَا (رواہ الحاکم، الترغیب والترہیب ص۱۰۳ ج ۲) یعنی جو شخص وسعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرمائی (مشکوٰۃ) ان حدیثوں سے قربانی کی بہت زیادہ تاکید معلوم ہوئی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پابندی سے قربانی کرنے اور اُس کے لئے تاکید فرمانے کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ وسعت پر قربانی کو واجب کہا ہے اور فرمایا ہے کہ صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے (واجب کا درجہ فرض کے قریب ہے بلکہ عمل میں فرض کے برابر ہے۔)

قربانی کس پر واجب ہے

جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو یا جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت ہو یا

---

[1] عیدین کے بیان میں مفصل قصہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم خداوندی اپنے بیٹے کو ذبح فرمایا تھا۔

اتنی قیمت کا مال تجارت ہو یا فاضل سامان پڑا ہو اُس پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ واجب نہیں اس پر قربانی بھی واجب نہیں یہ بات صحیح نہیں ہے۔ یوں کہنا تو درست ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اُس پر قربانی بھی واجب نہیں کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں اس لئے اُن کے پاس سونا چاندی، یا مال تجارت یا نقدی نصاب کے بقدر نہیں ہوتی لیکن بہت سا فاضل سامان پڑا ہوتا ہے۔ (جیسے استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر وغیرہ) اگر یہ فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، اور ایک فرق اور بھی ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوتا ہے جب نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ مہینے گذر جائیں اور زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے قربانی کی تاریخ آنے سے پہلے چوبیس گھنٹے گذرنا بھی ضروری نہیں ہے اگر کسی کے پاس ایک آدھ دن پہلے ہی ایسا مال آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے تو اُس پر کل کو قربانی واجب ہو جائے گی۔ یہ بھی معلوم ہو کہ جو صاحبِ نصاب ہو اُس پر قربانی واجب ہے، فرضیتِ زکوٰۃ اور وجوبِ قربانی وصدقہ فطر کے بارے میں ہر ایک کی ملکیت علیٰحدہ علیٰحدہ دیکھی جائے گی۔ اگر کسی گھر میں باپ بیٹے اور بیٹوں کی ماں ہر ایک کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر ایک پر علیٰحدہ علیٰحدہ قربانی واجب ہوگی۔ البتہ نابالغ کی طرف سے کسی حال میں قربانی کرنا لازم نہیں۔ عورتوں کے پاس عموماً اتنا زیور ہوتا ہے جس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے اگرچہ وہ بیوہ ہی کیوں نہ ہوں۔

مسئلہ:۔ شرعی مسافر یعنی جو شخص اپنے شہر یا بستی سے ۴۸ میل کے سفر کے ارادے سے ایام قربانی سے قبل نکلا ہو اُس پر قربانی واجب نہیں، ہاں اگر قربانی کے دنوں میں سے کسی دن گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ ۱۵ دن قیام کرنے کی نیت کرلے تو اُس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

قربانی کے جانور

قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ

بھیڑی، دُنبہ، دنبی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگرچہ کتنا ہی زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو لہٰذا ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی، اسی طرح دوسرے حلال جانور قربانی میں ذبح نہیں کئے جا سکتے۔

مسئلہ:۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اونٹنی میں سات حصے ہو سکتے ہیں یعنی اُن میں سے ایک جانور میں سات قربانیاں ہو سکتی ہیں خواہ ایک ہی آدمی ایک گائے لے کر اپنے گھر کے آدمیوں کے وکیل بنانے سے اُن کا وکیل بن کر سات حصے تجویز کر کے ذبح کر دے یا مختلف گھروں کے آدمی ایک ایک یا دو دو حصے لے کر سات حصے پورے کر لیں۔ دونوں صورتوں ہی قربانی درست ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ چونکہ عقیقہ بھی ثواب کا کام ہے اس لئے قربانی کی گائے یا اونٹ میں اگر کچھ حصے قربانی کے اور کچھ عقیقہ کے ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر چھ آدمیوں نے قربانی کا حصہ لیا اور ایک شخص نے ایک حصہ گوشت کھانے یا تجارت کرنے کی نیت سے لے لیا مقصد قربانی کا ثواب لینا نہ تھا تو کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی اگر قربانی کی گائے میں کسی مرتد، قادیانی، بد دین کو شریک کر لیا تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی،

مسئلہ:۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اُس کی جس کا ساتواں حصہ یا اس سے زیادہ تھا نہ اُس کی جس کا حصہ ساتویں حصے سے کم تھا۔

مسئلہ:۔ اور اگر گائے اونٹ بھینس میں سات حصوں سے کم کر لئے مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لے لیا تو قربانی درست ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔ اور اگر آٹھ حصے بنا لئے اور آٹھ قربانی والے شریک ہو گئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ چھوٹے جانور، یعنی بکرا، بکری وغیرہ میں شرکت نہیں ہو سکتی، ایک شخص کی جانب سے ایک ہی جانور ہو سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ گائے بیل، بھینس، بھینسہ کی عمر کم از کم دو سال اور اونٹ اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ ہاں اگر بھیڑ یا دنبہ سال بھر سے کم کا ہو لیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال بھر والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو تو

اُس کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو اگر اتنا موٹا تازہ ہو جس کا ابھی ذکر ہوا، تو کسی مفتی کو دکھا لیں۔ پھر ان کے قول کے مطابق عمل کریں۔

کیسے جانور کی قربانی درست ہے

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے جانور خوب عمدہ موٹا تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کے آنکھ کان خوب اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان چرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو (رواہ الترمذی) اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (خصوصیت کے ساتھ) چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو (۱) اَلْعَرْجَاءُ الْبَیِّنُ ظَلْعُهَا یعنی وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (۲) وَالْعَوْرَاءُ الْبَیِّنُ عَوْرُهَا یعنی وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو (۳) وَالْمَرِیْضَةُ الْبَیِّنُ مَرَضُهَا یعنی ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو (۴) وَالْعَجْفَاءُ الَّتِیْ لَا تُنْقِیْ یعنی ایسا دُبلا جانور جس کی ہڈیوں میں مینگ یعنی گودا نہ ہو۔ (رواہ مالک والترمذی وابوداؤد وغیرھم)

حضرات فقہاءِ کرام نے ان احادیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ جو جانور بالکل اندھا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دُم کٹ گئی ہو یا دُم کا ایک تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا اتنا دُبلا جانور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اگر جانور دُبلا ہو مگر اتنا زیادہ دُبلا نہ ہو تو اس کی قربانی ہو جائے گی لیکن وہ ثواب کہاں ملے گا جو موٹے تازے جانور کی قربانی میں ملتا ہے مقدور ہوتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے گری پڑی حیثیت کا جانور اختیار کرنا ناسمجھی بھی ہے اور ناشکری بھی۔

مسئلہ:۔ جو جانور تین پاؤں سے چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا

تو ہے مگر اُس سے چل نہیں سکتا۔ یعنی چلنے میں اُس سے سہارا نہیں لیتا تو اُس کی قربانی درست نہیں اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے اور ایک پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اُس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:۔ جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اُس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جو باقی ہیں وہ تعداد میں گر جانے والے دانتوں سے زیادہ ہیں تو اُس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں تو اُس کی قربانی درست نہیں اور اگر دونوں کان ہیں اور صحیح سالم ہیں لیکن ذرا چھوٹے ہیں تو اُس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ:۔ جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنی قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے تو اُس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ نکل آئے اور اُن میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے، ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے اور اندر کی مینگ بھی ختم ہو گئی تو اُس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ:۔ خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔ رواہ ابوداؤد وغیرہ عن جابر رضی اللہ عنہ قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین۔

مسئلہ:۔ اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اس کے پیٹ میں بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہو گئی اگر بچہ زندہ نکلے تو اُس کو بھی ذبح کر دے۔

مسئلہ:۔ اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اُس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی اور اُس نے ثواب کے شوق میں جانور خرید لیا تھا تو اُسی کی قربانی کر دے۔

قربانی کے گوشت اور کھال کا مصرف

اللہ جل شانہٗ کی رضا کے لئے قربانی کا جانور ذبح کر دینے سے قربانی ادا ہو جاتی ہے۔ اس کا گوشت اور پوست اللہ کے یہاں نہیں پہنچتا (کیونکہ اللہ کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے) اس کے یہاں

اخلاص اور نیک نیتی پر ثواب ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ حج)

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اُس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن جانوروں کو تمہارا زیر حکم کر دیا کہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو اس طرح قربانی کی توفیق دی اور اخلاص والوں کو خوشخبری سُنا دیجئے۔

جو کوئی شخص قربانی کرتا ہے وہ قربانی کے گوشت اور کھال اور ہڈی ہر چیز کا مالک ہوتا ہے اگر وہ کسی فقیر مسکین کو کچھ بھی نہ دے تب بھی قربانی ادا ہو جاتی ہے کیونکہ اصلی مقصد اللہ کی رضا کے لئے خون بہانا اور جان جاں آفریں کے حوالے کرنا ہے، لیکن جب قربانی کرلی تو فقراء و مساکین کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ اپنے بال بچوں کو کھلائے خود کھائے جب تک مناسب جانے بعد میں خرچ کرنے کے لئے ذخیرہ کرلے فریج میں رکھے۔ سکھا کر محفوظ رکھ لے، سال دو سال اگر قربانی کا گوشت رکھا رہے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔

حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو اس بات سے منع کیا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ کھاؤ جس کا مقصد یہ تھا کہ اس گوشت میں تم سب کے لئے گنجائش ہو جائے (یعنی قربانی کرنے والوں اور قربانی نہ کرنے والوں کو سب کو پہنچ جائے)، اللہ جل شانہ نے رزق میں گنجائش دیدی لہٰذا تم کھاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو اور صدقہ کر کے ثواب حاصل کرو اور یہ بھی فرمایا کہ خبردار یہ دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں۔[۱]

قربانی کے گوشت سے صدقہ کرنا حدیث بالا سے معلوم ہوا، اور جب گوشت پکائے تو پڑوسیوں اور عزیزوں کا خیال رکھنا بھی مناسب ہے، ان لوگوں کی دعوت کردے یا گھر بھیجدے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ گوشت اور کھال وغیرہ سب قربانی کرنے والوں کی ملکیت ہوتی ہے اس لئے اسے جس طرح تمام گوشت خود رکھ لینے کا اختیار ہے اسی طرح اگر وہ قربانی کے جانور کی کھال خود ہی رکھ لے اور اپنے کام میں لے آئے تو یہ بھی جائز ہے قربانی کے جانور کی کھال کو دباغت کرلے (یعنی

---

[۱] ابوداؤد شریف

نمک وغیرہ لگاکر سڑنے سے محفوظ کر دے اور سکھالے) اور پھر جائے نماز بنالے یا کوئی ایسی چیز بنالے جو گھر کی ضرورت میں آتی ہو تو یہ جائز ہے البتہ قربانی کی کھال کو فروخت نہ کریں اور اگر بالفرض فروخت کر دی تو اس کی قیمت کو کام میں لانا جائز نہیں اس کا صدقہ کر دینا واجب ہے زکوٰۃ ہو یا صدقہ فطر یا قربانی کی کھال کی رقم سید کو اور اس شخص کو نہیں دے سکتے جسے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

بہت سے لوگ قربانی کی کھال مسجدوں کی ضرورت کے لئے یا عیدگاہ بنانے کے لئے یا قبرستان کی چار دیواری کھینچنے کے لئے دیدیتے ہیں تاکہ کھالوں کو بیچ کر ان کاموں میں رقم خرچ کر دی جائے واضح رہے کہ ان کاموں میں چرم قربانی کی رقم خرچ نہیں ہو سکتی یہ رقم صرف انہی لوگوں کو دی جا سکتی ہے جن کو زکوٰۃ لینا جائز ہو، بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ چرم قربانی بیواؤں کا حق ہے۔ شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں ہاں اگر کوئی بیوہ زکوٰۃ لینے کی مستحق ہو تو وہ بھی دوسرے فقراء و مساکین کی طرح چرم قربانی کی رقم لے سکتی ہے مگر حق جتانے کی کوئی حیثیت نہیں اور اس سے بھی زیادہ غلط بات یہ ہے جو بہت سے علاقوں میں رواج پائے ہوئے ہیں کہ اماموں کو قربانی کی کھالیں یا ان کی قیمت امامت کی اجرت میں دیدیتے ہیں جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اماموں کی تنخواہ معمولی ہوتی ہے وہ عید بقرعید کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں محلہ کا صدقۃ الفطر اور قربانی کی کھالیں سب ان کے سپرد کر دی جاتی ہیں اور وہ ان کو اپنی امامت کا عوض سمجھ کر سالانہ خدمت کے بدلے میں سب وصول کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل ناجائز ہے کیونکہ صدقۃ الفطر اور چرم قربانی کسی معاوضے میں دینا درست نہیں امامت کی اجرت بھی ایک معاوضہ ہے۔ آج کل سستا چندہ دیکھ کر بہت سی انجمنیں، ویلفیئر ایسوسی ایشن اور ہمدرد کلب اور امدادی کمیٹیاں بقرعید کے زمانے میں نکل آتی ہیں یہ لوگ کھالوں کا چندہ کر لیتے ہیں ان میں وہ بے دین بھی ہوتے ہیں جو اسلام کا اور قربانی کا مذاق اڑاتے ہیں مگر کھال کھینچنے کو تیار رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو شریعت کے قوانین سے واقف نہیں ہوتے ہیں یہ لوگ احکام شرعیہ کی رعایت کے بغیر آزادانہ رائے سے کھالوں کی قیمتیں خرچ کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کھالوں کی رقموں کے ذریعہ الیکشن تک لڑے جاتے ہیں، ان کو کھالیں دیکر ضائع نہ کریں اور اپنی شرعی ذمہ داری کو پہچانیں۔

قربانی کے متفرق مسائل

مسئلہ:۔ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اور دوسرے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے اگر دوسرے سے ذبح کرائے اور خود وہاں موجود ہو تو بہتر ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ کو قربانی کے وقت جانور کے قریب حاضر ہونے کو فرمایا مگر عورت کو پردہ کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

مسئلہ:۔ مالدار کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں اور اپنے نوکر چاکر کو دینا بھی درست ہے لیکن کام کے بدلے اور محنت مزدوری کے معاوضے میں نہیں دے سکتے اگر کوئی نوکر غیر مسلم ہے اس کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں بلکہ نوکر کے علاوہ بھی کوئی پاس پڑوس میں کافر گوشت طلب کرے تو اس کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ:۔ قربانی کے دنوں میں جانور کی قربانی ہی کرنا لازمی ہے اگر جانور کو زندہ صدقہ کر دیا تو قربانی ادا نہیں ہوتی ہاں اگر قربانی کے دنوں میں کوئی شخص ذبح نہ کر سکا مثلاً جانور نہ ملا یا کوئی اور بات پیش آگئی تو تین دن گذر جانے کے بعد اگر جانور موجود ہے تو اس کو صدقہ کر دے ورنہ کسی محتاج کو قیمت دیدے۔

مسئلہ:۔ قربانی صرف اپنی جانب سے واجب ہے، اپنی اولاد یا اپنی بیوی کی طرف سے یا والدین کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں البتہ اگر مالیت کے اعتبار سے ان لوگوں پر الگ الگ قربانی واجب ہوتی ہو تو ہر ایک شخص اپنی اپنی طرف سے قربانی کر دے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے ذمہ مسئلہ کی رُو سے قربانی واجب نہ تھی یعنی اس کے پاس اتنا مال نہ تھا جس پر قربانی واجب ہوتی لیکن اس نے جانور خرید لیا تو اب اس کی قربانی واجب ہو گئی۔

مسئلہ:۔ مرتد، زندیق، قادیانی، ملحد کا ذبیحہ حرام ہے۔ ان سے ذبح نہ کرائیں نہ قربانی کے موقعہ پر اور نہ کسی موقعہ پر اگر ان سے ذبح کرا لیا تو نہ قربانی ہو گی نہ گوشت حلال ہو گا۔

مسئلہ:۔ قربانی کے جانور کے تھنوں میں اگر دودھ اُتر آئے اور ذبح کا وقت نہیں آیا تو تھنوں

پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیں تاکہ دودھ اترنا رُک جائے اور اگر دودھ نکال لیا تو اس کا صدقہ کر دیں، اسی طرح ذبح سے پہلے اگر اون کاٹ لیا تو اس کا بھی صدقہ کر دیں ہاں اگر ذبح کے بعد دودھ نکالا یا اون کاٹا تو اس کو اپنے کام میں لا سکتے ہیں اگر قربانی نذر کی ہو تو اگرچہ ذبح کے بعد دودھ نکالا یا اون کاٹا ہو تب بھی دونوں چیزوں کا صدقہ کر دیں۔

مسئلہ:۔ جب قربانی کا جانور ذبح کر دے تو اس کی جھول اور رسّی صدقہ کرے۔

قربانی کا وقت

بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارھویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل دن بقرعید کا دن ہے پھر گیارھویں تاریخ پھر بارھویں تاریخ۔

مسئلہ:۔ بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے نماز عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں۔ البتہ اگر کوئی دیہات میں یا گاؤں میں ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو وہاں دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔

مسئلہ:۔ بارھویں تاریخ کا سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کر لینا درست ہے جب سُورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ:۔ دسویں سے بارھویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں، لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو اگر خوب زیادہ روشنی ہو جیسی شہروں میں بجلی یا ڈے لائٹ کی روشنی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

قربانی کی منت اور وصیت

مسئلہ: جس نے قربانی کرنے کی منّت مانی پھر وہ کام پُورا ہو گیا جس کے واسطے منّت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منّت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے، نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے۔ اس میں سے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو

اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ:- اگر کوئی وصیت کرکے مر گیا کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت کے مطابق اُسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کا تمام گوشت وغیرہ خیرات کر دینا واجب ہے (واضح رہے کہ وصیت میت کے ترکہ کے ⅓ کے اندر اندر نافذ ہو سکتی ہے)

غائب کی طرف سے قربانی

کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اُس کی طرف سے بغیر اس کے کہنے یا خط لکھنے کے قربانی کر دی تو یہ قربانی درست نہیں ہوئی۔ اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر تجویز کر لیا گیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر غائب آدمی خط لکھ کر وکیل بنا دے تو اس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں۔ جن کے لڑکے ایشیا کے کسی دُور شہر میں ہیں یا یورپ و امریکہ میں ملازم ہیں اگر وہ لکھ دیں کہ ہماری طرف سے قربانی کر دی جائے تو اُن کی طرف سے قربانی کرنے سے ادا ہو جائے گا۔

نیت اور دُعاء قربانی

قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے، اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں کہا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کر دیا تو بھی قربانی ہو گئی، لیکن اگر یاد ہو تو پڑھ لینا بہتر ہے۔

جب قربانی کے جانور کو ذبح کے لئے لٹائے تو یہ پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عن، کے بعد اپنا یا جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہو اس کا نام لے، اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کر دے۔

ترجمہ دعاءِ قربانی

"میں نے اپنا رُخ اُس ذات کی طرف موڑ دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس حال میں کہ میں ابراہیمؑ حنیف کے مذہب پر ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بیشک میری نماز اور میری عبادتیں اور میرا مرنا اور جینا سب اللہ کے لئے ہے، جو رب العٰلمین ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، اے اللہ یہ قربانی تیری طرف سے (حکم ملنے کی وجہ سے) ہے، اور تیرے ہی لئے ہے۔"

عشرۂ ذی الحجہ میں اعمال صالحہ کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بقر عید کے دس دنوں میں جس قدر نیک عمل اللہ کو محبوب ہے اس سے بڑھ کر کسی زمانے میں بھی اس قدر محبوب نہیں (یعنی یہ دن فضیلت میں دیگر سب ایام سے بڑھے ہوئے ہیں)، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ان دنوں کی عبادت سے افضل نہیں ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی ان ایام سے افضل نہیں، اِلّا یہ کہ کوئی شخص اپنی جان و مال لے کر نکلے اور ان میں سے کچھ بھی واپس لے کر نہ لوٹے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صـ۱۲۸ بحوالہ بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بقر عید کے اوّل دس دنوں میں روزہ رکھنے سے ایک روزہ کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ملتا ہے اور ان دنوں کی راتوں میں قیام کرنے سے شب قدر میں قیام کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صـ۱۲۸ بحوالہ ترمذی ابن ماجہ)

علماء نے بتایا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں افضل ہیں اور عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں کیونکہ ان میں یوم عرفہ بھی ہے، رمضان کا آخری عشرہ ہو یا ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ان میں رات دن عبادت میں لگنا چاہئے کیونکہ ان دونوں عشروں کی ہر گھڑی بہت مبارک ہے۔

نویں تاریخ کا روزہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کی نویں تاریخ کے روزہ کے بارے میں فرمایا کہ میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے اور فرمایا کہ محترم کی دسویں تاریخ کے روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

شبِ عید کی عبادت

جس رات کے بعد صبح کو عید یا بقرعید ہونے والی ہو اس رات کو زندہ رکھنے، یعنی نمازوں میں قیام کرنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن خوف وگھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ (الترغیب والترہیب للمنذری)

ایام عید کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے لئے ہیں

اوپر جو ہم نے نبیشہ کی حدیث نقل کی ہے اس میں فرمایا ہے کہ بقرعید کے ایام کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایام اللہ پاک کی مہمانی کے ہیں ان دنوں میں کھائیں پئیں اللہ کا شکر ادا کریں روزہ نہ رکھیں ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ذی الحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے اور عیدالفطر کے دن بھی روزہ رکھنا حرام ہے، وہ دن بھی اللہ کی مہمانی کا دن ہے بندہ کو حکم ماننا چاہیئے کھانے پینے کا حکم ہو تو کھائے پیئے اور جب کھانے پینے سے روک دیا جائے تو رُک جائے رمضان کے دنوں میں کھانا پینا حرام ہے یعنی روزہ رکھنا فرض ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح سے بقرعید کے شروع کے ۹ دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اور خصوصاً نویں تاریخ کے روزہ

کی تو بہت ہی زیادہ فضیلت آئی ہے لیکن نویں تاریخ کے بعد چار دن روزہ رکھنا حرام قرار دیا گیا ہے بندہ کو حکم کے تابع رہنا لازم ہے۔

حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ یہ دن اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں آج کل کے لوگوں نے کھانے پینے کو تو یاد رکھا ہے لیکن آخری بات یعنی اللہ کا ذکر جو عید کی رُوح ہے اس سے غافل رہتے ہیں ان دنوں میں خوب زیادہ اللہ کا ذکر کرنا چاہئے، تکبیر تشریق جو ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ بھی اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے اور نماز عید بھی سراپا ذکر ہے بلکہ اس میں دوسری نمازوں کی بنسبت زائد تکبیرات شامل کردی گئی ہیں اور خطبہ بھی سراپا ذکر ہے اس میں بھی تکبیر کی کثرت کرنا مستحب قرار دیا گیا ہے فقہاء نے لکھا ہے کہ جب عید الفطر کی نماز کے لئے جائیں تو تکبیر تشریق آہستہ کہتے ہوئے جائیں، اور جب عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے جائیں تو ذرا آواز سے تکبیر تشریق پڑھتے ہوئے جائیں، یہ سب کثرت ذکر کے مظاہرے ہیں، اللہ کا ذکر ہی مومن کے لئے اصل خوشی کی چیز ہے اس کی رُوح ذکر اللہ ہی سے اطمینان حاصل کر سکتی ہے۔

تکبیر تشریق

مسئلہ:۔ بقر عید کے ایام میں تکبیر تشریق مشروع ہے یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھیں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ مرد زور سے پڑھیں، عورتیں آہستہ سے پڑھیں۔ نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے لے کر تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائے۔ سلام پھیر کر فوراً پڑھیں۔

بال اور ناخن کا مسئلہ

اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو چاہئے کہ اپنے بال اور ناخن سے کچھ بھی نہ کاٹے (جب قربانی کرلے تب کاٹے)

یہ حکم بطور استحباب کے ہے، عمل کرے تو افضل ہے، اگر ان دنوں میں بال یا ناخن کٹوا دیئے تو گناہ نہ ہوگا، حدیث پر عمل کرنے کے لئے کاٹنے سے باز رہے تو ثواب ملے گا۔

نمازِ جنازہ

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ (بلکہ ایک مرد یا ایک عورت بھی) پڑھ لیں تو فرض ادا ہو جاتا ہے، لیکن جس قدر بھی زیادہ آدمی ہوں اسی قدر میت کے حق میں اچھا ہے، کیونکہ نہ معلوم کس کی دعا لگ جائے اور اس کی مغفرت ہو جائے۔ [۱]

حدیث: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بھی مسلمان مرجائے پھر کھڑے ہو کر چالیس آدمی اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لیں جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ ضرور اُن کی سفارش میت کے حق میں قبول فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

حدیث: جو ایمان کے ساتھ ثواب سمجھتے ہوئے جنازہ کے ساتھ ساتھ چلا اور نماز پڑھنے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہا اس کو دو قیراط (یعنی دو حصے) ثواب ملے گا، ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا، اور جو جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن سے پہلے واپس ہو گیا تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹا۔ (بخاری شریف)

مسئلہ: جنازہ کی نماز میں چار تکبیریں اور قیام (یعنی کھڑا ہونا) فرض ہے، اِس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر اس کے سینے کے مقابل امام کھڑا ہو اور نماز جنازہ کی نیت کریں، نیت اس طرح ہے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ اَلثَّنَاءُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالدُّعَاءُ لِھٰذَا الْمَیِّتِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ،

چاہے تو اردو میں اس طرح نیت کرلے:۔

نیت کرتا ہوں کہ نماز ادا کروں اس جنازہ کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، تعریف اللہ تعالیٰ کی، دعا اس میت کے لئے، پیچھے اس امام کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف۔

نیت کرکے دونوں ہاتھ مثل تکبیر کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر مثل عام

---

[۱] میت کے غسل اور کفن کا طریقہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

نمازوں کے باندھ لیں، پھر سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ آخر تک پڑھیں، اس کے بعد پھر ایک بار اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، اس کے بعد درود شریف پڑھیں اور بہتر ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، پھر ایک مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائیں، اس تکبیر کے بعد میّت کے لئے دُعاء کریں، اگر وہ بالغ ہو مرد ہو یا عورت تو یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا

اے اللہ تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے حاضروں کو اور ہمارے غائبوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو

وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ

اور ہمارے مَردوں کو اور عورتوں کو، اے اللہ ہم سے جسے تو زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں

وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط

جسے موت دے تو اسے ایمان پر موت دے،

اور اگر میّت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا

اے اللہ اس بچہ کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور

شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط

سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا دے۔

اور اگر میّت نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا

اے اللہ! تو اس بچی کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور

شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً ط

سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی جانے والی بنا۔

جب یہ دعاء پڑھ چکیں تو ایک مرتبہ پھر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں۔

مسئلہ: جنازہ کی نماز میں تکبیر کہتے وقت آسمان کی طرف مُنہ اٹھانا بے اصل ہے

شریعت سے ثابت نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر جوتے ناپاک ہوں تو اُن کو پہن کر یا اُن پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ نہیں ہوتی، آج کل بہت سے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔

مسئلہ:۔ نماز جنازہ میں تین صفیں کر دینا مستحب ہے۔

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے تکبیر کا یا کسی دوسرے ذکر کا نعرہ لگانا بدعت ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کی نماز مسجد میں ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو خواہ مسجد کے باہر۔

مسئلہ:۔ نماز کے جو مفسدات پہلے ذکر کئے گئے ہیں نمازِ جنازہ بھی اُن میں سے کسی ایک کے پیش آنے سے فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ ایک یا دو یا تین تکبیریں ہو چکی ہیں تو اس کو چاہیئے کہ فوراً آتے ہی مثل دوسری نمازوں کے تکبیر کہہ کر نماز میں شریک نہ ہو جائے، بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے، جب امام تکبیر کہے، اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو گی، پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے، اور ان تکبیروں کے درمیان کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ:۔ اور اگر ایسے وقت میں پہنچا ہے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہے تو فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور باقی تین تکبیریں امام کے سلام کے بعد ادا کرے۔

تنبیہ:۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ نماز جنازہ میں کھڑا ہونا اور چار تکبیریں فرض ہیں اور باوضو ہونا شرط ہے، بہت سے لوگ اسی لئے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوتے کہ نماز جنازہ کی دعائیں یاد نہیں ہوتیں اور بہت سی جگہ تو نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ہونے کی وجہ سے بغیر نماز ہی کے مُردے کو دفن کر دیتے ہیں، حالانکہ ایک مرد یا ایک عورت یا کوئی سمجھدار لڑکا باوضو بنیت نماز جنازہ مُردہ کو سامنے رکھ کر چار تکبیریں کہدے تو ادائیگی ہو جاتی ہے۔ پھر مسلمان کے لئے کتنی بڑی شرم کی بات ہے کہ چند سطریں نماز جنازہ یاد نہیں کر سکتے، ماں باپ مرجاتے ہیں تو الگ کھڑے رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے ؎

نماز جنازہ پڑھائی غیروں نے ان کی
بیٹے کھڑے رہے پتلون ہلاتے ہوئے

میّت کو نہلانا

جب کسی مسلمان کی موت قریب ہو اور جان کنی شروع ہونے لگے تو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دو، اور سر اونچا کر دو تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھو تاکہ تم سے سن کر وہ بھی پڑھ لے لیکن اس سے یوں مت کہو کہ پڑھ، اس لئے کہ وہ سخت مشکل کا وقت ہے، خدانخواستہ پڑھنے سے انکار کر دے یا منہ سے کچھ اور نکل جائے۔ سورۂ یٰسٓ شریف پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوتی ہے، اس کے سرہانے یا اور کسی جگہ اس کے پاس بیٹھ کر یٰسٓ شریف پڑھو، یا کسی سے پڑھوا دو، جب روح نکل جائے تو کوئی کپڑا لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دونوں جبڑوں سے گذارتے ہوئے سر پر لے جا کر باندھ دو تاکہ منہ نہ پھیل جائے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو، اور آنکھیں بند کر دو، پھر اس کو چادر وغیرہ اڑھا کر نہلانے کا انتظام کرو، اور اس کے پاس لوبان وغیرہ کوئی خوشبو سلگا دو۔

جب نہلانے کا ارادہ کرو تو کسی تخت یا بڑے تختہ کو (جس پر غسل دینا ہو) لوبان یا اگربتی کی دھونی تین بار یا پانچ بار یا سات بار دے دو، پھر میّت کو اس پر لٹا دو، اور اس کے پہنے ہوئے کپڑے الگ کر دو، اور اس کی ناف سے گھٹنوں تک ایک کپڑا ستر چھپانے کے لئے ڈال دو، بیری کے پتے ڈال کر گرم کئے ہوئے پانی سے غسل دینا شروع کر دو، اگر بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم نہ کیا ہو تو سادہ گرم پانی سے نہلانا اور صابن لگانا بھی کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی تو انہیں جن صحابی خواتین نے غسل دیا تھا ان میں حضرت ام عطیہ انصاریہؓ بھی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم غسل دینے لگیں تو اس موقعہ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا مناسب جانو تو اس سے زیادہ مرتبہ بیری کے پتوں اور پانی سے ان کو غسل دو، اور آخری مرتبہ میں کافور استعمال کرنا، پھر جب غسل دے چکو تو مجھے اطلاع دے دینا چنانچہ جب ہم فارغ ہوگئے تو آپ کو اطلاع دے دی۔ آپؐ نے اپنا تہمد عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ (اس کو کفن میں شامل کر دو) اور اس کو کفن کا وہ حصہ بنانا جو جسم سے لگا رہے۔ (صحیح بخاری ص ۱۶۷ ج ۱)

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین تین بار یا پانچ پانچ بار غسل دو، یعنی ہر عضو پر تین تین بار پانی ڈالو اور فرمایا کہ مناسب جانو تو اس سے زیادہ بھی دھو دو، بعض روایات میں سات مرتبہ کا بھی ذکر ہے، بہر حال تین سے کم تو نہ ہونا چاہیئے۔ اور جس عدد پہ بھی ختم کریں یہ خیال رکھیں کہ طاق عدد رہے۔

بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دینے سے ایک تو تنظیف یعنی صفائی، ستھرائی کا فائدہ پہنچتا ہے، دوسرے قبر میں میت کی نعش محفوظ رہنے کا فائدہ پہنچتا ہے یعنی میت کا بدن دیر میں گلتا ہے۔

حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ آخری مرتبہ میں کافور استعمال کریں، سُنن ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ابن سیرینؒ غسلِ میت کا طریقہ حضرت اُم عطیہؓ سے سیکھا کرتے تھے اور دو مرتبہ بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری تیسری بار پانی اور کافور سے غسل دیتے تھے۔

(قال ابن الھمام سندہ صحیح)

کافور ملا کر پانی ڈالنے سے حکمت ایک تو یہ ہے کہ اس کی خوشبو فرشتوں کو پسند آتی ہے، نیز اس سے میت کے بدن میں سختی آتی ہے اور حشرات الارض (زمین کے کیڑے مکوڑے) اس کی وجہ سے دور رہتے ہیں، گویا اس طرح سے میت کے جسم کا زیادہ دن محفوظ رہنے کا انتظام ہو جاتا ہے۔

جب غسل دینا شروع کرو تو پہلے میت کو استنجاء کراؤ، لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو، اور جو کپڑا ناف سے لے کر رانوں تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دُھلاؤ استنجاء کرا کر اس کے بعد اوّلاً وضو کراؤ، پہلے اس کا منہ[1] تین بار دھلاؤ، پھر دونوں ہاتھ ترتیب سے یعنی پہلے دایاں پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت دُھلاؤ، انگلیوں سے لے کر گٹوں تک جو حصہ ہے اس کو بھی

---

[1] ہاتھ گٹوں تک شروع میں اس لئے نہیں لے جاتے کہ اس کو خود وضو اور غسل نہیں کرنا ہے اور کلی اور ناک میں چڑھانے میں چونکہ اپنے اختیار کو داخل ہے اور مردہ کچھ کر نہیں سکتا اس لئے یہ دونوں بھی ساقط ہیں، البتہ اگر حالتِ جنابت یا حیض و نفاس میں کسی کی موت آئی ہو تو روئی کا پھایہ تر کر کے اس کی ناک اور منہ میں اچھی طرح پھیر دیں۔

اسی وقت دھلادو، پھر سر کا مسح کردو، پھر دونوں پاؤں ترتیب سے یعنی پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں دُھلادو۔

جب وضو کرا چکو تو اس کے سر کو گل خیرو سے یا صابن سے اچھی طرح مَل کر دھو ڈالو، تاکہ خوب صاف ہو جائے، پھر میّت کو بائیں کروٹ پر لٹاکر نیم گرم پانی سر سے پیر تک ڈالو، یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے، پھر داہنی طرف کروٹ پر لٹادو اور اسی طرح سر سے پیر تک اتنا پانی ڈالو کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ (دھونے کی تعداد گذشتہ صفحہ پر ذکر کی جا چکی ہے۔)

اس کے بعد مردہ کو اپنے بدن کی ٹیک لگاکر ذرا بٹھلادو اور اس کو پیٹ کو آہستہ آہستہ ملو، اگر کچھ پاخانہ وغیرہ نکلے تو پونچھ کر دھو ڈالو اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کوئی نقصان نہیں، اس کے بعد پھر بائیں کروٹ پر لٹادو اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پاؤں تک جسم کے ہر حصہ پر پہنچادو (اگر اس سے پہلے کافور والا پانی استعمال نہیں کیا تھا) یہ غسل پورا ہو گیا، اس کے بعد مُردہ کے بدن کو کسی کپڑے سے پونچھ دو۔

کفنانا اور جب غسل سے فارغ ہو کر میّت کو کفن پر رکھو تو اس کے سر پر عطر لگادو، اور ماتھا اور ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پاؤں پر کافور مَل دو، مرد کو تین کپڑوں میں اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے، سب کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) ازار سر سے لے کر پاؤں تک (۲) چادر جو ازار سے ایک ہاتھ بڑی ہو اس کو لفافہ کہتے ہیں (۳) کرتہ گلے سے لے کر پاؤں تک جس میں نہ آستین ہوں نہ کلیاں ہوں، اس کو کفنی بھی کہتے ہیں، یہ تینوں کپڑے مرد و عورت دونوں کے کفن میں ہوتے ہیں۔

عورت کے کفن میں دو کپڑے جو زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔ ایک سربند جو تین ہاتھ لمبا ہو، دوسرا سینہ بند، جو چھاتیوں سے لے کر رانوں تک ہو۔ قبرستان لے جاتے وقت جو چادر اوپر سے ڈالتے ہیں وہ کفن سے خارج ہے۔ لیکن عورت کے جنازہ پر چادر ڈالنا بوجہ پردہ کے ضروری ہے اور مرد کے جنازہ پر ڈالنا ضروری نہیں، عام طور سے مرد کے کفن میں اوپر کی چادر کے علاوہ دس گز کپڑا خرچ ہوتا ہے اور عورت کے لئے اوپر کی چادر کو ملاکر بائیس گز کپڑا لگتا ہے اور بچہ کے لئے اس کے قد و قامت کے اعتبار سے کپڑا لے لیا جائے۔

جب کسی کو کفن پہنانے لگو تو پورے کفن کو تین، یا پانچ یا سات مرتبہ خوشبو دار دھونی

دے دو، پھر یوں کرو کہ پہلے چادر بچھاؤ، پھر اس کے اوپر ازار بچھاؤ اور اس پر کرتہ بچھاؤ پھر میت کو اس پر لٹا دو، اس کے بعد اس کو کرتہ پہناؤ۔ اگر میت عورت ہے تو کرتہ پہنا کر سر کے بالوں کے دو حصے کرکے کرتہ کے اوپر سینہ پر ڈال دو، ایک حصہ داہنی طرف اور ایک حصہ بائیں طرف رہے۔ اس کے بعد سربند سر پر اور بالوں پر ڈال دو، اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو (اس کے بعد ازار لپیٹو، پہلے بائیں طرف سے لے جاکر دائیں طرف کو لپیٹو، پھر داہنی طرف سے لاکر بائیں طرف کو لپیٹو، اس کے بعد سرہانے اور پائنتی کفن کپڑے کی کترن سے باندھ دو، اور اسی طرح ایک بند کمر کے پاس بھی باندھ دو، تاکہ لے جاتے وقت کھل نہ جائے، اور پائنتی کی طرف کفن میں گرہ دے دو، کفنانے کے بعد نماز جنازہ اور دفنانے میں جلدی کریں۔ نماز جنازہ کا طریقہ پہلے گذر چکا ہے۔

دفنانا جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جائیں تو دفن کر دیں۔ دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے، جب دفن کے لئے جنازہ کو قبرستان لے چلیں تو تیز قدم چلیں لیکن دوڑیں نہیں، جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ لے جاتے وقت دعا یا ذکر (مثلاً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ) بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہے، اور آہستہ بھی کوئی خاص ذکر ثابت نہیں، اگر آہستہ کچھ پڑھے اور جنازہ لے جانے کی سنت نہ سمجھے تو پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ جب قبر تیار ہو جائے تو میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کو قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو قبر میں اتاریں۔

مسئلہ:۔ قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر قبلہ رو لٹانا مسنون ہے (عام طور سے لوگ چت لٹا دیتے ہیں یہ صحیح نہیں)۔

مسئلہ:۔ قبر میں رکھ کر کفن کی دونوں گرہیں کھول دیں جو سرہانے اور پائنتی اور درمیان میں کفن کھل جانے کے ڈر سے لگائی گئی تھیں۔

مسئلہ:۔ عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے اور اگر میت کا بدن

ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو تو پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ قبر میں مسنون طریقہ پر لٹا کر قبر کو بند کر دیں، قبر بھرنے کے لئے جب مٹی ڈالنے لگیں تو ہر شخص دونوں ہاتھوں سے مٹی بھر کر تین بار ڈالے، پہلی بار مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پڑھے۔

مسئلہ:۔ قبر کو ایک بالشت سے زیادہ اونچا بنانا منع ہے۔

مسئلہ:۔ قبر کو چوکور نہ بنائیں، اونٹ کے کوہان کی شکل میں بنائیں، قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے کی احادیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے، اس کی خلاف ورزی گناہ ہے۔

تنبیہات

(۱) بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں، حالانکہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں، ترکۂ میت سے اُن کا خریدنا جائز نہیں، وہ یہ ہیں:۔

(۱) جائے نماز، طول (لمبائی) سوا گز، عرض (چوڑائی) چودہ گرہ۔

(۲) پٹکا، طول ڈیڑھ گز، عرض چودہ گرہ، یہ مُردہ کو قبر میں اتارنے کے لئے ہوتا ہے۔

(۳) بچھونا، طول اڑھائی گز، عرض سوا گز، یہ چارپائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے۔

(۴) چادر کلاں، طول تین گز، عرض پونے دو گز، جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے، اور گو یہ چادر پردہ کے اہتمام کی وجہ سے عورت کے جنازہ پر ڈالنا ضروری ہے، مگر کفن کا جزو نہیں ہے، جس کا ہمرنگِ کفن ہونا ضروری نہیں، پردہ کے لئے کوئی بھی کپڑا کافی ہو سکتا ہے۔

(۲) اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت سمجھی جائے تو گھر کے کپڑے کارآمد ہو سکتے ہیں ترکۂ میت سے نہ خریدیں۔

(۳) سامانِ غسل و کفن میں سے اگر کوئی چیز گھر میں موجود ہو اور پاک و صاف ہو تو اس کو استعمال کریں۔

(۴) یہ جو دستور ہے کہ مردہ کے استعمالی کپڑے یا برتن وغیرہ خیرات کر دیئے جاتے ہیں یہ بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں، اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے، پہلے تقسیم کریں، پھر بالغین اپنے حصّے سے شریعت کے مطابق ایصالِ ثواب کریں۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ

کتاب الزّکوٰة والصّدقات

حِکمُھَا وَاَحکَامُھَا، مَسَائِلُھَا وَفَضَائِلُھَا

(زکوٰۃ اور صدقات کے احکام، مسائل اور فضائل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

زکوٰۃ کی اہمیت اور فضیلت

اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ شریعت اسلامیہ میں زکوٰۃ کی بھی بہت بڑی اہمیت ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کَافِرُوْنَ (سورہ حم سجدہ)

اور خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

قرآن مجید میں بتیس ۳۲ جگہ نماز کو زکوٰۃ کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے، نماز جانی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور دونوں کی فرضیت دوسرے فرائض سے بڑھ کر ہے زکوٰۃ ادا کرنے میں جہاں فقراء اور مساکین کی حاجت پورا کرنے کا انتظام ہے وہاں نفس کی بہت بڑی صفت رذیلہ یعنی بخل اور کنجوسی سے پاک کرنے کا فائدہ بھی ہے بخل انسان کے اندر بہت بدترین صفت ہے اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور جو شخص نفس کی کنجوسی سے بچا لیا گیا سو یہ لوگ کامیاب ہیں۔

کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے نفس بخل سے پاک ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام زکوٰۃ رکھا گیا ہے زکوٰۃ عربی زبان میں پاکیزگی کو کہتے ہیں۔

زکوٰۃ ہر مال پر اور ہر شخص پر فرض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین میں جہاں بدنی عبادات کے بارے میں آسانی رکھی ہے وہاں مالی عبادت میں بھی آسانی فرمادی ہے جب تک کسی شخص کے پاس دوسو درہم چاندی یا بیس مثقال سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت نہ ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

جب کسی کے پاس ان دونوں میں سے کسی ایک نصاب کی مالیت میں ہو خواہ سونا چاندی کی ذات ہو خواہ ان کی قیمت ہو خواہ اتنی قیمت کا کیش ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا مال تجارت

ہو یا سونا چاندی یا سونا اور کیش یا چاندی اور کیش مل کر دو سو درہم چاندی کی قیمت ہو اور پھر اس پر چاندی کے حساب سے پورا ایک سال گذر جائے تو اس وقت زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔ پھر اس کی مقدار بھی اتنی کم ہے کہ گویا کچھ بھی نہیں، سو روپے میں ڈھائی روپے، ایک ہزار روپے میں پچیس روپے یہ کوئی ایسی مقدار نہیں جسے زیادہ کہا جائے۔ مالک الملک جل مجدہ نے مال دیا ہے اُسے سب کچھ اختیار ہے وہ اگر چاہتا تو واجبی ضرورت سے زیادہ جو مال بچ جاتا اس سب کے صدقہ کرنے کا حکم فرماتا لیکن اس نے قلیل مقدار میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ بھی ملکیت میں آنے کے ایک سال بعد۔ پھر محض زکوٰۃ دینے ہی کا حکم نہیں فرما دیا بلکہ اس پر ثواب عظیم کا وعدہ بھی فرمایا ہے دنیا میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے کا نفع ہے اور وہ یہ کہ ادائیگی زکوٰۃ کا اہتمام کرنے سے باقی مال کی حفاظت ہو جاتی ہے اور مال بڑھتا چلا جاتا ہے اس کی برکات وہی لوگ جانتے ہیں جو ادائیگی زکوٰۃ کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔

باغ اور کھیتی کی پیداوار میں بعض صورتوں میں کل پیداوار کا دسواں حصہ (۱/۱۰)، اور بعض صورتوں میں بیسواں حصہ (۱/۲۰) دینا واجب ہے، مولیشیوں پر بھی زکوٰۃ ہے اور وہ بھی مقدار کے اعتبار سے معمولی سی ہے، اگر کسی کے پاس پانچ اونٹ ہوں تو ان میں پورا سال گذر جانے پر ایک بکری واجب ہے اور اگر کسی کے پاس تیس گائیں ہوں اور ان پر ایک سال گذر چکا ہو تو ان میں ایک سال کا بچہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے (جو دوسرے سال میں لگ چکا ہو)۔

اگر کسی کے پاس چالیس بکریاں ہوں اور ان پر ایک سال گذر چکا ہو تو ان میں ایک بکری یا ایک بکرا دینا واجب ہے جس کی عمر ایک سال ہو چکی ہو یہ سب ان جانوروں کا بیان ہے جو جنگل میں چرائے جاتے ہیں جن جانوروں کو گھر میں رکھ کر کھلایا پلایا جاتا ہے ان میں زکوٰۃ فرض نہیں، مذکورہ بالا تفصیلات حدیث و فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

پہننے کے کپڑے گھر کا سامان، جنگ کے ہتھیار اور سواری کے جانور اور سواری کی گاڑی اور گھر کے فرنیچر پر کوئی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ زکوٰۃ کے فریضہ میں بھی اللہ جل شانہ نے بہت بڑی آسانی دی ہے اپنے زیادہ مال میں سے تھوڑا سا خرچ کر دینا وہ بھی سال گذر جاتے جانے پر کوئی مشکل چیز نہیں ہے اگر نفس آمادہ نہ ہو تو اس کے تقاضے کو دبا کر زکوٰۃ دے دی جائے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکات

وثمرات دنیا میں بھی دیکھیں گے اور آخرت میں بھی ثواب عظیم پائیں گے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے منافع

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ صدقہ رب جل شانہٗ کے غصہ کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے[1] (بری موت سے وہ موت مراد ہے جو ایمان کے ساتھ نہ ہو یا اچانک آجاوے جس کی وجہ سے وصیت وغیرہ نہ کر سکے یا موت کی گھبراہٹ سے برے کلمات زبان سے نکل جائیں)۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ نے زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے کہ باقی مال کو پاکیزہ بنا دے اور ایک حدیث میں ہے کہ بلاشبہ تمہارے اسلام کی تکمیل اس میں ہے کہ مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ سے مال کا شر دور ہو جاتا ہے

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو اس کا مال شر سے دور ہو جاتا ہے۔ شر کے معنی ہیں برائی اور خرابی کے مال سے فائدے بھی ہیں اور نقصان بھی کافی پہنچ جاتا ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ دینے سے مال کی خرابی دور ہو جاتی ہے تو وہ مال نہ تو آخرت کے عذاب کا سبب بنے گا نہ دنیا میں برباد ہوگا، نہ اس کی وجہ سے اور کوئی خرابی و مصیبت آئے گی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کے ذریعہ محفوظ بناؤ اور اپنے بیماروں کا علاج یہ کرو کہ صدقہ دو اور دعا کرو اور اللہ کے سامنے عاجزی کرنے کے ذریعہ آنے والی مصیبتوں کی موجوں کا استقبال کرو۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ مصیبت آنے سے پہلے صدقہ دے دو کیونکہ دیوار بن کر آڑے آجاتا ہے اسی وقت مصیبت اسے پھاند کر نہیں آتی۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۷)

---

[1] رواہ الترمذی کما فی المشکوٰۃ ص ۱۶۸۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید

جس پر زکوٰۃ فرض ہوئی اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کو بڑا عذاب ہوگا، حضرت رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے سے ہوں گے وہ سانپ اس کے گلے میں طوق کی طرح لپٹ جائے گا۔ پھر اُس کے دونوں جبڑے پکڑ کر نوچے گا، پھر یوں کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، یہ بات فرما کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ[1]

اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات ان کے لئے کچھ اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کے لئے بہت ہی بُری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیے جائیں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔

حضرت رسُولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کے پاس سونا چاندی ہے اور اس میں سے وہ حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے (عذاب دینے کے لئے) آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر اُن کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی کروٹوں پر اور پیشانی اور پیٹھ (یعنی کمر) کو داغ دیا جائے گا اور جب ٹھنڈی ہو جائیں پھر گرم کر لی جائیں گی اس دن میں (جسے قیامت کا دن کہتے ہیں اور) جو پچاس ہزار برس کا ہوگا، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو (اس کو یہی عذاب دیا جاتا رہے گا) پس وہ (حساب و کتاب کے نتیجہ میں) اپنا راستہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کے عذاب کا ذکر کیا جس کے پاس مویشی ہوں اور اس کا زکوٰۃ نہ دیا ہو ایسے شخص کو قیامت کے دن میدان میں لٹا دیا جائے گا اور اس کے مویشی حاضر کر دیئے جائیں گے جو اسے پاؤں سے روندیں

---

[1] رواہ البخاری کما فی المشکوٰۃ ص ۱۵۵۔

گے اور اسے اپنے منہ سے کاٹیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے، قیامت کے دن میں، اس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا جو پچاس ہزار سال کا ہوگا پھر وہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ دیکھ لے گا۔[1]

خدا کی پناہ! بھلا ایسے سخت عذاب کی کس کو سہار ہے تھوڑے سے لالچ اور فنا ہونے والے مال کی محبت میں اتنی بڑی مصیبت بھگتنے کے لئے اپنی جان کو تیار کرنا بڑی بے وقوفی اور نادانی کی بات ہے خدا کا دیا ہوا مال خدا کی راہ میں خدا ہی کا حکم ہوتے ہوئے خرچ نہ کرنا سخت گناہ اور بے غیرتی ہے۔

زکوٰۃ روکنے سے کال پڑتا ہے

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں اللہ ان ان پر قحط (یعنی کال) کی مصیبت ڈال دیتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں ان کی سزا میں بارش روک لی جاتی ہے اگر چوپائے (بھینس بیل وغیرہ) نہ ہوں تو ذرا بارش نہ ہو۔

زکوٰۃ روک لینے سے مال تلف ہو جاتا ہے

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال بھی کسی خشکی میں یا کسی دریا میں تلف ہو جاتا ہے پس وہ زکوٰۃ روکنے ہی سے ضائع ہوتا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس مال کے ساتھ زکوٰۃ کا مال مل جاتا ہے وہ اس مال کو ہلاک کئے بغیر نہیں رہتا۔ یعنی جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالی گئی اور زکوٰۃ کا روپیہ بھی اس مال میں ملا ہوا رہا جس پر زکوٰۃ فرض ہوئی ہے تو یہ زکوٰۃ والا روپیہ اس مال کو تلف کر دے گا یعنی ایک نہ ایک دن وہ مال ضائع ہو جائے گا۔

زیور کی زکوٰۃ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ اس کے ساتھ اس کی ایک لڑکی بھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ تم اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کیا نہیں! فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

---

[1] رواہ مسلم کما فی المشکوٰۃ ص ۱۵۵۔

تم کو آگ کے دو کنگن پہنا دے۔ یہ سن کر اس عورت نے وہ دونوں کنگن (بچی کے ہاتھ سے) نکالے اور بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیئے اور عرض کیا کہ یہ دونوں اللہ و رسول کے لئے ہیں (میں اپنے پاس نہیں رکھتی آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیں خرچ فرمائیں) [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عید کے موقعہ پر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھائی اس کے بعد خطبہ دیا۔ پھر عورتوں کے پاس جا کر وعظ فرمایا اور ان کو نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، عورتوں پر ایسا اثر ہوا کہ اپنے ہاتھوں سے کانوں اور گلوں سے زیور اتار کر دے دیئے۔ اس وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے وہ جمع کرتے رہے اس کے بعد حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بلالؓ کے ساتھ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اس صدقہ کے مال کو ضرورت مندوں پر خرچ فرمایا [2]

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بھی واجب ہے اس میں بھی غریبوں کی حاجت روائی کا انتظام ہے، عید کا دن ہے جن کے پاس مال ہے وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں گے غریب لوگ منہ تکیں گے۔ ان کے بچے دوسرے بچوں کو کھاتے پیتے دیکھ کر آزردہ ہوں گے اس لئے ہر چھوٹے بڑے کی طرف سے صدقہ ادا کرنے کا حکم فرمایا اور حکم دیا کہ نمازِ عید کو نکلنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دیا جائے۔ یہ صدقہ روزوں کے پاک کرنے کے لئے بھی ہے کہ جو روزہ میں بدزبانی، بدکلامی ہو گئی ہو گندی باتیں ہو گئی ہوں ان کا کفارہ ہو جائے گا اور اس کی ادائیگی میں فقراء اور مساکین کی حاجت پوری کرنے کا بھی انتظام ہے۔ [3]

نفلی صدقات

زکوٰۃ فرض اور صدقہ فطر واجب کے علاوہ نفلی صدقات کا بھی بہت بڑا اجر و ثواب ہے جو شخص جتنا اللہ کی رضا کے لئے مال خرچ کر دے گا اسی قدر اس کے لئے بہتر ہو گا اور دنیا میں مال بڑھنے کے نفع کے علاوہ آخرت میں بھی چند در چند ہو کر ملے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۰ - [2]

[3] صدقۃ الفطر کا تفصیلی بیان کتاب الصلوٰۃ (عیدین کے بیان) میں گذر چکا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال خرچ کرتے ہیں اللہ کے راستہ میں اس دانہ جیسی ہے جس سے سات بالیں اُگیں ہر بال میں سو سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ چند در چند کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔

آیت کریمہ میں یہ جو فرمایا وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (اور اللہ تعالیٰ چند در چند کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے) اس کے بارے میں حضرات مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چند در چند فرمایا سات سو پر منحصر نہیں ہے اللہ جس کو جتنا چاہے زیادہ سے زیادہ ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ (راہ خدا میں) خرچ کرتی رہو اور گن گن کر مت رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دیں گے (یعنی خوب زیادہ نہ ملے گا) اور مال کو بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ (بھی) اپنی بخشش روک دیں گے جہاں تک ہو سکے تھوڑا بہت (حاجت مندوں پر) خرچ کرتی رہو۔[1]

حضرت اسماء رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار نصیحتیں فرمائیں۔ اوّل یہ کہ خرچ کرتی رہا کرو۔ دوم یہ کہ گن گن کر نہ رکھنا یعنی جمع کرنے کے پھیر میں نہ پڑنا دنیاداروں کا یہ طریقہ ہے کہ جمع کرتے رہتے ہیں اور شمار کرتے رہتے ہیں کہ آج اتنا ہوا کل اتنا بڑھ گیا۔ جمع کرنے کے خیال میں اپنی ضرورتیں بھی رکی رہتی ہیں اور حاجت مندوں کو بھی نہیں دیتے یہ طریقہ اہلِ ایمان کا نہیں یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے جن کی جان ہی پیسہ ہے پیسہ ہی کے لئے جیتے ہیں اور پیسہ ہی کے لئے مرتے ہیں۔

آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ گن گن کر نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر دیں گے اس کا مطلب یہ ہے غریبوں پر خرچ کرتے وقت یہ خیال نہ کرو کہ کہیں زیادہ تو نہیں چلا گیا اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بھی گن گن کر ملے گا یعنی تھوڑا ملے گا۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ جمع کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالےٰ بھی اپنی بخشش کو روک لیں گے اور

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۴ بحوالہ بخاری و مسلم۔

اپنے خزانۂ غیب سے جو تمہیں نوازتے ہیں وہ بخشش و نوازش نہ رہے۔

چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ تھوڑا بہت جو بھی ہو سکے اللہ کی راہ میں خرچ کرتی رہو لفظ "جو کچھ ہو سکے" بہت عام ہے ہر امیر و غریب اس پر عمل کر سکتا ہے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا تعلق مالداری سے نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار ہونے سے ہے اپنے مقدور کے مطابق غریب بھی فی سبیل اللہ خرچ کر سکتا ہے اور امیر بھی، ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۔ (اور تو مخلوق کے ساتھ احسان کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان فرمایا) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے اس کے شکر میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کی مخلوق پر خرچ کیا جائے۔ نفلی صدقہ بھی قیامت کے میدان میں بہت کام دے گا اس کے ذریعہ فرض زکوٰۃ کی کمی اور کوتاہی پوری کر دی جائے گی اور بہت زیادہ اجر و ثواب ملے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت سوال کرنے کے لئے آئی اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں اور ان کے پاس اس وقت صرف ایک کھجور تھی انہوں نے وہی ان کو دے دی اس نے اسے آدھی آدھی کر کے اپنی بچیوں کو دے دی[۱]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے ایک بکری ذبح فرمائی آپؐ نے سوال فرمایا کہ اس میں سے کتنا باقی رہ گیا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا صرف اس کا ایک شانہ (دست کے اوپر کا حصہ جو گردن کے قریب ہوتا ہے) کے سوا کچھ باقی نہ رہا، آپؐ نے فرمایا (یوں کہو) اس کے شانہ کے علاوہ سب باقی ہے[۲] بات یہ ہے کہ آپ کے گھر والوں نے ذبح کر کے ساری بکری صدقہ کر دی تھی۔ صرف اس کا شانہ باقی تھا ابھی اُسے صدقہ کرنے نہ پائے تھے کہ آپ نے سوال فرمالیا کہ بکری کا کیا ہوا۔ گھر والوں نے عرض کیا سب صدقہ کر دی گئی صرف اس کا شانہ باقی ہے چونکہ وہ شانہ ابھی اپنے پاس تھا اس لئے آپ نے فرمایا جو کچھ اللہ کے لئے دے دیا گیا وہی باقی ہے جو ہمارے پاس ہے وہ باقی نہیں اگر اللہ کی راہ میں دے دیا جائے تو یہ بھی باقی ہو جائے گا باقی وہ ہے جس کا آخرت میں ثواب ملے گا۔ سورۃ النحل میں فرمایا مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط (جو تمہارے پاس ہے فنا ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے)

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۸، از بخاری و مسلم۔ [۲] رواہ

صلہ رحمی کا خیال رکھا جائے

زکوٰۃ وصدقات کے بارے میں اس بات کا لحاظ رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ اوّل یہ کہ اپنے عزیزوں قریبوں پر خرچ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسکین کو دینا صرف ایک ہی صدقہ ہے اور قرابت دار پر خرچ کرنے میں دوہرا ثواب ہے کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور قرابت داری کے حقوق کے دیکھ بھال بھی ہے[1] (جسے صلہ رحمی کہتے ہیں) البتہ فرض زکوٰۃ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو اور ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کو نہیں دی جاسکتی اور دوسرے عزیزوں مثلاً بہنوں بھائیوں، ان کی اولادوں اور ماموں پھوپھی خالہ چچا، ساس سسر کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے البتہ یہ دیکھ لیں کہ سیّد تو نہیں اور صاحب نصاب تو نہیں، جس کو زکوٰۃ دی جائے اُسے یہ بتانا بھی ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے ہدیہ بتا کر بھی دے سکتے ہیں دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لینے سے ادائیگی ہو جائے گی۔

صدقہ جاریہ کا ثواب

دوسری چیز جس کا مال خرچ کرنے میں خیال کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ صدقہ جاریہ میں لگا دیا جائے۔ صدقۂ جاریہ اس کو کہتے ہیں جس کا نفع وقتی طور پر ختم نہ ہو جائے بلکہ لوگ اس سے منتفع ہوتے رہیں مثلاً کوئی مسجد بنوادی، دینی مدرسہ کی تعمیر میں حصّہ لیا کسی دارالعلوم میں تفسیر وحدیث اور فقہ وفتاوی کی کتابیں وقف کر دیں کہیں کنواں کھدوا دیا، مسافر خانہ بنوا دیا یا کوئی ایسا کوئی اور کام کر دیا جس سے عوام وخواص کو نفع ہوتا رہے اگر کوئی شخص اس طرح کے کسی کام میں پیسہ خرچ کرکے دنیا سے چلا گیا جس کا ذکر اوپر ہوا تو لوگ اس کے صدقہ وخیرات سے منتفع ہوتے رہیں گے اور اس کے نامۂ اعمال میں برابر ثواب لکھا جاتا رہے گا اور درجات بلند ہو رہے ہیں جہاں تک ہو زندگی میں ایسا کام ضرور کر دیا جائے۔

قرضِ حسن

اللہ تعالٰی نے مصارفِ خیر میں خرچ کرنے کو قرضِ حسن سے تعبیر فرمایا ہے قرض سے اس لئے کہ اس کا بدلہ ادھار ہے جو آخرت میں ملے گا اور حسن اس لئے کہ وہ بدلہ بہت بڑا ہے ذرا سا خرچ کرنے پر بڑے بڑے اجور آخرت میں ملیں گے۔ سورۂ حدید میں فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۱۔

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ" (کون ہے جو قرض دے اللہ کو اچھا قرض سو اللہ بڑھا دے اسے چند در چند اور اس کے لئے اجر ہے بہت عمدہ) یہ اللہ پاک کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مال اسی کا دیا ہوا ہے اور جب کوئی خرچ کرتا ہے اور خرچ بھی اپنوں پر یا ہم جنس دوسرے افراد پر تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے ذمہ قرض شمار فرمالیا جس نے دیا اسے تو پورا اختیار ہے کہ مال خرچ کرنے کا حکم فرمادے اور ذرا سا بھی اجر نہ دے لیکن یہ محض اس کا کرم ہے کہ اسے اپنے ذمہ قرض میں شمار فرمالیا اور اس کا اجر خوب بڑھا چڑھا کر دینے کا وعدہ فرمالیا، سچ ہے ؎

مال عالم ملک تست و مالکاں مملوک تو

باوجود ایں بے نیازی اَقْرِضُوا اللہ گفتہ،

خلاصہ یہ کہ زکوٰۃ و صدقات مالی عبادت ہے اس میں بخل کی صفت رذیلہ سے نفس کو پاک کرنے کا انتظام ہے، مال کو آفات سے بچانے کا بھی۔ دنیا میں فقراء و مساکین کی حاجت روائی ہے آخرت میں اس پر اجر عظیم ہے۔ سورہ مزمل میں فرمایا:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؑ

اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوٰۃ کو اور اللہ کو قرض دے دو قرض حسن، اور کچھ آگے بھیجو گے جانوں کے لئے کوئی بھلائی اسے پالو گے اللہ کے پاس، اس طرح سے کہ وہ خیر ہوگا اور اجر کے اعتبار سے بڑا ہوگا اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شک اللہ بخشنے والا ہے، مہربان ہے۔

جس قدر بھی ہوسکے اپنی ضرورتوں کو روک کر اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کرکے اپنی آخرت سدھارو اور اس مال کو مرنے کے بعد کام آنے کے لئے پہلے سے بھیج دو۔

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بڑھتا ہے گھٹتا نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں۔ اوّل یہ کہ صدقہ کی وجہ سے کسی بندہ کا مال کم نہیں ہوگا۔ دوم یہ کہ جس پر کوئی ظلم کیا جائے جس پر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی عزت بڑھا دے گا۔ سوم یہ کہ جو بھی کوئی شخص (لوگوں سے) سوال کرنے کا دروازہ کھول دے گا اللہ تعالےٰ ضرور اس پر تنگدستی کا دروازہ کھول دے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۹)

ریاکاری سے پرہیز کرنا لازم ہے

اور ایک بات بہت زیادہ اہم ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ فرض ادا کریں یا صدقہ، واجب کسی مستحق کو دیں یا کسی رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کریں یا صدقہ جاریہ میں مال لگائیں یا کسی کو نفلی صدقہ دیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہونا لازم ہے بہت سے لوگ خرچ تو کرتے ہیں لیکن اس میں ریاکاری اور شہرت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ لوگوں کو دکھا کر دیتے ہیں۔ اخباروں میں نام چھپواتے ہیں، مسجد کا نام اپنے نام پر رکھتے ہیں۔ اگر کسی مدرسہ میں کمرے بنوا دیں تو اس پر اپنے نام کا کتبہ لگانے کی فرمائش کرتے ہیں، یہ ریاکاری ساری نیکی کو برباد اور اس سے ثواب کی بجائے اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی ضروری ہے کہ کسی کو کچھ دیں تو احسان نہ جتائیں اور کسی طرح کی تکلیف نہ دیں۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ایمان والو! مت باطل کرو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح سے جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور ایمان نہیں لاتا اللہ پر اور یوم آخرت پر، سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چکنا پتھر ہو جس پر ذرا سی مٹی ہو پھر پہنچ گئی اس کو زوردار بارش سو کر چھوڑا اس کو بالکل ہی صاف یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

بہت سے لوگوں کی جو یہ عادت ہوتی ہے کہ تھوڑا بہت صدقہ دے کر ان لوگوں پر احسان دھرتے ہیں جن لوگوں کو کچھ دیا اور خاص کر ان لوگوں پر جو رشتہ دار ہیں یا اپنے شہر کے رہنے والے ہیں ایسے لوگ احسان دھرنے سے اپنا ثواب باطل کر دیتے ہیں جس پر احسان دھرا جائے اُسے احسان کے الفاظ سننے سے یا احسان دھرنے کی طرح برتاؤ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور بعض مرتبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں یا ان پر خرچ کرنے کی وجہ سے بیگاریں لیتے ہیں۔ اس لئے لفظ مَنّ (احسان جتانے) کے ساتھ لفظ اَذیٰ بھی ذکر فرمایا کہ اللہ کے لئے خرچ کریں اور

احسان بھی دھریں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف بھی نہ پہنچائیں تب ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اگر کسی نے سوال کیا اور اُسے نہ دیا اور خوبصورتی کے ساتھ اچھے الفاظ میں جواب دے دیا اور سائل کی بدتمیزی پر اور تنگ کرنے پر جو غصہ آیا اس سے درگذر کر دیا تو یہ اس سے بہتر ہے کہ کچھ دے دے، پھر احسان دھرے یا کسی طرح سے تکلیف پہنچائے۔

جو لوگ صدقہ کر کے احسان جتاتے ہیں یا ایذاء پہنچاتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ ان لوگوں کا ایسا حال ہے جیسے کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرے اور اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو ایسے شخص کے خرچ کرنے کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جیسے کوئی چکنا پتھر ہو اس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اوپر سے زور دار بارش پڑ جائے جو اس ذرا سی مٹی کو بہا کر لے جائے اور پتھر کو بالکل چکنا سپاٹ چھوڑ دے، اول تو پتھر چکنا پھر اس پر مٹی بھی ذرا سی اور جو بارش برسی تو وہ بھی زور دار، ظاہر ہے کہ اس حالت میں پتھر صاف ہو کر چکنا نہ رہ جائے گا تو اور کیا ہوگا؟ جو اس پتھر کا حال ہوا وہی اس شخص کے مال خرچ کرنے کا حال ہے جس نے منّ یا أذیٰ کے ذریعہ اپنے صدقہ کو باطل کر دیا یا ریاکاری کے ذریعہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بن گیا۔

اگر کوئی شخص ریاکاری سے کوئی ایسا کام کرے جو فی نفسہٖ نیک ہو (خواہ مالی عبادت ہو یا جانی عبادت) ریاکاری کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا بلکہ ریاکاری اس کے لئے وبال ہوگی اور آخرت میں مستحق عذاب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جن لوگوں کے بارے میں سزا کا فیصلہ ہوگا ان میں ایک شخص وہ ہوگا جو لڑا اور شہید ہوگیا تھا لیکن اس کی نیت یہ تھی کہ بہادری میں اس کا نام ہو اور ایک وہ شخص ہوگا جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن شریف پڑھا علم حاصل کرنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ اس کو عالم کہا جائے اور قرآن پڑھنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ اس کو قاری کہا جائے اور ایک وہ شخص ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا مال دیا تھا وہ اللہ پاک کے حضور میں کہے گا کہ جو بھی کوئی خرچ کرنے کی سبیل مجھے ملی جس میں خرچ کرنا آپ کے نزدیک محبوب تھا اس میں نے آپ کے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تُو نے یہ اس لئے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ تینوں آدمیوں سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ

تمہاری جو خواہش تھی وہ پوری ہو چکی اور جو تم چاہتے تھے وہ کہا جا چکا، لہٰذا ان تینوں کو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن کے ذریعہ سب سے پہلے دوزخ میں دھکا دیا جائے گا۔ یہ تین آدمی ہوں گے (الترغیب والترہیب ص ۶۲ ج ۱)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے بہت بڑا مالدار ہونا ضروری نہیں ہے، جو عورت یا مرد ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر روپیہ یا سوداگری کے مال کا مالک ہو وہ شریعت میں مالدار ہے اور اس پر زکوٰۃ فرض ہے [1]

---

[1] قرآن مجید کی متعدد آیات میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجمال کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور زکوٰۃ کا نصاب بھی بتایا ہے آپ نے فرمایا دو سو درہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے اور سونے کا نصاب بیس۲۰ مثقال بتایا۔ جب اسلام عرب ممالک سے آگے بڑھا اور دنیا کے تمام ملکوں میں پہنچ گیا تو جیسے جیسے آگے بڑھتا رہا ہر علاقہ اور ہر زمانہ کے علماء اور فقہاء درہموں کا حساب لگا کر اپنے اپنے علاقہ اور زمانہ کے بازار میں چلنے والے اوزان کے اعتبار سے مسلمانوں کو زکوٰۃ کا حساب بتاتے رہے۔ ہندوستان کے اکابر نے جب تولہ اور مثقال کا حساب لگایا تو چونکہ ہندوستان میں اس وقت تولہ اور ماشہ اور رتی کا حساب رائج تھا اسی لئے معروف اوزان کے اعتبار سے حساب کرکے انہوں نے دو سو درہم کے ساڑھے باون تولے بتائے اور بیس۲۰ مثقال کے ساڑھے سات تولے بنے۔

ہندوستان اور پاکستان کے عوام اور خواص کے زبانوں میں کئی سو سال تک اسی طرح فرضیت زکوٰۃ کا حساب بیان کیا جاتا رہا۔ اب جبکہ تیس چالیس سال سے گرام اور کلو گرام کا حساب شروع ہوا ہے تو حضرت اکابر علماء نے ان ہی مروجہ اوزان کی اعتبار سے حساب لگایا لہٰذا واضح رہنا چاہیئے کہ اوزان جدیدہ کے اعتبار سے سونے کا نصاب پچاسی گرام ہے اور چاندی کا نصاب پانچ سو پچانویں ۵۹۵ گرام ہے اس میں حساب کرنے والوں کے اور بھی اقوال ہیں۔ ہم نے احتیاط والی صورت اختیار کی ہے لہٰذا ساڑھے باون تولہ کو پانچ سو پچانویں گرام اور ساڑھے سات تولہ کو پچاسی گرام سمجھنا چاہیئے اور صدقۃ الفطر میں اگر گیہوں دینا چاہیں تو پونے دو کلو گرام گیہوں یا اس کی قیمت دے دیں۔ صاع کا حساب لگایا گیا تو نصف صاع پونے دو کلو سے کچھ زیادہ ثابت ہوا۔

مسئلہ: کسی کے پاس کچھ سونا ہے اور چاندی ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اگر اس قیمت سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ: سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچّا گوٹہ ٹھپّہ کپڑوں میں لگا ہوا ہو چاہے علیحدہ رکھا ہوا ہو اور چاہے یہ چیزیں استعمال ہوتی ہوں چاہے یوں ہی رکھی ہوں۔ غرضیکہ سونے چاندی کی ہر چیز میں زکوٰۃ فرض ہے۔

مسئلہ: سونے چاندی میں اگر ملاوٹ ہو، مثلاً رانگ یا پیتل ملا ہُوا ہو تو اس کا یہ حکم ہے کہ اگر چاندی سونا زیادہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہونے کے بارے میں ان سب کا وہی حکم ہے جو سونے چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنے وزن کے ہوں جو اوپر بیان ہوا تو سال گذر جانے پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر ملاوٹ والی چیز رانگ پیتل زیادہ ہے تو اس کا حکم تانبے اور پیتل کا ہے جو ابھی بیان ہوگا۔

مسئلہ: کسی کے پاس کچھ سونا ہے اور کچھ چاندی ہے یا کچھ سوداگری کا مال ہے کسی کا نصاب بھی پورا نہیں لیکن اگر سب کو ملا کر دیکھا جائے اور مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو اس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر اس قیمت سے کم ہو تو فرض نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس مثلاً سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گذرنے سے پہلے چار تولہ سونا اور آگیا تو اس کو چاندی کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کا حساب کیا جائے گا اور جب سو تولہ چاندی کا سال پورا ہونے پر اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ اسی کے ساتھ اس سونے کی زکوٰۃ بھی دینا ہوگی، جب سے یہ سونا آیا ہے اُس کے بعد سے اس سونے پر سال گذر جانے کا انتظار نہ کیا جاوے گا۔

مسئلہ: سونا چاندی اور نقد روپے کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں مثلاً لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے اور جوتے اور اس کے علاوہ جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ بیچنے کا سوداگری کا مال ہوگا تو اگر اتنا ہو کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو تو جب سال گذر جائے تو اس میں زکوٰۃ فرض ہے اور اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ: زکوٰۃ کی ادائگی فرض ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس مال پر سال گذر جائے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا روپیہ یا سوداگری

کا مال ہو تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اگر سال پورا ہونے سے پہلے مال جاتا رہا تو زکوٰۃ فرض نہ ہو گی۔

مسئلہ: سال کے اندر اندر اگر مال گھٹ جائے اور سال ختم ہونے سے پہلے ہی اتنا مال پھر آ جائے کہ اگر اس کو باقی مال میں جوڑ دیں تو اس حد کو پہنچ جاوے جس پر زکوٰۃ فرض ہوئی ہے تب بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ غرضیکہ بیچ سال میں مال کے کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی۔

مصارف زکوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ کا طریقہ

مسئلہ: زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنانا، لاوارث مُردہ کے کفن دفن میں لگانا درست نہیں، زکوٰۃ ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ دینا درست ہو اُس کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے۔

مسئلہ: ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی (اوپر تک) بیٹا بیٹی، پوتا پوتی (جتنے دور تک چلے جائیں) ان سب کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس سے صاحب زکوٰۃ پیدا ہو یا جو اُس سے پیدا ہو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: بھائی بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے، بشرطیکہ زکوٰۃ کے مستحق ہوں اور سید نہ ہو، رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔ انہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے صرف زکوٰۃ کی نیت کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ: جس کے پاس اتنا مال ہو یا ضرورت سے زیادہ اتنا سامان ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کا ہو سکتا ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے کیونکہ یہ شخص شریعت میں غنی ہے اور جس کی مالی حیثیت اس سے کم ہو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، بہت سی عورتیں بیوہ ہوتی ہیں، مگر ان کے پاس اتنا زیور ہوتا ہے جس پر شریعت میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

مسئلہ: جس مال پر زکوٰۃ فرض ہو سال پورا ہونے پر اس میں سے پورے مال کا چالیسواں حصہ یا چالیسویں کی نقد قیمت ادا کرے فیصد ڈھائی روپے کا اور فی ہزار ۲۵ روپے کا حساب لگا لے۔

مسئلہ: زکوٰۃ کی نیت کئے بغیر روپیہ دے دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی، وہ نفلی صدقہ ہوا ایسا ہو جائے تو زکوٰۃ پھر سے ادا کرے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی کو ثواب کی نیت سے مال دے دیا اور ادائیگی زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرط ہے کہ مستحق کو دیتے وقت زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت کرے اور ایک طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال ادائیگی زکوٰۃ کی نیت سے دوسرے مال سے الگ کر کے کسی بکس وغیرہ میں رکھ لے اور یہ نیت کرے کہ فقراء آتے رہیں گے تو اس میں سے دیتا رہوں گا۔ اس صورت میں فقراء کو دیتے وقت نیت کا استحضار نہ ہوا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ مال علیحدہ کرتے وقت جو نیت کی تھی وہی کافی ہو گی۔

مسئلہ :۔ جس شخص کو زکوٰۃ دے دی جائے کسی عمل کے عوض میں نہ ہو، لہٰذا امام، مؤذن مدرس اور کسی ملازم کی تنخواہ میں زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

مسئلہ :۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ دے دے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

مسئلہ :۔ زکوٰۃ کی رقم کسی کافر کو نہیں دی جا سکتی۔

مسئلہ :۔ مدرسوں میں اگر زکوٰۃ دی جائے اور اس میں سے مستحقین طلباء کو وظیفہ دے دیا جائے یا ان کو کھانا دے کر مالک بنا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اباحت کے طور پر کھانا کھلا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ اسی طرح مالِ زکوٰۃ سے مدارس کے کتب خانوں میں مالِ زکوٰۃ سے کتابیں جمع کر دینا یا طلبہ کے لئے لحاف، بستر اور چارپائیاں جمع کر دینا اور ان کو عاریۃً دے دینا اور جاتے وقت واپس لے لینا اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی کیونکہ تملیک نہیں ہوئی۔ ان چیزوں کے لئے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ اصحاب اموال سے چندہ کیا جائے۔

مسئلہ :۔ کسی مریض کے علاج کی فیس یا ایکسرے وغیرہ کی اجرت بالا بالا مالِ زکوٰۃ سے ادائیگی کر دی جائے اور مریض کو قبضہ نہ کرایا جائے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی کیونکہ تملیک نہیں ہوئی۔

مسئلہ :۔ اگر مالِ زکوٰۃ سے دوائیں خرید کر ہسپتال میں رکھ دی جائیں اور مستحقین زکوٰۃ کو دے دی جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ——— یہ خیال رکھا جائے کہ صاحبِ نصاب کو اور بنی ہاشم کو اور کافر کو نہ دی جائے۔

مسئلہ :۔ آیت کریمہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ میں جو مصارف زکوٰۃ بیان فرمائے ہیں ان میں لفظ فی سبیل اللہ بھی ہے لغوی ترجمہ کے اعتبار سے تو عام ہے لیکن حضرت ائمہ تفسیر اور فقہاء کرام نے اس سے وہ مجاہدین مراد لئے ہیں جو اپنے ساتھیوں سے رہ جائیں اور پیسہ پاس نہ ہو اور بعض حضرات نے وہ لوگ مراد لئے ہیں جو سفر حج میں اپنے ساتھیوں سے

بھر جائیں اور پیسہ پاس نہ ہو۔

آج کل ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو تفسیر قرآن اور احکام و مسائل کے بارے میں سلف کا دامن چھوڑ کر جو چاہتے ہیں اپنے پاس سے کہہ دیتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کے عموم میں مسجدیں، مدرسے، شفاخانے، مسافر خانے، کنوئیں، سڑکیں اور پل بنانا اور رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں دینا، دفتروں کے مصارف میں خرچ کرنا، میت کو قبرستان پہنچانے کے لئے ایمبولینس کا انتظام کرنا اور غریب میت کے کفن دفن میں خرچ کرنا یہ سب جائز ہے' یہ ان لوگوں کی جہالت کی باتیں ہیں۔ مفسرین اور محدثین اور فقہائے جو کچھ قرآن مجید کو سامنے رکھ کر مسائل اخذ کئے ہیں ان کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے قول کی کوئی حیثیت نہیں جو عربی زبان کا ایک صیغہ بھی نہیں بتا سکتے اور جو قرآن مجید کی ایک سورت صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ یہ لوگ اپنی جہالت سے کہتے ہیں، زکوٰۃ کا مال جہاں چاہو خرچ کردو، تملیک فقیر کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بات چاروں مذہبوں کے خلاف ہے۔ اگر ہر کام میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنے کی اجازت ہوتی تو قرآن مجید میں آٹھ قسمیں بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ان سے فرمایا تھا۔ ان اللہ قد فرض علیھم صدقۃ تؤخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو اُن کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں کو دے دی جائے۔

(رواہ البخاری ومسلم کما فی المشکوٰۃ ص ۱۵۵)

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ زکوٰۃ اس صورت میں ادا ہوگی جب فقراء کو دے دی جائے۔ جو لوگ تملیک کی شرط کو مولویانہ اُپج قرار دیتے ہیں ان کے سامنے احادیث نہیں ہیں آراء اور اھواء کا کھلونا بنے ہوئے ہیں۔

سادات کو دینے کا مسئلہ

بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اگرچہ وہ فقراء اور مساکین ہوں، بنی ہاشم سے حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد اور اولاد الاولاد مراد ہے [1]

---

[1] ولا یدفع الی بنی ھاشم وھم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل حارث بن عبد المطلب کذا فی الھدایۃ (عالمگیری ص ۱۸۹ ج ۱ طبع مصر)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذہ الصدقات انما ھی اوساخ الناس وانہا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد۔ (رواہ مسلم)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ صدقات لوگوں کے میل کچیل ہیں (ان کے ذریعہ لوگوں کے نفوس اور اموال پاک ہوتے ہیں) اور بلاشبہ یہ محمدؐ کے لئے اور آل محمد کے لئے حلال نہیں ہے۔

اگر بنی ہاشم تنگدست حاجتمند ہوں تو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ دیگر اموال سے اُن کی مدد کردی جائے، بہت سے لوگوں کو سادات کی غریبی دیکھ کر رحم تو آتا ہے لیکن زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے مال سے دینے کو تیار نہیں۔ مال میں زکوٰۃ تو ۴۰/۱ ہی فرض ہے۔ باقی ۴۰/۳۹ میں سے خرچ کرنا بھی تو ثواب ہے لیکن اس کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالنے کو تیار نہیں ہوتے اور سادات کو اپنے اموال کا میل یعنی زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں اس میں ان کی بے ادبی بھی ہے اور اس سے زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی۔

بعض سادات بھی اس مسئلہ کو سن کر دل میں کچھ تکدّر لے آتے ہیں اور بنی ہاشم کے لئے مالِ زکوٰۃ ناجائز ہونے کے قانونِ شرعی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ انہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہمارے جدِّ اعظم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اکرام واحترام کے لئے یہ قانون بنایا ہے کہ بنی ہاشم کو اموال کا میل کچیل نہ دیا جائے۔ جدّ امجد نے تو ان کی توقیر کی اور وہ رنجیدہ ہورہے ہیں کہ ہمیں لوگوں کے اموال کا میل نہ ملا۔ دنیا حقیر ہے، فانی ہے تھوڑی سی تکلیف اٹھالیں اپنے شرف کو باقی رکھیں اور میل کچیل سے گریز کریں اور یوں تکلیفیں تو سبھی کو آتی ہیں صبر وشکر کے ساتھ زندگی گزاریں اور اپنے نام کے ساتھ سیّد کا لفظ بڑھانے کو اور اپنے نسب کو اچھالنے کو تو تیار رہیں لیکن اس نسب کی وجہ سے جو شرف دیا گیا ہے اسے اپنانے کو تیار نہیں۔

مسئلہ: بعض لوگ حج کرنے کے لئے چندہ مانگتے پھرتے ہیں اور بعض صاحبِ حیثیت انہیں زکوٰۃ کی رقم سے دے دیتے ہیں جب ایک دو آدمی کے دے دینے سے سوال کرنے والا صاحبِ نصاب ہوگیا تو اب اسے زکوٰۃ لینا دینا جائز نہیں لوگ اس بات کا بالکل خیال نہیں کرتے جس کسی پر اللہ تعالےٰ نے حج فرض نہیں کیا وہ حج کے نام پر سوال کرتا پھرے اولاً تو یہ طریقہ ہی غلط ہے دوسرے جب مانگنے والا صاحبِ نصاب ہوگیا تو اب اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں رہا۔

مسئلہ: بہت سے لوگ لڑکیوں کی شادیوں کے لئے زکوٰۃ کی رقم دے دیتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی سادی کیوں نہیں کی جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کریں اور اسی پر دونوں فریق راضی رہیں۔ اصل نکاح تو ایجاب وقبول کا نام ہے جو دو گواہوں گے سامنے ہو اس میں ذرا سا خرچہ بھی نہیں ہوتا پھر ایجاب وقبول کے بعد جو بیٹی والے کو میسر ہو وہ بطور جہیز لڑکی کی سسرال میں روانہ کردے اس میں خیر ہی خیر ہے۔ ریاکاری کی گناہگاری میں مبتلا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر لڑکی کا باپ صاحبِ نصاب ہو تو اُسے زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اور اگر لڑکی صاحب نصاب ہو تو اُسے بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ پھر اگر صاحبِ نصاب نہ ہونے اور غیر بنی ہاشم ہونے کی بنیاد پر زکوٰۃ دی جائے تو ایک دو آدمی کے دینے سے بقدر نصاب ملکیت میں مال آجاتا ہے۔ جب تک وہ مال ملکیت میں رہے گا اس وقت تک زکوٰۃ لینا دینا جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ: بعض قوموں میں رواج ہے کہ اپنی قوم کی زکوٰتیں وصول کرکے بینک میں جمع کرتے رہتے ہیں اور اس مسئلہ کا بالکل دھیان نہیں رکھتے کہ جب تک یہ مال فقراء اور مساکین کی ملکیت میں نہیں جائے گا اس وقت تک ان سب لوگوں کی زکوٰتیں ادا نہ ہوں گی جنہوں نے یہ رقمیں دی ہیں لہٰذا جلد سے جلد مصارف زکوٰۃ میں ان کو خرچ کردینا لازم ہے۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بینک کا دیوالیہ ہو گیا یا بینک پر کسی حکومت نے قبضہ کرلیا یا ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا تو ان سب صورتوں میں ان سب لوگوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی رہ جاتی ہے جن کے اموال لے کر بینک میں جمع کردیئے گئے تھے۔

مسئلہ: جو لوگ سوال کرنے کو اپنا پیشہ بنالیتے ہیں عموماً صاحب نصاب ہوتے ہیں۔ چھوٹے موٹے دکانداروں سے ان کی ملکیت میں زیادہ پیسہ ہوتا ہے لہٰذا سوال کرنے والوں کو زکوٰۃ دینے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر کسی سائل کو زکوٰۃ دیں تو پہلے یقین کرلیں کہ یہ مستحق زکوٰۃ ہے۔ صحیح بخاری (ص ۲۰۰ ج ۱) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس گھومتا پھرتا ہے اُسے ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک کھجور یا دو کھجوریں واپس کرتی ہیں لیکن مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہیں پاتا جن سے اس کی ضرورت پوری ہو اور اس کے حاجت مند ہونے کا پتہ نہیں چلتا تاکہ اس کو صدقہ دے دیا جائے۔ وہ کھڑے ہو کر لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ واقعی حاجتمند کو تلاش کرکے زکوٰۃ کا مال دیا جائے۔ بہت سے لوگ بہت زیادہ حاجت مند ہوتے ہیں۔ آبرو کی

وجہ سے سوال نہیں کرتے اور ننگے بھوکے گھروں میں اپنی زندگیاں گزارتے ہیں ایسے لوگوں کا خاص خیال کیا جائے۔ یہ واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی نماز کی طرح سے فرض ہے جس طرح نماز کے احکام و مسائل کا جاننا اور نماز کو شرعی قواعد کے مطابق پڑھنا طہارت کے لئے پانی کا دیکھنا، استنجا ٹھیک کرنا، کپڑوں کا پاک رکھنا، قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا اور جو چیزیں نماز میں پڑھی جاتی ہیں صحیح طریقے پر ان کو یاد کرنا لازم ہے اسی طرح سے زکوٰۃ کے مسائل اور احکام کا جاننا بھی ضروری ہے، زکوٰۃ کا مال جس کو چاہا دے دیا جس مصرف میں چاہا خرچ کردیا۔ جس انجمن میں چاہا جمع کرادیا۔ زکوٰۃ ادا ہو یا نہ ہو۔ یہ فرض کی ادائیگی کا طریقہ نہیں، مال حلال کماؤ، حلال مواقع میں خرچ کرو۔ زکوٰۃ فرض ہوجائے تو ٹھیک حساب سے ادا کرو اور جس کو دو اس کے بارے میں پہلے یقین کرلو کہ یہ مستحق زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ:۔ جس شہر میں رہتے ہوئے زکوٰۃ فرض ہوئی ہے۔ وہاں کی زکوٰۃ وہیں کے فقراء پر خرچ کی جائے ہاں اگر دوسری جگہ کے لوگ زیادہ محتاج ہوں یا اعزہ واقرباء ہوں تو ان کے لئے بھیج دینا مناسب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی پر تمہارا قرض ہو اور وہ ادا نہ کرسکتا ہو تو اسے زکوٰۃ میں نہیں لگا سکتے، ہاں یوں کرسکتے ہیں کہ اپنے اوپر جو زکوٰۃ فرض ہے وہ اس کو دے دیں، پھر اسے مالک بنا کر اسی وقت اپنے قرضہ میں وصول کرلیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس دو ہزار روپیہ رکھے تھے سال پورا ہونے سے پہلے پانچ سو روپے اور آگئے تو سال پورا ہونے پر پورے ڈھائی ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ سال کے اندر جو بھی مال آجائے سال ختم پر اسے بھی شامل کرکے ۱/۴۰ مال زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔

ضروری تنبیہ

زکوٰۃ کا حساب چاند سے ہے یعنی مال ہوتے ہی جب چاند کے حساب سے بارہ ۱۲ ماہ گذر جائیں تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے، بہت سے لوگ انگریزی مہینوں سے زکوٰۃ کا حساب رکھتے ہیں اس میں دس دن کی دیر تو ہر سال ہو ہی جاتی ہے اور اس کے علاوہ ۳۶ سال میں ایک سال کی زکوٰۃ کم ہوجائے گی جو اپنے ذمہ فرض رہے گی۔

پیداوار کی زکوٰۃ

سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ

اے ایمان والو! خرچ کرو اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزوں کو، اور اس میں سے جو ہم نے نکالا تمہارے لئے زمین میں سے اور مت ارادہ کرو ردّی چیز کا کہ اس میں سے خرچ کرو، اور تم خود اس کے لینے والے نہیں ہو مگر اس صورت میں کہ چشم پوشی کر جاؤ، اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ غنی ہے اور حمید ہے۔

اس آیت میں اپنے کمائے ہوئے مالوں میں سے طیب عمدہ حلال اور اچھی چیزیں خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے، حرام کمانا تو حرام ہے جو حلال مال ہے اس میں سے بھی عمدہ چیز کو اللہ کی راہ میں دینا چاہیئے۔ اسباب النزول صفحہ ۸۲ میں اس آیت کا سببِ نزول بتاتے ہوئے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی، جب فصل پر کھجوروں کے پھل کاٹتے تھے تو کھجوروں کے خوشے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی رسی پر لا کر ٹانگ دیتے تھے جس میں سے فقراء مہاجرین کھا لیتے تھے ان میں سوکھے ہوئے خوشے بھی ہوتے تھے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ (کہ تم ردّی چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو)۔

لباب النقول میں بحوالہ حاکم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ادا فرمانے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ کھجور کا ایک صاع صدقہ میں دیا جائے اس پر ایک شخص ردّی کھجوریں لے آیا لہٰذا آیت کریمہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ نازل ہوئی۔ یہ جو فرمایا وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ۔ اس میں تنبیہ فرمائی کہ تم اللہ کی راہ میں گھٹیا مال خرچ کرنے کو تو تیار ہو لیکن ویسا ہی گھٹیا مال تمہیں کوئی دے تو تم خود اسے لینے کو تیار نہ ہو گے،

تمہارا کسی پر قرضہ ہے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں تمہیں کوئی خراب کھجوریں یا دوسرا کوئی گھٹیا مال دینے لگے تو تم اُسے قبول نہ کروگے ہاں یہ اور بات ہے کہ موقع دیکھ کر آنکھیں میچ لو اور یہ سمجھ کر رکھ لو کہ اس آدمی سے عمدہ مال کبھی بھی نہیں ملے گا چلو جو ہاتھ آتا ہے یہ ہی سہی، یہ مسامحت والی بات دوسری ہے رضا اور رغبت اور دل کی خوشی کے ساتھ تم ردّی چیز قبول نہیں کرسکتے۔

عمومی طور پر مالِ طیب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ: وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (کہ ہم نے زمین سے جو کچھ تمہارے لئے نکالا ہے۔ اس میں سے بھی خرچ کرو) حضرات فقہاء کرام نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے اور احادیثِ شریفہ سے بھی پیداوار کی زکوٰۃ ثابت ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس کو عُشر کہا جاتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کے عموم سے استدلال کیا ہے کہ زمین سے جو بھی کچھ پیدا ہو (غلّہ ہو یا سبزیاں، ترکاریاں ہوں یا پھل) سب کی زکوٰۃ نکالنا فرض ہے۔ البتہ گھاس اور لکڑی ان کے نزدیک اس سے مستثنیٰ ہے۔ پیداوار کی زکوٰۃ کا اصول یہ ہے کہ جو زمین ایسے پانی سے سیراب کی جائے جس کی قیمت ادا کرنی نہ پڑے مثلاً بارش کے پانی سے سیراب کی جائے یا ندی یا دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز پانی دیئے بغیر بونے سے پیدا ہو جائے تو اس کی کل پیداوار سے دسواں حصہ مستحقین زکوٰۃ کو دینا فرض ہے اور یہ بھی زکوٰۃ ہی ہے مثلاً دس کیلو پیداوار میں سے ایک کیلو دے دے اور اسی طرح باغ میں جو پھل پیدا ہوں ان کا بھی دسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرے اور اگر پانی کی قیمت دے کر زمین کو سیراب کیا گیا ہے تو ایسی زمین کی پیداوار پر نصف العشر یعنی دسویں کا آدھا زکوٰۃ میں دینا فرض ہوتا ہے جس کو بیسواں حصہ کہا جاتا ہے یعنی دس کیلو پیداوار میں سے آدھا کیلو زکوٰۃ میں دے دے۔

مسئلہ: یہ دسواں یا بیسواں حصہ جو زکوٰۃ میں ادا کرنا فرض ہے۔ اس میں کوئی نصاب نہیں ہے یعنی جس قدر بھی پیداوار ہو اُس کا دسواں یا بیسواں حسبِ تفصیل بالا ادا کرے۔

مسئلہ: کھیتی پر جو مال خرچ ہوا مثلاً بیج ڈالا، مزدوروں سے زمین کھدوائی،

بیل خریدے، ٹریکٹر چلوایا، کام کرنے والوں کو مزدوری دی، یہ سب اخراجات منہا نہیں ہوں گے جو کچھ بھی پیداوار ہو اس کی زکوٰۃ کا دسواں یا بیسواں حصہ (حسب تفصیل بالا) زکوٰۃ میں ادا کرنا لازم ہے۔

فائدہ: زمینوں کے عشری اور خراجی ہونے میں کچھ تفصیل ہے۔ مختصر اتنا سمجھ لیا جائے کہ جو کوئی علاقہ کافروں کے قبضہ میں تھا پھر مسلمانوں نے حملہ کر کے وہ علاقہ ان سے چھین لیا اور امیر المومنین نے اس علاقہ کی زمین مسلمانوں میں تقسیم کر دی تو یہ زمین عشری ہے۔ اسی طرح سے اگر کسی شہر کے رہنے والے مسلمان ہو جائیں تو ان کی زمین بھی عشری ہو جائے گی۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ''کہ (اللہ تعالیٰ غنی ہے مستحق حمد ہے) اُسے تمہارے صدقات کی حاجت نہیں جو کچھ خرچ کرتے ہو آپس میں خود ہی منتفع ہوتے ہو اس نے جو کچھ عطا فرمایا ہے اس کے عطا فرمانے پر وہ مستحق حمد ہے، مستحق شکر ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ؕ

كِتَابُ الصِّيَامِ

(روزہ کے فضائل و مسائل، برکات رمضان
اور قیام رمضان کا مفصّل بیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

روزہ کی حکمت

اسلام کا چوتھا رکن رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے

روزہ بدنی عبادت ہے جو پہلی اُمتوں پر بھی فرض تھا جیسا کہ سورۃ بقرہ میں فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو، یہ روزے چند دن کے ہیں۔

روزہ کی حکمت

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ میں روزہ کی حکمت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تقویٰ صغیرہ وکبیرہ، ظاہر اور باطنہ گناہوں سے بچنے کا نام ہے، آیت کریمہ نے بتایا کہ روزہ کی فرضیت تقویٰ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان کے اندر بہیمیت کے جذبات ہیں، نفسانی خواہشات ساتھ لگی ہوئی ہیں، جن سے نفس کا اُبھار معاصی کی طرف ہوتا رہتا ہے، روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے بہیمیت کے جذبات کمزور ہوتے ہیں اور نفس کا اُبھار کم ہوجاتا ہے اور شہوات ولذات کی اُمنگ گھٹ جاتی ہے۔

پورے ماہِ رمضان کے روزے رکھنا ہر عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے ایک مہینہ کھانے پینے اور جنسی تعلقات کے مقتضیٰ پر عمل کرنے سے اگر باز رہے تو باطن کے اندر ایک نکھار اور نفس کے اندر سُدھار پیدا ہوجاتا ہے، اگر کوئی شخص رمضان کے روزے اُن احکام وآداب کی روشنی میں رکھ لے جو قرآن وحدیث میں وارد ہوتے ہیں تو واقعۃً نفس کا تزکیہ ہوجاتا ہے پھر نفس میں اُبھار ہوتا ہے تو آئندہ رمضان آموجود ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی مشروع کئے گئے ہیں ان روزوں کا مستقل ثواب ہے جو روایات حدیث میں مذکور ہے اور ثواب کے علاوہ نفلی روزوں کا یہ فائدہ بھی ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھتے وقت جو عملی کوتاہیاں ہوئیں اور آداب کی رعایت ملحوظ نہ رہی اس کوتاہی کی تلافی ہو جاتی ہے۔

جو گناہ انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دو چیزیں گناہ کا باعث بنتی ہیں، ایک منہ، دوسری شرمگاہ، چنانچہ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کون سی چیز دوزخ میں داخل کرانے کا ذریعہ بنے گی؟ آپ نے جواب دیا اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ یعنی منہ اور شرمگاہ ان دونوں کو دوزخ میں داخل کرانے میں زیادہ دخل ہے، روزہ میں منہ اور شرمگاہ دونوں پر پابندی ہوتی ہے اور مذکورہ دونوں راہوں سے جو گناہ ہو سکتے ہیں، روزہ اُن سے باز رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اسی لئے تو ایک حدیث میں فرمایا اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ یعنی روزہ ڈھال ہے (گناہ سے اور آتشِ دوزخ سے بچاتا ہے۔[1]

اگر روزہ کو پورے اہتمام اور احکام و آداب کی مکمل رعایت کے ساتھ پورا کیا جائے تو بلاشبہ گناہوں سے محفوظ رہنا آسان ہو جاتا ہے، خاص روزہ کے وقت بھی اور اس کے بعد بھی، ہاں اگر کسی نے روزہ کے لوازم کا خیال نہ کیا اور گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے روزہ کی نیت کر لی اور کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے باز رہا مگر حرام کمانے اور غیبت کرنے میں لگا رہا تو اس سے فرض تو ادا ہو جائے گا، مگر روزہ کے برکات و ثمرات سے محرومی رہے گی جیسا کہ سُنن نسائی میں ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے۔

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ مَا لَمْ یَخْرِقْھَا۔ — یعنی روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ — جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو

---

[1] رواہ البخاری

فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ ¹ — اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے۔

معلوم ہوا کہ کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا، بلکہ روزہ کو فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے، روزہ منہ میں ہو اور آدمی بدکلامی کرے یہ اس کے لئے زیب نہیں دیتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے لئے (حرام کھانے یا حرام کام کرنے یا غیبت وغیرہ کرنے کی وجہ سے) پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اور بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں جن کے لئے (ریاکاری کی وجہ سے) جاگنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ²

رمضان المبارک کی آمد پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ استقبالیہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم کو خطاب فرمایا کہ "اے لوگو! ایک باعظمت مہینہ آپہنچا ہے جو ماہِ مبارک ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے، اس ماہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض فرماتے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام کرنا تطوع (غیر فرض) قرار دیا ہے۔ اس ماہ میں جو شخص کوئی نیک کام کرے گا اس کو ایسا اجر و ثواب ملے گا جیسے اس کے علاوہ دوسرے مہینہ میں فرض ادا کرتا اور فرض کا ثواب ملتا، اور جو شخص اس ماہ میں ایک فرض ادا کرے تو اس کو ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ آپس کی غم خواری کا مہینہ ہے، اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اس ماہ میں جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے تو یہ اس کی مغفرت کا اور دوزخ سے اس کی گردن کی آزادی کا سامان بن جائے گا اور اس کو اسی قدر ثواب ملے گا

---

¹ رواہ البخاری ² رواہ الدارمی

جتنا روزہ دار کو ملے گا گویا روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ ہوگی۔

(افطار کے بعد) کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا سیراب کریں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا (اور پھر جنت میں تو بھوک پیاس کا نام ہی نہیں) اس ماہ کا اول حصہ رحمت ہے، دوسرا حصہ مغفرت ہے، تیسرا حصہ دوزخ سے آزادی کا ہے، جس نے اس ماہ میں اپنے غلام کا کام ہلکا کردیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے، بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ اس ماہ میں چار کاموں کی کثرت کرو، ان میں سے دو کام ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ تم اپنے پروردگار کو راضی کروگے، اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہوسکتے ہو، وہ دو کام جن کے ذریعہ خدائے پاک کی خوشنودی حاصل ہوگی یہ ہیں (۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد رکھنا (۲) خدائے پاک سے مغفرت طلب کرتے رہنا۔ اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں رہ سکتے یہ ہیں (۱) جنت کا سوال کرنا (۲) دوزخ سے پناہ مانگنا۔ [1]

ماہ رمضان اور روزہ رمضان کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھا دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے کیونکہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور اپنے کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے (پھر فرمایا کہ) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اس وقت ہوگی جب خدا سے ملاقات کرے گا، اور روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے عمدہ ہے اور روزے ڈھال ہیں (جو گناہوں سے اور دوزخ سے بچاتے ہیں) اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو گندی باتیں نہ کرے اور شور نہ مچائے پس اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرنے لگے یا لڑنے لگے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۳ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان والترغیب والترہیب للمنذری،

(لڑنا جھگڑنا، گالی کا جواب دینا میرا کام نہیں) ۔ ؎۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب (ماہ) رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور بعض روایات میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین (زنجیروں میں) جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ ؎۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر (رمضان کے ختم ہونے تک) ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر (رمضان کے ختم ہونے تک) ان میں کا ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک ندا دینے والا پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ، اور اے برائی کے تلاش کرنے والے رُک جا۔ ؎۳

ان دونوں حدیثوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل :۔ یہ کہ شروع ماہِ رمضان سے ہی جنت کے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جو ختم ماہ تک بند نہیں کئے جاتے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں جو مہینہ ختم ہونے تک نہیں کھولے جاتے۔

دوم :۔ رمضان کا مہینہ آنے پر شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

سوم :۔ ایک منادی روزانہ رمضان کی راتوں میں پکار کر کہتا ہے کہ اے نیکی کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کے تلاش کرنے والے رُک جا۔

چہارم :۔ رمضان میں روزانہ رات کو اللہ جل شانہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتے ہیں۔

؎۱ رواہ البخاری ومسلم ؎۲ رواہ البخاری ومسلم ؎۳ رواہ الترمذی

رمضان المبارک بہت ہی خیر و برکت کا مہینہ ہے اور نیکیوں کا مہینہ ہے اس میں اجر و ثواب خوب زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے، جیسا کہ خطبۂ نبوی میں گزر چکا ہے، اس ماہ میں نیکیوں کی ایسی ہوا چلتی ہے کہ خود بخود طبیعتیں نیکی پر آجاتی ہیں اور اللہ کا منادی بھی نیکی کرنے والوں کو ترغیب دے کر آگے بڑھاتا ہے لامحالہ ایسی صورت میں مومن بندے خوب زور شور سے نیکیوں میں لگ جاتے ہیں۔ جو شخص دوسرے مہینوں میں دو رکعت نماز پڑھنے سے جان چراتا ہے وہ رمضان میں پنج وقتہ نماز اور تلاوت کا پابند ہو جاتا ہے اور نہ صرف پنج وقتہ فرض پڑھتا ہے بلکہ عشاء کے فرضوں کے بعد تراویح کی خوب لمبی لمبی بیس رکعتیں خوشی خوشی کے ساتھ ادا کر لیتا ہے، بہت سے شرابیوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس ماہ میں شراب چھوڑ دیتے ہیں اور حرام خور حرام کھانے سے باز آجاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ[۱]

شرعاً جسے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہ ہو اور عاجز کرنے والا مرض بھی لاحق نہ ہو اس نے اگر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر روزے رکھنے سے بھی اس ایک روزہ کی تلافی نہ ہوگی، اگرچہ (بطور قضا) عمر بھر روزے بھی رکھ لے۔

بات یہ ہے کہ ہر چیز کا ایک موسم ہوتا ہے اور موسم کے اعتبار سے اشیاء و اجناس کی قیمت بڑھتی اور چڑھتی ہے، ماہِ رمضان المبارک فرض روزوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے اگر کسی نے اپنی بدبختی سے رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا، اس کے اعمال نامہ میں گناہ کبیرہ تو لکھا ہی گیا اور روزہ رکھنے پر جو ثواب عظیم اور بہت بڑی خیر و برکت سے محرومی ہوئی وہ اس کے علاوہ

---

[۱] رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی عن أبی ھریرۃ والبخاری فی ترجمۃ باب کما فی المشکوٰۃ ص۱۷۷۔

ہے جو بہت بڑا نقصان ہے، اس ایک روزہ کے عوض اگر عمر بھر بھی روزے رکھے تب بھی وہ بات حاصل نہ ہوگی جو رمضان میں روزہ رکھنے سے حاصل ہوتی ہے، ہاں ایک روزہ قضاء کی نیت سے رکھ دینے سے مسئلہ کے اعتبار سے تو یہ کہہ دیں گے کہ قضاء رکھنے کی ذمہ داری سے سبکدوشی ہوگئی۔ اور ضابطہ کی قضاء رکھنے سے قضاء رکھنے کا جو حکم ہے اس کی تعمیل ہوجائے گی، لیکن یہ خیال کرلینا کہ اس سے اس ثواب کی تلافی ہوجائے گی جو رمضان میں روزہ رکھنے سے ملتا اور وہ برکتیں بھی نصیب ہوجائیں گی جو ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے سے حصہ میں آجاتیں غلط خیال ہے۔

رمضان آخرت کی کمائی کا مہینہ ہے

یوں تو مومن بندوں کو زندگی کے ہر لمحہ میں آخرت کی کمائی میں لگا رہنا چاہئے لیکن خاص طور سے رمضان المبارک میں اس کا خاص اہتمام کریں کیونکہ رمضان المبارک آخرت کی کمائی کا بہت بڑا سیزن ہے، دنیا کمانے کے جیسے مختلف مواقع آتے رہتے ہیں، مثلاً سردی میں گرم کپڑے والوں کی خوب کمائی ہوتی ہے اور عید پر درزی خوب پیسہ کما لیتے ہیں اور جیسے بارش میں ٹیکسی والوں کی خوب چاندی بن جاتی ہے، اسی طرح آخرت کی کمائی کے لئے بھی مواقع آتے رہتے ہیں۔

روزہ داروں کیلئے جنت کا ایک خاص دروازہ

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں، جن میں سے ایک کا نام ریّان ہے، اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ؎

روزہ دار کو دو خوشیاں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ

وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔ یعنی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اُس وقت ہوگی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ ؎

درحقیقت رب کی ملاقات ہی تو عبادت کا مقصود اصلی ہے، اُس وقت کی خوشی کا کیا کہنا جب عاجز بندے اپنے معبود سے ملاقات کریں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ملاقات نصیب فرمائے۔

روزہ اور صحت

روزہ میں جہاں ظاہر و باطن کا تزکیہ ہوتا ہے وہاں صحت و تندرستی بھی حاصل ہوتی ہے چنانچہ حافظ منذری ؒ نے "الترغیب والترہیب" میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

اُغْزُوْا تَغْنِمُوْا وَصُوْمُوْا تَصِحُّوْا وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا۔

جہاد کرو غنیمت حاصل ہوگی، روزے رکھو تندرست رہو گے، سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواتہ ثقات)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا بالکل حق ہے، آنکھوں کے سامنے ہے، ڈاکٹر و اطباء بھی یہ بات بتاتے ہیں کہ روزہ کا صحتِ جسمانی سے خاص تعلق ہے اور رمضان میں جو ماجرا سب اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ بارہ چودہ گھنٹے خالی پیٹ رہ کر افطار کے وقت نرم گرم دال، پکوڑے، کچے پکے چنے اور طرح طرح کی چیزیں چند منٹ کے اندر معدہ میں پہنچ جاتی ہیں اور کچھ بھی کسی کو تکلیف نہیں ہوتی، یہ صرف روزہ کی برکت ہے، اگر طبی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس طرح خالی پیٹ اناپ شناپ بھرتی کر لینے کی وجہ سے معدہ سخت بیمار ہو جانا چاہئے۔

آج کل بہت سے ہٹے کٹے تندرست و توانا اور تنومند لوگ رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے، ذراسی بھوک و پیاس اور معمولی سی بیڑی سگریٹ اور پان تمباکو کی طلب پوری کرنے کی وجہ سے روزے کھا جاتے ہیں اور سخت گنہگار ہوتے ہیں، زبردست بزدلی اور بے ہمتی بلکہ بہت

بڑی بے وفائی ہے کہ جس نے جان دی، اعضاء دیئے، انسانیت کا شرف بخشا، اس کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا نہیں، رمضان کے روزے رکھنا ان پانچ ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے اس نے اسلام کا ایک رکن گرادیا اور سخت مجرم ہوا۔

روزہ کا ایک خاص وصف

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزہ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ۔ [۱]

انسان کے ہر عمل کا اجر (کم از کم) دس گنا بڑھادیا جاتا ہے (لیکن) روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشوں کو اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔

عبادتیں تو سب اللہ ہی کے لئے ہیں، پھر روزہ کو خاص اپنے لئے کیوں فرمایا؟ اس کے بارے میں علماء امت نے بتایا ہے کہ چونکہ دوسری عبادتیں ایسی ہیں جن میں عمل کیا جاتا ہے اور عمل نظروں کے سامنے آسکتا ہے، اس لئے ان میں ریاکاری کا احتمال کم ہے، مگر روزہ فعل نہیں ہے بلکہ ترکِ فعل ہے اس میں کوئی کام نظر کے سامنے نہیں آتا اس لئے وہ ریا سے دور ہے، روزہ وہی رکھے گا جسے خدائے پاک کا ڈر ہوگا، اور رکھ کر روزہ کو وہی باقی رکھے گا جس کا صرف ثواب لینے کا ارادہ ہو اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر تنہائی میں کچھ کھا پی لے اور لوگوں کے سامنے آجائے تو بندے تو اسے روزہ دار ہی سمجھیں گے، روزہ رکھ کر روزہ کو وہی پورا کرتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کا طالب ہوتا ہے اسی لئے اَلصَّوْمُ لِيْ (روزہ خاص میرے لئے ہے) فرمایا، پھر جس عمل میں ریا کا احتمال بھی نہ ہو اس کا

---

[۱] رواہ البخاری ومسلم

ثواب بھی ممتاز ہونا چاہئے، چنانچہ خداوند کریم جل مجدہٗ دوسری عبادتوں کا ثواب فرشتوں سے دلائیں گے اور روزہ کا ثواب خود مرحمت فرمائیں گے جو بے انتہا ہوگا۔ قال القاری فی المرقاۃ فان ثوابہ لا یقدر قدرہٗ ولا یحصی حصرہ الا اللہ لاشتمالہ علی خصوصیات لا یوجد فی غیرہ ولذٰلک یتولی جزاءہ بنفسہ ولا یکلہ الی ملئکۃ قدسہ،

افطار میں جلدی کرنا

فرمایا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، یعنی غروب آفتاب ہوتے ہی فوراً روزہ کھول لیا کریں گے (بخاری ومسلم عن سہل) اور فرمایا رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندوں میں مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں سب سے زیادہ جلدی کرنے والا ہے یعنی غروب آفتاب ہوتے ہی فوراً افطار کرتا ہے، اور اسے اس میں جلدی کا خوب اہتمام رہتا ہے۔[1]

اور فرمایا سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اِدھر سے (یعنی مشرق سے) رات آگئی اور اُدھر سے (یعنی مغرب سے) دن چلا گیا تو روزہ افطار کرنے کا وقت ہوگیا۔[2] (آگے انتظار کرنا فضول ہے بلکہ مکروہ ہے۔)

کھجور اور پانی سے افطار

فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم روزہ کھولنے لگو تو کھجوروں سے افطار کرو کیونکہ کھجور سراپا برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لو، کیونکہ وہ (ظاہر وباطن کو) پاک کرنے والا ہے۔[3]

---

[1] رواہ الترمذی [2] رواہ مسلم [3] رواہ الترمذی

افطار کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ، ع

سردی میں روزہ

حضرت عامر بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم سرما میں روزہ رکھنا مفت کا ثواب ہے، مفت کا ثواب اس لئے فرمایا کہ اس میں پیاس نہیں لگتی، اور دن بھی چھوٹا ہوتا ہے۔

تنبیہ :۔ فرض روزہ ہو یا نفل روزہ، ہر صورت میں روزے کی عزت کرو، یعنی روزہ رکھ کر غیبت، جھوٹ، چغلی، گالی اور بدنظری سے پرہیز کرو، اور ہر گناہ سے بچو، یوں تو ہر گناہ ہر حال میں بُرا اور برباد کرنے والا ہے مگر روزے کی حالت میں گناہ کرنے سے روزے کی برکت اور رونق اور اس کا فائدہ ختم ہو جاتا ہے اور ثواب بھی کافی گھٹ جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے لئے (حرام کھانے یا حرام کام کرنے یا غیبت وغیرہ کرنے کی وجہ سے) پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اور بہت سے تہجد گذار ایسے ہیں جن کے لئے (ریاکاری کی وجہ سے) جاگنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ؎۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات کو اور جھوٹے عمل (یعنی گناہ) کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے ؎۲

ع رواہ ابوداؤد فی المراسل، (ترجمہ) اے اللہ میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے دیئے ہوئے رزق پر افطار کیا۔ ؎۱ رواہ الدارمی ؎۲ رواہ البخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ ؎۱

یعنی جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو گندی باتیں نہ کرے، شور نہ مچائے، اگر کوئی شخص گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرنے لگے (تو اس کو گالی گلوچ یا تھپڑ سے جواب نہ دے بلکہ) یوں کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں گالی گلوچ کرنا یا لڑائی لڑنا میرا کام نہیں۔

رمضان اور قرآن

کلام الٰہی کو رمضان المبارک سے خاص تعلق ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ۔

ماہ رمضان ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔

قیام رمضان یعنی نماز تراویح، یہ بھی قرآن شریف پڑھنے اور سننے کے لئے ہے، دن کو روزہ میں مشغولیت اور رات کو تراویح میں کھڑے ہو کر ذوق وشوق سے قرآن پڑھنا اور سننا اس سے مؤمن کے قلب میں ایک عجیب کیف پیدا ہوتی ہے اور یہ دونوں شغل قیامت کے دن مؤمن کے کام آئیں گے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھْوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ۔ ؎۲

روزہ اور قرآن بندہ کے لئے بارگاہ خداوندی میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے رب! میں نے اس بندہ کو دن میں کھانے پینے اور دوسری خواہشوں سے روک دیا تھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالیجیے اور قرآن مجید عرض کریگا کہ میں نے اسے رات کو

؎۱ رواہ البخاری ومسلم ؎۲ مشکوٰۃ عن البیہقی فی شعب الایمان

سونے نہیں دیا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمائیے، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔

ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے. آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سناتے اور وہ افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے، جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی دو بار دور کیا اس سے پہلے ایک بار دور کیا کرتے تھے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں حفاظ کرام کا ایک دوسرے کو سنانے کا جو مروج طریقہ ہے، یہ مسنون ہے، رمضان میں ہمت کر کے حفظ و ناظرہ خوب قرآن کی تلاوت کیا کریں، دس پانچ تو ختم کر ہی لیں۔

رمضان میں صیام اور قیام کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان (کی راتوں میں) ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے قیام کیا (تراویح اور نفل میں مشغول رہا) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب سمجھتے ہوئے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ [1]

اس مبارک حدیث میں رمضان شریف کے روزے رکھنے پر پچھلے گناہوں کی معافی کا وعدہ فرمایا ہے، اور رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح و نوافل پڑھنے اور شب قدر میں قیام کرنے کی فضیلت بتاتی ہے اور قیام رمضان و قیام شب قدر پر بھی گذشتہ گناہوں کی معافی کا اعلان فرمایا ہے۔

---

[1] رواہ البخاری و مسلم

رمضان المبارک میں راتوں کو نمازیں پڑھتے رہنا قیام رمضان کہلاتا ہے تراویح بھی اس میں داخل ہے اور تراویح کے علاوہ جتنے نوافل پڑھ سکیں، پڑھتے رہیں، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ روزانہ تراویح باجماعت سے فارغ ہو کر صبح تک ایک قرآن مجید نماز میں کھڑے ہو کر ختم کر لیتے تھے، اور ایک قرآن مجید روزانہ دن میں ختم کرتے تھے، اس طرح سے رمضان میں اُن کے اکسٹھ قرآن ختم ہو جاتے تھے۔

تراویح

نماز تراویح مردوں، عورتوں سب کے لئے بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے، اور مردوں کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ مسجد میں باجماعت تراویح پڑھیں حافظ ہوں تو خود قرآن سنائیں ورنہ دوسروں کا قرآن سُنیں، رمضان میں قرآن پڑھنے اور سننے کا ذوق بڑھ جانا مؤمن کے ایمان کا تقاضا ہے، جو لوگ نماز تراویح میں سُستی کرتے ہیں یا حافظ ریل کو تراویح پڑھانے کے لئے تجویز کرتے ہیں تاکہ جلدی فارغ ہو جائیں (اگرچہ ریل چلانے میں قرآن کے حروف کٹ جائیں اور معنی بدل جائیں) ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں، سال میں ایک ماہ کے لئے تو یہ موقع نصیب ہوتا ہے اس میں بھی مسجد اور نماز سے لگاؤ نہ ہو اور جلدی بھاگنے کی کوشش کریں جیسے جیل سے بھاگ رہے ہوں، بہت بڑی محرومی ہے، ایسے لوگ تراویح کے علاوہ کیا نفل پڑھتے، تراویح جو سُنتِ مؤکدہ ہے اسی کو بددلی سے پڑھتے ہیں، بلکہ پڑھنے کا نام کر کے جلد سے جلد ہوٹل میں جا کر لہو و لعب میں مشغول ہو جاتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رمضان اور تہجد

رمضان میں تہجد پڑھنا بہت آسان ہو جاتا ہے کیونکہ تہجد کے وقت سحری کھانے کے لئے تو اُٹھتے ہی ہیں۔ سحری کھانے سے پہلے یا بعد میں (جب تک صبح صادق نہ ہو) جس قدر میسر ہو سکے نوافل پڑھ لیا کریں، اس طرح پورے رمضان میں تہجد نصیب ہو سکتی ہے پھر عادت پڑ جائے تو بعد میں بھی جاری رکھ سکتے ہیں، ورنہ کم از کم رمضان میں تو تہجد کا اہتمام کر ہی لیں۔

رمضان اور سخاوت

رمضان المبارک سخاوت کا مہینہ ہے، اس میں جس قدر فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے کم ہے کیونکہ یہ مہینہ آخرت کی کمائی کا مہینہ ہے، اس میں روزہ افطار کرانے اور روزہ کھولنے کے بعد روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلانے کی بھی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے اور اس ماہ کو "شہر المواساۃ" (غمخواری کا مہینہ) فرمایا ہے، جیسا کہ خطبہ نبویہ میں گزرا، غریبوں کی امداد و اعانت اس ماہ کے کاموں میں ایک اہم کام ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيْرٍ وَّ أَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ۔[1]

جب رمضان کا مہینہ آجاتا تھا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر قیدی کو آزاد فرمادیتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے:-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔[2]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپؐ کی سخاوت رمضان المبارک میں تمام ایام سے زیادہ ہوجاتی تھی، رمضان میں ہر رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے (اور) آپؐ ان کو قرآن شریف سناتے تھے جب آپ سے جبرئیل ملاقات کرتے تھے تو آپؐ اس ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے جو بارش لاتی ہے۔

روزہ افطار کرانا

فرمایا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزہ دار کا روزہ کھلوایا یا مجاہد کو سامان دے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح [2] رواہ البخاری ومسلم

دیا، تو اس کو روزہ دار اور غازی جیسا اجر ملے گا (بیہقی فی الشعب عن زید بن خالدؓ) اور غازی و روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

روزہ میں بھول کر کھاپی لینا

فرمایا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص روزہ میں بھول کر کھا پی لے تو وہ روزہ پورا کرلے کیونکہ (اس کا کچھ قصور نہیں) اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا۔[1]

سحری کھانا

فرمایا نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہے۔[2]
اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔[3]
اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھانے والوں پر خدا اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔[4]

چند ضروری مسائل

مسئلہ: بغیر سحری کے روزہ ہو جاتا ہے، البتہ سحری کھانا سنت ہے، اگر خواہش نہ ہو تب بھی پانی پی کر یا کچھ تھوڑا بہت کھا کر سنت ادا کرے۔

مسئلہ: عطر اور پھول کی خوشبو سونگھنا روزے میں جائز ہے، لیکن اگر لوبان، اگربتی وغیرہ دھونی سلگا کر اپنے ارادہ سے سونگھنا شروع کیا اور دھواں حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، بیڑی، سگریٹ، سگار اور حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کلی کرتے وقت اگر پانی حلق میں چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ ٹوٹ گیا قضا واجب ہے۔

مسئلہ: ناک کی رینٹھ سڑک کر نگل جانے اور اپنے منہ کا بلغم یا رال یا لعاب نگل جانے

---

[1] رواہ البخاری و مسلم [2] رواہ البخاری و مسلم [3] رواہ مسلم [4] رواہ الطبرانی۔

سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ روزہ میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا تو روزہ ٹوٹ گیا، البتہ اگر کان میں پانی ڈالا یا خود سے چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ:۔ بلا اختیار خود بخود قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا خواہ جس قدر بھی ہو جائے البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور اتنی قے ہوئی جس سے منہ بھر سکے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر تھوڑی سی قے آئی ہے جو منہ بھر نہیں ہے اور اسے خود نہیں لوٹائی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ:۔ منہ میں اندر سے قے آ گئی پھر اس کو اپنے اختیار سے واپس لوٹالی تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ:۔ کوئی چیز چکھ کر تھوک دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہے اور یہ خوف ہو کہ سالن میں نمک کم یا زیادہ ہو جانے سے بگڑے گا تو اس کے لئے چکھ کر تھوک دینا درست ہے۔

مسئلہ:۔ رات سمجھ کر سحری کھالی یا سورج چھپا جان کر افطار کر لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو چکنے کے بعد سحری کی ہے یا سورج چھپنے سے پہلے افطار کر لیا ہے تو اس روزے کی قضا لازم ہے۔

مسئلہ:۔ رمضان کے روزے میں قصداً جان کر روزہ یاد ہوتے ہوئے کچھ کھا لیا یا پی لیا یا بیوی سے اپنا مخصوص کام یعنی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ فاسد ہو گیا منی خارج ہو یا نہ ہو اور اس صورت میں روزے کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں، کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگر غلام نہ ملے (جیسا کہ آج کل نہیں ملتے ہیں)۔

یا ملے مگر اس کی قیمت نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام خوب پیٹ بھر کر کھلا دے۔

مسئلہ:۔ اگر شہوت کے ساتھ جاگتے میں کسی طرح منی خارج کی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: روزے میں مسواک کرنا، سرمہ لگانا، تیل لگانا درست ہے، ہاں منجن، ٹوتھ پاؤڈر، ٹوتھ پیسٹ اور کوئلہ وغیرہ سے روزہ کی حالت میں دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر رات کو غسل فرض ہو جائے اور صبح ہونے سے پہلے غسل نہ کر سکو تو اسی حالت

میں روزہ کی نیت کرو، اور صبح ہونے پر سورج نکلنے سے پہلے پہلے غسل کر کے نماز پڑھ لو۔

مسئلہ :۔ اگر کسی پر غسل فرض ہو اور اس نے روزہ کی نیت کرلی ہو اور روزہ رکھ لیا اور دن بھر غسل نہ کیا اور نہ نماز پڑھی تب بھی روزہ ہو جائے گا اور روزہ چھوڑنے کا گناہ نہ ہوگا البتہ نماز چھوڑنے کا گناہ ضرور ہوگا۔

مسئلہ :۔ عورتوں کو جو عموماً ہر ماہ خون آتا ہے جسے حیض کہتے ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے جسے نفاس کہتے ہیں، ان دونوں کے ہوتے ہوئے کوئی روزہ نفل یا فرض رکھنے کی اجازت نہیں ہے، بالفرض اگر روزہ رکھ لیا تو روزہ نہ ہوگا اگر کسی عورت نے فرض یا نفل روزہ رکھ لیا تھا پھر افطار کا وقت ہونے سے پہلے حیض یا نفاس کا خون آگیا تو اس کا روزہ فاسد ہوگیا، بعد میں اس کی قضاء رکھے، اگر رمضان المبارک میں حیض یا نفاس کا خون آجائے تو روزے نہ رکھیں بعد میں جب پاک ہو جائیں تو رمضان المبارک کے روزے رکھ لیں۔

مسئلہ :۔ روزہ بغیر نیت کے ادا نہیں ہوتا ہے، بغیر نیت کے کھانا پینا چھوڑ دینے سے روزہ نہ ہوگا، نیت دل کے ارادے کا نام ہے، اگر زبان سے نیت کرنا چاہو تو سحری کھا کر یا اس سے بھی پہلے یوں کہہ لو۔

بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ہ

جنابت روزہ کے منافی نہیں

فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رمضان المبارک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالتِ جنابت صبح ہو جاتی تھی، اور یہ جنابت احتلام کی نہیں (بلکہ بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنے کی وجہ سے ہوتی تھی، پھر آپ غسل فرما کر روزہ رکھتے تھے۔[1]

مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے قبل غسل نہیں فرمایا اور روزہ کی نیت فرمالی پھر طلوع آفتاب سے قبل غسل فرما کر نماز پڑھ لی، اس طرح سے روزہ کا کچھ حصہ حالتِ جنابت میں گذرا، اس لئے کہ

---

[1] رواہ البخاری ومسلم

روزہ بالکل ابتدائے صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر روزہ میں احتلام ہو جائے تو بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے۔

روزہ میں مسواک

فرمایا حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت روزہ اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جس کا میں شمار نہیں کر سکتا۔ [۱]

مسواک تر ہو یا خشک روزہ میں ہر وقت کر سکتے ہیں، البتہ منجن، ٹوتھ پاؤڈر، ٹوتھ پیسٹ یا کوئلہ وغیرہ سے روزہ میں دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔

روزہ میں سرمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھ میں تکلیف ہے، کیا میں روزہ میں سرمہ لگا لوں، فرمایا لگا لو۔ [۲]

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ روایت فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لئے) جگاتے تھے۔ [۳]

ایک حدیث میں ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی محنت سے عبادت کرتے تھے اس کے علاوہ دوسرے ایام میں اتنی محنت نہ کرتے تھے۔ [۴]

حضرت عائشہ رضؓ نے یہ جو فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپؐ تہبند کس لیتے تھے، علماء نے

---

[۱] رواہ الترمذی [۲] رواہ الترمذی [۳] رواہ البخاری ومسلم [۴] رواہ مسلم

اس کے دو مطلب بتائے ہیں، ایک یہ کہ خوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور راتوں رات جاگتے تھے، یہ ایسا ہی ہے جیسے اُردو کے محاورے میں محنت کا کام بتانے کے لئے بولا جاتا ہے کہ "خوب کمر کس لو" اور دوسرا مطلب تہبند کس کر باندھنے کا یہ بتایا کہ رات کو بیویوں کے پاس لیٹنے سے دُور رہتے تھے، کیونکہ ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی اور اعتکاف بھی ہوتا تھا اس لئے رمضان کے آخری عشرہ میں میاں بیوی والے خاص تعلق کا موقع نہیں لگتا تھا۔

رمضان کے آخری عشرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بہت محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور رات بھر بیدار رہتے تھے اور گھر والوں کو بھی اس مقصد کے لئے جگاتے تھے۔ بات یہ ہے کہ جسے آخرت کا خیال ہو موت کے بعد کے حالات کا یقین ہو، اجر و ثواب کے لینے کا لالچ ہو وہ کیوں نہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگے گا، پھر جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے اہل و عیال کے لئے بھی پسند کرنا چاہیئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود راتوں کو نمازوں میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک سوج جاتے تھے، پھر رمضان کے اندر خصوصاً اخیر عشرہ میں اور زیادہ عبادت بڑھا دیتے تھے کیونکہ یہ مہینہ اور خاص کر آخیر عشرہ آخرت کی کمائی کا خاص موقع ہے آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ گھر والے بھی عبادت میں لگیں لہٰذا آخیر عشرہ کی راتوں میں اُن کو جگاتے تھے۔ بہت سے لوگ خود تو بہت بڑی عبادت کرتے ہیں لیکن بال بچوں کی طرف سے غافل رہتے ہیں، یہ لوگ فرض نماز بھی نہیں پڑھتے، اگر بال بچوں کو ہمیشہ دین پر ڈالنے اور عبادت میں لگانے کی کوشش کی جاتی رہے اور اُن کو ہمیشہ فرائض کا پابند رکھا جائے تو رمضان میں نفلوں کے لئے اُٹھانے اور شب قدر میں جگانے کی بھی ہمت ہو، جب بال بچوں کا ذہن دینی نہیں بنایا تو ان کے سامنے شب بیداری کی بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی محبت عطا فرمائے اور عبادت کی لگن اور ذکر کے ذوق سے نوازے۔

شب قدر کی فضیلت اور اس کی تلاش

ہزار ماہ سے افضل

رمضان المبارک کا پورا مہینہ آخرت کی دولت کمانے کا ہے پھر اس ماہ میں اخیر عشرہ اور بھی زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت

میں لگنے کا ہے۔ اس عشرہ میں شب قدر ہوتی ہے جو بڑی بابرکت رات ہے، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ۔ یعنی شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے، ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور چار مہینے ہوتے ہیں اور شب قدر ہزار ماہ سے کتنی زیادہ بہتر ہے اُس کا علم اللہ ہی کو ہے، مؤمن بندوں کے لئے شب قدر بہت ہی خیر و برکت کی چیز ہے، ایک رات جاگ کر عبادت کرلیں اور ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب پالیں، اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے، اسی لئے تو حدیث شریف میں فرمایا، مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَا اِلَّا کُلُّ مَحْرُوْمٍ[1]

یعنی جو شخص شب قدر سے محروم ہوگیا (گویا) پوری بھلائی سے محروم ہوگیا اور اس کی بھلائی سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔

مطلب یہ ہے کہ چند گھنٹے کی رات ہوتی ہے اور اس میں عبادت کرلینے سے ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ چند گھنٹے بیدار رہ کر نفس کو سمجھا بجھا کر عبادت کرلینا کوئی ایسی قابلِ ذکر تکلیف نہیں جو برداشت سے باہر ہو، تکلیف ذرا سی اور ثواب بہت بڑا، جیسے کوئی ایک نیا پیسہ تجارت میں لگادے اور بیس کروڑ روپیہ پالے، جس شخص کو ایسے بڑے نفع کا موقع ملا پھر اس نے توجہ نہ کی اس کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ پورا اور پکّا محروم ہے۔

پہلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں اس امت کی عمر بہت سے بہت ۷۰-۸۰ سال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ ان کو شب قدر عطا فرمادی اور ایک شب قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کردیا۔ محنت کم ہوئی وقت بھی کم لگا اور ثواب میں بڑی بڑی عمروں والی اُمتوں سے بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ اس امّت کو سب سے زیادہ نوازا، یہ کیسی نالائقی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ نوازش اور داد و دہش ہو اور ہم غفلت میں پڑے سویا کریں رمضان کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دو، خصوصاً آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرو اور اس میں بھی شبِ قدر میں جاگنے کی بہت زیادہ فکر کرو، بچوں کو بھی ترغیب دو۔

---

[1] رواہ ابن ماجہ

ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ [1]

ترجمہ:۔ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتا رہے، البتہ اگر تھک جائے تو تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو جائے، ثواب کی اُمید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی طرح کی خراب نیت سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے مشغول عبادت رہے۔ ثواب کا یقین کر کے بشاشتِ قلب سے کھڑا ہو، بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ عبادت میں نہ لگے ثواب کا یقین اور اعتقاد جس قدر زیادہ ہوگا اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا سہل ہوگا یہی وجہ ہے کہ جو شخص قرب الٰہی میں جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے عبادت میں اس کا انہماک زیادہ ہوتا رہتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ حدیث بالا اور اس جیسی احادیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر آتا ہے وہاں صغیرہ گناہ مراد ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ ہی انسان سے بہت سرزد ہوتے ہیں، عبادت کا ثواب بھی اور ہزاروں گناہوں کی معافی بھی ہو جائے کس قدر نفع عظیم ہے۔

شبِ قدر کی تاریخیں

شبِ قدر کے بارے میں حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہٰذا رمضان کی ۲۱ ویں ۲۳ ویں ۲۵ ویں ۲۷ ویں ۲۹ ویں رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا خاص اہتمام کریں، خصوصاً ۲۷ ویں شب کو ضرور جاگیں کیونکہ اس دن شب قدر ہونے کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس لئے باہر

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح

تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمادیں، مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی اطلاع دوں، مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اُس کی تعیین میرے ذہن سے اُٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اُٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ [1]

اس مبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر بُرا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ پاک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے شبِ قدر کی تعیین اٹھالی، یعنی کس رات کو شب قدر ہے مخصوص کرکے اس کا علم جو دے دیا گیا تھا وہ قلب سے اٹھالیا گیا۔ اگرچہ بعض وجوہ سے اس میں بھی اُمّت کا فائدہ ہوگیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ابھی ذکر کریں گے۔ لیکن سبب آپس کا جھگڑا بن گیا۔ جس سے آپس میں جھگڑے کی مذمت کا علم ہوا۔

شب قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح

علماء کرام نے شب قدر کو پوشیدہ رکھنے یعنی مقرر کرکے یوں نہ بتانے کے بارے میں کہ فلاں رات کو شبِ قدر ہے چند مصلحتیں بتائی ہیں۔

اوّل یہ کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سے کوتاہ طبائع دوسری راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتے اور صورتِ موجودہ میں اس احتمال پر کہ شاید آج ہی شب قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کئے بغیر نہیں رہتے۔ تعیین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے معصیت کی جرأت کی جاتی تو یہ بات سخت اندیشہ ناک تھی۔

تیسری یہ کہ تعیین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات اگر چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی کی وجہ سے پھر کسی رات کا جاگنا بشاشت کے ساتھ نصیب نہ ہوتا اور اب رمضان کی چند راتیں میسّر ہو ہی جاتی ہیں۔

---

[1] رواہ البخاری

چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں، ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملتا ہے۔
پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ جل شانہٗ ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں، اس صورت میں تفاخر کا موقع زیادہ ہے کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال پر رات رات جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

شبِ قدر کی دُعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب پوچھا کہ یا رسول اللہ شب قدر میں کیا دُعا کروں تو آپؐ نے یہ دعا تعلیم فرما دی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ [۱]

ترجمہ:۔ اے اللہ اس میں شک نہیں کہ آپ معاف کرنے والے ہیں۔ معاف کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں لہٰذا مجھے معاف فرما دیجئے۔

دیکھئے ایسی دُعا ارشاد فرمائی، نہ زر مانگنے کو بتایا، نہ زمین، نہ دھن نہ دولت، کیا مانگا جائے؟ معافی! بات اصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے وہاں اللہ کا کام معاف فرمانے سے چلے گا اگر معافی نہ ہوئی اور خدانخواستہ عذاب میں گرفتار ہوتے تو دنیا کی ہر نعمت اور لذت اور دولت و ثروت بیکار ہوگی اصل شے معافی اور مغفرت ہی ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات ہونے تک آپ کا یہ معمول رہا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں۔ [۲]

رمضان المبارک کی ہر گھڑی اور منٹ و سیکنڈ کو غنیمت جاننا چاہیئے جتنا ممکن ہو اس

---

[۱] رواہ الترمذی [۲] رواہ البخاری و مسلم

ماہ میں نیک کام کرلو، اور ثواب لوٹ لو، پھر رمضان میں بھی آخری دس دن کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

رمضان کے آخری دس دن (جن کو عشرۂ اخیرہ کہا جاتا ہے) اعتکاف بھی کیا جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ان دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے اور آپؐ کی بیویاں بھی اعتکاف کرتی تھیں، آپؐ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کی بیویوں نے اعتکاف کا اہتمام کیا جیسا کہ اوپر حدیث میں مذکور ہوا، زمانۂ نبوت کی عورتیں نیکیاں کمانے کی دُھن میں پیچھے نہ رہتی تھیں۔

اعتکاف میں بہت بڑا فائدہ ہے اس میں انسان یکسو ہو کر اپنے اللہ سے لَو لگائے رہتا ہے اور چونکہ رمضان کی آخری دس راتوں میں کوئی نہ کوئی رات شب قدر بھی ہوتی ہے اس لئے اعتکاف کرنے والے کو عموماً وہ بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

ایسی مسجد میں اعتکاف کریں جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو۔

مسجد میں داخل ہو جائیے، رمضان کی بیسویں تاریخ کا سورج چھپنے سے پہلے عید کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کی نیت سے عورتوں کو گھر کی مسجد میں اور مردوں کو پنجوقتہ نماز باجماعت والی مسجد میں اعتکاف کریں، جم کے رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں، جم کر رہنے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا چاند نظر آنے تک مسجد ہی کی حد میں رہے۔ البتہ پیشاب، پاخانہ کے لئے وہاں سے چلے جانا درست ہے، اعتکاف کرے تو ہر وقت مسجد میں رہے، وہیں سوئے، وہیں کھائے، قرآن پڑھے، نفلیں پڑھے تسبیحوں میں مشغول رہے، جہاں تک ممکن ہو، راتوں کو جاگے اور عبادت کرے، خاص کر جن راتوں میں شب قدر کی اُمید ہو ان راتوں میں شب بیداری کا اہتمام کرے۔

اعتکاف کی فضیلت

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، اور اس کو تمام نیک ثواب ملتا ہے[1] (جو بے اعتکاف والے چل پھر کرتے ہیں۔)

---

[1] سنن ابن ماجہ

مسئلہ:۔ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت علی الکفایہ ہے محلہ میں کوئی نہ کوئی صاحب ضرور اعتکاف کرلیں۔

مسئلہ:۔ اعتکاف میں میاں بیوی کے خاص تعلقات والے کام جائز نہیں ہیں۔ نہ رات میں نہ دن میں۔

مسئلہ:۔ یہ جو مشہور ہے کہ جو اعتکاف میں ہو وہ کسی سے نہ بولے چالے، یہ غلط ہے، بلکہ اعتکاف میں بولنا چالنا اچھی باتیں کرنا، کسی کو نیک بات بتادینا اور برائی سے روک دینا بال بچوں اور نوکروں و نوکرانیوں کو گھر کا کام کاج بتادینا یہ سب درست ہے۔

مسئلہ:۔ اعتکاف نفلی بھی ہوتا ہے اور اس کے لئے رمضان المبارک ہونا بھی شرط نہیں جب بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت کرلیا کرے۔

مسئلہ:۔ اعتکاف کی حالت میں پیشاب پاخانہ کے لئے مسجد سے نکلنا درست ہے کھانے پینے کی چیزیں مسجد میں منگا کر کھائے اور ہر وقت حدود مسجد میں رہے اور اسی جگہ سوئے اور تلاوت ذکر نوافل میں مشغول رہے۔

شبِ عید اور یوم عید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ آپؐ کی اُمت کی رمضان کی آخری شب میں مغفرت کردی جاتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اس سے شب قدر مراد ہے؟ فرمایا کہ نہیں! (اس سے آخری رات مراد ہے) جب عمل کرنے والا عمل پورا کردیتا ہے تو اس کا اجر دیدیا جاتا ہے۔ [۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو ہر اس بندہ کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑا ہوا یا بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کررہا ہو۔ پھر جب عید کا دن ہوتا

---

[۱] رواہ احمد کما فی المشکوٰۃ ص۱۷۳۔

ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کو پیش فرما کر فخر فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے میرے فرشتو! (بتاؤ) اجرت پر عمل کرنے والے اس شخص کی کیا جزا ہے جس نے اپنا عمل پورا کردیا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کا اجر پورا پورا دیدیا جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے فرشتو میرے بندوں نے اور میری بندیوں نے میرا فریضہ ادا کردیا ہے جو ان کا ذمہ تھا۔ پھر نکلے ہیں، دعا کررہے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت کی جلال کی اور اپنے کرم کی اور اپنی برتری کی اور اپنے مرتبہ کی رفعت کی میں ضرور ضرور ان کی دعا قبول کروں گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ واپس ہوجاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا، لہٰذا وہ (نماز عید سے فارغ ہوکر) بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں۔ [۱]

کن لوگوں کو روزۂ رمضان چھوڑنے کی اجازت ہے،

مریض اور مسافر

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ [۲]

جو شخص اس ماہ میں موجود ہو وہ ضرور اس میں روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے، اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں۔

معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن روزے معاف نہیں ہیں۔ بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا فرض ہے، اگر زیادہ تکلیف نہ ہو تو رمضان ہی میں روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

قرآنِ مجید میں یہ بھی ارشاد ہے۔ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ [۳]

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۲ عن البیہقی فی شعب الایمان۔ [۲] سورۃ البقرہ [۳] سورۃ البقرہ

یعنی گو مرض اور سفر میں بعد میں رکھنے کی نیت سے رمضان کا روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، لیکن رمضان ہی میں روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور وجہ اس کی یہ ہے ان دنوں تو رمضان کی برکت اور نورانیت سے محرومی نہ ہوگی دوسرے سب مسلمانوں کے ساتھ مل کر روزہ رکھنے میں آسانی بھی ہوگی اور بعد میں تنہا روزے رکھنا مشکل ہوگا۔

مرض اور سفر کے بارے میں جو تفصیل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

جو شخص ایسا مریض ہو کہ روزہ سے اُس کی جان پر بن آنے کا قوی اندیشہ ہو یا جو سخت مرض میں مبتلا ہو اور روزے سے مرض کے طول پکڑ جانے کا غالب گمان ہو اس کے لئے جائز ہے کہ رمضان شریف کے روزے رمضان میں نہ رکھے اور اس کے بعد جب اچھا ہو جائے قضا رکھ لے۔

اس میں بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں، اوّل یہ کہ معمولی معمولی مرض میں روزہ چھوڑ دیتے ہیں، گو اس مرض کے لئے روزہ مضر بھی نہ ہو، دوم یہ کہ فاسق اور بے دین بلکہ بدترین ڈاکٹروں کے قول کا اعتبار کر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر کہہ دیتے ہیں کہ روزہ نہ رکھئے گا، ان ڈاکٹروں کو نہ روزوں کی قیمت معلوم ہے نہ شرعی مسئلہ کی صحیح صورت کا علم ہے، نہ خود روزہ رکھنے کی عادت ہے نہ اُن کے دل میں کسی مومن کے روزے کا درد ہے، ایسے لوگوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ چونکہ عموماً ڈاکٹر آج کل فاسق ہی ہیں اس لئے مریض کو اپنی صوابدید سے اور کسی ایسے ڈاکٹر سے مشورہ کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے جو خوفِ خدا رکھتا ہو اور جو مسئلہ شرعیہ سے واقف ہو۔ سوم یہ کوتاہی عام ہے کہ بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے چھوڑ دیتے ہیں اور پھر رکھتے ہی نہیں اور بہت بڑی گناہگاری کا بوجھ لے کر قبر میں چلے جاتے ہیں۔

مسافر جو مسافتِ قصر کے ارادے سے شہر یا بستی سے نکلا جب تک سفر میں رہے گا، مرد ہو یا عورت چار رکعتوں والی نمازوں کی جگہ دو دو رکعتیں فرض پڑھے گا ہاں اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو مسافر کے حکم میں نہیں رہے گا اور پوری نماز پڑھنی ہوگی، مسافتِ قصر ۴۸[1] میل ہے، اتنی دور کا ارادہ کر کے روانہ ہو جانے پر شرعی مسافر ہے جبکہ اپنے وطن سے نکل جائے، اتنی دُور کا خواہ پیدل سفر کرے خواہ بس سے خواہ ہوائی جہاز سے یا اور کسی تیز رفتار سواری سے، شرعی مسافر مانا جائے گا شریعت

---

[1] اٹھاسی ۸۸ کلومیٹر

نے نمازِ قصر کی بنیاد مسافتِ قصر پر رکھ دی ہے، اگرچہ تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ:۔ جس مسافر کو چار رکعت والی نمازِ فرض کی جگہ دو رکعت پڑھنا ضروری ہے اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ رمضان شریف کے موقع پر سفر میں روزہ نہ رکھے اور بعد میں گھر آکر چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرے، خواہ ہوائی جہاز یا موٹر کار سے سفر کیا ہو اور خواہ کوئی تکلیف محسوس نہ ہوتی ہو اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو مسافر نہ ہوگا، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بہت سے لوگ جس طرح مرض کی حالت میں روزہ چھوٹ جانے پر بعد میں قضا نہیں رکھتے اسی طرح لوگ سفر میں روزہ چھوڑ کر بعد میں گھر آکر قضا نہیں رکھتے اور گناہ گار مرتے ہیں۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی کے لئے رخصت

حضرت انس کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے نماز کا ایک حصہ معاف فرما دیا ہے اور رمضان کے روزے نہ رکھنے کی بھی مسافر کو اجازت دی ہے اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت اور حمل والی عورت کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے [1]

دودھ پلانے والی

جس طرح مریض اور مسافر کو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے (جس کی شرطیں اوپر لکھی گئیں) اسی طرح اپنا دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ رمضان کے روزے نہ رکھے، اور بعد میں قضا کرلے، بشرطیکہ روزہ رکھنے سے بچّے کو دودھ نہ ملنے کی وجہ سے غذا سے محرومی ہوتی ہو اگر بچّہ ماں کے دودھ کے علاوہ دوسری غذا کے ذریعہ گزارہ کرسکتا ہو۔ مثلاً اوپر کا دودھ پینے سے یا دلیہ چاول وغیرہ کھانے سے بچّے کی غذا کا کام چل سکتا ہے تو دودھ پلانے والی عورت کو روزہ چھوڑنا حرام ہے اور یہ مسئلہ بھی بچّے کی عمر دو سال ہونے تک ہے، جب بچّے کی عمر دو سال ہوجائے تو اس کو عورت کا

---

[1] رواہ الترمذی، وابوداؤد

دودھ پلانا ہی منع ہے، اس میں روزہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ:- دودھ پلانے والی کو شرط مذکور کے ساتھ رمضان کا روزہ نہ رکھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ بچہ کا باپ دوسری عورت کو معاوضہ دے کر دودھ پلوانے سے عاجز ہو یا وہ بچہ ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ لیتا ہی نہ ہو۔

حاملہ جو عورت حمل سے ہو اُس کو بھی رمضان شریف میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، ولادت کے بعد جب نفاس ختم ہو جائے چھوڑے ہوئے روزے رکھ لے، مگر شرط وہی ہے کہ روزہ رکھنے سے بہت زیادہ تکلیف میں پڑنے یا اپنے بچے کی جان کا اندیشہ ہو۔

فدیہ کا حکم

وہ عورت یا مرد جو مستقل ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے جان پر بن آنے کا شدید خطرہ ہو اور زندگی میں اچھے ہونے کی اُمید ہی نہ ہو۔ یا وہ مرد و عورت جو بہت زیادہ بوڑھا ہے روزہ رکھ ہی نہیں سکتا۔ اور روزے پر قادر ہونے کی کوئی اُمید نہیں یہ لوگ روزے کے بجائے فدیہ دیں لیکن بعد میں کبھی روزہ رکھنے کے قابل ہو گئے تو گزشتہ روزوں کی قضا کرنی ہوگی اور آئندہ روزے رکھنے ہوں گے اور جو فدیہ دیا ہے صدقہ میں شمار ہوگا۔

مسئلہ:- ہر روزے کا فدیہ یہ ہے کہ پونے دو کیلو گیہوں یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دیدے یا فی روزہ ایک مسکین کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔

نفل روزوں کا بیان

ان نوافل کے ذریعہ فرائض کی کمی پوری کی جائے گی اس لئے اس عبادت سے غافل نہ ہوں لیکن دو باتیں یاد رکھنی چاہئیں، اوّل یہ کہ اس عبادت کی وجہ سے کسی کی حق تلفی نہ ہو مثلاً مرد زیادہ نفلی روزے رکھ کر اس قدر کمزور نہ ہو جائے کہ بیوی بچوں کو کما کر نہ دے سکے یا دوسرے حقوق میں کوتاہی ہونے لگے یا مثلاً کوئی عورت روزے رکھنے کی وجہ سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع نہ کر دے، میاں بیوی کا ایک خاص تعلق ہوتا ہے جو روزے میں نہیں ہوتا ہے اگر کوئی عورت

روزہ پر روزہ رکھتی چلی جائے اور شوہر کے خاص تعلق کا خیال نہ رکھے تو گنہگار ہوگی، شوہر کو خوش رکھنا اور اس کے حقوق کا دھیان رکھنا بھی عبادت ہے، بعض عورتوں کو دیکھا گیا ہے، کہ روزہ پر روزہ رکھتی چلی جاتی ہیں اور روزہ روزانہ رکھنے کی عادت ڈال لیتی ہیں، دن میں روزہ رات کو تھک کر پڑ گئیں، شوہر بے چارے کا کوئی دھیان نہیں، یہ طریقہ شرعاً درست نہیں ہے، ایسی عورتوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ کسی عورت کے لئے یہ حلال نہیں، ہے کہ شوہر گھر پر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے،[1] شوہر اگر اجازت دے تو نفلی روزہ رکھے البتہ روزانہ روزہ رکھنا پھر بھی منع ہے، اور فرض روزے ادا یا قضاء رکھنے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے شوہر اجازت نہ دے تب بھی اُن کی ادائیگی فرض ہے اگر وہ اس سے روکے گا تو سخت گنہگار ہوگا، اسی طرح رمضان کے جو روزے ماہواری کی وجہ سے رہ جائیں اُن کی قضاء رکھنا بھی فرض ہے، اگر شوہر روکے تب بھی رکھ لے، اگر وہ روکے گا تو گنہگار ہوگا۔

شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اُس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال (یعنی عید) کے مہینے میں رکھ لے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا۔ اگر ہمیشہ ایسا ہی کرے گا تو) گویا اُس نے ساری عمر روزے رکھے،[2]

اس مبارک حدیث میں رمضان مبارک گزرنے کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کا عظیم ثواب بتایا گیا ہے۔ ثواب دینے کے بارے میں اللہ پاک نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہر عمل کا ثواب کم از کم دس گنا مقرر فرمایا ہے جب کسی نے رمضان کے تیس روزے رکھے اور پھر چھ روزے اور رکھ لے تو یہ چھتیس روزے ہو گئے، چھتیس کو دس میں ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں، قمری کے حساب سے ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے لہٰذا چھتیس روزے

---

[1] رواہ مسلم [2] رواہ مسلم

رکھنے پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین سو ساٹھ روزے شمار ہوں گا اور اس طرح پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر ہر سال کوئی شخص ایسا ہی کر لیا کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزے رکھنے والا مان لیا جائے گا، اللہ اکبر! بے انتہا رحمت اور آخرت کی کمائی کے لئے اللہ پاک نے کیسے بیش بہا مواقع دیئے ہیں۔

فائدہ :۔ اگر رمضان کے روزے چاند کی وجہ سے انتیس ہی رہ جائیں تب بھی یہ تیس ہی شمار ہوں گے کیونکہ ہر مسلمان کی نیت ہوتی ہے کہ چاند نظر نہ آئے تو تیسواں روزہ رکھے گا۔ اس اعتبار سے انتیس روزے رمضان کے اور چھ عید کے کل پینتیس روزے رکھنے سے بھی پورے سال روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف رمضان اور چھ شوال کے روزے رکھنے پر اس ثواب کی خوشخبری سُنائی، لہٰذا ہمیں یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایک روزہ چاند کی وجہ سے رہ گیا تو ثواب پورے سال کا ہوگا یا نہیں۔

فائدہ :۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ثواب اُسی وقت ملے گا جبکہ عید کے بعد دوسرے دن کم از کم ایک روزہ ضرور رکھ لے یہ غلط ہے، اگر دوسری تاریخ سے روزے شروع نہ کئے اور پورے ماہ شوال میں چھ روزے رکھ لے تب بھی یہ ثواب مل جائے گا۔

پیر اور جمعرات اور چاند کی ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخ کے روزے

رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی روزے رکھنا چاہیے، روزہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے عید کے مہینہ کے چھ روزوں کا ذکر گذشتہ حدیث میں گزر چکا ہے - پیر اور جمعرات کو نفل روزہ رکھنے کی بھی فضیلت آئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو بارگاہ خداوندی میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزے سے ہوں [1]

چاند کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنے کی بھی فضیلت وارد ہوتی ہے۔ آنحضرت

---

[1] سنن ترمذی

صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں روزے رکھا کرتے تھے۔ [1]

بقر عید کی نویں تاریخ کا روزہ

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ بقر عید کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک سال پہلے اور ایک سال کے بعد گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔ [2]

عاشوراء کا روزہ

اور یہ بھی فرمایا کہ یوم عاشوراء (یعنی محرم کی دس تاریخ) کے روزہ کے بارے میں اللہ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کے رکھنے کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ فرما دیں گے۔ [3]

بقر عید کی نویں تاریخ سے پہلے جو آٹھ دن ہیں اُن کا روزہ رکھنے کی بھی فضیلت آئی ہے، اور حدیث میں آیا ہے کہ ان میں سے ہر روزہ کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔ [4]

۱۵ شعبان اور عشرہ ذی الحجہ

اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو اس میں (نماز میں) قیام کرو اور اس کے بعد آنے والے دن میں روزہ رکھو۔ [5]

مسئلہ:۔ عید کے اور بقر عید کے دن اور بقر عید کے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ:۔ نفل روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس کی قضا واجب ہے۔

روزانہ روزہ رکھنے کی ممانعت

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزانہ روزہ رکھا اس نے نہ روزہ رکھا

---

[1] [2] [3] صحیح مسلم [4] مشکوٰۃ المصابیح [5] رواہ ابن ماجہ

نہ بے روزہ رہا[1]

مطلب یہ ہے کہ روزانہ روزہ رکھنے سے نفس کو عادت ہو جاتی ہے۔ عادت ہو جانے سے مشقت نہیں ہوتی، جب مشقت نہ ہوئی تو روزہ کا مقصد ختم ہو گیا۔ اب یوں کہا جائے گا، کہ کھانے پینے کے اوقات بدل دیئے، اس صورت میں عبادت کی شان باقی نہ رہے گی، اگر کسی سے ہو سکے تو ایک دن روزہ رکھے ایک دن بے روزہ رہے، یہ بہت فضیلت کی بات ہے لیکن شرط وہی ہے کہ شوہر کی اجازت ہو اور اس قدر بے طاقت نہ ہو جائے کہ دوسری عبادات اور ادائیگی میں فرق آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بڑے درجے کے صحابی تھے، یہ روزانہ روزہ رکھتے تھے اور راتوں رات نفل پڑھتے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو بلکہ روزہ بھی رکھو اور بے روزہ بھی رہا کرو، راتوں میں نفل نمازیں بھی کھڑے رہا کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور جو لوگ تمہارے پاس آئیں اُن کا بھی تم پر حق ہے۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا کمال یہ ہے کہ اپنے بدن اور اعضاءِ جسم اور بیوی بچوں اور مہمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہوئے نفل عبادت کی جائے، مہمان آیا اُسے نوکر چاکر کے ذریعے کھانا کھلوا دیا سونے لگے تو وہ اکیلا سو گیا اور صاحبِ خانہ نمازیں لگ گئے، وہ بے چارہ منتظر ہی رہا کہ دو باتیں کب کروں؟ یہ کوئی صحیح عبادت نہیں، البتہ نفس کی شرارت کو بھی موقع نہیں دینا چاہیئے یعنی موقع ہوتے ہوئے نفس بہانے نہ نکال لے کہ آج مہمان ہے کیسے نماز پڑھوں؟ اور اگر ایک نفلی روزہ رکھ لیا تو کمزوری کے پہاڑ ہی ٹوٹ پڑیں گے۔ خلاصہ یہ کہ شریعت کی حدود میں نفس و شیطان کے فریب سے بچتے ہوئے نفل نمازیں پڑھو اور نفل روزے رکھو، تلاوت بھی کرو اور ذکر بھی کرو اور کسی مخلوق کا حق واجب بھی ضائع نہ ہونے دو۔

---

[1] رواہ مسلم [2] رواہ البخاری و مسلم

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً

کتاب الحج

حج کی حکمت اور فضیلت اور ادائیگی کا طریقہ

مع

ضروری احکام و مسائل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، نماز روزہ جانی عبادت ہے اور زکوٰۃ وصدقات مالی عبادات ہیں اور حج مالی عبادت بھی ہے اور جانی بھی، اس میں پیسہ بھی خرچ ہوتا ہے اور اور مشقت بھی اُٹھانی پڑتی ہے صاحب استطاعت پر حج کرنا فرض ہے۔ سورۂ آل عمران میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ (اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا لازم ہے اس شخص پر جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی، اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ استطاعت کیا چیز ہے جس کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا زَادٌ وَرَاحِلَۃٌ یعنی سفر خرچ اور سواری، اس سے معلوم ہوا مکہ معظمہ تک آنے جانے اور حج کے اخراجات ملکیت میں ہونے سے حج فرض ہو جاتا ہے۔

حج کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے زیادہ افضل ہے آپؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کیا ہے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا عرض کیا گیا پھر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا حَجٌّ مَبۡرُوۡرٌ یعنی (وہ حج جس میں گناہ نہ کئے ہوں اور ریاکاری نہ ہو) [1]

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور اس نے ایسی باتیں نہ کی جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی

---

[1] رواہ البخاری ومسلم

ہیں اور گناہ نہ کیے تو یہ شخص اس طرح واپس ہوگا جیسا اس دن (بے گناہ) تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔[1]

اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ   کہ حجِ مبرور کی جزا جنت ہی ہے، (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یکے بعد دیگرے حج وعمرہ کو ادا کرو کیونکہ وہ دونوں تنگدستی کو اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح آگ کی بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (رواہ الترمذی)

حج نہ کرنے پر وعید

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو سخت مجبوری یا ظالم بادشاہ یا روکنے والا مرض حج سے نہ روکے اور بلا حج کئے مر جائے تو چاہے تو یہودی ہو کر مر جائے اور چاہے تو نصرانی ہو کر مر جائے، (رواہ الدارمی)

خدا کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے معلوم ہوا کہ جن لوگوں پر حج فرض ہوا اور انھوں نے بغیر عذر شرعی کے چھوڑ دیا تو ان کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔

حج میں جن چیزوں کا مظاہرہ بہت واضح ہے ان میں سے ایک یہ کہ اس میں موت کے اور موت کے بعد کے احوال کا ایک نمونہ سامنے آجاتا ہے، جب کوئی مسلمان حج کے لئے گھر سے چلتا ہے گھر بار اور اعزہ واقربا، احباب واصحاب وطن مالوف کو چھوڑ کر روانہ ہو جاتا ہے گویا دوسرے عالم کا سفر ہے جن چیزوں میں دل لگا ہوا تھا وہ سب چھوٹ گئیں، دوستوں کی مجلسیں ختم ہوئیں جن سے الفت تھی وہ جدا ہو گئے، انسان غور کرے کہ آج یہ چیزیں عارضی طور پر چھوٹ رہی ہیں، ایک دن وہ آئے گا کہ مستقل چھوٹ جائیں گی سواری پر سوار ہوتے اعزہ واقربا رخصت کر رہے

---

[1] رواہ البخاری ومسلم

ہیں اپنے اپنے تعلق کے بقدر ہر شخص کچھ دور تک ساتھ چلتا ہے بالآخر سب سے زیادہ عزیز ترین جو دوست ہوتے ہیں وہ بھی ریل میں بٹھا کر یا بحری جہاز یا ہوائی جہاز پر سوار کرا کر واپس ہو جاتے ہیں، یہ منظر اس وقت بھی پیش آنے والا ہے جب احباب واصحاب جنازہ کے ساتھ چلیں گے اور بالآخر دفن کر کے سب ہی واپس ہو جائیں گے سواری روانہ ہو گئی اب کوئی چیز کام دینے والی نہیں جو مال حاجی صاحب نے ساتھ لے لیا۔

وہی کام دے گا جیسا کہ قبر میں وہی اعمال ساتھ دیں گے اور آرام پہنچنے کا ذریعہ بنیں گے جو پہلے سے ساتھ لئے تھے پھر دوسرے ملک میں داخل ہونے کے لئے سامان کی تفتیش پاسپورٹ اور ویزے کی چیکینگ کا مرحلہ سامنے آجاتا ہے اس میں بھی عبرت ہے کیونکہ یہ قبر کے سوال وجواب کا ایک نمونہ ہے۔

جب میقات پر پہنچے تو غسل کر کے دو سفید چادریں پہن لے، جب تک حج کا مسافر ان چادروں میں رہے گا ہر وقت اس کے سامنے کفن کی یاد تازہ ہو رہی ہے چادریں پہن کر بلند آواز سے لبیک اللّٰھم لبیک کی صدا لگانی شروع کر دی اور یہ صدا جمرۂ کبریٰ کی رمی تک جاری رہے گی، (جو دسویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد کی جاتی ہے) یہ لبّیک اللّٰھمّ لبیک (حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں) بار بار قیامت کے دن کی حاضری کی یاد تازہ کرتا ہے۔

عرفات کا میدان، میدان حشر کا ایک نمونہ ہے لق ودق میدان میں کھڑے ہیں دھوپ بہت سخت ہے عظیم اجتماع میں موجود ہیں مغفرت کی امید ہے اور گناہوں کا خوف ہے، اللہ جل شانہ نے عالم ارواح میں جب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا عہد لیا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کی ساری ذریت کو ان کی پشت سے نکال کر وادیٔ نعمان میں جمع فرما کر اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا عہد لیا تھا اور سب نے مل کر بَلٰی کہہ کر جواب دیا تھا[1] عرفات میں وہ عہد بھی تازہ ہو جاتا ہے (وادیٔ نعمان عرفات کے قریب ایک جگہ ہے) عرفات، منیٰ اور مزدلفہ میں طرح طرح کے لوگ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص۲۴

مختلف زبانیں ہزاروں آدمیوں کی بے چینی، حیرانی اور پریشانی کا عالم یہ سب امور قیامت کے دن کے مناظر کو یاد دلاتے ہیں۔

(۲) اللہ جل شانہ منعم اور محسن ومربی ہے، صفات کمالیہ سے متصف ہے عقلاً وطبعاً محسن سے محبت ہونا اور محبت کرنا ضروری ہے اہل ایمان کی صفات میں فرمایا یُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت فرماتا ہے) اور فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (اور جو لوگ ایمان لائے اللہ کی محبت میں سب سے زیادہ بڑھ کر ہیں)

تمام عبادات میں جہاں نیازمندی اور بندگی کا مظاہرہ ہے وہاں عشق ومحبت کے مظاہرے کا پہلو حج میں بہت زیادہ نمایاں ہے۔ سفر کی ابتداء ہی سے ——————— ،سب تعلقات ختم کر کے اعزہ واقربا کو رخصت کر کے گھر بار سے منہ موڑ کر جنگلوں اور میدانوں کا سفر کرتے ہوئے محبوب حقیقی کے گھر کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ جب محبوب حقیقی کے گھر کے قریب پہنچ جاتے ہیں یعنی میقات سے گذرنے لگتے ہیں تو اچھی طرح غسل کر کے صاف ستھرے ہو کر خوشبو لگا کر سلے ہوئے کپڑے اتار کر بے سلی دو چادریں پہن لیتے ہیں۔ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا میل چھڑانا ممنوع ہو جاتا ہے زیب وزینت ختم ہو جاتی ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مَا الْحَاجُّ کہ حج کرنے والا کون ہے آپ نے فرمایا اَلشَّعِثُ التَّفِلُ کہ جس کے بال بکھرے ہوں میلا کچیلا ہو۔[1]

احرام باندھ لیا بننے سنورنے کے مواقع ختم ہو گئے عاشق زار مستانہ وار بکھرے ہوئے بال پراگندہ حال زیب وزینت سے بے نیاز محبوب حقیقی کے گھر کی طرف جارہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ کونسا حج افضل ہے آپ نے فرمایا اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ (یعنی زور زور سے تلبیہ پڑھنا اور قربانی کا خون بہانا) میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں کی رٹ لگاتے ہوئے بیت اللہ کی طرف روانہ ہیں یہ سب عاشقانہ رنگ ہے ان عاشقوں کے بارے میں ارشاد نبوی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ

---

[1] رواہ ابن ماجہ باسناد حسن کما فی الترغیب

أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ [1] (کہ حج وعمرہ کو جانے والے اللہ کے بارگاہ میں پہنچنے والے مہمان ہیں اگر اللہ سے دعا کریں تو قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت فرمادے، اور ارشاد فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتُصَافِحُ رُكْبَانَ الْحَاجِّ وَتَعْتَنِقُ الْمُشَاةَ [2] (کہ بلاشبہ فرشتے سواری پر سفر کرنے والے حجاج سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان میں جو پیدل چلیں ان سے گلے ملتے ہیں)

دو چادریں پہنے ہوتے بال بکھرے ہوئے میلے کچیلے حال میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اب مسجد حرام میں جانا ہے جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے، مستحب ہے کہ مَعلیٰ کی طرف سے مسجد حرام میں داخل ہوں کیونکہ اُدھر کعبہ شریف کا دروازہ ہے جب کسی کے یہاں جاتے ہیں تو دروازہ سے جانا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَعلیٰ والی جانب سے داخل ہوتے اور یہ سب کے لئے سنت قرار پاگیا مسجد حرام میں داخل ہو کر سب سے پہلا کام طواف بیت اللہ ہے، طواف کیا ہے اللہ کے گھر کے چاروں طرف گھومنا ہے، حجر اسود سے ابتداء ہے اور اسی پر ہر چکر کی انتہاء ہے اللہ کا گھر دیکھ لیا یہ گویا دنیا میں اللہ سے ملاقات ہے۔

اس دنیا میں ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جا سکتا اس کے گھر کو دیکھ لیا یہ بہت بڑی نعمت ہے بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حجر اسود اس زمین میں اللہ کا ہاتھ ہے یعنی جو شخص اسے بوسہ دے گا یا چھوئے گا گویا اس نے مالک حقیقی جل مجدہ سے مصافحہ کر لیا [3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے سامنے تشریف لائے پھر اپنے دونوں ہونٹ اس پر رکھ دیئے (اور) دیر تک روتے رہے، پھر جو آپ نے التفات فرمایا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نظر پڑ گئے وہ بھی رو رہے تھے آپ نے فرمایا اے عمر! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں [4]

---

[1] رواہ ابن ماجہ [2] ذکرہ الشیخ فی فضائل الحج وعزاہ الی الدر عن البیہقی، [3] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۹۲

[4] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۹۵

حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف شروع کرتے ہیں یعنی کعبہ شریف کے دروازے پر چلتے ہیں۔ کعبہ شریف بائیں طرف رہ جاتا ہے، اور ساتوں چکروں میں اسی طرح رہتا ہے، اصحاب معرفت نے اس میں یہ حکمت بتائی ہے کہ صاحب بیت سے مصافحہ کے بعد سب سے پہلے صاحب البیت کے دروازے پر آنا چاہئے اگر حجر اسود کا استلام کر کے رکن یمانی کی طرف جاتے اور کعبہ شریف کے پیچھے سے ہو کر آتے تو دروازے کے سامنے آنے میں دیر لگتی۔

رب جل شانہ کے مصافحہ کے بعد طواف شروع کر دیا محبوب کے در و دیوار کے چکر لگانا عشاق کی خاص شان ہے۔ رب کریم کا گھر ہے اس کے چاروں طرف گھوم رہے ہیں۔ محبوب کا ذکر کرتے ہوئے مغفرت کی امید باندھے ہوئے دنیا و آخرت کی خیر طلب کرتے ہوئے چکر لگا رہے ہیں ہر چکر میں جب حجر اسود پر آتے ہیں تو حجر اسود کا استلام کرتے ہیں بار بار صاحب بیت سے مصافحہ ہو رہا ہے اور مستانہ وار محبوب کے گھر کے چکر لگ رہے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بیت اللہ کا سات چکروں سے طواف کیا اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط کے علاوہ کوئی بات نہ کی تو اس کے دس گناہ نامۂ اعمال سے مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے دس درجات بلند کر دیئے جائیں گے اور جس نے طواف کیا اور طواف کے درمیان (دنیاوی) باتیں کرتا رہا تو وہ ایسا ہے، جیسے وہ رحمت میں اپنے پاؤں سے گھس گیا جس طرح کوئی شخص اپنے پیروں سے پانی میں گھس جائے۔ [۱]

مطلب یہ ہے کہ اگر یہ شخص اللہ کا ذکر کرتے ہوئے طواف کرتا تو سر سے پاؤں تک رحمت میں رہتا اور اب اسے دنیاوی باتیں کرنے کی وجہ سے رحمت کا کچھ حصہ نصیب ہوا۔

کعبہ شریف کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اسے ملتزم کہتے ہیں جس کا معنی ہے چمٹنے کی جگہ خارج طواف اس سے بھی چمٹتے ہیں، رخسار اس پر رکھتے ہیں، گڑگڑا کر اور بلبلا کر دعا مانگتے ہیں کعبہ شریف کے پردوں کو پکڑ کر بھی دعا کرتے ہیں اس میں سوال ہے اور اظہار عاجزی بھی ہے۔

---

[۱] رواہ ابن ماجہ

پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ شریف کا دروازہ اور حجراسود کے درمیان کھڑے ہو کر اپنا سینہ اور چہرہ اور ہتھیلیاں اور دونوں بازو کعبہ شریف کی دیوار سے لگا دیئے پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوتے دیکھا ہے۔ [1]

حضرت زبیر مکی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حجراسود اور کعبہ شریف کے دروازے کے درمیان جو جگہ ہے اس کا نام ملتزم ہے، جو بھی اس جگہ چمٹ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرماتے گا۔ [2]

ملتزم پر دعا کی قبولیت مجرّب ہے اور اس بارے میں ایک حدیث مسلسل بھی ہے جو اہل علم کے درمیان مشہور ہے۔ ملتزم پر بلک بلک کر مانگنے کی شان بھی عجیب ہے، اس کی لذت اور کیفیت وہی حضرات جانتے ہیں جنہیں دعا کرنے کا چسکا ہے۔

اور فرشتے البیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور یہاں دنیا میں مؤمن بندے کعبہ شریف کا طواف کرتے ہیں، کعبہ شریف البیت المعمور کے نیچے ہے، وہاں کے رہنے والے وہاں مشغول طواف ہیں اور زمین پر بسنے والے بندے یہاں طواف میں لگے ہوئے ہیں، مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ کعبہ شریف البیت المعمور کے نیچے ہے۔

طواف قدوم یا طواف زیارت کے بعد صفا مروہ کی سعی بھی کی جاتی ہے اس میں بھی شان عاشقانہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانی دینے کی ایک یادگار ہے، بات یہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ شانہٗ کا حکم ہوا (وہ ملک شام میں رہتے تھے) کہ جاؤ اپنے بیٹے اسماعیل اور اس کی والدہ کو مکہ معظمہ میں چھوڑ آؤ، اس وقت مکہ معظمہ بالکل چٹیل میدان تھا وہاں نہ عمارت تھی نہ آدم نہ آدم زاد نہ کھانے پینے کا سامان وہ اپنی بیوی بچہ کو لے کر مکہ معظمہ آئے تھوڑا سا پانی تھوڑی سی کھجوریں ان کے پاس چھوڑ کر چل دیئے ان کی بیوی نے دریافت کیا کیا بات ہے، ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں نہ یہاں کوئی انیس ہے نہ کوئی چیز ہے، بار بار سوال

---

[1] رواہ ابو داؤد ورواہ ابن ماجہ ایضاً (باب الملتزم) وفیہ تصریح بان عبد اللہ ھذا ھو ابن عمرو

[2] رواہ البیہقی فی سنن الکبری ج ۵ ص ۱۶۴

کیا لیکن انھوں نے توجہ نہیں فرمائی جب یہ ماجرا دیکھا تو کہنے لگیں کہ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں! یہ سن کر وہ کہنے لگیں کہ اِذاً لَّا یُضَیِّعُنَا (بس تو آپ جائیں جب اللہ کا حکم ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا) اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے، اور اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اپنے بچہ کے ساتھ وہیں رہ گئیں بچے کو دودھ پلاتی رہیں اور وہ جو تھوڑا سا پانی ان کے پاس چھوڑ گئے تھے اس میں سے پیتی رہیں جب پانی ختم ہو گیا تو خود بھی پیاسی ہو گئیں اور بچہ بھی پیاسا ہو گیا اور بچہ زمین پر پلٹیاں کھانے لگا چونکہ یہ منظر دیکھا نہیں جا رہا تھا اس لئے صفا (پہاڑی) کی طرف چلی گئیں جو وہاں سے قریب ترین پہاڑی تھی اس پر کھڑی ہو گئیں وہاں سے اِدھر اُدھر نظر ڈالی کہ ممکن ہے کوئی شخص نظر آئے وہاں کوئی بھی نظر نہیں آیا لہٰذا صفا سے اتر کر مروہ (پہاڑی) کی طرف چلیں درمیان میں نشیب یعنی نیچی جگہ آ گئی اس میں سے دوڑ کر چلی گئیں مروہ پر پہنچ کر پھر اِدھر اُدھر دیکھا کہ ممکن ہے کوئی شخص نظر آجائے وہاں بھی کوئی نظر نہ آیا سات مرتبہ ایسا ہی کیا (کبھی صفا پر جاتیں کبھی مروہ پر) یہ واقعہ بیان کر کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا فَذٰلِكَ سَعْیُ النَّاسِ بَیْنَهُمَا (کہ اسی وجہ سے لوگ ان کے درمیان سعی کرتے ہیں) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ آخری مرتبہ جب مروہ پر تھیں تو انھوں نے ایک آواز سنی اور آواز والے سے کہا کہ

تو نے آواز تو سنادی یہ بتا کہ تیرے پاس کوئی مدد کرنے والی چیز بھی ہے وہ اسی حال میں تھیں کہ اچانک زمزم کی جگہ ایک فرشتہ نظر آیا جس نے اپنی ایڑی سے زمین کھودی یہاں تک کہ وہاں سے پانی ظاہر ہو گیا (جو چشمے کی صورت میں تھا بعد میں وہاں کنواں کھود دیا گیا اور اب کنویں ہی کی صورت میں ہے) حضرت اسماعیلؑ کی والدہ نے مروہ پر کھڑے ہوئے جب یہ منظر دیکھا تو پانی کے پاس آئیں اور وہاں چھوٹے سے حوض کی صورت بنادی اور اپنے مشکیزہ میں پانی بھر لیا خود پانی پیا بچہ کو دودھ پلایا فرشتے نے ان سے یہ بھی کہا کہ ضائع ہونے سے نہ ڈرنا کیونکہ یہاں اللہ کا ایک گھر ہے جسے یہ بچہ اور اس کا والد دونوں مل کر تعمیر کریں گے اور اللہ اس گھر کے متعلقین کو ضائع نہیں فرماتا۔

حضرت اسماعیلؑ کی والدہ اپنے بچہ کو لے کر وہیں مقیم تھیں کہ قبیلۂ بنی جرہم بھی وہاں آکر آباد ہو گیا پھر اسی قبیلہ میں حضرت اسماعیلؑ کی شادی ہو گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیوی بیٹے کی خیر خبر لینے کے لئے شام سے تشریف لایا کرتے تھے، ایک مرتبہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دو یہ حکم خواب میں ہوا تھا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب سچا ہوتا ہے، اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ فرمالیا۔ پھر انھوں نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کرتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے، وفادار ہونہار بیٹے نے جواب دیا کہ اباجان اللہ تعالیٰ نے جو حکم آپ کو دیا ہے اس کے مطابق عمل کر لیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صابروں میں سے پائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو لے کر منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے، ابلیس نے کوشش شروع کر دی کہ اس حکم پر عمل نہ کرسکیں،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی کرنے کے لئے تشریف لے چلے تو جمرۂ عقبہ کے قریب شیطان ظاہر ہو گیا، آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا (آگے بڑھے تو زمین سے نکل آیا) پھر دوسرے جمرہ کے پاس ظاہر ہوا آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں پھر وہ زمین میں دھنس گیا (آگے بڑھے تو زمین سے نکل آیا) پھر اگلے جمرہ کے پاس ظاہر ہو گیا آپ نے پھر اُسے سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا یہ بیان کر کے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم شیطان کو کنکریاں مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کرتے ہو، [۱]

صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لے چلے تو شیطان ان کے ایک دوست کی صورت میں ظاہر ہوا اور اُن کو حکم خداوندی کی تعمیل سے روکنے کی کوشش کی جب اس میں کامیاب نہ ہوا تو ان کے بیٹے کو ورغلانے کی کوشش کی، جب اس میں بھی کامیاب نہ ہوا تو جمرہ کی جگہ پر پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر اتنا موٹا ہو گیا کہ سارے راستے کو بھر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ تھا اُس فرشتے نے کہا اے ابراہیم اس کو کنکریاں مار دو۔ آپ نے اُسے سات کنکریاں ماریں ہر کنکری کے مارتے وقت اللہ اکبر پڑھتے تھے، جب آپ نے

---

[۱] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۰۷

کنکریاں ماریں تو شیطان راستے سے ہٹ گیا پھر جب دوسرے جمرہ کے قریب پہنچے تو وہاں بھی شیطان اسی طرح پھول گیا اور راستہ بند کردیا فرشتہ نے پھر وہی بات کہی کہ اے ابراہیم اس کو کنکریاں مارو انہوں نے اسی طرح پھر کنکریاں ماریں وہ پھر راستہ سے ہٹ گیا، پھر تیسرے جمرہ کے قریب بھی ایسا ہی ہوا۔[1] حج میں جو تین جگہ کنکریاں ماری جاتی ہیں ان کی اصل مشروعیت یہیں سے ہے۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نہایت اخلاص اور فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو چہرے کے بل لٹادیا اور چھری پھیرنا شروع کی لیکن چھری کام نہیں کرتی دو تین بار اُسے پتھر سے تیز کیا لیکن پھر بھی اُس نے کام نہیں کیا، ابھی بیٹے کو ذبح کرنے کی کوشش ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بدلے میں ایک جانور حاضر کردیا گیا یہ جانور ایک مینڈھا تھا جو جنت سے لایا گیا تھا جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے اس مینڈھے کو حضرت ابراہیم نے ذبح کردیا۔ اور اپنی نیت خالصہ کی وجہ سے امتحان میں کامیاب اتر گئے۔ ذبح کیا مینڈھا اور ثواب مل گیا بیٹے کی قربانی کا کیونکہ دونوں باپ بیٹے اپنے دل وجان سے اس کام کے انجام دینے کے لئے بالکل تیار ہوگئے تھے جس کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا تھا باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹادیا اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے بخوشی لیٹ گیا۔ دونوں نے اپنی جانب سے تعمیل حکم میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اللہ جل شانہ کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے، اپنی نیت میں دونوں سچے تھے سورہ صافات میں ارشاد فرمایا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا۔ اور ہم نے ان کو آواز دی کہ ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا۔ بلاشبہ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں، حقیقت میں یہ بڑا امتحان تھا، اور ہم نے ایک بڑا ذبیح اس کے عوض دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات اُن کے لئے رہنے دی

---

[1] روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۳۲ وکذا ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور ج ۵ ص ۲۸۳

کہ ابراہیم پر سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں، بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔)

جب اللہ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا تو اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے اسمٰعیل مجھے اللہ نے ایک کام کا حکم دیا ہے، انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کیجئے انھوں نے فرمایا کیا تم میری مدد کرو گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ضرور مدد کروں گا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ٹیلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اس جگہ ایک گھر بنانے کا حکم دیا ہے اس کے بعد دونوں نے کعبہ شریف کی بنیادیں اٹھانی شروع کیں، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر فرماتے جاتے تھے جب تعمیر قدرے اونچی ہو گئی تو وہ پتھر لایا گیا جسے مقام ابراہیم کہا جاتا ہے اس پر کھڑے ہو کر تعمیر فرماتے تھے[۱] (جو بحسب ضرورت اونچا نیچا ہو جاتا تھا) یہ وہی مقام ابراہیم ہے جس کے پیچھے طواف کی دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، طواف ختم کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اس طرح سے کہ مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ شریف کے درمیان کر لیا، سورہ بقرہ میں ارشاد ہے وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر دیتے جاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر فرماتے جاتے تھے اور دونوں یوں دعا کر رہے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے)

حج میں جہاں محبوب حقیقی کی محبت اور عشق کا بھی مظاہرہ ہے وہاں جن حضرات نے اللہ کی راہ میں قربانیاں دی ہیں تکلیفیں اٹھائی ہیں ان کی یادگاروں کو تازہ رکھنے اور تازہ کرنے کا اہتمام ہے تاکہ اہل ایمان اللہ کی راہ میں قربانیاں دیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا اپنے بچہ کو لے کر سنسان اور چٹیل میدان میں رہ جانا کتنی بڑی قربانی ہے، پھر صفا مروہ پر آنا جانا پھر اسمٰعیل علیہ السلام کو ان کے والد کا اللہ کی رضا کے لئے ذبح کرنے کو منیٰ لے جانا پھر اپنے نزدیک

---

[۱] از صحیح البخاریؒ ص ۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶

پورے اخلاص کے ساتھ ذبح کی آخری کوشش کر دینا یہ سب قربانیاں ہیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ بھی بنایا جب تعمیر مکمل کر دی تو بحکم الٰہی حضرت ابراہیمؑ نے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کرنے کی دعوت دے دی، حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز ان سب کو پہنچا دی جن کی قسمت میں حج اور عمرہ کرنا تھا خواہ وہ اصلاب آبار میں تھے اور خواہ ارحامِ امہات میں۔

طواف بیت اللہ اور صفا مروہ کی سعی اور جمرات کی رمی اور منیٰ کی حاضری وہاں قربانی کرنا اس سب میں مخلصین موحدین کی قربانیوں کی یادگار بھی ہے بحکم خداوندی ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا عمل یعنی صفا مروہ کے درمیان آنا جانا بھی عبادت میں داخل ہو گیا گو وہ بچہ کی پریشانی دیکھ کر دوڑی تھیں اور پانی کی تلاش میں تھیں لیکن چونکہ ان کی پریشانی اور دوڑنا اس بنیاد پر تھا کہ اللہ کے حکم سے چٹیل میدان میں ٹھہر گئی تھیں اس لئے اس کو بھی حج و عمرہ کا جزو بنا دیا، محسنین و مخلصین کے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ تو ان اعمال کو زندہ جاوید بنا دیا اور آئندہ آنے والے مخلصین و موحدین کی عبادت میں شامل فرما دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹا جو ذبح کیا جو حقیقت میں ذبح نہیں ہوا اس کے عوض مینڈھا ذبح ہو گیا جو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض بھیج دیا تھا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عمل اور کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ ایک ایسی قربانی تھی جو اب تک زندہ جاوید ہے اور اس کی یادگار میں منیٰ میں اور منیٰ کے علاوہ پورے عالم میں ہر سال کروڑوں قربانیاں کی جاتی ہیں۔

بار بار تلبیہ پڑھنا طواف میں ذکر اور دعا کرنا صفا مروہ پر اور ان کے درمیان ذکر اور دعا میں مشغول ہونا عرفات میں دعا مزدلفہ میں دعا رمی جمار کے بعد دعا ان سب میں بندہ اپنے باطن کا رخ صرف معبود حقیقی کی طرف موڑ دیتا ہے ذکر اللہ سارے عالم کی جان ہے اور اسی سے اس عالم کا بقاء ہے جب دنیا میں ایک مرتبہ بھی اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا تو قیامت آجائے گی یوں تو پورے عالم میں جہاں کہیں بھی کوئی مومن بندہ ہو ہر جگہ ذکر اللہ میں اور دعا میں مشغول رہتا ہے لیکن حج کے مواقع میں جو ذکر اور دعائیں ہیں اس کی اہمیت اس اعتبار سے اور زیادہ ہو جاتی ہے کہ جن مقامات میں دعائیں کی جاتی ہیں اور اذکار میں مشغولیت رہتی ہے کہ یہ مقامات مقدسہ ہیں

جہاں اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کراں اور فیوض عظیمہ کا افاضہ ہوا تھا جب حجاج ان مواقع میں جاتے ہیں انھیں ان حضرات کے واقعات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور ان کی اتباع کا مزید جذبہ اور شوق وولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔

عشق و محبت، موت کی یاد اور قربانی اور کثرت ذکر و کثرت دعا کے مظاہرے جو حج میں ہوتے ہیں جن کی طرف اوپر ذرا تفصیل سے اشارہ کیا گیا ان کے علاوہ بھی حکماء اسلام نے حج کی بہت سی حکمتیں لکھی ہیں۔ مثلاً یہ سالانہ پورے عالم کے مسلمانوں کا ایک عظیم اجتماع ہے جس میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف ممالک کے اہل الرائے آپس میں مل کر ملکی سیاست کے لئے اسلامی اصول کے مطابق تدبیریں سوچ سکتے ہیں، نیز تعلیمی اور تبلیغی کام کے لئے بھی اس موقع سے مختلف ممالک میں حسب مشورہ افراد اور جماعتیں بھیج سکتے ہیں اور اس اجتماع سے مسلمانوں کے ممالک اور اُن کے ذمہ دار کے درمیان اتحاد اور تعلقات کی وسعت کے لئے مواقع فراہم ہو سکتے ہیں پورے عالم سے اصحاب فتاویٰ حج کے لئے آتے ہیں آپس میں اجتماعات کر کے حوادث اور نوازل کے بارے میں فقہ کے مسلمہ اصول کے مطابق اجتہاد و استنباط کر کے مسائل مشکلہ حل کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی آراؤں سے ان مسائل کا حل نکال سکتے ہیں مسلمانوں کے محلہ کا اجتماع ہر نماز میں اور ہر شہر کا اجتماع ہفت روزہ جمعہ کے دن اور سالانہ دو مرتبہ دونوں عیدوں میں ہوتا ہے یہ شہری اجتماع ہے اور بین المالکی اجتماع کے لئے حج ہے جس میں مختلف ممالک اور مختلف طبقات کے مسلمان جمع ہوتے ہیں، اس عظیم اجتماع سے بہت سے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

حج میں سپاہیانہ زندگی کی خوب مشق ہے لباس میں بھی اور معاش میں بھی اور دوڑ دھوپ میں بھی، آج کل اگرچہ آرام دہ اور تیز رفتار سواریاں چل گئی ہیں پھر بھی حج محنت مشقت اور صبر سے خالی نہیں، رفقاء حج میں آپس میں ایک دوسرے کے مزاج کے خلاف بہت سی چیزیں سامنے آجاتی ہیں ناگواریوں پر لڑنے کو دل چاہتا ہے اس پر صبر کرنا عظیم مجاہدہ ہے اس مجاہدہ کے ثمرات اور برکات بہت زیادہ ہیں قرآن مجید میں تنبیہ فرماتی ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد نہ گناہ کا موقعہ ہے نہ میاں بیوی والے اقوال و اعمال کا اور نہ لڑائی جھگڑے کا۔ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔ گناہ سے تو ہمیشہ ہی بچنا لازم ہے لیکن حج میں خاص طور سے

اس کا اہتمام کیا جائے اور اندر سے لڑنے کو جب دل امنڈ کر آئے تو اس پر صبر کیا جائے۔

حج میں غرور، نخوت اور تکبر والوں کی بھی اصلاح ہوتی ہے، ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا پڑتا ہے، غرباء کے ساتھ ایک ہی خیمہ میں رہنا ہوتا ہے بعض مرتبہ پکانا بھی پڑتا ہے بوجھ بھی اٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حج میں دینی برکات اور اجور و ثمرات تو حاصل ہوتے ہی ہیں، دنیاوی منافع بھی اس میں بہت زیادہ ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (سورۃ الحج) فرمایا ہے اس کا عموم دونوں قسم کے منافع کو شامل ہے۔ صاحب روح المعانی ج ۱۷ ص ۱۴۵ لکھتے ہیں وَتَعْمِيْمُ الْمُنَافِع بحیث تشمل نوعین مما ذھب الیہ جمع وروی ذلک عن ابن عباس فاما منافع الاخرۃ فرضوان اللہ تعالیٰ وَاما منافع الدنیا فما یصیبون من لحوم البدن فی ذلک الیوم والذبائح وَالتجارات اھ

حج بیت اللہ بہت سے لوگوں کی معیشت کا ذریعہ بنا ہوا ہے دور دراز کے گوشوں سے لوگ حج کے لئے مکہ معظمہ آتے ہیں شہر مکہ میں رہتے ہیں، منیٰ میں قیام کرتے ہیں عرفات و مزدلفہ میں وقوف کرتے ہیں۔ ان سب کے آنے اور رہنے اور ضرورت کی اشیاء کی خریداری کے باعث اہل عرب اور خاص کر اہل مکہ کی معیشت بنی رہتی ہے اس خریداری کے اثرات پورے عالم کی فیکٹریوں اور کمپنیوں باغوں اور کھیتوں پر پڑتے ہیں اور ان کے مالکوں کو منافع پہنچتے ہیں۔ بحری جہازوں سے لوگوں کی آمد، ہوائی جہازوں کا اڑان کروڑوں روپے کے کرائے کی بسوں اور کاروں کے ذریعہ حج کے اسفار ان سب کے ذریعہ جو عرب وعجم کے انسانوں کو مالی آمدنی ہوتی ہے اس کا اقتصادی فائدہ پورے عالم کو حاصل ہوتا ہے۔

سفر حج سے جہاں نفس انسانی کی اخلاق رذیلہ سے تطہیر ہوتی ہے وہاں لمبے سفر کی وجہ سے صحت بھی بن جاتی ہے، سفر کی مشقت اور آب و ہوا کی تبدیلی کو جو صحت میں دخل ہے وہ معروف ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کو ذکر فرمایا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، سافروا تصحوا (سفر کرو صحت یاب ہو گے) مگر نیت اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہی کی رہے۔

سید الاولین والآخرین مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے چالیس سال نبوت سے پہلے اور تیرہ ۱۳ سال نبوت کے بعد مکہ معظمہ میں گذارے یہ تیرہ سال آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر اور دیگر مسلمانوں پر بہت زیادہ سخت تھے مشرکین طرح طرح سے ستاتے تھے ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھتے تھے حضرت بلالؓ حضرت عمار حضرت خباب رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات نے جو اس موقع پر تکلیفیں اٹھائی ہیں قیام مکہ کے دوران وہ یاد آجاتی ہیں ان سے ایمان پر استقامت کے ساتھ جمنے کے جذبات تازہ اور نہایت قوی ہو جاتے ہیں۔ مکہ کی سرزمین کی گرمی اس وقت کیسی ہوگی، جب نہ درخت تھے نہ پانی تھا، اب جبکہ حالات بدل گئے درختوں کی بھی کثرت ہے۔ مکانات بھی زیادہ ہیں، ٹھنڈا کرنے کے آلات بھی ہیں پھر بھی کس قدر گرمی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ نے شدید گرمی میں کیسے زندگی گذاری اور خیف بنی کنانہ میں تین سال برابر ایک پہاڑ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہل خانہ اور بنی ہاشم نے جو تکلیف اٹھائی، اس کا اندازہ ہو جاتا ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مشرک گرم چٹان کے نیچے دبا دیتا تھا اور وہ اسی کے نیچے دبے ہوئے اَحَدٌ اَحَدٌ کی صدا بلند کرتے تھے اس کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے یہ سب چیزیں اہل ایمان کے قلوب میں ایمانی جذبات کے بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ مکہ معظمہ میں معلیٰ کا قبرستان ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہزاروں اولیاء اللہ اس میں مدفون ہیں۔ حضرت خدیجہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی اہلیہ ہیں انہوں نے آپؐ کی غم گساری اور دلداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اپنا سارا مال آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا اور ہر طرح سے آپ کی خدمت گزاری کی۔ حضرت ابراہیمؓ کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد اُن ہی سے پیدا ہوئی۔

مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع میں ہر ملک کے مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں، اور ہر مسلمان جو دوسرے مسلمان کے لئے ایک ہی جسم کے اعضاء سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا ہے، حج کے اجتماع عظیم میں ہر جگہ کے مسلمانوں کا دکھ درد معلوم کر کے سب آپس میں ہمدردی اور غم گساری کا عظیم مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ اور سہولت مواصلات کی وجہ سے اس دنیا میں اپنے اوطان کو واپس ہو کر بھی ہر ملک کے مسلمانوں کی طرف دست تعاون بڑھا سکتے ہیں۔

جب حج کے لئے سفر ہوتا ہے تو حج سے پہلے یا بعد میں مدینہ منورہ میں بھی حاضری ہوتی ہے یہاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور قبر شریف کی زیارت نصیب ہوتی ہے، مسجد نبوی میں چالیس نمازیں بلاناغہ باجماعت پڑھ کر دوزخ سے آزادی کا پروانہ حاصل ہوتا ہے۔ ۔ شہدائے اُحد کی زیارت ہوتی ہے جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اسلام کے عہد اول میں جانیں دیں اور دنیا کا کچھ پھل نہ پایا اُن کی قربانیوں سے دین آگے بڑھا نیز بقیع کی بھی زیارت ہوتی ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور ہزاروں صحابہ اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ شہید الدار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر بھی یہیں ہے، ان حضرات کی قبور کی زیارت سے ان کی قربانیوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے کیا ہی مبارک اور خوشی کا وہ دن تھا جبکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تھے چند دن قبا میں قیام فرمایا وہاں مسجد بنائی پھر شہر مدینہ میں تشریف لائے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر فرمائی، مدینہ منورہ کے چپہ چپہ پر آپؐ کے قدم مبارک پڑے ہیں، پورا شہر بابرکت ہے، زائرین روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں یہ سب برکات اور ثمرات بھی سفر حج کی وجہ سے نصیب ہوتے ہیں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر سے چل کر صرف مدینہ منورہ حاضری دینے کے لئے سفر کرے، مدینہ منورہ میں صاحبِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی بہت سی چیزوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے جو ازدیاد محبت کا سبب ہوتی ہے، اللہ جل شانہٗ ہر مسلمان کو حج کی دولت سے نوازے اور ہر عمل میں اخلاص نصیب فرمائے۔

حج کے فرائض اور واجبات اور سنن

نیز

ادائیگی کا طریقہ

حج کے فرائض، واجبات اور سنن کا بیان

جس طرح نماز میں فرائض و واجبات اور سنن ہیں اسی طرح حج میں بھی ہیں، جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں، ان کو ذہن نشین کر لیں۔

فرائضِ حج: حج میں تین فرض ہیں۔

(۱) دل سے حج کی نیت کر کے تلبیہ یعنی لبیک اللّٰھم اخیر تک پڑھنا، اس کو احرام کہتے ہیں (بے سلے کپڑے جو احرام میں پہنے جاتے ہیں مجازاً ان کو بھی احرام کہا جاتا ہے۔)

(۲) نویں ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں ٹھہرنا اگرچہ ذرا سی دیر کے لئے ہو۔

(۳) طواف زیارت جو وقوف عرفات کے بعد کیا جاتا ہے (اس سے پہلے جو طواف ہو وہ فرض میں شمار نہ ہوگا۔

ان تینوں فرائض میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے تو حج نہ ہوگا۔ اور اس کی تلافی دم دینے سے بھی نہیں ہو سکتی۔

واجباتِ حج: حج کے واجبات چھ ہیں:

(۱) مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا۔ (۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (۳) رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا (۴) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا (۵) حلق یعنی سر کے بال منڈوانا یا تقصیر یعنی کتروانا (۶) آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طوافِ وداع کرنا۔

واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے گا تو حج ہو جائے گا، خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر، لیکن اس کی جزا لازم ہوگی جس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ جنایات کے بیان میں آئے گی۔

سننِ حج: (۱) مفرد آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔ (۲) طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا اگر اس کے بعد سعی کرنا ہو۔ اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس وقت طواف زیارت میں رمل کرنا ہوگا۔ (۳) آٹھویں ذوالحجہ کی صبح کو منیٰ کے لئے روانہ ہونا اور وہاں پانچوں نمازیں پڑھنا۔ (۴) طلوع آفتاب کے بعد نویں ذوالحجہ کو منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہونا۔ (۵) عرفات سے غروب آفتاب کے بعد امام حج سے پہلے روانہ نہ ہونا۔ (۶) عرفات سے واپس ہو کر رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا۔ (۷) عرفات میں غسل کرنا (۸) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ میں رہنا، سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً ترک کرنا بُرا ہے اور ان کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے ترک کرنے سے جزا لازم نہیں آتی۔

میقات کا بیان

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرف سے آنے والوں کے لئے جو مکہ معظمہ میں داخل ہونا چاہیں کچھ جگہیں مقرر فرما دی ہیں کہ بلا احرام کے ان سے آگے نہ بڑھیں۔ ان ہی کو مواقیت کہتے ہیں جو میقات کی جمع ہے۔

مدینہ منورہ سے آنے والے بیرِ علی سے احرام باندھیں۔ اس کا پرانا نام ذُوالْحُلَیْفَہْ ہے۔ اگر مسجد نبویؐ سے باندھ لیں تو یہ بھی جائز ہے۔

شام سے آنے والوں کے لئے جُحْفَہْ کو میقات مقرر فرمایا تھا، یہ بستی زمانہ نبوت میں آباد تھی اب آباد نہیں ہے۔ آج کل شام کی طرف سے آنے والے بھی عموماً بِئرِ علی ہی سے احرام باندھ لیتے ہیں۔

نجد اور طائف سے آنے والوں کے لئے قَرْن میقات ہے، لیکن آج کل اس کا یہ نام معروف نہیں ہے، طائف سے آنے والے وادی محرم سے احرام باندھ لیتے ہیں، یہاں مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔

عراق سے آنے والوں کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات عرق کو اور یمن سے آنے

والوں کے لئے یلملم کو میقات قرار دیا تھا۔ ہندوستانی پاکستانی اور بنگلہ دیشی جہاز چونکہ سمندر میں ایسے راستہ سے گزرتے ہیں جس میں کسی جگہ یلملم کی محاذات بتائی جاتی ہیں اس لئے عام طور پر وہاں سے احرام باندھ لیتے ہیں۔ وہاں سے احرام باندھ لینا افضل ہے۔ لیکن اگر ان ملکوں سے آنے والے بحری جہاز کے مسافر جدہ آ کر احرام باندھ لیں تو بعض علماء کے نزدیک اس کی بھی گنجائش ہے، البتہ جو حضرات بمبئی یا کراچی سے ہوائی جہاز سے آئیں وہ بمبئی یا کراچی سے احرام باندھ لیں۔ یا جہاز اڑنے کے ایک دو گھنٹے کے بعد احرام باندھ لیں۔ بغیر احرام کے جدہ نہ پہنچیں کیونکہ راستہ میں ہوائی جہاز میقات سے گذرتا ہے۔ بغیر احرام کے اگر کوئی میقات سے گذر کر مکہ معظمہ پہنچ جائے تو گناہ ہوتا ہے اور دم واجب ہوتا ہے۔

احرام کا بیان

جب کوئی شخص مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو اس پر لازم ہے کہ راستہ میں جو بھی میقات پڑے اُس پر یا اُس سے پہلے حج یا عمرہ کا احرام باندھے۔ حج کے تو خاص دن مقرر ہیں البتہ عمرہ ہمیشہ ہو سکتا ہے لیکن حج کے پانچ دنوں یعنی ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳۔ ذوالحجہ کو عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

جب میقات پر پہنچے تو ہر طرح کی صفائی کر کے غسل کرے، ورنہ کم از کم وضو کرلے۔ اس کے بعد ایک چادر تہبند کی طرح باندھ لے اور ایک چادر اُوپر اوڑھ لے پھر اوپر کی چادر سے سر ڈھک کر دو رکعتیں نمازِ احرام کی نیت سے پڑھے اگر مکروہ وقت نہ ہو۔ ورنہ بغیر نماز پڑھے ہی احرام باندھ لے۔ حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کو احرام کہتے ہیں، نماز پڑھ کر حج یا عمرہ کی نیت کرے، اگر صرف حج کی نیت کرنا ہو تو اس طرح کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ — یا اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، آپ اسے میرے لئے آسان فرمایئے اور قبول فرمایئے۔

اور اگر صرف عمرہ کی نیت کرنا ہو تو اس طرح نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ — یا اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں آپ اس کو میرے لئے

وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔ آسان فرمائیے اور قبول فرمائیے۔

بعض مرتبہ حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کی جاتی ہے اس کو قِران کہتے ہیں۔ اس کی نیت اِس طرح کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔ یا اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں پس ان دونوں کو میرے لئے آسان فرمائیے اور قبول فرمائیے۔

اگر عربی کے بجائے کسی دوسری زبان میں نیت کرلے تو یہ بھی درست ہے بلکہ اگر زبان سے کچھ نہ کہے صرف دل سے نیت کرلے تب بھی نیت ہوجائے گی نیت کے بعد تَلْبِیَۃ کے کلمات کہے۔ تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔ ان کو اچھی طرح سے یاد کرلیا جائے، ان میں سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ، لَاشَرِیْکَ لَکَ ؕ میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، آپکا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بیشک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کے لئے ہے اور سارا جہان ہی آپ کا ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

صرف نیت کرنے سے احرام شروع نہیں ہوتا، بلکہ نیت کرنے اور الفاظ تلبیہ پڑھنے سے احرام میں داخل ہوتے ہیں۔ تلبیہ پڑھنے سے پہلے سر کو چادر سے کھول دے اور دورانِ سفر کثرت سے تلبیہ کے مذکورہ الفاظ بلند آواز کے ساتھ پڑھا کرے، خصوصاً تغیرِ حالات کے وقت، مثلاً صبح وشام، اٹھتے بیٹھتے۔ باہر جاتے وقت اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، فرض نمازوں کے بعد رخصت ہوتے وقت، سوار ہوتے وقت، سواری سے اُترتے ہوئے، اور جب سو کر اُٹھے، ان حالات میں تلبیہ پڑھنے کا استحباب زیادہ مؤکّد ہے۔ جب بھی تلبیہ پڑھے تو تین بار پڑھے، اس کے بعد درود شریف پڑھے، پھر یہ دُعا مانگے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنَ النَّارِ ؕ اے اللہ میں آپ کی رضا کا اور جنت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کی رحمت کے واسطے سے دوزخ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔

مَسْئَلہ :۔ عورت زور سے تلبیہ نہ پڑھے بس اتنی آواز نکالے کہ اپنی آواز خود سُن لے۔

مسئلہ:۔ عورتوں میں جو سر کے لئے ایک خاص کپڑا مشہور ہے جس کے بارے میں سمجھتی ہیں کہ اس کے بغیر احرام نہیں بندھتا یہ غلط ہے، شرعاً اس کپڑے کی کوئی حیثیت نہیں، یوں بالوں کی حفاظت کے لئے کوئی کپڑا باندھ لیا جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اس کو احرام کا جُز سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے بغیر احرام میں داخل نہیں ہو سکتی غلط ہے۔ اگر سر پر کپڑا باندھے تو وضو کرتے وقت اس کو ہٹا کر مسح کرے۔

احرام کے ممنوعات

حج یا عمرہ کی نیت اور تلبیہ کے بعد احرام میں داخل ہو گئے اب احرام کی ممنوعات سے بچنے کا اہتمام کرنا لازم ہے۔ جو چیزیں احرام میں منع ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا جو پورے بدن یا کسی ایک عضو کی ہیئت اور ساخت پر تیار کیا گیا ہو۔ (اگر سینے کے بجائے بُن کر یا چپکا کر اس طرح کا کپڑا تیار کر لیا گیا ہو تو وہ بھی ممنوع ہے۔

(۲) سر اور چہرہ کا ڈھانکنا (اور عورت کو صرف چہرہ ڈھانکنا۔)

(۳) خوشبو استعمال کرنا۔

(۴) جسم سے بال دُور کرنا۔ (جس طرح سے بھی دُور کرے۔)

(۵) ناخن کاٹنا۔

(۶) خشکی کا شکار کرنا۔

(۷) میاں بیوی والے خاص تعلق اور شہوت کے کام کرنا۔

احرام کے مسائل

مسئلہ:۔ حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینے سے احرام بندھ جاتا ہے، نیت اور تلبیہ سے پہلے غسل کرنا اور دو رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے، اگر غسل یا نماز کا موقعہ نہ ہو تو ان کے بغیر بھی احرام باندھا جا سکتا ہے، اور بلا عُذر غسل اور نماز کے بغیر احرام باندھ لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ: احرام کے لئے جو غسل مسنون ہے۔ یہ نظافت اور صفائی کے لئے ہے اس لئے حیض

اور نفاس والی عورت اور نابالغ بچے کو بھی غسل کر لینا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے احرام کے وقت غسل نہ کیا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لی تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر پانی نہ ہو یا اور کوئی عذر ہو تو احرام کے واسطے غسل کی جگہ تیمم کرنا مشروع نہیں ہے، ہاں نماز احرام کے لئے تیمم کرنا درست ہے بشرطیکہ اصول شریعت کے مطابق اس وقت تیمم کرنا جائز ہو۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے فرض نماز کے بعد حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا اور احرام کے لئے مستقل طریقہ پر دو رکعتیں نہ پڑھیں تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ:۔ احرام کے لئے دو رکعت نفل نماز ایسے وقت پڑھنا مسنون ہے جبکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ اگر مکروہ وقت ہو اور میقات سے گزر رہا ہو تو بغیر نماز پڑھے حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے موقعہ ہوتے ہوئے بھی سستی سے کام لیا اور غسل وضو اور نماز کے بغیر ہی عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تب بھی احرام میں داخل ہو جائے گا، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر حالتِ احرام میں احتلام ہو جائے تو اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں آتا، کپڑا اور جسم دھو کر غسل کر لیں۔ اگر چادر بدلنے کی ضرورت ہو تو دوسری چادر استعمال کر لیں۔

مسئلہ:۔ اگر حالتِ احرام میں کسی جگہ زخم آجائے تو اس سے بھی احرام میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ کوئی جزا واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ:۔ احرام میں انجکشن اور ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ احرام میں غسلِ فرض ہے اور غسل سُنّت سُنّت ہے، اور غسل تبرید (ٹھنڈک حاصل کرنے کا غسل بھی) درست ہے البتہ میل دور نہ کرے اور صابن نہ لگائے۔

مسئلہ:۔ حالتِ احرام میں سر یا ڈاڑھی میں کنگھی کرنا یا سر یا ڈاڑھی کو اس طرح کھجلانا کہ بال گرنے کا خوف ہو مکروہ ہے۔ ایسے آہستہ کھجائے کہ بال نہ گریں۔

مسئلہ:۔ ڈاڑھی میں اس طرح خلال کرے کہ بال نہ گریں۔

مسئلہ:۔ احرام میں آئینہ دیکھنا، دانت اکھڑوانا جائز ہے، اور مسواک بدستور مسنون ہے۔

مسئلہ:۔ احرام میں موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے جیسے سانپ، بچھو، کھٹمل، پسو، مچھر بھڑ، تتیا وغیرہ۔

مسئلہ:۔ احرام کا کپڑا سفید ہونا افضل ہے۔ لیکن اگر رنگین تہبند باندھ لیا یا رنگین چادر اوڑھ لی تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ کمبل، لحاف اوڑھنا بھی احرام میں جائز ہے اگر نیچے اوپر دو چادریں اوڑھ لیں یا چادر پر کمبل اوڑھ لیا یا نیچے دو چادریں باندھ لیں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر روپیہ اور مال وغیرہ رکھنے کی ضرورت سے نیچے کی چادر پر پیٹی یا ہمیانی باندھ لے تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ جن چادروں میں احرام باندھا تھا اگر ان کو ہٹا کر دوسری چادریں پہن لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر چادر ناپاک ہو جائے تو اس کو دھونے کے لئے جسم سے ہٹالے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ احرام میں گھڑی باندھنا، چشمہ لگانا درست ہے۔

مسئلہ:۔ احرام میں مرد کو جوتا، بوٹ، موزے پہننا ممنوع ہے۔ مرد احرام میں ہوائی چپل پہنے، قدم کے بیچ کے ہڈی کھلی رہے۔

مسئلہ:۔ احرام میں ہر گناہ سے سختی کے ساتھ پرہیز کرے۔ یوں تو گناہ سے ہمیشہ ہی بچنا لازم ہے لیکن احرام میں اس کا اور زیادہ اہتمام کرے۔

مسئلہ:۔ احرام میں ایسی باتیں کرنا بھی ممنوع ہے جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہے۔

مسئلہ:۔ احرام میں لڑائی جھگڑے سے بھی خوب زیادہ پرہیز کرے۔ لڑائی جھگڑا یوں بھی منع ہے، لیکن حالت احرام میں اس کی ممانعت میں اور شدت آجاتی ہے۔

مسئلہ:۔ احرام والے مرد و عورت کو خشکی کا شکار کرنا ممنوع ہے اس سے جزا واجب ہوتی ہے لیکن وہ مرغی یا بکری یا گائے یا اونٹ حالتِ احرام میں حرم اور غیر حرم میں ذبح کر سکتا ہے اور ان کا گوشت بھی کھا سکتا ہے۔

تلبیہ کے مسائل

مسئلہ:۔ احرام کے وقت تلبیہ یعنی لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے، اگر دل سے کہہ لیا تو احرام میں داخل نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ احرام باندھ لینے کے بعد تلبیہ کثرت سے پڑھنا مستحب ہے۔ خصوصاً تغیر حالات کے وقت مثلاً صبح و شام، اٹھتے بیٹھتے، باہر جاتے وقت، اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سو کر اُٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اُترتے وقت، بلندی پر چڑھتے وقت، نشیب میں اُترتے ہوئے، ان حالات میں زیادہ مستحب مؤکد ہے۔

مسئلہ:۔ تلبیہ کے درمیان کلام نہ کیا جائے، جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے تلبیہ پڑھنے کے وقت سلام کیا تو سلام کا جواب تلبیہ کے درمیان میں دینا جائز ہے مگر ختم کر کے جواب دینا بہتر ہے بشرطیکہ سلام کرنے والا چلا نہ جائے۔

مسئلہ:۔ فرض اور نفل نمازوں کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہئے اور ایام تشریق میں اول تکبیر تشریق کہنی چاہئے اس کے بعد تلبیہ، اگر اول تلبیہ پڑھ لی تو تکبیر تشریق ساقط ہوگئی۔

مسئلہ:۔ اگر مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ کہے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ اگر چند آدمی ساتھ ہوں تو ایک ساتھ مل کر تلبیہ نہ کہیں بلکہ ہر آدمی علیحدہ علیحدہ تلبیہ پڑھے۔

مسئلہ:۔ تلبیہ کے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ جب کوئی عجیب چیز نظر آئے تو یہ کہے۔ لَبَّیْكَ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ط

مسئلہ:۔ مرد تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں، مگر آواز زیادہ بلند نہ ہو۔

مسئلہ:۔ عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ:۔ تلبیہ حج میں دسویں تاریخ کی رمی شروع کرنے کے وقت تک پڑھا جاتا ہے، جب جمرۂ عقبہ کی رمی شروع کرے تو تلبیہ موقوف کردے۔ اس کے بعد نہ پڑھے اور عمرہ میں طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے، جب عمرہ کا طواف شروع کرے تو تلبیہ پڑھنا بند کردے۔

عورت کا احرام

عورت کا احرام مرد کے احرام کی طرح سے ہے یعنی غسل کر کے اور دو رکعت نماز پڑھ کر حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، اگر غسل یا نماز یا دونوں چیزوں کا موقع نہ ہو تو نیت اور تلبیہ پر اکتفا کر لے یعنی حج یا عمرہ کی نیت کر کے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ (اخیر تک) پڑھ لے۔ اس طرح سے احرام میں داخل ہو جائے گی۔ اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو اور اسے مکہ معظمہ جانے یا حرم میں داخل ہونے کے لئے میقات سے گزرنا ہے تو اسی حالت میں احرام باندھ لے، یعنی حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، پھر اگر مکہ معظمہ پہنچنے تک پاک نہ ہو تو پاک ہونے کا انتظار کرے، جب تک پاک نہ ہو مسجد میں نہ جائے اور جب پاک ہو جائے غسل کر کے طواف رمی کرلے۔

مسئلہ:۔ عورت احرام کی حالت میں بدستور سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے اور سر اور تمام اعضا ڈھانکے رہے البتہ چہرہ کو کپڑا نہ لگائے۔

مسئلہ:۔ عورتوں پر حالت احرام میں بھی نامحرموں سے پردہ کرنا لازم ہے یہ جو مشہور ہے کہ حج یا عمرہ میں پردہ نہیں یہ غلط ہے اور جاہلانہ بات ہے چہرہ پر کپڑا نہ لگانا اور بات ہے اور نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولنا اور بات ہے، حکم یہ ہے کہ عورت حالت احرام میں چہرہ پر کپڑا نہ لگنے دے اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولے رہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ہم حالتِ احرام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، گزرنے والے اپنی سواریوں پر ہمارے پاس سے گزرتے تھے تو ہم اپنی چادر کو اپنے سر سے آگے بڑھا کر چہرہ کے سامنے لٹکا لیتے تھے، جب وہ لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے تھے[1]

اس سے صاف معلوم ہوا کہ نامحرموں کو چہرہ دکھانا احرام میں بھی ممنوع ہے اگر کوئی گتہ وغیرہ کاٹ کر ماتھے کے اوپر لگا لیا جائے اور اس کے اوپر سے نقاب ڈال لیں جس سے کپڑا چہرہ کو نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے تو یہ بہترین صورت ہے اور اس میں کوئی تکلیف بھی نہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۳۶ از ابی داؤد۔

پھر یہ پابندی کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے صرف احرام ہی کی حالت میں تو ہے، ہوائی جہاز سے یا موٹر کار سے یا بس سے آج کل سفر ہوتا ہے، عمرہ میں بہت سے بہت ایک دو دن اور حج میں بہت سے بہت تین چار دن احرام باندھنا ہوتا ہے۔ احرام کے دنوں کے علاوہ جو عورتیں منہ کھولے پھرتی ہیں اس کے لئے تو احرام کا بہانہ بھی نہیں رہے، پھر گناہ گار کیوں ہوتی ہیں؟ نیز مدینہ منورہ کے سفر میں تو احرام ہوتا ہی نہیں، اس سفر میں اور مدینہ منورہ کے قیام میں منہ کھولے پھرنا اور تمام نامحرموں کو اپنا محرم تصور کر لینا بہت بڑی جہالت ہے اور خواہ مخواہ کی گناہ گاری ہے۔

عورت کیلئے محرم یا شوہر ساتھ ہونے کی شرط

دنیاوی ضرورت کے لئے کوئی سفر ہو یا حج ہو یا عمرہ اڑتالیس [۴۸] میل یعنی اٹھاسی کلومیٹر کا سفر کرنا عورت کے لئے ممنوع ہے اس میں بڑی حکمت ہے بڑی مصلحتیں ہیں، سفر بلا محرم عورت کے لئے شرعاً ممنوع ہے، خواہ ریل سے، ہو یا موٹر کار سے خواہ ہوائی جہاز سے اور خواہ دنیا کے لئے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْتُتِبْتُ فِىْ غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَاَتِىْ حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَاَتِكَ۔

(متفق علیہ)

ہرگز کوئی مرد کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور ہرگز کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اُس کے ساتھ محرم ہو۔ یہ سُن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا نام فلاں فلاں جہاد کی شرکت کے سلسلہ میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے کے لئے نکلی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۲۲۱ از بخاری ومسلم)

یہ ممانعت جوان اور بوڑھی ہر عورت کے لئے ہے بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ چند عورتوں کے ساتھ بغیر محرم کے عورت سفر میں چلی جائے تو یہ جائز ہے، ان کا یہ خیال غلط ہے، حضور اقدس صلی اللہ و

علیہ وسلم نے بغیر کسی خصوصیت کے ہر عورت کے حق میں تاکیدی طور پر ممانعت فرمائی ہے۔

حج یا عمرہ کا سفر بھی محرم یا شوہر کے بغیر سخت ممنوع ہے اور گُناہ ہے بہت سی عورتیں حج یا عمرہ کے لئے بغیر محرم اور بغیر شوہر کے چل دیتی ہیں، جو شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتی ہیں اور اپنا حج وعمرہ خراب کرتی ہیں۔ مومن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کریں اپنی طبیعت کی خواہش پر نہ چلیں۔

محرم کون ہے

جس شخص سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو، جیسے باپ، بیٹا، پوتا، نواسا، داماد، سُسر، حقیقی چچا، حقیقی ماموں، اس کو مَحرَم کہتے ہیں، خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے لڑکے مَحرَم نہیں ہیں، کیونکہ ان سے نکاح درست ہے، اسی طرح بہنوئی بھی محرم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بہن کو طلاق دے دے یا بہن فوت ہو جائے تو بہنوئی سے نکاح جائز ہو جاتا ہے۔

البتہ اگر ان میں سے کوئی رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائی ہو جس نے دو سال کی مدت کے اندر کسی ایسی عورت کا دودھ پیا ہے، جس کا دودھ اس عورت نے بھی پیا ہو جو اُس کے ساتھ حج یا عمرہ کو جانا چاہتی ہو تو یہ شخص بھی محرم ہے اور اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ یاد رہے کہ مَحرَم ایسا ہو کہ جس سے بے اطمینانی نہ ہو۔ اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ محرم تو ہے لیکن اس کی عفت وعصمت داغ دار ہے یا اُس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے تو اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں خواہ کیسا ہی قریبی محرم ہو۔

بعض عورتیں خواہ مخواہ کسی کو باپ یا بیٹا یا بھائی بنا کر سفر میں ساتھ ہو لیتی ہیں، شرعًا اس کی کوئی حیثیت نہیں، مُنھ بولا بیٹا یا باپ یا بھائی بھی محرم نہیں ہیں، ان کے بھی وہی احکام ہیں جو اجنبی مَردوں کے ہیں۔

مکّہ معظّمہ اور مسجدِ حرام کا داخلہ

مستحب ہے کہ قبرستانِ مکّہ یعنی المعلیٰ کی طرف سے مکّہ مکرمہ میں داخل ہو، اگر بسہولت ممکن ہو تو ایسا کرے ورنہ جس طرف سے موقع ہو داخل ہو جائے مکّہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت غسل کرنا بھی مسنون ہے، گو سواریوں کی پابندی اور بھیڑ کی وجہ سے آج کل یہ مشکل ہے، اگر بسہولت کر سکے تو تو غسل کرے اور جب مکّہ معظمہ نظر آئے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا ط اَللّٰھُمَّ

اے اللہ میرے لئے مکّہ مکرمہ میں ٹھکانہ بنا دے اور مجھے اس میں رزق حلال نصیب فرما، اے اللہ

بَارِكْ لَنَا فِیْھَا۔ ؎

ہمیں اس شہر میں برکت دے

اس کے بعد یہ پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا

اے اللہ ہمیں اس کے میوے نصیب فرما اور ہمیں اس کے رہنے والوں کے نزدیک محبوب کر دے اور

اِلَیْنَا۔

اس کے نیک لوگوں کو ہمارا محبوب بنا دے

پھر یہ دُعا پڑھے جو سلف سے منقول ہے:-

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْبَلَدَ بَلَدُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ

اے اللہ بے شک یہ حرم آپ کا حرم ہے اور شہر آپ کا شہر ہے اور آپ کا امن واقعی امن ہے

؎ یہ دُعا اور اس کے بعد والی دُعا سفر میں ہر شہر کے داخلہ کے وقت پڑھنے کی ہے۔ ۱۲

وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ جِئْتُكَ مِنْ بِلَادٍ بَعِيْدَةٍ بِذُنُوْبٍ كَثِيْرَةٍ

اور بندہ آپ کا بندہ ہے میں دور کے شہروں سے حاضر ہوا ہوں بہت سے گناہوں اور بُرے

وَاَعْمَالٍ سَيِّئَةٍ اَسْاَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمُضْطَرِّ الْمُشْفِقِ مِنْ

اعمال کے ساتھ، میں آپ سے سوال کرتا ہوں اُس شخص کا سا سوال جو بہت مجبور ہے اور آپ کے

عَذَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِيْ بِمَحْضِ عَفْوِكَ وَاَنْ تُدْخِلَنِيْ فِيْ

عذاب سے ڈرنیوالا ہے، اس بات کا سوال ہے کہ آپ مجھے محض اپنی معافی سے اپنے حرم میں رکھیں اور مجھے

فَسِيْحِ جَنَّتِكَ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ فَحَرِّمْ

اپنی نعمتوں کی جنت میں داخل فرما دیں جو وسیع جنت ہے، اے اللہ بے شک یہ آپ کا حرم ہے

لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ ط

پس آپ میرے گوشت اور خون اور ہڈی کو دوزخ پر حرام فرما دیجئے۔

اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَسْئَلُكَ

اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے امن دینا جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے اے اللہ میں سوال کرتا

بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَنْ

ہوں اس کا واسطہ دیکر کہ آپ ایسے اللہ ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں آپ رحمٰن ورحیم ہیں یہ کہ آپ

تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ تَسْلِيْمًا

درود وسلام بھیجیں ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر

كَثِيْرًا اَبَدًا ط

بہت بہت اور ہمیشہ صلاۃ وسلام

اس کے بعد نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پورے ادب اور احترام وتعظیم کا لحاظ رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور کسی اطمینان کی جگہ سامان رکھ کر (جس سے دل مطمئن ہو جائے) اور وضو کر کے جلد مسجد حرام میں آئے۔ مسجد حرام اس مسجد کا نام ہے جس کے اندر کعبہ شریف ہے۔ لفظ "حرام" "محترم" کے معنی میں ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے:۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے میرے رب میرے گناہوں کی مغفرت فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے،

اور یہ دُعاء پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً

اے اللہ اس گھر کی شرافت وعظمت و بزرگی اور ہیبت بڑھا نیز جو

وَزِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ وَکَرَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ اَوِ اعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا

اس کی زیارت کرنے والا ہو، اُس کی عزت واحترام کرنے والا ہو خواہ حج کرنے والا ہو یا عمرہ

وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ

کرنے والا اس کی بھی شرافت اور بزرگی اور بھلائی زیادہ فرمادے، اے اللہ آپ کا نام سلام ہے اور

فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ط

اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے پس ہم کو سلامتی کیساتھ زندہ رکھ

اس کے بعد درود شریف پڑھے اور کھڑے کھڑے جو چاہے دُعاء مانگے، اس وقت دُعاء قبول ہوتی ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ اس موقع پر بلا حساب جنّت نصیب ہونے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔

بعض اکابر نے اس موقع کے لئے یہ دُعاء بتائی ہے:۔

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ

اس بیت کے رب کی پناہ لیتا ہوں قرض سے اور تنگ دستی سے اور سینہ کی تنگی سے

وَعَذَابِ الْقَبْرِ ؕ

اور قبر کے عذاب سے،

مسجد حرام میں داخل ہو کر سب سے پہلے طواف کرے، جو شخص عُمرہ کا احرام باندھ کر آیا تھا یہ اُس کا عُمرہ کا طواف ہوگا جو فرض ہے، اور جو شخص صرف حج کا احرام باندھ کر آیا تھا یہ اس کا طواف قدوم ہوگا جو سُنّت ہے، اگر ایسے وقت میں مسجد حرام میں پہنچا ہو کہ جماعت کھڑی ہو تو پہلے امام کے ساتھ نماز پڑھ لے، بعد میں طواف کرے۔

طواف کا بیان

بیت اللہ یعنی کعبہ شریف کے گرد سات مرتبہ مقررہ طریقہ پر چکر لگانے کو طواف کہتے ھیں،
کعبہ شریف کے اُس گوشہ میں جو مشرق کی جانب ہے حجر اسود (کالا پتھر) لگا ہوا ہے. وہیں
سے طواف شروع ہوتا ہے اور اُسی پر ختم ہوتا ہے۔

طواف فرض بھی ہوتا ہے، واجب بھی، سُنّت بھی، نفل بھی، ہر طواف میں سات ہی چکر ہوتے
ہیں اور ہر طواف حجرِ اسود سے شروع ہوتا ہے اور اسی پر ختم ہوتا ہے۔

طواف میں کعبہ شریف طواف کرنے والے کے بائیں طرف رہتا ہے، کعبہ کا کچھ حصّہ ایسا ہے جس
پر چھت نہیں ہے، اُس کو حطیم کہتے ہیں اسی میں کعبہ شریف کا پرنالہ گرتا ہے جسے میزاب
رحمت کہتے ہیں۔ اس بے چھت والے حصّہ کو بھی طواف کے اندر لینا ضروری ہے۔

طواف کے ہر چکر میں رُکن یمانی کو دونوں ہاتھ یا داہنا ہاتھ لگائے اس کو استلام کرنا کہتے
ہیں۔ رُکنِ یمانی کعبہ شریف کا وہ کونہ ہے جو جنوب کی طرف ہے اور حجرِ اسود والے کونہ کے مقابل ہے
یہ یمن کے جانب پڑتا ہے۔ اس لئے اس کو رُکنِ یمانی کہا جاتا ہے۔

جس طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی کرنا بھی ہو جیسے عمرہ کا طواف کرنے والا طواف کے
بعد عمرہ کی سعی کرتا ہے یا جیسے بہت سے حاجی حضرات طواف قدوم کے بعد صفا مروہ کی سعی کرتے ہیں)
اس طواف میں رَمل اور اضطباع بھی مسنون ہے۔ جو حجاج میقات سے حج کا احرام باندھ کر آتے
ہیں وہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے طواف قدوم کرتے ہیں یہ طواف سنت ہے۔

جو شخص عمرہ کا احرام باندھ کر آیا ہو طواف شروع کرنے سے پہلے پہلے تلبیہ پڑھنا موقوف کردے۔

رَمل صرف شروع کے تین چکروں میں ہوتا ہے۔ اور اضطباع پُورے سات چکروں میں ہوتا ہے
کاندھے ہلاتے ہوئے اور قریب قریب قدم رکھتے ہوئے اکڑ کر چلنے کو رَمل کہتے ہیں۔ اور چادر کو داہنی
بغل کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے بائیں کاندھے پر ڈالنے کو اضطباع کہتے ہیں، اس

میں داہنا کندھا کھلا رہتا ہے۔ رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں ہے۔

طواف بغیر نیت کے نہیں ہوتا۔ طواف کی نیت دل سے ہونا کافی ہے اور زبان سے کہہ لینا بھی درست ہے۔

جب طواف کرنے کا ارادہ کرے تو خانہ کعبہ کے اُس گوشہ کے قریب آجائے جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور وہاں اس طرح کھڑا ہو جائے کہ داہنا کاندھا حجرِ اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو اس طرح پر کہ پُورا حجرِ اسود طواف کرنے والے کی داہنی طرف رہے، اس طرح کھڑے ہو کر دل میں طواف کی نیت کرے، اور زبان سے یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

اے اللہ میں تیرے گھر کا طواف کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور اس کو مجھ سے قبول فرما۔

نیت کر کے ذرا دائیں طرف کو کھسکے تاکہ حجرِ اسود کے بالکل سامنے آجائے۔ پھر نماز کی نیت کے وقت جس طرح ہاتھ اُٹھاتے ہیں اسی طرح کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط وَالصَّلٰوۃُ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ساری حمد صرف

وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ط

اللہ ہی کے لئے خاص ہے اور درود وسلام نازل ہو اللہ کے رسول پر

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَھْدِكَ

اے اللہ میں تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے

وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہوئے اور تیرے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے (طواف کرتا ہوں)

پُوری عبارت نہ پڑھے تو کم از کم بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط ہی کہہ لے اس کو پڑھ کر ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر ادب اور انکسار کے ساتھ حجر اسود پر آئے اور اُس کو بوسہ دے۔ ازدحام کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ حجرِ اسود پر رکھ کر چُوم

لے اور اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو کسی لکڑی یا اور کسی چیز سے حجرِ اسود کو چھو کر اُس چیز کو بوسہ دیدے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھائے کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف اور ان کی پشت چہرہ کی طرف ہو، اس کے بعد ہاتھوں کو بوسہ دیدے حجرِ اسود کے سامنے کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اُس صورت میں ہے جبکہ مذکورہ پہلے طریقوں سے حجرِ اسود کا استلام نہ کر سکے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لئے دھکّا مُکّی کرنا، دوسروں کو تکلیف دینا حرام ہے، یہ بھی واضح رہے کہ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت چاندی کے حلقہ کو ہاتھ نہ لگائے جو اس کے چاروں طرف لگا ہوا ہے اور جو شخص احرام میں ہو وہ یہ بھی خیال رکھے کہ حجرِ اسود کو بعض لوگ خوشبو لگا دیتے ہیں۔ اگر خوشبو لگی ہوئی ہو تو جو شخص احرام میں ہو وہ مُنہ یا ہاتھ لگا کر استلام نہ کرے تاکہ خوشبو کے استعمال سے بچا رہے۔

حجرِ اسود کے بوسہ دینے کو استلام کرنا کہتے ہیں۔ استلام کرنے کے بعد داہنے ہاتھ کی طرف آگے بڑھے اور کعبہ شریف کو اپنی بائیں طرف رکھتے ہوئے چلتا رہے، حطیم کو گھیرے میں لے لے، کعبہ کی پشت سے گذر کر جب رُکنِ یمانی پر آئے جو حجرِ اسود کے برابر والا گوشہ ہے تو اس کو دونوں ہاتھ یا داہنا ہاتھ لگائے۔ اس سے آگے بڑھ کر رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھتا رہے (ابوداؤد)

جب حجرِ اسود پر پہنچے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور اُسی طریقہ پر استلام کرے جس کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے۔ یہ ایک چکر ہو گیا۔ اسی طرح سات چکر پورے کرے۔ ایک چکر کو شَوط اور سب چکروں کو اَشواط کہتے ہیں۔

طواف کے درمیان کعبہ شریف کو نہ دیکھے اور اُس کی طرف نہ سینہ کرے نہ پُشت کرے۔

طواف ختم کرنے کے بعد مقامِ ابراھیم پہنچے اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے جسے دوگانہ طواف کہتے ہیں۔ مقامِ ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملے تو حرم میں جس جگہ چاہے پڑھ لے۔ اگر مکروہ وقت ہو تو ٹھہر جائے اور جب مکروہ وقت نکل جائے اُس وقت دوگانہ طواف پڑھ لے۔

طواف کے لئے کوئی ایسی دُعا مقرر نہیں ہے جس کا پڑھنا فرض یا واجب ہو اور جس کے بغیر طواف نہ ہوتا ہو۔ بلکہ اگر طواف کے درمیان کچھ بھی نہ پڑھے تب بھی طواف ہو جاتا ہے۔ البتہ طواف

میں ذکر اور دُعاء کرنا افضل ہے۔ جس دُعاء میں جی لگے اور جس کی اپنے لئے ضرورت سمجھے خشوع و خضوع اور خلوص کے ساتھ دُعاء کرتا رہے۔ اگر کسی کتاب سے دُعاء پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے عام طور سے کتابوں میں ساتوں چکّروں کی الگ الگ دُعاء لکھی ہوئی ملتی ہے، یہ دُعائیں بھی اچھی ہیں، اگر ان کو کوئی شخص پڑھے تو طواف کی سُنت سمجھ کر نہ پڑھے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف میں ان سب دعاؤں کا پڑھنا منقول نہیں ہے، ہم وہ احادیث لکھتے ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف کے درمیان کچھ پڑھنا یا پڑھنے کی ترغیب دینا ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بیت اللہ کا سات چکروں سے طواف کیا اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط کے علاوہ کوئی بات نہ کی تو اس کے دس گناہ نامۂ اعمال سے مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے دس درجات بلند کر دیئے جائیں گے، اور جس نے طواف کیا اور طواف کے درمیان (دنیاوی) باتیں کرتا رہا تو وہ ایسا ہے جیسے وہ رحمت میں اپنے پاؤں سے گھُس گیا جس طرح کوئی شخص اپنے پیروں سے پانی میں گھُس جائے (رواہ ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر یہ شخص اللہ کا ذکر کرتے ہوئے طواف کرتا تو سَر سے پاؤں تک رحمت میں رہتا اور اب اُسے دُنیاوی باتیں کرنے کی وجہ سے رحمت کا کچھ حصّہ نصیب ہوا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رُکنِ یمانی پر ستّر فرشتے مقرر ہیں، جس شخص نے (رکنِ یمانی پر پہنچ کر) یہ دُعاء پڑھی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط تو وہ سب فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں رُکنوں (یعنی رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود) کے درمیان یہ پڑھتے ہوئے سُنا رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رُکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دُعاء پڑھتے تھے،

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے تھے کہ آپؐ نے یہ دُعا پڑھی۔

رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی

اے میرے رب جو کچھ آپ نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس پر مجھے قناعت اور برکت دیجئے اور میری جو چیزیں میرے

كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ ط ۱

سامنے نہیں ہیں میری غیر موجودگی میں ان کی حفاظت فرمایئے۔

طواف کی ۲ دو رکعتیں

طواف سے فارغ ہونے کے بعد ۲ دو رکعت نماز پڑھے۔ ان دو رکعتوں کا پڑھنا واجب ہے اگرچہ نفلی طواف کیا ہو۔ اور اس کا مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے ادا کرنا سُنّت ہے۔ اور پیچھے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مقامِ ابراہیمؑ نمازی اور بیت اللہ شریف کے درمیان میں آجائے، طواف کے آخری چکر کو حجرِ اسود کے استلام پر ختم کر کے مقامِ ابراہیم کی طرف بڑھتے ہوئے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی ط پڑھے، پھر دو رکعتیں ادا کرے جن میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا مسنون ہے۔ اور طواف کی ان ۲ دو رکعتوں کو طواف ختم ہوتے ہی پڑھنا چاہیے، بلا عُذر تاخیر کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر وقتِ مکروہ ہو تو ابھی ٹھہر جایئے۔ اور یہ دو رکعتیں اگر مقامِ ابراہیم کے پیچھے نہ پڑھ سکے تو حرم میں جہاں چاہے پڑھ لے۔ ان کے پڑھنے کے لئے سب سے افضل جگہ مقامِ ابراہیمؑ ہے۔ پھر حطیم کے اندر، پھر بیت اللہ کے قریب جہاں موقع مل جائے، اس کے بعد حدِ حرم میں، اور حرم سے باہر پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کسی نے حدودِ حرم میں نہ پڑھی اور جدّہ پہنچ گیا یا وطن چلا گیا تو جہاں یاد آجائے وہیں ادا کرلے، ادا کئے بغیر ذمّہ سے ساقط نہ ہوں گی۔

نمازِ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم کے قریب جو چاہے دُعا مانگے۔ بعض اکابر سے اس موقع پر مندرجۂ ذیل دُعا کرنا منقول ہے، غنیۃ الناسک میں لکھا ہے کہ یہ دُعا حضرت آدم علیہ السلام نے

---

۱ رواہ الحاکم فی المستدرک۔

اس موقع پر کی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ

یا اللہ آپ میری ظاہری اور باطنی سب حالتوں سے واقف ہیں۔ میں عذر پیش کرتا ہوں میرے عذر

حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ

کو قبول فرمائیے اور آپ میری حاجت کو اور جو کچھ میرے دل میں ہے جانتے ہیں پس میری حاجت کو پورا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا

فرمائیے اور میرے قصور کو معاف فرما دیجئے، اے اللہ! مجھ کو ایسا ایمان عطا فرما جو میرے دل میں رچ جائے

حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًی بِمَا قَسَمْتَ

اور ایسا یقین عنایت فرما کہ میں خوب اچھی طرح یہ جان لوں کہ مجھے اس کے سوا کچھ نہیں پہنچ سکتا جو کچھ آپ نے

لِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

میرے لئے مقدر فرما دیا ہے اس پر راضی کر دیجئے اے ارحم الراحمین۔

بیرِ زمزم پر جانا

دوگانۂ طواف سے فارغ ہو کر زمزم پر جائے اور وہاں خوب ڈٹ کر اور سیر ہو کر پانی پیئے۔ شروع میں بسم اللہ کہے اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور تین سانس سے کم میں نہ پیئے اور پھر یہ دُعا مانگے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ

اے اللہ میں آپ سے نفع دینے والے علم کا اور کشادہ رزق کا اور ہر مرض سے شفایابی کا

کُلِّ دَآءٍ ط

سوال کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ اور جو چاہے دُعا مانگے۔ اس کے بعد ملتزم پر جائے۔ حجرِ اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان جو حصہ ہے اس کو ملتزم کہتے ہیں۔ اس جگہ سے چمٹ کر خوب دل حاضر کر کے دُعا کرے اپنے دونوں ہاتھ سر کے اُوپر سیدھے بچھا دے اور سینہ دیوار سے ملا دے اور رُخسار کو دیوار

پر رکھ دے۔ یہ دعاء کی مقبولیت کا خاص مقام ہے تجربہ ہے کہ یہاں جو دعاء کی جاتی ہے ضرور قبول ہوتی ہے، اس موقع کی کوئی خاص دعاء منقول نہیں ہے جو مسنون ہو۔ البتہ ان لوگوں کے لئے ہم ایک دعاء لکھ دیتے ہیں جن کا اس موقع پر کسی دعاء کی طرف ذہن نہ جائے یہ دعاء مانگ لیں۔

مقام ملتزم پر پڑھنے کی دعاء

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ

اے اللہ اے اِس قدیم گھر کے مالک۔ ہماری گردنوں کو اور ہمارے باپ

اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ يَاذَا الْجُوْدِ

داداؤں اور ماؤں اور بھائیوں اور اولاد کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کر دے، اے

وَالْكَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَآءِ وَالْاِحْسَانِ ط اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ

بخشش والے اور کرم والے، فضل والے، احسان والے، عطاء والے، اے اللہ تمام معاملات میں ہمارا

عَاقِبَتَنَا فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْىِ الدُّنْيَا وَ

انجام بخیر فرما اور ہمیں دُنیا کی رسوائی اور آخرت کے

عَذَابِ الْاٰخِرَةِ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ

عذاب سے محفوظ فرما۔ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور بندہ زادہ ہوں

وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ

تیرے (مقدس گھر کے) دروازہ کے نیچے کھڑا ہوں تیرے دروازے کی چوکھٹوں سے لپٹا ہوں تیرے

يَدَيْكَ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عَذَابَكَ مِنَ النَّارِ

سامنے عاجزی کا اظہار کر رہا ہوں اور تیری رحمت کا طلبگار ہوں اور تیرے دوزخ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں

يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ

اے ہمیشہ کے محسن (اب بھی احسان فرما) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے ذکر کو بلندی عطا فرما

ذِكْرِىْ وَتَضَعَ وِزْرِىْ وَتُصْلِحَ اَمْرِىْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِىْ

اور میرے گناہوں کو ختم فرما دے اور میرے کاموں کو درست فرمائے اور میرے دل کو پاک فرما

وَتُنَوِّرَ لِيْ فِيْ قَبْرِيْ وَتَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ

اور میرے لئے قبر میں روشنی فرما اور میرے گناہ معاف فرما اور میں تجھ سے جنت کے اونچے

الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ ٥

درجوں کی بھیک مانگتا ہوں۔ آمین!

سعی کا بیان

صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ آنے جانے کو سعی کہتے ہیں۔ یہ حج اور عمرہ دونوں میں واجب ہے۔ حج میں طواف قدوم کے بعد ہوسکتی ہے اور طواف زیارت کے بعد بھی، طواف کے بعد دوگانہ نماز اور زمزم اور ملتزم سے فارغ ہوکر اول حجرِ اسود پر جائے اور اس کا استلام کرے پھر صفا کی طرف چلے جب صفا سے کچھ دور رہ جائے تو اس طرح سعی کی نیت کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ

اے اللہ میں آپ کی رضا و خوشنودی کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر کرنے

لِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ ط

کا ارادہ کر رہا ہوں آپ میرے لئے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے۔

زبان سے دعا پڑھنا کوئی ضروری نہیں، دل کی نیت کافی ہے جو اسی وقت ہوچکی ہے جب حجرِ اسود کا استلام کرکے صفا کی طرف چلا تھا، جب صفا کے قریب پہنچ جائے تو آیتِ قرآنیہ کا یہ حصہ پڑھے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ط

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اور اس کے بعد یوں کہے:-

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ

میں اسی سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ نے شروع میں فرمایا

مطلب یہ ہے کہ صفا سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر قرآن پاک میں مروہ سے پہلے ہے۔

صفا پر اتنا چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آنے لگے (آجکل تھوڑا سا چڑھنے کے بعد مسجد حرام کے بعض دروازوں سے کعبۂ شریف کا کچھ حصہ نظر آجاتا ہے) اس کے بعد کعبۂ شریف کی طرف رُخ کرکے اللہ کی توحید اور اُس کی بڑائی بیان کرے اور یہ پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لئے ملک ہے اور اُسی کے لئے حمد ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے

اَنْجَزَ وَعْدَهٗ ۝ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ۝ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ۝

اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور دشمنوں کی جماعتوں کو تنہا اُس نے شکست دی

اس کے بعد درود شریف پڑھ کر جو چاہے دُعا مانگے اور تین مرتبہ یہ پورا عمل کرے پھر صفا سے اُترے اور مروہ کی طرف ذکر کرتا ہوا چلے یہاں تک کہ جب ہرے رنگ کا ستون چھ ہاتھ کے فاصلہ پر رہ جائے تو دوڑنا شروع کردے اور دونوں ستونوں کے درمیان دوڑتا ہوا گذر جائے (یہ دوڑنا مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں ہے) اور ستونوں کے درمیان دوڑتے ہوئے یہ دُعا پڑھنا منقول ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ۝

اے اللہ مغفرت فرما اور رحم فرما تو بہت بڑا عزت والا ہے اور بہت بڑا کریم ہے۔

دوسرے ہرے ستون پر پہنچ کر دوڑنا موقوف کردے اور اپنی عام رفتار پر چلے اور کوئی ذکر کرتا رہے۔ جب مروہ پر پہنچ جائے تو جس طرح صفا پر عمل کیا تھا اسی طرح اللہ کی توحید و تکبیر بیان کرے اور چوتھا کلمہ تین بار پڑھے اور اس کے بعد درود شریف پڑھ کر جو چاہے دعا کرے، مروہ پر پہنچ کر ایک چکر ہو گیا۔

مروہ پر ذکر و دُعا کرکے صفا کی طرف کو چلے اور جب سبز ستون آجائے تو دوڑنا شروع کردے اور اگلے سبز ستون سے آگے جب چھ ہاتھ کے فاصلہ پر پہنچ جائے تو دوڑنا ختم کردے اور

اپنی عادت کے مطابق چلے، اور جب صفا پر پہنچ جائے تو تھوڑا سا اُوپر چڑھے اور اسی طرح ذکر اور دُعاء کرے جس طرح شروع میں کی تھی، اب دو چکر ہو گئے، اسی طرح سات چکر کرکے سعی ختم کردے جو صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہو گی۔ عمرہ اور حج کی سعی ایک ہی طرح ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

سعی کرتے ہوئے آتے جاتے ہر چکر میں خوب اہتمام سے ذکر کرے، حدیث شریف میں ہے کہ جمرات پر کنکریاں مارنا اور بیت اللہ کا طواف کرنا اور صفا مروہ کی سعی اللہ کے ذکر ہی کے لئے ہے نہ کسی دوسری وجہ سے۔ (مستدرک۔ حاکم۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

صفا مروہ کے درمیان پڑھنے کے لئے کوئی دُعاء یا کوئی ذکر ایسا مقرر نہیں ہے کہ جس کے بغیر سعی ادا نہ ہو۔ بعض حضرات نے ہر چکر کے لئے اچھی دُعائیں لکھ دی ہیں تاکہ جو شخص اپنی سمجھ سے دُعاء نہ کرسکے وہ ان ہی کو پڑھ لے۔

سعی سے فارغ ہو کر مطاف (یعنی طواف کرنے کی جگہ) کے کنارہ پر دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔

جس شخص نے قِران کا احرام باندھا وہ مکہ معظمہ آکر اوّل عمرہ کا طواف رَمَل اور اضطباع کے ساتھ کرے، اس کے بعد عمرہ کی سعی کرے، پھر حج کا طوافِ قدوم اور اس کے بعد حج کی سعی کرے۔ قِران والے کو طواف قدوم کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ اور اگر اس وقت سعی نہ کی تو طوافِ زیارت کے بعد سعی کرلے۔

اگر قارن طوافِ قدوم کے بعد سعی کرے تو طوافِ قدوم والے طواف میں بھی رَمَل اور اضطباع کرے ورنہ بلا رمل اور اضطباع کے طوافِ قدوم کرلے۔

حج افراد اور قران والا آدمی طواف اور سعی کے بعد مکہ معظمہ میں احرام کے ساتھ ٹھہرا رہے اور جو شخص صرف عمرہ کا احرام باندھ کر آیا تھا وہ سعی کے بعد سَر مُنڈا کر یا بال کٹوا کر حلال ہو جائے (یعنی احرام سے نکل جائے) سَر مُنڈانے یا بال کٹوانے کا طریقہ آگے آرہا ہے، اسی کے مُطابق عمل کریں۔

اگر عمرہ کرنے والے کو اِس سال حج بھی کرنا ہے تو ۸ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے حج کا احرام

باندھ کر حجاج کے ساتھ منیٰ چلا جائے اور حج کا سب کام دوسرے حجاج کی طرح پورے کرے اگر اُس نے عُمرہ شوال کا چاند نظر آنے کے بعد کیا تھا تو اُس کا حج تمتع ہو جائے گا۔

نماز باجماعت کا اہتمام اور طواف کی کثرت

طواف وہ عبادت ہے جو مکہ معظمہ کے علاوہ کسی بھی شہر میں نہیں ہو سکتی۔ طوافِ قدوم کے بعد آٹھ تاریخ تک جو دن ملیں، اسی طرح حج سے فارغ ہو کر روانگی تک جس قدر بھی وقت ملے کثرت سے طواف کرے اور نماز باجماعت کا اہتمام کرے، مسجد حرام میں ایک قرآن شریف ختم کرلے۔ اس قیمتی وقت کو لایعنی باتوں میں اور بازاروں کے گھومنے میں برباد نہ کرے۔ حدیث شریف میں مسجدِ حرام کی نمازوں کا ثواب بہت زیادہ بتایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں ایک نماز ایسی ہزار نمازوں سے افضل ہے جو دوسری مسجدوں میں پڑھی جائیں البتہ مسجد حرام اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ مسجد حرام میں ایک نماز ایسی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں ادا کی جائیں۔

(قال المنذری فی الترغیب رواہ احمد وابن ماجہ باسنادین صحیحین)

اتنی بڑی فضیلت کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دیں اور مکہ معظمہ کے قیام کو بہت غنیمت جانیں۔

حج کی تین قسمیں

اوّل یہ کہ صرف حج کی نیت کرے اور اسی کا احرام باندھے، عمرہ کو حج کے ساتھ جمع نہ کرے اس قسم کے حج کا نام اِفراد ہے، اور ایسا حج کرنے والے کو مُفرِد کہتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حج کے ساتھ عُمرہ بھی کرے اور احرام بھی دونوں کا ایک ساتھ

باندھے۔ اس کا نام قِران ہے۔ اور ایسا حج کرنے والے کو قارِن کہتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ حج کے ساتھ عمرہ کو اس طرح جمع کرے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھے، اس احرام میں حج کو شریک نہ کرے، پھر مکہ معظمہ پہنچ کر شوال یا ذی قعدہ یا ذی الحجہ کی کسی تاریخ میں حج سے پہلے افعال عمرہ سے فارغ ہو کر بال کٹوانے یا منڈانے کے بعد احرام ختم کر دے۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے حج کا احرام باندھے اس کا نام تمتع ہے، اور ایسا حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

حج کرنے والے کو اختیار ہے کہ ان تینوں قسموں میں سے جو چاہے اختیار کرے مگر قِران افضل ہے، پھر تمتع، پھر افراد۔

احرام کے بیان میں صرف حج کا اور صرف عمرہ کا اور حج و عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھنے کی تفصیل اور ترکیب ہم لکھ چکے ہیں، وہاں دیکھ لیں۔ جو لوگ مکہ میں رہتے ہیں یا جو لوگ عمرہ کر کے اور سر منڈا کر یا بال کٹا کر حلال ہو کر بلا احرام مکہ میں مقیم ہیں یہ لوگ آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ سے احرام باندھیں گے اور یہ صرف حج کا احرام ہوگا۔ اگر کسی نے شوال یا ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں کوئی عمرہ کر لیا ہے اور اس کے بعد اپنے گھر نہیں گیا تو اُس کا وہ عمرہ یا حج مل کر حج تمتع ہو جائے گا اگرچہ اس وقت صرف حج کی نیت کرے گا۔

حج کے پانچ دِن

اب ہم حج کے پانچ دنوں کے احکام اور اعمال لکھتے ہیں

پہلا دن ۸ ذی الحجہ

آج طلوع آفتاب کے بعد حالت احرام میں سب حجاج کو منیٰ جانا ہے۔

مُفرِد جس کا احرام حج کا ہے اور قارِن جس کا احرام حج و عمرہ دونوں کا ہے۔ ان کے احرام تو پہلے سے بندھے ہوئے ہیں۔ متمتع جس نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا، اور اسی طرح

اھلِ حرم آج حج کا احرام باندھیں۔

سُنت کے مُطابق غسل کر کے احرام کی چادریں پہن لیں۔

احرام کے لئے دو۲ رکعت پڑھیں اور حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھیں۔

تلبیہ پڑھتے ہی احرام شروع ہوگیا۔ اب احرام کی تمام مذکورہ پابندیاں لازم ہوگئیں، اس کے بعد منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

منیٰ، مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر دو۲ طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے۔ آٹھویں تاریخ کی ظہر سے نویں تاریخ کی صبح تک منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھیں اور اس رات کو منیٰ میں قیام کرنا سُنت ہے اگر اس رات کو مکہ میں رہا یا عرفات میں پہنچ گیا تو مکروہ ہے۔

دوسرا دن ۹ ذی الحجہ

آج حج کا سب سے بڑا رکن یعنی وقوف عرفہ ادا کرنا ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ طلوع آفتاب کے بعد جب کچھ دُھوپ پھیل جائے منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہو جائے جو منیٰ سے تقریباً چھ۶ میل ہے، منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہوتے وقت دُعائے ذیل پڑھنا بعض اکابر سے منقول ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ وَوَجْھَكَ الْکَرِیْمَ

اے اللہ میں آپ ہی کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور آپ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور میں نے آپ ہی کو

أَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا

راضی کرنے کا ارادہ کیا پس آپ میرے گناہ معاف فرمائیں اور میرا حج مبرور بنا دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں اور مجھے

تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّكَ

محروم نہ فرمائیں اور میرے سفر میں برکت دیں اور عرفات میں میری حاجت پوری فرمائیں بیشک

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا اَقْرَبَ غَدْوَةٍ غَدَوْتُھَا

آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے اللہ! میرا اس صبح کا چلنا تو اپنی رضامندی حاصل کرنے

مِنْ رِضْوَانِكَ وَأَبْعَدَھَا مِنْ سَخَطِكَ۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ غَدَوْتُ

کے قریب تر کر دے اور اپنی ناراضگی دور کرنے کا بہت بڑا ذریعہ بنا دے، اے اللہ! میں آپ ہی کی طرف چلا

وَعَلَيْكَ اعْتَمَدْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ

اور آپ ہی پر میں نے اعتماد کیا اور آپ کی رضامندی کا میں نے ارادہ کیا پس آپ مجھے

تُبَاهِيْ بِهِ الْيَوْمَ مَنْ هُوَخَيْرٌ مِّنِّيْ وَاَفْضَلُ، اَللّٰهُمَّ

اُن لوگوں میں سے کردیجئے جن کے ذریعہ آپ فخر فرمائیں گے ان لوگوں کے سامنے جو مجھ سے بہتر اور

اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّآئِمَةَ

افضل ہیں۔ اے اللہ آپ سے معافی کا اور عافیت دوامی کا دنیا اور آخرت میں سوال کرتا

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ

ہوں۔ اور درود نازل ہو اللہ کا اس کی سب سے بہتر مخلوق حضرت محمد مصطفےٰ

وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے آل پر اور اصحاب پر سب پر

پھر جب جَبَلِ رَحمت پر نظر پڑے (جو میدان عرفات میں پہاڑ ہے) تو تسبیح و تہلیل و تکبیر کہے اور جو چاہے دُعا مانگے، خواہ یہ دُعا مانگ لے۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ

اے اللہ! میں نے آپ ہی کی طرف توجہ کی اور آپ ہی پر بھروسہ کیا اور آپ ہی کی رضا کا ارادہ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ

کیا۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما اور میری توبہ قبول فرما اور میرا سوال پورا فرما اور خیر کو میرے لئے

الْخَيْرَ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اُدھر متوجہ فرمادے جدھر میری توجہ ہو میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے

وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

نویں (۹) ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے صبح صادق تک کے درمیانی حصہ میں احرام حج کی حالت میں کسی قدر بھی اگر عرفات میں ٹھہر جائے یا وہاں سے گذر جائے تو حج ہو جائے گا۔ اگر اس وقت میں ذرا دیر کو بھی عرفات میں نہ پہنچا تو حج نہ ہوگا۔ اور زوال کے بعد سے غروب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے۔

جو شخص اس وقت میں نہ پہنچ سکے وہ آنے والی رات میں کسی وقت بھی پہنچ جائے تو اس کا حج ہو جائے گا۔

مستحب یہ ہے کہ زوال آفتاب کے بعد غسل کرے اور اس کا موقع نہ ملے تو وضو ہی کرے اور اوّل وقت نماز ادا کر کے وقوف شروع کر دے۔

سُنّت طریقہ یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی امیرِ حج کی اقتداء میں پڑھی جائے، یعنی عصر کو بھی ظہر ہی کے وقت میں پڑھ لے وہاں جو بڑی مسجد ہے جس کو مسجد نمرہ کہتے ہیں اس میں امام دونوں نمازیں اکٹھی پڑھاتا ہے۔ لیکن چونکہ ہر شخص وہاں پہنچ نہیں سکتا اور سب حاجی اس میں سما بھی نہیں سکتے اور بغیر امیرِ حج کی اقتداء کے دونوں نمازوں کو جمع کرنا درست بھی نہیں ہے، اس لئے ہندوستان پاکستان، بنگلہ دیش افغانستان وغیرہ کے حنفی علماء حاجیوں کو یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے خیموں میں ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں باجماعت پڑھیں، اور نمازوں کے علاوہ جو وقت ہے اُسے ذکر اور دُعاء اور تلبیہ میں خرچ کریں۔

وقوفِ عرفات کا مسنون طریقہ

زوالِ آفتاب کے بعد سے غروبِ آفتاب تک پُورے میدانِ عرفات میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ جبل الرحمۃ جو عرفات کا مشہور پہاڑ ہے اُس کے قریب جس جگہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا موقف ہے اُس جگہ وقوف کرے۔ بالکل اُس جگہ نہ ہو تو جس قدر اُس سے قریب ہو بہتر ہے۔ لیکن اگر جبل رحمت کے پاس جانے میں دشواری ہو یا واپسی کے وقت اپنا خیمہ تلاش کرنا مشکل ہو جیسا کہ آج کل عموماً پیش آتا ہے تو اپنے خیمہ میں وقوف کرے۔

افضل و اعلیٰ تو یہ ہے کہ قبلہ رُخ کھڑا ہو کر مغرب تک وقوف کرے اور ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں کرتا رہے۔ اگر پُورے وقت میں کھڑا نہ ہو سکے تو جس قدر کھڑا رہ سکتا ہے کھڑا رہے، پھر بیٹھ جائے، پھر جب قوت ہو کھڑا ہو جائے، اور پورے وقت میں خشوع خضوع اور گریہ وزاری کے ساتھ ذکر اللہ اور دُعا اور استغفار میں مشغول رہے اور تھوڑی تھوڑی دیر میں تلبیہ پڑھتا رہے اور دینی اور دنیاوی مقاصد کے لئے اپنے

واسطے اور اپنے متعلقین و احباب کے واسطے، خاص کر اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے دُعاؤں کی درخواست کی ہے اور تمام مسلمانوں کے واسطے دُعائیں مانگتا رہے، یہ وقت مقبولیتِ دُعاء کا خاص وقت ہے اور ہمیشہ نصیب نہیں ہوتا۔ اس دن بِلا ضرورت آپس کی جائز گفتگو سے بھی پرہیز کرے۔ پُورے وقت کو دُعاؤں اور ذکرُ اللہ میں صَرف کرے۔

عرفات کی دُعائیں

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بہتر دُعاء عرفہ کے دن کی دُعاء ہے، اور سب سے بہتر جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوںؑ نے کہا ہے وہ یہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے مُلک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مناسک ملا علی قاریؒ میں طبرانی سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفات کی دُعاؤں میں یہ دُعاء بھی تھی :-

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ

اے اللہ بیشک آپ میری جگہ کو دیکھ رہے ہیں اور میری بات کو سُن رہے ہیں اور آپ میرظاہر

وَعَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ اَنَا الْبَآئِسُ

اور باطن سب جانتے ہیں اور میرے امور میں سے آپ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور میں سختی میں

الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ

مبتلا ہوں محتاج ہوں فریادی ہوں پناہ کا طلب گار ہوں خوف زدہ ہوں گنا ہوں کا اقراری

الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ ج وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ

ہوں اور اعتراف کرتا ہوں، میں آپ سے سوال کرتا ہوں مسکین کی طرح اور آپکے سامنے گڑگڑاتا

اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ ج وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ

ہوں گنہگار ذلیل کی طرح اور میں آپ کو پکارتا ہوں جیسا کہ خوف زدہ مصیبت

الضَّرِیْرِ ج مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَیْنُهٗ

زدہ پکارتا ہے اور جیسا کہ وہ شخص پکارتا ہے جس کی آپکے سامنے گردن جھک گئی اور جس کے آنسو جاری

وَنَحَلَ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ ج اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ

ہو گئے اور جس کا جسم آپ کے لئے دبلا ہوں اور جس کی ناک آپ کے لئے خاک آلود ہوئی اے

بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِیًّا وَّكُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ

میرے رب مجھے محروم نہ فرما اور میرے لئے بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہو جا اے وہ ذات پاک

الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ ۝

جو اُن میں سب سے بہتر ہے جن سے سوال کیا گیا اور اے وہ ذات پاک جو دینے والوں میں سب سے بڑا داتا ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان عرفہ کے دن زوال کے بعد عرفات میں قبلہ رخ ہو کر سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط پھر سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورۃ اخلاص) پڑھے پھر سو مرتبہ یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی کیا جزا ہے اس نے میری تسبیح اور تہلیل کی اور میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور میری معرفت حاصل کی اور میری شان بیان کی اور میرے نبی پر درود بھیجا، اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا اور اس کے نفس کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی، اور اگر میرا بندہ مجھ سے تمام عرفات والوں کے لئے سفارش کرے تو اس کی سفارش ان سب کے حق میں قبول کروں۔ (غنیۃ الناسک)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفات میں میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کے اکثر دعا یہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کے لئے مُلک ہے اور اُسی کے لئے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا

حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے کانوں

وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا ، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِیْ

میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے، اے اللہ میرا سینہ کھول دے

صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسَاوِسِ

اور میرے کاموں کو آسان فرما دے، اور میں سینہ کے وسوسوں سے اور کاموں

الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ

کی بدنظمی سے اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں

مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِی اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِی النَّهَارِ وَشَرِّ

اُس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اُس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اُس

مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ ۔

کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ عرفات میں عصر کی نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر وقوف میں مشغول ہو جاتے تھے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ تین مرتبہ کہتے تھے اور اس کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ پڑھ کر یہ دعا تین بار پڑھتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ بِالْهُدٰی وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ فِی

اے اللہ مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور تقویٰ کے ذریعہ مجھے پاک وصاف کر دے اور مجھے دنیا

الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی

و آخرت میں بخش دے

اس کے بعد ہاتھ نیچے کر لیتے تھے اور جتنی دیر میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اُتنی دیر خاموش

رہ کر پھر ہاتھ اُٹھاتے تھے اور اسی طرح دعا کرتے تھے جس طرح اُوپر بیان ہوئی (حصن حصین)

مذکورہ بالا دُعاؤں کے علاوہ اور جو چاہے اور جس زبان میں چاہے دُعا کرے اور دل کو خوب حاضر کر کے خشوع وخضوع کے ساتھ دُعا مانگے کیونکہ حقیقی معنیٰ میں دُعا وہی ہے جو دل سے نکلے، جو دُعائیں اِس موقع سے متعلق روایاتِ حدیث سے ثابت ہیں اُن کا خاص اہتمام کرنا چاہئے جو اُوپر لکھ دی گئی ہیں۔ دُعاؤں کے درمیان بار بار تلبیہ بھی پڑھتا رہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار جامع دُعائیں منقول ہیں جو کسی وقت کسی مقام کے ساتھ مخصوص نہیں وہ دُعائیں ہر وقت مانگی جاسکتی ہیں اور ان دُعاؤں کو الحزبُ الاعظم اور مناجاتِ مقبول میں جمع کر دیا گیا ہے اگر چاہے تو ان کتابوں میں سے جس قدر چاہے دُعائیں عرفات میں پڑھ لے، بہت لمبا وقت ہوتا ہے اس میں بہت کچھ پڑھ سکتے ہیں اور مانگ سکتے ہیں۔

بعض حضرات نے اپنے طور پر کچھ دُعائیں اس موقع کے لئے مرتب کر دی ہیں جو کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں اُن کو پڑھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔

عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

مزدلفہ عرفات سے مغرب کی طرف تین میل کے فاصلے پر ہے، آفتاب غروب ہوتے ہی مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائے، راستہ میں ذکر اللہ اور تلبیہ پڑھتا رہے، اِس روز حجاج کے لئے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا جائز نہیں، واجب ہے کہ نمازِ مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے وقت نمازِ عشاء کے ساتھ پڑھے، مزدلفہ پہنچ کر اوّل مغرب کے فرض پڑھے اور مغرب کے فرضوں کے فوراً بعد عشاء کے فرض پڑھے، مغرب کی سُنتیں اور عشاء کی سُنتیں اور وتر سب بعد میں پڑھے۔

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکھٹا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں ہے، تنہا ہو تب بھی اکھٹا کر کے پڑھے۔

اگر مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی ہے تو مزدلفہ میں پہنچ کر اس کا اعادہ کرنا یعنی

دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ گیا تو ابھی مغرب کی نماز نہ پڑھے عشاء کے وقت کا انتظار کرے اور عشاء کے وقت میں دونوں نمازوں کو اکٹھا کرے۔

مزدلفہ کی رات میں جاگنا اور عبادت میں مشغول رہنا مستحب ہے اور اس شب میں مزدلفہ میں رہنا سُنّتِ مؤکّدہ ہے۔ بہت سے لوگ وقت سے پہلے ہی فجر کی اذان دیکر نمازِ فجر مزدلفہ میں پڑھ کر منیٰ کو چلے جاتے ہیں۔ اول تو فرض نماز ترک کر کے گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی، دوسرے وقوفِ مزدلفہ چھوڑنے کا گناہ ہوتا ہے جو واجب ہے اور دَم بھی واجب ہوتا ہے۔ حج کرنے نکلے ہیں قاعدہ کے مطابق کریں، ایک فرض (یعنی حج) ادا کیا اور دوسرا فرض (یعنی نماز) ترک کرنے کا گناہ سر لے لیا، یہ کیا سمجھداری ہے؟ اور بہت سے لوگ تو نفلی حج میں ایسی حرکت کرتے ہیں، ایسے نفلی حج کی ضرورت کیا ہے جس میں فرض نماز ترک کی جائے، البتہ اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہرے سیدھی منیٰ چلی جائے تو اس کے لئے گنجائش ہے اس پر دَم واجب نہ ہوگا۔ اور اگر مرد ہجوم کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دے تو یہ جائز نہیں ہے، مزدلفہ میں رات گزارنا سُنّتِ مؤکّدہ ہے اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں رہنا واجب ہے واجب کے چھوٹ جانے سے دَم واجب ہوتا ہے۔

تیسرا دن ۱۰/ ذی الحجہ

آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے اس میں حج کے چند احکام ہیں۔ پہلا حکم وقوفِ مزدلفہ ہے جو واجب ہے۔ اس کا وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ہے، اگر کوئی شخص طلوعِ فجر کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر منیٰ کو چلا جائے طلوعِ آفتاب کا انتظار نہ کرے تو بھی واجب وقوف ادا ہوگیا۔ واجب کی ادائیگی کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ نمازِ فجر مزدلفہ میں پڑھ لے، مگر سُنّت یہی ہے کہ طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے تک ٹھہرے۔ مزدلفہ کے تمام میدان میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے بجز وادی مُحَسّر کے جو منیٰ کی جانب مزدلفہ سے خارج وہ مقام ہے جہاں اصحابِ فیل پر عذاب آیا تھا۔ افضل یہ ہے کہ جبلِ قزح کے قریب وقوف کرے، اگر ازدحام کی وجہ سے وہاں پہنچنا مشکل ہو تو مزدلفہ میں جس جگہ ٹھہرا ہے

وہیں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف کرے، اس وقوف میں بھی تلبیہ اور تکبیر و تہلیل اور استغفار وتوبہ اور دُعاء کی کثرت کرے۔

وقوفِ مزدلفہ کے بارے میں بہت سے حاجی حضرات یہ غلطی کرتے ہیں کہ عرفات سے آتے ہوئے سیدھے منیٰ چلے جاتے ہیں، اور بعض حاجی ایک دو گھنٹہ مزدلفہ میں رہ کر رات ہی کو منیٰ پہنچ جاتے ہیں، یہ لوگ مزدلفہ میں رات گذارنے اور صبح صادق کے بعد وقوف کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں اور جیسا کہ اُوپر عرض کیا گیا وقوف ترک کرنے کی وجہ سے اُن پر دَم لازم آتا ہے۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

جب طلوعِ آفتاب میں بقدر دو رکعت ادا کرنے کے وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہو جائے، اس کے بعد تاخیر کرنا خلافِ سُنّت ہے اور بہتر یہ ہے کہ رمیِ جمرہ کے لئے کنکریاں چنے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر مزدلفہ سے اٹھا کر ساتھ لے جائے، ورنہ کہیں سے بھی اُٹھا لینا جائز ہے۔

منیٰ پہنچ کر جمرۂ عقبہ کی رَمی کرنا

منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ کی رَمی ہے۔ منیٰ میں تین ستون اونچے بنے ہوئے ہیں ان کو جمرات اور جمار کہتے ہیں اور ایک کو جمرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب ہے اُس کو جمرۂ اولیٰ اور اس کے بعد والے کو جمرۂ وسطیٰ اور اس کے بعد والے کو جو سب سے آخیر میں ہے جمرۂ عقبہ اور جمرۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ ان ستونوں کے گرد گھیرا بنا ہوا ہے اس میں کنکریاں پھینکنے کو رَمی کہتے ہیں۔

دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ عقبہ کی رَمی ہوتی ہے مزدلفہ سے چل کر جب منیٰ پہنچے تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر سیدھا جمرۂ عقبہ پر جائے اور اس کو سات کنکریاں مارے اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ پڑھنا موقوف کر دے۔ مفرد ہو یا متمتع یا قارن سب کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

رَمی کرتے ہوئے ہر کنکری کے مارنے کے وقت تکبیر اور دُعاء اس طرح پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، رَغْمًا لِّلشَّیْطٰنِ وَرِضًی لِّلرَّحْمٰنِ

میں اللہ کا نام لے کر کنکری مارتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے میرا یہ عمل شیطان کو ذلیل کرنے کیلئے اور رحمٰن کو راضی

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْیًا

کرنے کے لئے ہے، اے اللہ میرے اس حج کو حج مبرور بنادے اور میرے گناہوں کو بخشے بخشائے کردے اور میری

مَّشْکُوْرًا ط

سعی کی قدردانی فرما دیعنی لائقِ ثواب بنادے)

تکبیر کے بجائے سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا بھی جائز ہے لیکن بالکل ذکر چھوڑنا بُرا ہے۔

جمرۂ عقبہ کی رمی کا مسنون وقت طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے اور زوال سے غروب تک وقت جائز ہے۔ یعنی اس میں نہ استحباب ہے، نہ کراہت ہے اور غروب آفتاب کے بعد وقت مکروہ ہوجاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس رمی کا وقت طلوعِ آفتاب سے لے کر آنے والی رات کی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک ہے، البتہ وقت میں تفصیل ہے، کچھ وقت مسنون ہے کچھ جائز ہے اور کچھ مکروہ ہے لیکن ضعیفوں اور بیماروں اور عورتوں کے لئے وقتِ مکروہ میں بھی کراہت نہیں ہے۔ جو لوگ خود رمی کرسکتے ہیں بہت سے لوگ اُن کی طرف سے بھی نیابۃً رمی کردیتے ہیں یہ درست نہیں ہے اس طرح کرنے سے ترکِ رمی کا گناہ ہوتا ہے اور دم واجب ہوتا ہے، غروبِ آفتاب کے بعد وہ لوگ رمی کرلیں جو بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے دوسروں کو نائب بنادیتے ہیں۔ عورتوں کو رات میں رمی کرادیں اس سے تکلیف نہ ہوگی۔ اگر کسی نے صبح صادق تک بھی رمی نہیں کی تو قضا ہوگئی، گیارہویں تاریخ کو اس کی قضا بھی کرے اور دم بھی دے۔

قربانی

جمرۂ کبریٰ کی رمی سے فارغ ہوکر بطور شکریہ حج کی قربانی کرے، اور یہ قربانی مفرد کے لئے مستحب ہے اور قارن اور متمتع پر واجب ہے۔ مفرد نے اگر قربانی سے پہلے حلق یا قصر کرلیا اور ... کے

بعد قربانی کی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں البتہ اس کے لئے رمی ذبح سے پہلے اور ذبح حلق یا قصر سے پہلے مستحب ہے، اور رمی حلق یا قصر سے پہلے واجب ہے، اور قارن اور متمتع پر رمی اور ذبح حلق یا قصر سے پہلے واجب ہے۔

جو شخص خود ذبح کرنا جانتا ہو اس کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اور اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو ذبح کے وقت قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے، اگر ذبح کی جگہ حاضر بھی نہ ہو اور دوسرے سے ذبح کرادے تو یہ بھی درست ہے ذبح سے پہلے یہ دُعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی

مَیں نے اپنا رُخ اُس ذاتِ پاک کی طرف پھیرا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا میں

مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ

ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں جو شرک سے یکسو توحید کو اپنانے والے تھے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں

وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ

بے شک میری نماز اور میری عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب العالمین

لَهٗ ج وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط اَللّٰهُمَّ

ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم کیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، اے اللہ یہ قربانی کرنا

مِنْكَ وَلَكَ

آپ کا حکم ہے اور آپ کی طرف سے ہے اور قربانی آپ ہی کیلئے ہے۔

اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کردے۔

یہ بیان حج کی قربانی کا تھا اور جو قربانی صاحبِ نصاب پر ہر علاقہ میں واجب ہوتی ہے اس کا حکم حاجیوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان میں سے جو شخص مکہ معظمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت کرکے مقیم تھا اور وہ حج کے احکام ادا کرنے کے لئے منیٰ اور عرفات آیا ہے تو اس پر وہ دوسری قربانی بھی واجب ہے، لیکن اُس کا منیٰ یا حرم میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر اپنے وطن میں کرادے تب بھی درست ہے، اور جو شخص مکہ معظمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت کرکے مقیم نہ تھا بلکہ پندرہ دن سے کم مدت مکہ میں رہ کر منیٰ و عرفات کے لئے روانہ ہوگیا تو اس پر وہ قربانی واجب

نہیں جو صاحب نصاب پر ہر سال ہر علاقہ میں واجب ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا قارن اور متمتع پر قربانی واجب ہے، یعنی ایک بکری یا بھیڑ، یا دُنبہ، جس کی عمر کم از کم ایک سال ہو ذبح کرے یا پانچ سالہ اونٹ یا دو سالہ گائے میں ساتواں حصّہ لے لے۔ تمتع اور قران کی قربانی حدود حرم میں ہونا واجب ہے اور منیٰ میں ہونا افضل ہے۔

اگر کسی متمتع یا قارن کو پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے قربانی کی طاقت نہ ہو تو وہ اس کے بدلے دس روزے رکھ لے لیکن شرط یہ ہے کہ ان میں سے تین روزے دسویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے رکھ لئے ہوں اور احرام کے بعد رکھے ہوں اور حج کے مہینوں میں شوال یعنی، ذیقعدہ، ذی الحجہ میں رکھے ہوں، اور سات روزے ایام تشریق گذر جانے کے بعد رکھے خواہ مکہ میں خواہ کسی اور جگہ لیکن گھر آ کر رکھنا افضل ہے، اگر کسی قارن یا متمتع نے دسویں تاریخ سے پہلے یہ تینوں روزے نہ رکھے تو اب قربانی ہی کرنی پڑے گی۔ اگر اس وقت قربانی کی قدرت نہیں ہے تو سر منڈا کر یا بال کٹا کر احرام سے نکل جائے لیکن جب مقدور ہو جائے تو ایک دم قران یا تمتع کا اور ایک دم ذبح سے پہلے حلال ہونے کا دیدے یعنی دو قربانیاں دے اور اگر ایام نحر کے بعد ذبح کرے تو تیسرا دم ایام نحر سے مؤخر کرنے کا لازم ہوگا۔

واضح رہے کہ قربانی دسویں، گیارھویں، بارھویں تاریخوں میں سے کسی تاریخ میں کرنا لازم ہے، بارھویں کا سورج چھپنے سے پہلے پہلے قربانی کر دے، لیکن متمتع اور قران والا جب تک قربانی نہ کرے اُس وقت تک اس کو سر منڈانا یا بال کٹانا جائز نہیں ہے، اگر ایسا کرے گا تو ایک دم واجب ہوگا جو حج کی قربانی کے علاوہ ہوگا۔ کسی وجہ سے دسویں تاریخ کو قربانی نہ کر سکے تو گیارہ بارہ کو کرے لیکن بال منڈانا یا کتروانا بھی قارن اور متمتع قربانی پر موقوف رکھے۔ اس کو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔

حلق اور قصر کا بیان

حلق سر مُنڈانے کو اور قصر بال کٹانے کو کہتے ہیں۔ احرام عمرہ کا ہو یا حج کا یا دونوں کا ایک ساتھ باندھا ہو ہر صورت میں حلق اور قصر ہی احرام سے نکلنے کے لئے متعین ہے۔ جب تک حلق یا قصر نہ کرے گا احرام سے نہ نکلے گا۔ اگر سلے ہوئے کپڑے حلق یا قصر سے پہلے پہن لے یا سر کے علاوہ کسی اور جگہ کے بال مونڈ لے یا ناخن کاٹ لے یا خوشبو لگالی تو جزا واجب ہوگی۔ عمرہ کرنے والا شخص جب عمرہ کی سعی سے فارغ ہو جائے حلق

یا قصر کرالے۔ اور حج افراد والا اور تمتع والا (جس نے آٹھ تاریخ کو مکہ سے حج کا احرام باندھا تھا اور اس سے پہلے عمرہ کر کے فارغ ہو چکا تھا) اور قارن، یہ تینوں دسویں تاریخ کو منیٰ میں رمی اور قربانی کے بعد حلق یا قصر کرائیں۔ اور اگر بارہویں تاریخ کا سورج چھپنے تک حلق یا قصر کو مؤخر کر دے تو یہ بھی جائز ہے بارھویں تاریخ کا سورج چھپ جانے کے بعد حلق یا قصر کریں گے تو دَم واجب ہوگا۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ حلق یا قصر حرم ہی میں ہونا واجب ہے۔ اگر حرم کے باہر کیا تو اس کی وجہ سے ایک دَم واجب ہوگا، یہ بات پہلے لکھی جا چکی ہے کہ جس کا صرف حج کا احرام ہو، یعنی مُفرِد ہو وہ دس تاریخ کو رمی کرنے کے بعد حلق یا قصر کرا سکتا ہے کیونکہ قربانی اس پر واجب نہیں ہے مستحب ہے۔ اگر وہ مستحب پر عمل کرلے تو بہتر ہے کہ قربانی کے بعد حلق یا قصر کرائے اور جس شخص کا حج قران یا تمتع کا ہو وہ قربانی سے پہلے حلق یا قصر نہ کرائے، تمتع اور قران والے پر قربانی بھی واجب ہے، اور اس طرح ترتیب بھی واجب ہے کہ پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کرے، پھر قربانی کرے پھر حلق یا قصر کرائے، اس ترتیب کے خلاف کرے گا تو دَم واجب ہوگا۔

حلق اور قصر کا طریقہ

قبلہ رُخ بیٹھ کر سر کے بال مُنڈائے یا کتروائے، اپنی داہنی جانب سے سر منڈانا یا کتروانا شروع کرے چوتھائی سر کے بال مونڈ دینا یا چوتھائی سر کے بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کاٹ دینا احرام سے نکلنے کے لئے واجب ہے، اس سے کم مونڈنے یا کاٹنے میں احرام سے نہ نکلے گا عمرہ والا ہو یا حج والا سب کا ایک ہی حکم ہے، افضل یہ ہے کہ سارے سر کے بال منڈا دے، اگر نہ منڈائے تو سارے سر کے بال بقدر انگلی کے ایک پورے کے کٹوا دے گو احرام سے نکلنے کے لئے چوتھائی سر کے بال مونڈ دینا یا بقدر ایک پورے کے کاٹ دینا کافی ہے، لیکن کچھ سر منڈانا کچھ چھوڑنا ممنوع ہے، لہٰذا پورا سر منڈائے یا پورے سر کے بال انگلی کے ایک پورے کے بقدر کٹوائے تاکہ سُنّت کے خلاف نہ ہو۔ اور جب پٹھے رکھنے والا ایک پورے کے برابر بال کاٹنا چاہے تو ایک پورے سے زیادہ لے لے کیونکہ بال چھوٹے بڑے بھی ہوتے ہیں، اگر ایک پورے سے زیادہ لے گا تب ایک پورے کے برابر کٹ جانے کا یقین ہوگا، چند بال کاٹنے سے

احرام سے نہیں نکلتا خوب سمجھ لیں، اور عورت کو سر منڈانا حرام ہے، وہ بقدر ایک پورے کے بال کٹا کر ہی احرام سے نکل سکتی ہے مگر کم از کم چوتھائی سر کے بال بقدر ایک پورے کے ضرور کٹوائے۔ حلق اور قصر سے پہلے لبیں اور ناخن وغیرہ نہ کٹوائے اور نہ بغل کے بال صاف کرے ورنہ جزا واجب ہوگی۔ حلق یا قصر کے بعد تکبیر کہے اور فارغ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے جو بزرگوں سے منقول ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا وَقَضٰی عَنَّا

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اِس پر کہ اُس نے ہمیں ہدایت دی اور ہم پر انعام فرمایا اور ہمارے احکام

نُسُکَنَا، اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ فَاجْعَلْ لِیْ

حج کو پورا فرمایا، اے اللہ میری یہ پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے پس میرے لئے ہر بال کے بدلے قیامت کے

بِکُلِّ شَعْرَۃٍ نُوْرًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَامْحُ عَنِّیْ بِھَا سَیِّئَۃً

دن نور مقرر فرمادے اور ہر بال کے بدلہ میرا ایک گناہ معاف فرمادے

وَّارْفَعْ لِیْ بِھَا دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ الْعَالِیَۃِ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ

اور بہشتِ بریں میں میرا ایک درجہ بلند فرمادے، اے اللہ میرے نفس میں

لِیْ فِیْ نَفْسِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ

برکت عطا فرما اور حج کو قبول فرما اے اللہ میری مغفرت فرما اور دیگر سر مونڈنے والوں اور بال کٹانے

یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ، اٰمِیْنَ

والوں کی بھی مغفرت فرما اے وسیع مغفرت والے (آمین)

حلق یا قصر کرانے کے بعد حاجی کے لئے ممنوعاتِ احرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے یعنی خوشبو لگانا، ناخن کاٹنا، کسی بھی جگہ کے بال کاٹنا، سِلے ہوئے کپڑے پہننا، سر اور چہرہ ڈھانکنا یہ سب کام جائز ہو جاتے ہیں، البتہ میاں بیوی والے خاص تعلقات حلال نہیں ہوتے وہ طواف زیارت کے بعد حلال ہوتے ہیں۔

طوافِ زیارت

منیٰ میں رمی اور ذبح اور حلق یا قصر کرانے کے بعد مکہ معظمہ جا کر طواف بیت اللہ کرے، یہ طواف

حج کے فرائض میں سے ہے جس کو طوافِ رُکن اور طواف اضافہ اور طوافِ زیارت کہتے ہیں۔ اس کا اوّل وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہوجاتے ہی شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے جائز نہیں ہے اور طوافِ زیارت دس۱۰، گیارہ۱۱، بارہ۱۲ تینوں دنوں میں ہوسکتا ہے، البتہ دسویں ذی الحجہ کو اس کا ادا کرلینا افضل ہے، اور جب بارہویں تاریخ کو آفتاب غروب ہوگیا تو اس کا صحیح وقت نکل گیا۔ اگر بارہ۱۲ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے کے بعد کریگا تو طواف ادا ہوجائے گا لیکن ایک دَم واجب ہوگا۔ طوافِ زیارت کرنے کے بعد میاں بیوی والے تعلقات بھی حلال ہوجائیں گے۔

واضح رہے کہ اگر کسی نے طوافِ قدوم کے ساتھ حج کی سعی کرلی تھی تو اَب طوافِ زیارت میں رمل نہ کرے، اور اگر اس وقت سعی نہیں کی تھی تو اَب طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے اور طوافِ زیارت کے شروع کے تین چکروں میں رَمل بھی کرے۔

اَب رہا مسئلہ اضطباع کا، تو چونکہ اضطباع کا تعلق بغیر سِلے ہوئے کپڑے پہننے کی حالت سے ہے اس لئے جو شخص طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے، اگر اس نے اَب تک حلق نہیں کرایا ہے اور سِلے ہوئے کپڑے نہیں پہنے ہیں تو طواف زیارت میں اضطباع کرے اور اگر حلق یا قصر کراکر سِلے ہوئے کپڑے پہن چکا ہے تو اَب اضطباع کا موقع رہا ہی نہیں، بلا اضطباع ہی طواف کرلے۔

طوافِ زیارت کے بعد منیٰ کو واپسی

دسویں تاریخ کو طوافِ زیارت کے بعد منیٰ واپس آجائے اور گیارہویں بارہویں شب منیٰ میں گذارے اور ان دونوں دنوں میں زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے دس۱۰ تاریخ کو طوافِ زیارت نہ کیا ہو تو گیارہویں بارہویں تاریخ میں سے کسی وقت، رات کو یا دن کو مکہ معظمہ جاکر طواف کرلے۔

چوتھا دن ۱۱ ذی الحجہ

اگر قربانی یا طوافِ زیارت کسی وجہ سے دس تاریخ کو نہیں کرسکا تو آج گیارہویں کو کرلے زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے زوال سے پہلے درست نہیں ہے آج کی رمی کا وقت

مستحب زوال کے بعد سے شروع ہو کر غروبِ آفتاب تک ہے، غروب کے بعد مکروہ ہے مگر بارہویں تاریخ کی صبح طلوع ہونے سے پہلے پہلے رمی کرلی جائے تو ادا ہو جاتی ہے دم دینا نہیں پڑتا اور اگر بارہویں تاریخ کی صبح ہو گئی تو اب گیارہویں تاریخ کی رمی کا وقت فوت ہو گیا اس کی قضا اور جزا، دونوں لازم ہوں گی۔ یعنی بارہویں تاریخ کو اُس دن کی رمی بھی کرے اور گیارہویں کی فوت شدہ رمی کی قضا بھی کرے اور دَم بھی دے۔ گیارہویں تاریخ کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ پہلے جمرۂ اولیٰ پر سات کنکریاں اسی طریقہ سے مارے جس طرح دسؔ تاریخ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کر چکا ہے۔ اس کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد مجمع سے ہٹ کر قبلہ رُخ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے، کم سے کم اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر میں بیسؔ آیتیں پڑھی جاسکیں۔ اس وقفہ میں تکبیر، تہلیل، استغفار، درود شریف میں مشغول رہے۔ اپنے اور اپنے احباب اور عام مسلمانوں کے لئے دُعا کرے، یہ بھی قبولیتِ دُعا کا مقام ہے اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ پر آئے اور اسی طرح سات کنکریاں مارے جس طرح پہلے مار چکا ہے۔ اور اس کے بعد بھی مجمع سے ہٹ کر قبلہ رُخ ہو کر دُعا و استغفار میں کچھ دیر مشغول رہے، پھر جمرۂ عقبہ پر آئے اور یہاں بھی حسبِ سابق سات کنکریوں سے رمی کرے اور اس کے بعد دُعا کے لئے نہ ٹھہرے کہ یہاں دُعا کے لئے ٹھہرنا سُنّت سے ثابت نہیں ہے، البتہ وہاں سے واپس ہو کر چلتے ہوئے دُعا مانگ لے۔

آج کی تاریخ کا اتنا ہی کام تھا جو پورا ہو گیا، باقی اوقات اپنی جگہ پر منیٰ میں گذارے، ذکر اللہ، تلاوت، دُعاؤں میں مشغول رہے، غفلتوں اور فضول کاموں میں وقت ضائع نہ کرے۔

گیارہویں تاریخ کی رمی بھی عورتوں اور کمزوروں کو آنے والی رات میں کسی وقت کرلینی چاہیے نہ بالکل ترک کرے، نہ کسی کو نائب بنائے، رات میں بھیڑ نہیں ہوتی ہے۔

پانچواں دن ۱۲ ذی الحجہ

آج کا کام تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے، زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے جس طرح ۱۱ ذی الحجہ کو کی ہے، گیارہویں کی رمی کا مسنون وقت زوال سے غروب تک ہے، اور غروب سے لے کر صبح صادق تک وقت مکروہ ہے مگر عورتوں اور ضعیفوں کے لئے مکروہ نہیں ہے، اور زوال

سے پہلے اس دن کی رمی بھی درست نہیں ہے۔ اگر اب تک قربانی نہ کی ہو یا طوافِ زیارت نہ کیا ہو تو آج سورج چھپنے سے پہلے ضرور کرے اور آج کی رمی بھی کرے۔

۱۳ر ذی الحجہ کی رمی اور مکہ معظمہ کو واپسی

۱۲ر ذی الحجہ کی رمی کرنے کے بعد اب تیرہویں تاریخ کی رمی کے لئے منیٰ میں مزید قیام کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ اگر چاہے تو بارہویں تاریخ کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جاسکتا ہے بشرطیکہ غروبِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے۔ اگر بارہویں تاریخ کو آفتاب منیٰ میں غروب ہوگیا تو اب منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے اس کو چاہیئے کہ آج رات اور منیٰ میں قیام کرے اور تیرھویں تاریخ کو رمی کر کے مکہ معظمہ جائے اور اگر منیٰ میں تیرہویں کی صبح ہوگئی تو اُس دن کی رمی بھی اس کے ذمہ واجب ہوگئی، بغیر رمی کئے ہوئے جانا جائز نہیں ہے۔ اگر بغیر رمی کئے چلا جائے گا تو دم واجب ہوگا۔ افضل یہی ہے کہ بارھویں تاریخ کی رمی کے بعد غروب سے پہلے جانا جائز ہونے کے باوجود خود اپنے ارادہ سے رات کو وہاں ٹھہرے اور صبح کو زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کر کے مکہ معظمہ جائے۔ اس دن کی رمی کا وہی طریقہ ہے جو دسویں، گیارہویں کی رمی کے بیان میں ذکر ہوا، اور اس دن کی رمی کا صحیح وقت زوال سے لے کر غروب آفتاب تک ہے، آنے والی رات اس دن کے تابع نہیں ہے لہٰذا اس دن کی رمی صرف غروب سے پہلے پہلے ہو سکتی ہے، رات میں نہیں ہو سکتی اور غروبِ آفتاب تک رمی نہ کی تو رمی کا وقت ختم ہوگیا۔ اگر اس دن کی رمی واجب ہو چکی تھی اور غروبِ آفتاب تک نہ کی تو اس کے ترک کرنے سے ایک دم واجب ہوگا۔

اگر کسی نے تیرہویں تاریخ کو صبح صادق کے بعد زوال سے پہلے رمی کر لی تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، زوال سے پہلے اس دن کی رمی کرنا مکروہ ہے لیکن اس کراہت کی وجہ سے دم واجب نہ ہوگا۔ بارہویں یا تیرھویں تاریخ کی رمی کر کے مکہ معظمہ آجائے اور مکہ معظمہ سے روانہ ہونے تک اعمال صالحہ میں مشغول رہے۔ خصوصاً طواف کثرت سے کرے اور چاہے تو عمرہ کرتا رہے لیکن زیادہ طواف کرنا زیادہ عمرے کرنے سے بہتر ہے اور جو عمرہ کرے تیرہویں تاریخ کے بعد کرے۔

طوافِ وداع

میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ طوافِ زیارت کے بعد رخصتی کا طواف بھی کریں۔ اس طواف کو وداع اور طوافِ صدر کہتے ہیں اور یہ حج کا آخری واجب ہے اور اس میں حج کی تینوں قسمیں برابر ہیں یعنی ہر قسم کا حج کرنے والے پر واجب ہے، یہ طواف اہلِ حرم اور حدود میقات کے اندر رہنے والوں پر واجب نہیں۔ جو عورت حج کے سب ارکان و واجبات ادا کر چکی ہے اور طوافِ زیارت کے بعد اس کو حیض آگیا اور ابھی پاک نہیں ہوئی ہے کہ اس کا محرم روانہ ہونے لگا تو طواف صدر اس کے ذمہ واجب نہیں ہے وہ اپنے محرم کے ساتھ طوافِ وداع کئے بغیر چلی جائے۔

طوافِ وداع کے لئے نیت بھی ضروری نہیں، اگر طوافِ زیارت کے بعد کوئی طوافِ نفلی کر لیا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور اسی سے طوافِ وداع ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ مستقل نیت سے عین واپسی کے وقت پر طوافِ وداع کرے۔

اگر طوافِ وداع کر لینے کے بعد کسی ضرورت سے پھر مکہ میں قیام کرے تو پھر چلنے کے وقت طوافِ وداع کا دوبارہ کرنا مستحب ہے طوافِ وداع کے بعد دوگانہ طواف پڑھے، پھر مستقبلِ قبلہ ہو کر زمزم کا پانی پئے، پھر حرم سے رخصت ہو اس موقع کی کوئی خاص دُعا مسنون نہیں ہے جو چاہے دُعا مانگے اور واپسی پر حسرت اور افسوس کرے اور بار بار آنے کی دُعا کرے، بعض حضرات نے اس موقع کے لئے اچھی دُعائیں تجویز کر دی ہیں چاہے تو اُن کو پڑھ لے۔

طواف کے مسائل

مسئلہ:۔ طواف کے لئے نیت شرط ہے، طواف کی نیت کے بغیر کعبہ شریف کے چاروں طرف چکر لگائے تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ :۔ جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو اس میں اضطباع مسنون ہے، حج کا طواف ہو یا عمرہ کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے، اضطباع یہ ہے کہ اوپر کی چادر کے داہنے پلے کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال دے، داہنا کاندھا کھلا رہے اور دونوں پلے بائیں کاندھے پر پڑے رہیں ۔ یہ اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں رہے گا۔ لیکن جب طواف سے فارغ ہو کر دوگانہ طواف یعنی طواف کی دو رکعتیں پڑھنے لگے تو مونڈھے ڈھانک کر پڑھے۔ اگر اضطباع کے ساتھ نماز پڑھے گا تو مکروہ ہوگا۔

اضطباع صرف حالت طواف میں مسنون ہے۔ لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ سعی کی حالت میں بھی اضطباع کرتے ہیں حالانکہ طواف کے علاوہ اور کسی حالت میں اضطباع مسنون نہیں ہے۔

مسئلہ :۔ جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو اس کے شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا بھی مسنون ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اکڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھتے ہوئے چلے۔

مسئلہ :۔ طواف کے لئے ضروری یعنی واجب ہے کہ طواف باوضو کیا جائے اگر بے وضو طواف کر لیا تو اس کو باوضو لوٹا لیں۔ اگر دوبارہ نہ لوٹایا تو جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ :۔ کعبہ شریف سے جتنا زیادہ قریب ہو کر طواف کیا جائے اتنا زیادہ ثواب ہے لیکن اس کا خیال رہے کہ دوسرے طواف کرنے والوں کو تکلیف نہ ہو

مسئلہ :۔ طواف میں تیسرا کلمہ پڑھتا رہے۔ اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے۔

مسئلہ :۔ طواف میں فضول بات چیت کرنا یا خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے البتہ شرعی مسئلہ بتانا یا دریافت کرنا یا ضروری بات کرنا مکروہ نہیں۔

مسئلہ :۔ طواف کے دوران بلند آواز سے ذکر کرنا یا دعا کرنا جس سے طواف کرنے والوں کو یا نمازیوں کو تشویش ہو یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ :۔ پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہوتے ہوئے تقاضے کو دبا کر طواف کرنا مکروہ ہے،

مسئلہ :۔ حجر اسود کے استلام میں دوسرے طواف کرنے والوں کو دھکے دینا حرام ہے بہت سے لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے دوسروں کو تکلیف دے کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

بھیڑ کی وجہ سے اگر منہ سے بوسہ نہ دے سکے تو دونوں ہاتھ حجر اسود کو لگائے اور ہاتھوں کو چوم لے، اگر ایک ہی ہاتھ لگا سکے تو داہنا ہاتھ لگائے اور اسے چوم لے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی لکڑی سے حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے[1] (اگرچہ بہت زیادہ بھیڑ میں یہ بھی ممکن نہیں ہوتا۔) مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ پشت ہتھیلیوں کی اپنے چہرہ کی طرف رہے پھر ہتھیلیوں کو بوسہ دے لے۔

مسئلہ:۔ بعض لوگ حجر اسود پر خوشبو لگا دیتے ہیں جو شخص احرام میں ہو خوشبو لگی ہونے کی صورت میں منہ یا ہاتھ سے حجر اسود کا استلام نہ کرے بلکہ صرف آخری صورت اختیار کرے جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ:۔ طواف کرتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا منع ہے۔

مسئلہ:۔ حجر اسود اور کعبہ شریف کی چوکھٹ کے علاوہ کعبہ شریف کے کسی گوشہ یا دیوار کو بوسہ دینا منع ہے، البتہ صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگائے بوسہ نہ دے۔

مسئلہ:۔ جس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رَمَل کرنا مسنون ہے اگر ہجوم زیادہ ہو جس میں رمل کرنے کا موقع نہ ہو تو ہجوم کم ہونے تک طواف کو مؤخر رکھے پھر جب ہجوم کم ہو جائے تو رمل کے ساتھ طواف کرے۔

مسئلہ:۔ رمل کے ساتھ طواف شروع کیا اور پھر اتنا زیادہ ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل کو موقوف کر دے اور طواف پورا کرے۔

مسئلہ:۔ رمل کرنا بھول گیا اور ایک یا دو چکر کرنے کے بعد یاد آیا تو تین چکروں میں سے جتنے چکر باقی ہوں ان میں رمل کرے۔ اگر شروع کے تین چکروں کے بعد رمل یاد آیا تو اب رمل نہ کرے۔

مسئلہ:۔ طواف کرنے والے کو اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو جس پھیرے میں شک ہو

---

[1] عن زبیر بن عربی قال سأل رجل ابن عمر عن استلام الحجر فقال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستلمہ ویقبلہ۔ وعن ابن عباسؓ قال طاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع علی بعیر یستلم الرکن بمحجن (متفق علیہ) مشکوٰۃ ص۲۲۷

اس کا اعادہ کرے۔ مثلاً یہ شک ہو کہ چھ پھیرے ہوئے ہیں یا سات تو ایک چکر اور کرلے تاکہ یقین ہو جائے کہ سات چکر پورے ہو گئے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسجد حرام کی چھت پر چڑھ کر طواف کرے تب بھی طواف ہو جائے گا۔ اگرچہ کعبہ شریف سے اونچا ہو جائے۔

مسئلہ: طواف کرتے ہوئے دھکم دھکا کرنا سخت منع ہے خاص کر عورتیں سختی کے ساتھ اس سے پرہیز کریں بلکہ عورتوں کو رات میں یا دن کو کسی ایسے وقت طواف کرنا چاہیے جس میں مردوں کا ہجوم نہ ہو۔ اور طواف میں جہاں تک ہو سکے مردوں سے علیحدہ ہو کر طواف کریں۔

نفلی طواف

مسئلہ: قیام مکہ کے دوران جس قدر ممکن ہو نفل طواف کرتا رہے اور مکہ معظمہ کے قیام کو غنیمت جانے بازاروں میں نہ گھومے۔ نفلی طواف کی بھی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ اور طواف وہ عبادت ہے جو مکہ معظمہ کے علاوہ اور کہیں نہیں ہو سکتی حج اور عمرہ سے فارغ ہو کر بہت سے لوگ بکثرت عمرے کرتے ہیں۔ اور کثرت سے عمرے کرنا بھی اگرچہ ثواب کا کام ہے۔ لیکن زیادہ عمرے کرنے کی بنسبت زیادہ طواف کرنا افضل ہے۔ کوئی شخص تنعیم جائے اور وہاں عمرہ کا احرام باندھے پھر وہاں سے واپس آئے اور طواف وسعی کرے اور حلق یا قصر کرے تو اتنے وقت میں وہ ایک ہی طواف کر سکے گا۔ یعنی عمرہ کا طواف لیکن اگر عمرہ نہ کرتا تو اتنے وقت میں دس بیس طواف کر لیتا، لہٰذا طواف زیادہ کرنے کی طرف توجہ دینا چاہیے۔

دوگانہ طواف کے مسائل

ہر طواف کے بعد (فرض ہو یا واجب یا نفل) دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور ان دو رکعتوں کا مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا افضل ہے لیکن اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حرم میں کسی بھی جگہ پڑھ لے۔

مسئلہ: طواف ختم کرنے کے بعد ہی بلا تاخیر طواف کی دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے اور تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گذر جانے کے بعد پڑھے۔

مسئلہ: اگر کسی نے عصر کے بعد طواف کیا تو سورج غروب ہونے کا انتظار کرے۔ اور مغرب کے فرضوں کے

بعد سنتوں سے پہلے طواف کی رکعتیں پڑھ لے اسی طرح اگر فجر کے بعد طواف کرلیا تو سورج چڑھ جانے کے بعد جب اشراق ہو جائے اس وقت طواف کی دو رکعتیں پڑھے۔[1]

سعی کے مسائل

مسئلہ:- صفا اور مروہ کے درمیان حج وعمرہ میں سعی کرنا واجب ہے، لیکن اس سے پہلے طواف ہونا ضروری ہے طواف کے بغیر سعی معتبر نہ ہوگی۔

مسئلہ:- سعی کے چکر لگاتار کرنا ضروری نہیں ہے اگر طواف کرنے کے بعد متفرق طور پر سعی کے چکر ادا کرے، مثلاً ایک چکر صبح کیا اور ایک دوپہر کو اور ایک شام کو اور اسی طرح چکر پورے کرلے اگرچہ اس میں کئی دن لگ جائیں تو اس طرح بھی سعی ادا ہو جائے گی اور اس سے کوئی دم لازم نہ ہوگا۔

مسئلہ:- اگر کوئی شخص بے وضو سعی کرے تو سعی ہو جاتی ہے اس سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ:- اگر کسی عورت نے عمرہ کا طواف باوضو صحیح حالت میں کرلیا اور اس کے بعد ایام شروع ہوگئے اور اسی حالت میں سعی کرلی تو سعی ادا ہوگئی۔

مسئلہ:- بلا عذر گاڑی پر سعی کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے ایسا کرلیا اور پھر دوبارہ سعی کو پیدل چل کر نہ لوٹایا تو دم واجب ہوگا۔

حلق اور قصر کے مسائل

احرام سے نکلنے کے لئے حدود حرم میں حلق یا قصر واجب ہے۔ اگر کسی نے حدود حرم سے باہر (مثلاً جدہ یا مدینہ منورہ) جاکر حلق یا قصر کیا تو دم واجب ہوگا، ہاں اگر حدود حرم سے باہر نکل گیا اور وہاں حلق یا قصر نہ کرایا، پھر حرم میں واپس آکر حلق یا قصر کیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:- احرام سے نکلنے کے لئے حسبِ قاعدہ سر کے بال منڈائے یا کٹائے اور اس سے پہلے نہ ناخن کاٹے، نہ لبیں تراشے، نہ بغل کے بال لے اگر سر منڈانے یا کٹوانے سے پہلے ناخن کاٹے یا لبوں یا بغلوں یا مونچھ کے بال دور کئے تو جزا واجب ہوگی۔

---

[1] آج کل مسجد حرام میں اذانِ مغرب کے بعد پانچ منٹ توقف کرکے نماز کھڑی ہوتی ہے اس وقفہ میں طواف کی رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

حج فوت ہوجانے کے احکام

مسئلہ:۔ جس شخص نے حج کا احرام باندھا اور نویں ۹ ذوالحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات میں نہ پہنچ سکا تو اس کا حج فوت ہوگیا ایسے شخص کو فائت الحج کہا جاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جب حج فوت ہوجائے تو اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کرکے بال منڈا کر احرام سے نکل جائے اور طواف شروع کرنے سے پہلے پہلے تلبیہ پڑھنا شروع کردے۔

مسئلہ:۔ اگر فائت الحج مفرد تھا تو اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے اور اگر قارن تھا جس نے عمرہ نہیں کیا تھا تو یہ شخص اول تو ایک طواف اور سعی عمرہ کے لئے کرے اس کے بعد ایک عمرہ حج فوت ہوجانے کی وجہ سے کرے اس کے بعد بال منڈا کر حلال ہوجائے اور اس صورت میں اس پر صرف حج کی قضا واجب ہوگی اور دم قران ساقط ہوجائے گا اور قضا میں عمرہ کرنا واجب نہ ہوگا اور طواف ثانی شروع کرنے سے پہلے پہلے تلبیہ پڑھنا ختم کردے اور اگر عمرہ کرچکا تھا تو اس کا وہی حکم ہے جو مفرد کا حکم اوپر بیان ہوا یعنی حج فوت ہوجانے کی وجہ سے عمرہ کے افعال ادا کرکے اور حلق یا قصر کرکے حلال ہوجائے اور حج کی قضا کرے اور اگر متمتع تھا (جس نے عمرہ کرکے بال منڈا کر حج کا احرام باندھا ہے) تو حج فوت ہو جانے کی وجہ سے عمرہ کرے اور حلق یا قصر کرکے حلال ہوجائے اور آئندہ حج کی قضا کرے۔

مسئلہ:۔ جس کا حج فوت ہوجائے اس پر طوافِ وداع اور قربانی واجب نہیں ہوتی اور اس سے دم قران اور دم تمتع ساقط ہوجاتا ہے۔

مسئلہ:۔ حج فرض ہو یا نفل یا نذر مان کر واجب کرلیا سب کے فوت ہوجانے کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ:۔ عمرہ فوت نہیں ہوتا کیونکہ اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے اور یوم عرفہ، یوم عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق کے علاوہ سال بھر میں کسی بھی دن یا رات میں عمرہ ادا کیا جاسکتا ہے، اور ایام مذکورہ میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کسی نے ان ایام میں عمرہ کرلیا تو وہ بھی کراہت کے ساتھ ادا ہوجائیگا۔

احصار کے احکام

کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفات اور طواف دُونوں کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں رہتی مثلاً کسی دشمن نے روک دیا یا کسی حاکم نے قید کرلیا یا پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی اتنا لنگڑا ہوگیا کہ چل پھر نہیں سکتا یا بہت زیادہ مریض ہوگیا یا رقم چوری ہوگئی اور پیدل سفر کرنے سے عاجز ہے تو ان صورتوں کو احصار کیا جاتا ہے اور جب اُن سے کوئی صورت کسی احرام والے کو پیش آجائے تو اسے "مُحصَر" کہتے ہیں۔ ذیل میں "مُحصَر" کے احکام لکھے جاتے ہیں۔

مسئلہ: جس نے صرف حج کا احرام باندھا اور امور مذکورہ میں سے کسی وجہ سے محصر ہوجائے تو احصار کے زائل ہونے کا انتظار کرے احصار دُور ہونے کے بعد اگر حج مل سکے تو حج کرے اور حج نہ ملے تو عمرہ کرکے حلال ہوجائے کیونکہ اب یہ محرم فائتُ الحج ہوگیا اور اگر ایسی صورت ہے کہ جس وقت احصار ہوا ہے اس وقت سے لے کر حج کی تاریخ میں دیر ہے اور انتظار کرنے میں دقّت ہے اور جلد حلال ہونا چاہتا ہے تو کسی شخص کو ایک دم یا دم کی قیمت دے کر حرم میں بھیج دے تاکہ وہ اس کی طرف سے حرم میں جاکر قربانی کردے اور تاریخ اور ذبح کا وقت پہلے سے متعین کردے۔ جانور یا جانور کی قیمت بھیجنے کے بعد چاہے تو اسی جگہ ٹھہرا رہے جہاں احصار ہوا ہے یا اپنے گھر واپس آجائے یا اور کسی جگہ چلا جائے جب حرم میں جانور ذبح ہوجائے گا تو یہ شخص احرام سے نکل جائے گا اور یہ محصر اگر قارن ہے تو چونکہ اس کے دو احرام ہیں اس لئے دو دَم یا دو دَم کی قیمت بھیج دے اور ذبح کی تاریخ اور وقت متعین کردے، ایک جانور احرامِ حج سے نکلنے کے لئے اور ایک احرامِ عمرہ سے نکلنے کے لئے حرم میں ذبح کرادے۔ جب یہ دونوں جانور ذبح ہوجائیں گے تو احرام سے نکل جائے گا۔ اگر اس نے صرف ایک دم دیا تو اس وقت تک احرام سے نہ نکلے گا جب تک حرم میں دوسرا جانور ذبح نہ کرائے کیونکہ قارن دونوں احراموں سے ایک ہی ساتھ حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے عمرہ کا احرام باندھا اور اس کے بعد طواف عمرہ سے روک دیا گیا تو ایسا شخص بھی محصر ہے وہ بھی حرم میں قربانی کرا کر حلال ہوسکتا ہے۔

مسئلہ:۔ مذکورہ بالا طریقہ پر جب تک احرام سے نہ نکلے گا اور کوئی فعل موجب جنایت کر بیٹھے گا تو یہ احرام پر جنایت ہوگی۔ اور جنایت کا کفارہ واجب ہوگی۔

مسئلہ:۔ اگر جانور حرم میں ذبح نہیں ہوا بلکہ حل میں ذبح ہوا ہے تو اس سے بھی حلال نہ ہوگا۔ جب تک حرم میں ذبح نہ ہو اس وقت تک احرام ہی میں رہے گا اور کوئی جنایت ہو جائے گی۔ تو اس کا کفارہ دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ ذبح کرانے والے سے جس وقت ذبح کا وعدہ لیا ہے اس نے اگر اس وقت سے ایک دو روز پہلے ذبح کر دیا تب بھی محصر اسی دم سے حلال ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ حرم میں جانور ذبح ہو جانے سے محصر احرام سے نکل جاتا ہے۔ احرام سے نکلنے کے لئے حلق یا قصر لازم نہیں لیکن مستحسن اور افضل ہے۔

مسئلہ:۔ دم احصار کے لئے ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں ہے۔ حرم میں ذبح ہونا شرط ہے۔

مسئلہ:۔ محصر احرام سے نکلنے کے لئے جو دم ذبح کرائے وہ ایک سال کا بکرا یا بکری ہو عیوب سے سالم ہو اور اس کے جواز کے لئے وہی شرطیں ہیں جو قربانی کے جانور میں مشروط ہیں۔

مسئلہ:۔ محصر جب حرم میں جانور ذبح کرا کے حلال ہو جائے تو جب بھی احصار ختم ہو جائے آئندہ جب حج کی تاریخ آ جائے اس حج کی قضا کرے جس کے احرام سے نکلا ہے۔ اگر احرام حج سے حلال ہوا تھا تو قضا میں ایک حج اور ایک عمرہ ادا کرے اور اگر قران کے احرام سے حلال ہوا تھا تو اس پر ایک حج اور دو عمرے کرنا لازم ہے یہ سب اس صورت میں ہے جب اس سال حج کا وقت نکل گیا ہو۔

مسئلہ: اگر ایسی صورت ہے کہ حرم میں دم دے کر حلال ہونے کے بعد احصار زائل ہو گیا اور حج کرنے کا موقعہ مل رہا ہے یعنی عرفات تک پہنچ سکتا ہے اور اسی سال دوبارہ احرام باندھ کر حج لیا تو قضا کی نیت کی ضرورت نہ ہوگی اور عمرہ زائد کرنا بھی واجب نہ ہوگا اور اگر یہ شخص قارن تھا اور اسی سال عمرہ اور حج کا نیا احرام باندھ کر ادا کرنے پر قادر ہو گیا اور احرام سے قران کر لیا تب بھی نہ قضا کی نیت کرنی ہوگی نہ زائد کوئی عمرہ کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر حج نفل سے احصار کی وجہ سے حلال ہوا تھا اور احصار زائل ہونے کے بعد اسی سال حج کر لیا تب بھی اس حج میں قضا کی نیت ضروری نہیں اور اگر اس سال کے بعد حج کیا تو قضا کی نیت واجب

ہوگی۔

مسئلہ:۔ محصر اگر حج فرض کے احرام سے حلال ہوا تھا تو اس کے لئے قضا کی نیت واجب نہیں خواہ احصار ہی کے سال حج کرے یا بعد میں۔

مسئلہ:۔ ہر محصر پر قضا واجب ہے خواہ حج فرض ہو یا حجِ نفل، اپنا حج ہو یا حج بدل عمرہ کے احرام والا اگر محصر ہو گیا اور حرم میں دمِ ذبح کر کے حلال ہو گیا تو وہ بھی عمرہ کی قضا کرے۔

مسئلہ:۔ اگر قارن یا مفرد طواف یا وقوف عرفہ دونوں میں سے کسی ایک پر قادر ہو تو اُس پر محصر کے احکام جاری نہ ہوں گے اگر وقوف عرفہ ہو چکا ہے اور طوافِ زیارت سے روک دیا گیا تو اس کا حج ہو گیا بال منڈا کر احرام سے نکل جائے لیکن جب تک طواف نہ کرے گا بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی، اور طوافِ زیارت جب چاہے زندگی میں کر سکتا ہے۔ لیکن بارہ ذی الحجہ گذر جانے کے بعد طواف زیارت کرے گا تو اس کے لئے ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر صرف وقوف عرفہ سے روکا گیا تو جب تک حج کا وقت باقی ہے احصار زائل ہونے کا انتظار کرے موقع مل جائے تو حج کرے اور اگر حج کی تاریخ گزر جانے تک احصار باقی رہے تو عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو جائے اور چونکہ یہ شخص فایت الحج ہو گیا اس پر قضا لازم ہوگی جس کی تفصیل فایت الحج کے احکام میں گذر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر مکہ مکرمہ میں پہنچ کر حج کے احرام والا شخص وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت دونوں سے روک دیا جائے تو وہ بھی محصر ہے۔ وہ بھی حرم میں جانور ذبح کر کے حلال ہو سکتا ہے۔ اگر حج کی تاریخ نکلنے تک محصر ہی رہا اور دم دے کر احرام سے نہ نکلا تو اب فایت الحج ہو گیا۔ لہٰذا اسی احرام سے عمرہ کر کے اور حلق یا قصر کر کے حلال ہو جائے اور اگر صرف وقوف سے روکا گیا تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر طواف زیارت سے روکا گیا تو وقوف عرفات کے بعد زندگی میں کبھی بھی طواف زیارت ادا ہو سکتا ہے البتہ ایام نحر کے بعد طواف زیارت کرنے سے دم واجب ہوگا۔

حج بدل کے احکام

مالی عبادات جیسے زکوٰۃ صدقہ فطر ان میں دوسرے کو نائب بنا کر ادا کرا دینا جائز ہے اسی طرح وہ عبادات جو مالی بھی ہوں اور بدنی بھی یعنی دونوں سے مرکب ہو جیسے حج اور عمرہ ان میں بھی نائب بنایا جاسکتا ہے، البتہ بدنی عبادت نماز روزے میں نیابت نہیں ہو سکتی یعنی کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا اور روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔ حضرت ابو رزینؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں حج اور عمرہ کی استطاعت ان میں نہیں ہے اور وہ سفر بھی نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر لو۔ (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح کما فی المشکوٰۃ ص ۲۲۲)

اگر کسی کو اپنے مال سے زندہ یا مردہ عزیز قریب استاد مرشد کی طرف سے حج بدل کرنا ہے جس سے ثواب پہنچانا مقصود ہو اور جس کی طرف سے حج کر رہا ہے اس پر حج فرض نہیں ہے تو اس میں کوئی شرط نہیں جس میقات سے چاہے جونسا حج کرنا چاہے ادا کرے یا کسی دوسرے شخص سے حج کرا دے۔ اس میں یہ بھی شرط نہیں کہ جس کی طرف سے حج ادا کر رہا ہے اس نے نائب بنایا ہو یا وصیت کی ہو۔ البتہ حج فرض کی ادائیگی کے لئے جو حج اسی کے مال سے ادا کیا جا رہا ہو جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس میں بہت سی شرطیں ہیں جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ اس سلسلے کے ضروری مسائل اور احکام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ آگے مسائل سمجھنے کے لئے آمر اور مامور کی اصطلاح پہلے ذہن نشین کر لیں جو شخص کسی کو حج بدل کے لئے بھیجتا ہے اس کو آمر کہتے ہیں، اور جسے حج کے لئے بھیجا جاتا ہے اسے مامور کہتے ہیں۔

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور اس نے زمانہ حج کا پایا مگر حج نہیں کیا پھر کوئی عذر ایسا پیش آگیا جس کی وجہ سے خود حج کرنے پر قدرت نہیں رہی مثلاً ایسا بیمار ہو گیا جس سے شفاء کی امید نہیں یا نابینا یا اپاہج ہو گیا یا بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کمزور ہو گیا کہ خود سفر کرنے پر قدرت نہ رہی تو اس کے ذمہ فرض ہے کہ اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص کو بھیج کر حج کرا دے یا یہ وصیت کر دے کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرے مال سے حج بدل کرا دیا جائے۔ (یہ وصیت بعد ادائے دین تہائی مال میں نافذ ہوگی)

مسئلہ:- اگر کسی نے اپنے آپ کو معذور و مجبور جان کر حج بدل کرا دیا اور اس کے بعد خود حج کرنے پر قادر ہو گیا تو خود حج کرنا فرض ہو گیا اور جو حج بدل کرا دیا ہے وہ حج نفل ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اگر عورت کے پاس بقدرِ ضرورتِ حج مال موجود ہو مگر ساتھ جانے کے لئے کوئی محرم نہیں ملتا یا ملتا ہے مگر وہ اپنا خرچ برداشت نہیں کر سکتا اور عورت کے پاس اتنا مال نہیں کہ اپنے خرچ کے علاوہ محرم کا خرچ بھی خود برداشت کرے تو موت سے پہلے یہ وصیت کر دے کہ میری طرف سے حج بدل کرا دیا جائے یہ وصیت تہائی مال میں نافذ ہو گی۔

مسئلہ:- بہتر یہ ہے کہ حج بدل اس شخص سے کرایا جائے جس نے پہلے اپنا حج ادا کر لیا ہو، اگر ایسے شخص سے حج بدل کرایا جس نے ابھی اپنا حج ادا نہیں کیا اور اس پر حج فرض بھی نہیں ہے تو حج بدل ادا ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہو گا۔

اور اگر اپنا حج فرض ہونے کے باوجود اس نے اب تک حج فرض ادا نہیں کیا تو اس سے حج بدل کرانا مکروہ تحریمی ہے مگر آمر کا حج فرض پھر بھی ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:- حج بدل اُجرت و معاوضہ کے طور پر کرنا جائز نہیں حج کرنے پر معاوضہ و اُجرت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں اگر کسی نے اُجرت طے کر کے حج بدل کرا دیا تو کرنے والا اور کرانے والا دونوں گناہ گار ہوتے البتہ حج پھر بھی آمر ہی کا ادا ہو جائے گا اور جو اُجرت لی ہے وہ واپس کرنا لازم ہو گا۔ جتنا روپیہ حج کے مصارف میں خرچ کیا ہے مامور کو وہی دیا جائے گا۔

مسئلہ:- حج بدل فرض کے مصارف میں آمر کا روپیہ خرچ ہونا ضروری ہے البتہ اگر زیادہ تر روپیہ حج کرنے والے کا ہو اور کچھ تھوڑا سا حج بدل پر جانے والے نے اپنی طرف سے خرچ کر دیا ہو تب بھی آمر کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:- حج بدل فرض پر جانے والے کے لئے لازم ہے کہ آمر ہی کی میقات سے اسی کی طرف سے احرام باندھے۔

مسئلہ:- حج کے بعد مامور کو آمر کے وطن لوٹ کر آنا افضل ہے لیکن اگر واپس نہ آیا اور مکہ مکرمہ ہی میں رہ گیا تو یہ بھی جائز ہے، لیکن واپسی کا اگرچہ جو بچ رہا ہے وہ واپس کرنا لازم ہو گا۔

مسئلہ:- اگر مامور آمر کے حج سے فارغ ہو کر اپنی طرف سے عمرہ کرے تو جائز ہے، لیکن اپنے

عمرہ کا خرچ اپنے پاس سے کرے آمر کے مال سے نہ کرے۔

مسئلہ:۔ دوسرے کا حج فرض ادا کرنے کے لئے حج بدل کرنا اپنا نفلی حج ادا کرنے سے افضل ہے۔

مسئلہ:۔ مدینہ منورہ آنے جانے کا خرچہ اور وہاں کے قیام کے اخراجات آمر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر نہ کرے۔

مسئلہ:۔ ضروری نہیں کہ مرد مرد کی طرف سے اور عورت عورت کی طرف سے حج بدل کرے اگر مرد نے عورت کی طرف سے یا عورت نے مرد کی طرف سے حج بدل ادا کر لیا تب بھی ادائیگی ہو جائے گی. مگر عورت کے لئے سفر میں جانے کے لئے ضروری ہے کہ محرم ساتھ ہو. نیز شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کے حج بدل کے لئے سفر نہ کرے۔

مسئلہ:۔ مامور آمر کے مال سے کسی کی دعوت نہ کرے اور نہ کسی کو کھانے میں شریک کرے اور نہ کسی کو قرض دے، ہاں اگر آمر نے ان چیزوں کی اجازت دی ہے تو جائز ہے، لیکن مرنے والے کے مال سے حج کرنے کی صورت میں اس کے بالغ وارثوں کی اجازت ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ اگر مامور نے قران کیا ہے تو قربانی کا خرچہ مامور پر ہے۔

مسئلہ:۔ اگر احرام باندھنے کے بعد احصار ہو جائے تو دم احصار آمر کے مال سے دے سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ جس سال آمر نے حج کا حکم دیا اگر مامور نے اس سال حج نہ کیا بلکہ دوسرے سال آمر کی طرف سے حج کیا تب بھی آمر کا حج ادا ہو جائے گا اور مامور پر ضمان واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر آمر نے مامور کو اجازت دی تھی کہ بوقتِ ضرورت قرض لے لینا جو قرض لو گے میں ادا کر دوں گا تو ضروریات حج کے لئے مامور قرض بھی لے سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص پر حج فرض تھا اور وہ اپنے مال سے حج کرانے کی وصیت کئے بغیر مر گیا۔ اور اس کی طرف سے اس کی اولاد نے یا کسی دوسرے وارث نے حج بدل کر لیا تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مرنے والے کا حج ادا ہو جائے گا۔ لیکن جس پر حج فرض ہوا اور خود ادا نہ کیا وہ اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت ضرور کرے، کوئی ضروری نہیں کہ وارث اس کی طرف سے حج بدل کریں یا کسی کو بھیج کر حج کرا دیں، حج بدل کرنے کی وصیت کر کے مرے گا تو اب ذمہ داری وارثوں کی ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ حج بدل کے تمام ضروری مصارف حج کرانے والے کے ذمہ ہوں گے جس میں آنے جانے کا کرایہ اور قیام مکہ معظمہ منیٰ و عرفات کے مکان یا خیمہ کا کرایہ اور کھانے پینے اور کپڑے دھلوانے کے اخراجات سب داخل ہیں اور احرام کے کپڑے اور سفر کے لئے ضروری برتن اور دیگر ضروری اشیاء کی خریداری یہ سب کچھ آمر کے ذمہ ہوگی، لیکن کپڑے اور برتن وغیرہ حج سے فارغ ہونے کے بعد آمر یعنی حج کرانے والے کو واپس دینا ہوں گے اسی طرح خرچ کرنے کے بعد اگر کچھ نقد رقم بچے تو وہ بھی واپس کرنا ہوگی البتہ حج بدل کرانے والے نے اگر اپنے پیسے سے حج کرایا ہو اور وہ حج کرنے والے کو باقی رقم اب دیدے یا پہلے ہی سے اس نے کہہ دیا کہ حج سے فارغ ہو کر جو سامان بچے اور باقی ماندہ رقم تمہارے لئے میری طرف سے ہبہ ہے تو حج کرنے والا باقی مال کو اپنے خرچ میں لا سکتا ہے۔ اور اگر آمر نے میت کے مال سے میت کی طرف سے حج بدل کرایا ہو اور مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ حج کے اخراجات کے بعد جو مال بچے وہ حج کرنے والے کو دیدیا جائے تب بھی اس کو باقی مال دیدینا درست ہوگا بشرطیکہ حج کے مصارف اور یہ زائد مال مرنے والے کے مال میں سے تہائی مال میں پورا ہو جاتا ہو۔ اگر تہائی مال سے زائد خرچ ہو رہا ہو تو وارثوں کی اجازت کے بغیر لینا دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن نابالغ کی اجازت کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ:۔ حج بدل کا سفر آمر یعنی حج کرانے والے کے وطن سے شروع کر لیا جائے۔

مسئلہ:۔ مامور یعنی حج بدل کرنے والے پر لازم ہے کہ احرام باندھنے کے وقت اس شخص کے حج کی نیت کرے جس کی طرف سے حج بدل کر رہا ہے اور بہتر یہ ہے کہ احرام کے ساتھ جو تلبیہ پڑھے اس میں یہ الفاظ بھی کہے لَبَّيْكَ عَنْ فُلَانٍ. فلاں کی جگہ اس کا نام ذکر کرے۔

مسئلہ:۔ مامور پر لازم ہے کہ آمر یعنی حج کرانے والے کی مخالفت نہ کرے اگر اس نے آمر کے خلاف کیا تو اس کا حج بدل ادا نہیں ہوگا بلکہ یہ حج خود مامور کی طرف سے ہو جائے گا اور اس پر لازم ہوگا کہ آمر کی جو رقم اس نے حج پر خرچ کی ہے وہ اس کو واپس کرے۔

مسئلہ:۔ اگر آمر نے صرف حج کے لئے کہا ہے تو اس کو قران اور تمتع کرنا جائز نہیں ہے اگر مامور نے مخالفت کی تو یہ حج آمر کا نہیں بلکہ مامور کا اپنا حج ہو جائے گا اور مصارف حج واپس کرنے ہوں گے۔

مسئلہ:۔ اگر آمر یعنی حج بدل کرانے والے نے اس کو عام اجازت دیدی کہ تمہیں اختیار ہے جس طرح کا چاہو میری طرف سے حج کر لو خواہ افراد یعنی صرف حج کر لو خواہ قران یعنی حج و عمرہ دونوں ایک ساتھ احرام

باندھ لو یا تمتع کر لو تو اس صورت میں مامور کے لئے افراد اور قران تو باتفاق جائز ہیں مگر تمتع کے بارے میں فقہائے حنفیہ نے لکھا ہے کہ اس سے آمر کا حج ادا نہ ہوگا اگرچہ اس نے اس کی اجازت دی ہو (گو مامور پر ضمان لازم نہ ہوگا) لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ مامور کو حج تمتع کی اجازت نہ دی جائے البتہ حالاتِ حاضرہ کے پیش نظر بعض اکابر نے آمر کی اجازت سے تمتع کرنے اور اس سے آمر کا حج ادا ہو جانے کی گنجائش نکالی ہے مگر پھر بھی احتیاط لازم ہے کوشش کی جائے کہ حج بدل کو جانے والا ایسے جہاز سے جائے جس کے پہنچنے کے بعد حج میں زیادہ دیر نہ ہو تاکہ حج میقاتی ہو سکے اور تمتع کرنے کے لئے مجبور نہ ہو۔

حج کی وصیّت کرنا

جس شخص پر حج فرض ہو گیا لیکن ادا نہیں کیا اور موت آنے لگی اس پر واجب ہے کہ اپنے مال سے اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کر دے اگر وصیت کئے بغیر مر جائے گا تو گناہ گار ہوگا۔ لیکن اگر حج فرض ہونے کے بعد اسی سال حج کے لئے روانہ ہو گیا اور راستہ میں موت آ گئی تو اس پر حج بدل کی وصیت کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ: وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ہوتی ہے اور اگر میّت پر قرض ہو تو قرض کی ادائیگی کے بعد جو مال بچے اس کے ⅓ میں حج بدل کی وصیت اور دیگر تمام وصیتیں نافذ ہوں گے وصیّت کی صورت میں تہائی مال سے حج کرایا جائے مرنے والے نے تہائی مال کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ البتہ اگر بالغ وارث اپنی خوشی سے تہائی مال سے زیادہ دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر تہائی مال میں گنجائش حج بدل کی نہ ہو اور بالغ ورثاء اپنی طرف سے مزید مال دینے کے لئے راضی نہ ہوں تو جس جگہ سے تہائی مال سے حج کیا جا سکتا ہے وہاں سے کسی کو حج بدل کے لئے مامور کر دیا جائے۔

جنایات کا بیان

ممنوعاتِ احرام اور ان کی خلاف ورزی پر جزاء کی تفصیلات

جنایات جمع ہے جنایت کی، احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزیوں کو جنایت کہتے ہیں، اور جنایت پر جو کچھ واجب ہوتا ہے اُس کو جزاء کہتے ہیں۔

احرام کی جنایات آٹھ ہیں۔

(۱) خوشبو استعمال کرنا۔

(۲) مرد کو سِلا ہوا کپڑا پہننا۔

(۳) مرد کو سر اور چہرہ ڈھانکنا اور عورت کو صرف چہرہ ڈھانکنا۔

(۴) بال دُور کرنا۔

(۵) ناخن کاٹنا

(۶) میاں بیوی والے خاص تعلق کو کام میں لانا۔

(۷) واجباتِ حج سے کسی واجب کو ترک کرنا۔

(۸) خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔

مسئلہ :۔ جنایت قصداً کرے یا خطاً یا بھول کر مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے میں کرے یا جاگتے میں، نشہ میں ہو یا بیہوش، مالدار ہو یا تنگدست، خود کرے یا کسی کے کہنے سے، معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزاء واجب ہو گی۔

مسئلہ :۔ جنایت قصداً کرنا سخت گناہ ہے اگر جنایت ہو جائے تو توبہ بھی کریں اور جزاء بھی دیں قصداً ارتکابِ جنایت سے حج مبرور نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ پیسہ کے زعم میں قصداً جنایت کرتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ دم دے دیں گے یہ گنہگاری کی بات ہے، حج کے مبرور و مقبول ہونے کے لئے ہر گناہ سے اور احرام کی ہر جنایت سے سختی کے ساتھ بچیں۔

قاعدہ :۔ جنایتِ احرام میں قارن پر عمرہ ادا کرنے سے پہلے دو جزائیں واجب ہوتی ہیں کیونکہ اس کے دو احرام ہوتے ہیں اور مفرد پر ایک جزا واجب ہوتی ہے البتہ قارن اگر میقات سے بلا احرام کے گزر جائے تو صرف ایک ہی دم واجب ہو گا۔

قاعدہ :۔ جس جگہ جزاء میں مطلق "دم" بولا جائے اس سے مراد ایک سال کی بکری یا بھیڑ یا دنبہ ہوتا ہے اور گائے اور اونٹ کا ساتواں حصہ بھی اس کے قائم مقام ہو سکتا ہے اور دم میں قربانی کے جانور کی تمام شرائط کا اعتبار کرنا لازم ہے سالم اُونٹ یا سالم گائے صرف دو جگہ واجب ہوتی ہے۔ ایک[1] تو جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا دوسرے[2] وقوف عرفہ کے بعد طواف زیارت اور سر منڈوانے سے پہلے جماع یعنی ہمبستری کرنا۔

قاعدہ :۔ جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے اس سے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو مراد ہوتا ہے اور جس جگہ صدقہ کی مقدار متعین کردی جائے اس سے مراد خاص وہی مقدار ہوتی ہے صاع ۸۰ روپیہ کے سیر سے کچھ اُوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔ صدقہ میں گیہوں یا گیہوں کے آٹے سے نصف صاع یعنی

پونے دو سیر آدھی چھٹانک انگریزی سیر سے دیا جائے اور جَو یا جَو کا آٹا، کھجور، کشمش سے پورا ایک صاع دیا جائے اور صدقہ کی جو مقدار بتائی ہے اس کی قیمت دینا بھی جائز بلکہ افضل ہے۔ اب سیر کا رواج چھوٹ گیا ہے۔ پونے دو کیلو کے لگ بھگ نصف صاع ہوتا ہے، اس کی قیمت دینے سے ادائیگی ہو جائے گی۔

جس جگہ متعین طور سے دم واجب ہو اس جگہ دم کے عوض طعام اور روزے جائز نہ ہوں گے۔

کسی جنایت کی وجہ سے جو دم واجب ہوگا وہ حدودِ حرم ہی میں ذبح کرنا لازم ہے اور جو صدقہ واجب ہو اس کی ادائیگی کے لئے حدودِ حرم شرط نہیں ہے۔ دوسری جگہ کے فقراء پر بھی خرچ کیا جا سکتا ہے۔

دم جنایت میں سے خود کھانا جائز نہیں ہے اور مال دار یعنی صاحب نصاب بھی اس میں سے نہیں کھا سکتا۔ غیر صاحبِ نصاب جسے زکوٰۃ دینا جائز ہو وہ کھا سکتا ہے۔ جنایت کی وجہ سے جو دم یا صدقہ واجب ہو فوراً ادا کرنا واجب نہیں ہے البتہ جلدی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنا

مسئلہ:- اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر طواف قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل یا نصف سے کم طواف زیارت بلا وضو کیا تو ہر پھیرے کے لئے آدھا صاع صدقہ دے اور اگر تمام پھیروں کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ تھوڑا سا کم کردے اور اگر ان تمام صورتوں میں وضو کر کے طواف کا اعادہ کر لیا تو کفارہ اور دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا تو بدنہ یعنی ایک اونٹ سالم یا ایک گائے سالم واجب ہوگی اور اگر طواف قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری واجب ہوگی، اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض یا واجب یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:- طوافِ عمرہ پورا یا اکثر یا اقل اگرچہ ایک ہی چکر ہو، اگر جنابت یا حیض و نفاس کی

حالت میں یا بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا کیونکہ طوافِ عمرہ میں حدث اصغر اور جنابت اور قلیل و کثیر کے احکام میں کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر طوافِ زیارت کے چار چکر، یا پورا طواف چھوڑ دیا تو ساری عمر عورت حلال نہ ہوگی اور عورت کے بارے میں احرام باقی رہے گا اور مکہ معظمہ واپس آکر طواف کرنا لازم ہوگا کوئی بدل دینا کافی نہ ہوگا جب طواف زیارت کرے گا تو عورت حلال ہوگی، اور اگر طواف زیارت سے پہلے جماع کرے گا تو ہر جماع کے بدلے مجلس مختلف ہونے کی صورت میں ایک ایک دم واجب ہوگا۔ اور بارہ ذی الحجہ سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ایک دم مزید واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع کا ایک چکر یا دو تین چکر ترک کئے تو ہر چکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا اور اگر چار چکر یا زیادہ چھوڑ دیئے تو دم واجب ہوگا اور طوافِ قدوم بالکل چھوڑنے کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا لیکن چھوڑنا مکروہ اور بُرا ہے اور طوافِ زیارت کا ایک، دو، یا تین چکر چھوڑنے سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر پوری سعی یا اکثر چکر سعی کے بلا عذر ترک کئے یا بلا عذر سوار ہوکر کئے تو حج ہوگیا، لیکن دم واجب ہوگا اور پیدل اعادہ کرنے سے دم ساقط ہوجائے گا اور اگر عذر کی وجہ سے سوار ہوکر سعی کی تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر بلا عذر ایک یا دو یا تین چکر سعی کے چھوڑ دیئے یا سوار ہوکر کئے تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر عرفات سے غروب سے پہلے نکل گیا تو دم واجب ہوگا البتہ اگر غروب سے پہلے عرفات میں واپس آگیا تو دم ساقط ہوجائے گا اور اگر غروب کے بعد آیا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ مزدلفہ میں نویں اور دسویں تاریخ کی درمیانی شب گزارنا سُنت ہے اور صبح صادق ہوجانے کے بعد مزدلفہ میں تھوڑی سی دیر رہنا واجب ہے۔ اگر کوئی شخص عرفات سے سیدھا منیٰ کو چلا جائے تو ترکِ سُنت اور ترکِ واجب دونوں لازم آئیں گے اور اگر رات کو مزدلفہ میں رہ کر صبح صادق سے پہلے منیٰ چلا جائے تو ترکِ واجب لازم آئے گا۔ دونوں صورتوں میں ترک واجب کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ بہت سے لوگ مزدلفہ کی رات میں صبح صادق ہونے سے گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے ہی نمازِ فجر پڑھ کر منیٰ کے لئے روانہ ہوجاتے ہیں ان لوگوں پر نماز فجر ترک کرنے کا گناہ بھی ہوتا ہے

(کیونکہ وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی) اور صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے کی وجہ سے دم بھی واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر چاروں دن کی رمی بالکل ترک کر دے یا ایک روز کی ساری رمی ترک کر دے (اگرچہ دسویں تاریخ ہی کی ہو) یا اکثر کنکریاں ایک روز کی رمی کی ترک کر دے مثلاً دسویں کی رمی سے چار کنکریاں یا گیارہ، بارہ، تیرہ، تاریخ کی رمی سے گیارہ کنکریاں ترک کر دے تو سب صورتوں میں ایک دم واجب ہوگا اور اگر ایک دن کی رمی سے تھوڑی کنکریاں ترک کر دے مثلاً تین کنکریاں یا اس سے کم دسویں کو اور دس کنکریاں یا اس سے کم دوسرے دنوں میں ترک کر دے تو ہر کنکری کے بدلے پورہ صدقہ واجب ہوگا البتہ اگر مجموعہ ایک دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دے۔

تنبیہ: جو شخص ایسا مریض ہو کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا یا چلنے سے معذور ہو جس کے لئے سواری یا کسی ایسے شخص کا انتظام نہیں ہو سکتا جو اسے اٹھا کر لے جائے اور رمی کرا دے تو ایسے شخص کی طرف سے بطور نیابت رمی کی جا سکتی ہے۔ بہت سے لوگ بھیڑ دیکھ کر تن آسانی کی وجہ سے یا جلدی سفر کرنے کی وجہ سے دوسروں کو نائب بنا دیتے ہیں اسی طرح یہ رواج ہو گیا ہے کہ عورتوں کی طرف سے مرد ہی رمی کر دیتے ہیں حالانکہ عورت مریض یا اپاہج نہیں ہوتی۔ ان سب صورتوں میں جس کی طرف سے بھی نیابۃً رمی کی گئی اس پر دم واجب ہو گیا۔ دسویں، گیارہویں اور بارہویں کی رمی آنے والی صبح صادق تک ہو سکتی ہے۔ عورتیں اور ضعیف لوگ اور بھیڑ سے گھبرانے والے رات کو رمی کر لیں۔ رمی ہرگز نہ چھوڑیں جس کو نائب بنانا جائز نہیں وہ اگر نائب بنا دے گا اور خود رمی نہ کرے گا تو یہ ترکِ رمی کے حکم میں ہوگا جس سے دم واجب ہوگا۔

فائدہ: اگر تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہونے سے پہلے حدودِ منیٰ سے نکل جائے تو تیرہویں کی رمی واجب نہیں رہتی اس کا چھوڑ دینا جائز ہے۔ مگر بارہویں کا سورج غروب ہو جانے کے بعد تیرہویں کی رمی کئے بغیر منیٰ سے چلا جانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا دسویں کی رمی صبح صادق تک جائز ہے اگر کوئی شخص اس پر عمل کرے تو مفرد کو اس سے پہلے حلق جائز نہ ہوگا اور متمتع اور قارن کو اس سے پہلے ذبح اور حلق جائز نہ ہوگا۔ ان کا احرام سے نکلنا مؤخر ہو جائے گا۔ البتہ چونکہ طوافِ زیارت اور ان چیزوں میں ترتیب واجب نہیں ہے

اس لئے اگر طوافِ زیارت رمی اور حلق اور ذبح سے پہلے کرلیں گے تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:- اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حرم سے باہر سر منڈوایا یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حرم سے باہر سر منڈوایا یا ایامِ نحر کے بعد سر منڈوایا تو ہر صورت میں دم واجب ہوگا اور اگر حج میں خارج حرم ایامِ نحر کے بعد سر منڈوایا تو دو دم واجب ہوں گے ایک حرم سے خارج سر منڈوانے کا اور دوسرا تاخیر کا۔

مسئلہ:- عمرہ کرنے والا یا حج کرنے والا اگر حدِ حرم سے نکل جائے اور پھر حرم میں واپس آکر سر منڈوائے تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اگر حاجی ایامِ نحر کے بعد حرم میں آکر سر منڈوائے گا تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا۔

مسئلہ:- اگر مفرد یا قارن یا متمتع نے رمی سے پہلے سر منڈوایا یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈوایا یا قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ مفرد کے لئے صرف رمی اور سر منڈوانے میں ترتیب واجب ہے کیونکہ ذبح اس پر واجب نہیں اور قارن و متمتع کو تینوں (یعنی رمی اور ذبح اور سر منڈوانے) میں ترتیب واجب ہے اول رمی کریں اس کے بعد ذبح کریں اور اس کے بعد سر منڈوائیں اگر آگے پیچھے کر دیا تو دم واجب ہوگا۔ واضح رہے کہ اس سے دسویں تاریخ کی رمی مراد ہے۔

سِلا ہوا کپڑا پہننا

مرد کے لئے احرام میں جو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے اس سے مراد ہر وہ کپڑا ہے جو پورے بدن کی ساخت یا کسی عضو کی ساخت پر بنایا جائے اور پورے بدن یا کسی عضو کا احاطہ کرے خواہ سلائی کے ذریعے سے یہ صورت پیدا ہو یا کسی چیز سے چپکا کر یا بُنائی کے ذریعہ یا اور کسی طریق سے۔

مسئلہ:- احرام کی حالت میں کرتہ، پائجامہ، اچکن، صدری، بنیان، پینٹ، ہاف پینٹ، چڈی یہ سب مرد کے لئے پہننا منع ہے۔

مسئلہ:- مرد نے احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا اسی طرح پہنا جس طرح اس کو عام طور سے پہنا جاتا ہے تو اگر ایک دن یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں اگرچہ ایک

گھنٹہ پہنا ہو تو نصف صاع صدقہ واجب ہوگا اور ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہو تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ دیدے اور اگر ایک روز سے زیادہ پہنے رہا تب بھی ایک ہی دم ہے اگرچہ کئی دن پہنے رہا ہو۔

فائدہ :- ایک دن یا ایک رات سے مراد ایک دن یا رات کی مقدار ہے چاہے پورا دن یا پوری رات نہ ہو مثلاً اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا آدھی رات سے آدھے دن تک پہنا تب بھی دم واجب ہوگا۔ خوشبو کے بیان میں جو ایک دن ایک رات کا ذکر آرہا ہے، اس سے بھی یہی مراد ہے۔

مسئلہ :- سارا دن یا ساری رات کپڑا پہن کر دم دے دیا اور کپڑا نکالا نہیں بلکہ پہنے ہی رہا تو دوسرا دم دینا ہوگا اور اگر دم نہیں دیا اور کئی روز پہن کر نکالا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ :- سلا ہوا کپڑا پہن کر احرام باندھا اور ایک دم یا ایک رات پہنے رہا تو دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ :- اگر کرتہ کو چادر کی طرح لپیٹ لیا یا لنگی کی طرح باندھ لیا یا شلوار کو لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ سلے ہوئے کپڑے پہننے کا جو طریقہ ہے اس طرح پہننے سے جزا واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ :- چوغہ یا قبا مونڈھوں پر ڈال لی اور بٹن نہیں لگائے اور نہ ہاتھ آستینوں میں ڈالے تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اس طرح پہننا مکروہ ہے اور اگر بٹن لگالئے یا ہاتھ آستینوں میں ڈال لئے تو ایک دن یا ایک رات پہننے کی صورت میں دم اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ :- چادر کو رسی وغیرہ سے باندھنے سے کچھ واجب نہ ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے چادر یا لنگی اگر درمیان سے سلی ہوئی ہو تو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ :- پاسپورٹ یا رقم کی حفاظت کے لئے پیٹی باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ :- احرام میں کمبل، لحاف، گرم چادر استعمال کرنا درست ہے۔

مسئلہ :- اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دیا تو پہنانے والے پر جزا نہیں لیکن اس کو گناہ ہوگا اور پہننے والے پر جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ :- عورت کو چونکہ سلا ہوا کپڑا پہننا احرام میں جائز ہے اس لئے اس کو پہننے سے اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ :- موزے یا بوٹ جوتا پہننا احرام میں منع ہے اگر ہوائی چپل نہ ہوں تو ان کو بیچ قدم کی ابھری

ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹ کر پہننا جائز ہے، ایسا کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔ اگر بلا کاٹے ایسا جوتا یا موزہ پہنا جو بیچ قدم کی ہڈی تک کو ڈھانک لے تو ایک دن یا ایک رات پہننے سے دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔

سر اور چہرہ کو ڈھانکنا

مسئلہ:۔ مرد کو احرام میں سر اور منہ دونوں ڈھانکنا منع ہے اور عورت کے لئے صرف چہرہ ڈھانکنا منع ہے تو اگر مرد نے احرام کی حالت میں سارا سر یا سارا چہرہ یا چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ کسی ایسی چیز سے ڈھانکا جس سے عادۃً ڈھانکتے ہیں جیسے عمامہ، ٹوپی یا اور کوئی کپڑا سلا ہوا ہو یا بغیر سلا سوتے میں یا جاگتے میں قصداً ہو یا بھول کر، راضی سے ہو یا زبردستی سے، خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو، عذر سے ہو یا بلا عذر، ہر صورت جزاء واجب ہوگی اگر بقدر ایک دن یا ایک رات کامل یا اس سے زیادہ سر یا چہرہ یا ان کا چوتھائی حصہ ڈھانکا یا عورت نے پورا چہرہ یا چوتھائی چہرہ ڈھانکا تو ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر چوتھائی حصہ سے کم ڈھانکا یا ایک دن یا ایک رات سے کم ڈھانکا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر سر کو ایسی چیز سے چھپایا کہ عادت اور معمول اس سے چھپانے کا نہیں ہے (جیسے طشت پیالہ. ٹوکرا، پتھر، ڈھیلا، لوہا، تانبا، پیتل، چاندی، سونا، لکڑی، شیشہ وغیرہ) تو اس سے کچھ واجب نہ ہوگا پورا سر اور چہرہ چھپایا ہو یا اس سے کم۔

بال مونڈنا اور کترنا

مسئلہ:۔ محرم نے اگر چوتھائی سر یا چوتھائی ڈاڑھی یا اس سے زیادہ کے بال احرام کھولنے کے وقت سے پہلے دُور کئے یا دُور کرائے تو دم واجب اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ عورت نے اگر حلال ہونے کے وقت سے پہلے ایک انگل کے برابر چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کے بال کتروائے تو دم واجب ہوگا اور چوتھائی سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ:۔ تمام گردن یا ایک پوری بغل یا زیرِ ناف سے بال صاف کرنے سے دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ تمام سینہ یا تمام ران یا ساری پنڈلی کے بال مونڈے یا دونوں لبیں کتروائیں تو صرف صدقہ ہے۔

مسئلہ:۔ ایک مجلس میں سر اور ڈاڑھی، اور دونوں بغلوں یا تمام بدن کے بال منڈوائے تو ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر مختلف مجلسوں میں منڈوائے تو ہر ایک مجلس کا علیحدہ حکم ہوگا اور ہر ایک کی جزاء کا مستقل اعتبار ہوگا۔

مسئلہ:۔ سر منڈایا اور دم دے دیا اور اس کے بعد خدانخواستہ ڈاڑھی منڈائی تو اب پھر دوسرا دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر چار مجلسوں میں چوتھائی چوتھائی سر منڈایا اور بیچ میں کفارہ نہیں دیا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ متفرق جگہ سے تھوڑا تھوڑا سر منڈایا تو اگر سب جگہ کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہو جائے تو دم ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ روٹی پکاتے ہوئے تین بال جل گئے تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ دیدے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر وضو کرتے ہوئے یا خلال کرتے ہوئے سر یا ڈاڑھی کے تین بال گر گئے تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ دیدے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر بال کے بدلے ایک مٹھی گیہوں صدقہ دیدے اور اگر تین بال سے زائد اکھاڑے تو آدھا صاع صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ محرم نے اگر دوسرے محرم کا چوتھائی سر مونڈ دیا تو مونڈنے والے پر صدقہ اور منڈانے والے پر دم واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر محرم حلال کا سر مونڈے تو حلال پر کچھ نہیں محرم کچھ تھوڑا سا صدقہ دیدے اور اگر حلال نے محرم کا سر مونڈا تو محرم پر دم واجب ہے اور حلال پر صدقہ کامل یعنی نصف صاع گیہوں ہے۔

مسئلہ:۔ محرم نے اگر محرم یا حلال کی مونچھ مونڈی یا کتری یا ناخن کاٹا تو جو چاہے صدقہ کردے۔

مسئلہ:۔ بال مونڈنا، کترنا، اکھاڑنا، نورہ یا بال صفا سے دور کرنا، جلانا سب کا ایک ہی حکم ہے جزاء میں کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ:۔ خود بال مونڈے یا منڈوائے زبردستی سے یا خوشی سے قصداً یا بھول کر سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

ناخن کاٹنا

مسئلہ:۔ اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں یا چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے تو ہر صورت میں ایک دم لازم ہوگا اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار مجلسوں میں کاٹے تو چار دم لازم ہوں گے۔ اسی طرح اگر ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے اور دوسری مجلس میں دوسرے ہاتھ کے کاٹے تو دو دم لازم ہوں گے۔

مسئلہ:۔ اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے یا پانچ ناخن متفرق کاٹے مثلاً دو ایک ہاتھ کے اور تین دوسرے کے یا سولہ ناخن اس طرح کاٹے کہ ہر ہاتھ اور ہر پاؤں کے چار ناخن کاٹ دیئے تو تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے پورا صدقہ (نصف صاع گیہوں) واجب ہوگا لیکن اگر سب ناخنوں کا صدقہ دم کی قیمت کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کردے تاکہ دم کی قیمت سے کم ہو جائے اور قلیل وکثیر کا ایک حکم نہ ہو۔

مسئلہ:۔ ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

خوشبو اور تیل لگانا

خوشبو ہر وہ چیز ہے جس میں اچھی بُو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو یا اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں جیسے مشک، کافور، عنبر، صندل۔ گلاب، ورس، زعفران، کسم، حنا، لوبان، بنفشہ، چنبیلی، بیلا، نرگس، تل کا تیل، زیتون کا تیل، خطمی، عود، ایسنس، اور دیگر عطریات وخوشبودار چیزیں۔ خوشبو لگانے سے مراد بدن یا کپڑے پر خوشبو کا اس طرح لگ جانا ہے کہ بدن اور کپڑے سے خوشبو آنے لگے اگرچہ کوئی جزو خوشبو کا نہ لگے۔

مسئلہ:۔ پھول اور خوشبودار پھل سونگھنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوتی لیکن سونگھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: محرم کے لئے خوشبو کا استعمال بدن، لنگی، چادر، بستر اور سب کپڑوں میں ممنوع ہے، اسی طرح خوشبودار خضاب یا دوا یا تیل لگانا یا کسی خوشبودار چیز سے بدن اور بالوں کو دھونا اور خوشبو کھانا پینا سب ممنوع ہے۔

مسئلہ: مرد اور عورت دونوں کے لئے خوشبو کا استعمال احرام کی حالت میں ممنوع ہے۔

مسئلہ: عاقل بالغ محرم نے کسی بڑے عضو جیسے سر، پنڈلی، ڈاڑھی، ران، ہاتھ، ہتھیلی پر خوشبو لگائی یا ایک عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہوگا اگرچہ لگاتے ہی فوراً دور کر دی ہو یا دھو دی ہو اور اگر پورے بڑے عضو پر نہیں لگائی بلکہ تھوڑے پر یا اکثر حصے پر لگائی یا کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، انگلی پر لگائی تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: عضو کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار اس وقت ہے جب خوشبو تھوڑی ہو۔ اگر خوشبو زیادہ ہو تو اگر بڑے عضو کے تھوڑے حصہ میں یا چھوٹے عضو پر لگائے گا تب ہی دم واجب ہوگا اور تھوڑی یا زیادہ کے بارے میں عرف پر مدار ہوگا جس کو عرف میں زیادہ سمجھا جائے وہ زیادہ ہوگی اور جس کو تھوڑی سمجھا جائے وہ تھوڑی ہوگی اور اگر کوئی عرف نہ ہو تو جس کو دیکھنے والا یا خود لگانے والا زیادہ سمجھے وہ زیادہ ہے اور جس کو وہ کم سمجھے وہ کم ہے۔

مسئلہ: کپڑے میں خوشبو لگائی یا خوشبو لگا ہوا کپڑا پہن لیا تو اگر ایک بالشت مربع (یعنی ایک بالشت طول وعرض) میں خوشبو لگی ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ اور اگر اس سے زیادہ میں خوشبو لگی ہو اور اس کو ایک دن کامل یا ایک رات کامل پہنے رہا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر پورا ایک دن یا ایک رات نہیں پہنا تو صدقہ واجب ہوگا یہ اس وقت ہے جبکہ خوشبو زیادہ نہ ہو اور اگر خوشبو زیادہ ہوگی تو دم واجب ہوگا اگرچہ ایک بالشت سے کم ہو۔ (غنیۃ الناسک ص۱۳۱)

مسئلہ: اگر خوشبو لگا ہوا کپڑا ایسا سلا ہوا تھا جو محرم کو پہننا منع ہے تو اس صورت میں دو جنایتیں شمار ہوں گی۔ ایک خوشبو کی اور ایک سلا ہوا کپڑا پہننے کی، اس لئے دو جزائیں واجب ہونگی۔

مسئلہ: اگر بہت سی خوشبو کھائی یعنی اتنی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم واجب ہوگا اور اگر تھوڑی کھائی یعنی منہ کے اکثر حصہ میں نہ لگی تو صدقہ واجب ہے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ خالص خوشبو کھائے اور اگر اس کو کسی کھانے میں ڈال کر پکایا تو کچھ واجب نہیں اگرچہ خوشبو کی چیز غالب ہو اور اگر پکا ہوا

کھانا نہ ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خوشبو کی چیز غالب ہے تو دم واجب ہے اگرچہ خوشبو بھی نہ آتی ہو اور اگر مغلوب ہے تو دم یا صدقہ نہیں، اگرچہ خوشبو خوب آتی ہو لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ دار چینی، گرم مصالحہ وغیرہ کھانے میں ڈال کر پکانا اور کھانا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ پینے کی چیز میں مثلاً چائے وغیرہ میں خوشبو ملائی تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم ہے اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ ہے۔ لیکن اگر کئی مرتبہ پیا تو دم واجب ہوگا۔ پینے کی چیز کو خوشبو ڈال کر پکائے، یا بغیر پکائے خوشبو ملا دی گئی ہو، بہر صورت جزاء واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ:۔ لیمن سوڈا یا اور کوئی پانی کی بوتل یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو احرام کی حالت میں پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہوئی ہو اگرچہ برائے نام ہو وہ اگر پی لی جائے تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ زیتون یا تل کا خالص تیل اگر ایک بڑے عضو یا اس سے زیادہ پر خوشبو کے طور پر لگایا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پر لگایا تو صدقہ واجب ہے اور اگر اس کو کھا لیا یا دوا کے طور پر لگایا تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ زیتون یا تل کا تیل زخم پر یا ہاتھ پاؤں کی بوائیوں میں لگایا یا ناک کان میں ٹپکایا تو نہ دم ہے نہ صدقہ۔

مسئلہ:۔ تل یا زیتون کے تیل میں اگر خوشبو ملی ہوتی ہے جیسے گلاب اور چنبیلی وغیرہ کے پھول ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس کو روغن گلاب یا چنبیلی کہتے ہیں یا کوئی اور خوشبودار تیل اگر ایک بڑے عضو کامل پر لگایا جائے گا تو دم اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ بلا خوشبو کا سرمہ لگانا جائز ہے اور اگر خوشبودار ہو تو اس کے لگانے سے صدقہ واجب ہوگا۔ لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر سارے سر یا چوتھائی سر کا مہندی سے خضاب کیا اور مہندی پتلی پتلی لگائی خوب گاڑھی نہیں لگائی تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر گاڑھی گاڑھی لگائی تو دو دم واجب ہوں گے بشرطیکہ ایک دن یا ایک رات لگائے رکھا ہو۔ ایک دن خوشبو لگانے کی وجہ سے اور دوسرا سر ڈھانکنے کی وجہ سے یہ حکم مرد کے لئے ہے۔ عورت پر ایک ہی دم واجب ہوگا کیونکہ اس کے لئے سر ڈھانکنا ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ ساری ڈاڑھی یا ہتھیلی پر مہندی لگانے سے بھی دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر درد سر کی وجہ سے خضاب کیا تب بھی جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:۔ محرم مرد وعورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ عطر والے کی دوکان پر بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر ایک محرم دوسرے محرم کو خوشبو لگائے تو لگانے والے پر کوئی جزاء نہیں لگوانے والے پر جزاء ہے لیکن لگانے والے کے لئے یہ حرام ہے کہ محرم کے بدن یا کپڑے کو خوشبو لگائے۔

تنبیہ:۔ محرم کے بدن یا کپڑے میں خوشبو لگ جائے تو اس کو فوراً بدن اور کپڑے سے دور کرنا واجب ہے۔ اگر کفارہ دے دیا اور خوشبو کو دور نہیں کیا تو دوسری جزاء واجب ہو جائے گی اور اس خوشبو کو اگر کوئی غیر محرم شخص موجود ہو تو اس سے دھلوائے خود نہ دھوئے یا خود پانی بہا دے اور اس کو ہاتھ نہ لگائے تاکہ دھوتے ہوئے خوشبو کا استعمال نہ ہو۔

عذر کی وجہ سے جنایت کرنا

کسی عذر کی مجبوری سے خوشبو استعمال کرلی یا مرد نے سِلا ہوا کپڑا پہنا، یا سر یا چہرہ ڈھانکا یا بال کاٹے یا ناخن تراشے (مرد ہو یا عورت) تو اس میں جزاء تو واجب ہو گی لیکن بلا عذر ان میں سے کسی جنایت کے ارتکاب کرنے اور عذر کی وجہ سے کرنے میں فرق ہے۔ بلا عذر میں تو دم یا صدقہ اس تفصیل کے ساتھ واجب ہے جو گزر چکی ہے اور اس میں روزے نہیں رکھے جا سکتے اور حالتِ عذر میں یہ آسانی ہے کہ جن صورتوں میں دم واجب ہوتا ہے ان میں یہ بھی اختیار ہے کہ دم دیدے یا تین صاع گیہوں چھ مسکینوں کو دیدے یا تین روزے رکھ لے اگرچہ مالدار ہو۔ جن صورتوں میں صدقہ واجب ہے ان میں حالتِ عذر میں اختیار ہے کہ روزہ رکھ لے یا صدقہ دیدے۔

فائدہ:۔ ہر قسم کا بخار، سخت سردی، سخت گرمی، زخم، پھوڑا پھنسی، پورے سر یا آدھے سر کا درد ہونا، سر میں جوؤں کی کثرت ہو جانا۔ پچھنے لگوانے کی مجبوری سے بال مونڈنا یہ سب عذر میں داخل ہیں۔

بوس وکنار یا جماع کرنا

مسئلہ:۔ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا جب تک اصول شریعت کے مطابق وہ ختم نہ ہو جاتے اس وقت تک میاں بیوی والے تعلقات یعنی جماع کرنا یا شہوت سے چھونا یا لپٹنا حرام ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی محرم نے جماع کیا اور حشفہ غائب ہو گیا قصداً ہو یا بھول کر، انزال ہو یا نہ ہو اور وقوف عرفہ سے پہلے ایسا کر لیا تو حج فاسد ہو گیا اور دونوں میں سے جو بھی احرام میں تھا اس پر ایک دم واجب ہو گیا اور اگر دونوں محرم تھے تو دونوں پر ایک ایک دم واجب ہو گیا اور باوجودیکہ حج فاسد ہو گیا پھر بھی افعالِ حج مثل صحیح حج کے ادا کرنے ہوں گے، اور احرام کے ممنوعات سے بھی بچنا لازم ہو گا۔ اگر کوئی جنایت ہو جائے گی تو اس کی جزا حسبِ قانون واجب ہو گی جس کی تفصیلات اوپر گذر چکی ہیں اور آئندہ سال حج کی قضا بھی واجب ہو گی اگرچہ فاسد کیا ہوا حج نفل ہی ہو اور اب یہ محرم حج کے افعال ادا کئے بغیر احرام سے نہیں نکلے گا۔ اگر جماع کے علاوہ کوئی ایسی حرکت کی جس سے انزال ہو گیا تب بھی دم واجب ہو گا لیکن اس سے حج فاسد نہیں ہو گا۔ اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد نہ ہو گا لیکن پوری ایک گائے یا پورے ایک اونٹ کی قربانی واجب ہو گی بکری کافی نہ ہو گی۔

مسئلہ:۔ اگر وقوفِ عرفات اور سر منڈانے کے بعد طواف زیارت سے پہلے یا طوافِ زیارت کے بعد سر منڈانے سے پہلے جماع کیا تو ایک دم واجب ہو گا اور حج فاسد نہ ہو گا۔

مسئلہ:۔ جس شخص نے قران کا احرام باندھا تھا اگر وہ طوافِ عمرہ اور وقوفِ عمرہ سے پہلے جماع کرلے تو حج و عمرہ دونوں فاسد ہو گئے۔ اور دم قران ساقط ہو گیا اور دو دم حج و عمرہ کے فاسد ہونے کی وجہ سے لازم ہو گئے اور حج و عمرہ دونوں کی قضا لازم ہو گئی۔ اب حج اور عمرہ دونوں کے افعال پورے کر کے احرام سے نکلے اور حج و عمرہ کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ:۔ اگر قارن نے طوافِ عمرہ اور وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع کیا تو نہ حج فاسد ہوا اور نہ عمرہ، لیکن احرامِ حج میں ایسا کرنے کی وجہ سے ایک بدنہ اور احرام عمرہ کی وجہ سے ایک بکری واجب ہو گی اور دم قران بھی بدستور واجب رہے گا۔

مسئلہ :- اگر قارن نے طواف عمرہ کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کرلیا تو صرف حج فاسد ہوا عمرہ فاسد نہ ہوا۔ حج کی قضا واجب ہوگی اور ایک بکری حج فاسد ہونے کی وجہ سے اور دوسری عمرہ کے احرام میں جمع کرنے کی وجہ سے واجب ہوگی اور دم قران ساقط ہوجائے گا۔

مسئلہ :- عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد طواف شروع کرنے سے پہلے یا طواف کے چار پھیرے کرنے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہوگیا اور ایک بکری واجب ہوگی۔ عمرہ کے تمام افعال پورے کرکے حلال ہوجائے اور پھر عمرہ کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ :- اگر کسی عورت یا بے ریش لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا یا لپٹا لیا یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو اس سے ایک دم واجب ہوگا اگرچہ انزال نہ ہو۔

مسئلہ :- احتلام ہوجائے تو اس سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا صرف غسل فرض ہوتا ہے۔ اگر احرام کی چادر میں ناپاکی لگ جائے تو اسے دھو ڈالے۔

میقات سے بغیر احرام کے آگے بڑھ جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ مقامات مقرر فرما دیئے ہیں جہاں پہنچ کر حرم یا مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والے کے لئے بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے ان مقامات کو مواقیت کہتے ہیں، یہ مواقیت مکہ معظمہ سے دُور ہیں۔ ان مواقیت کے بعد مکہ معظمہ کے چاروں طرف کچھ حدود مقرر ہیں یہ حرم کی حدود ہیں ان جگہوں میں علامات بنی ہوئی ہیں حدود حرم کا فاصلہ ہر جانب مختلف ہے۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے مقام تنعیم پر حرم کی حد بنی ہوئی ہے۔ پہلے یہ جگہ مکہ مکرمہ سے تین میل تھی اب شہر مکہ وہاں تک پہنچ گیا ہے۔ جدہ کی طرف حد حرم دس میل پر ہے، اور طائف، عراق اور یمن کی طرف سات میل اور جعرانہ کی طرف نو میل ہے۔ مواقیت کے باہر پوری دنیا آفاق ہے اس کے رہنے والے کو آفاقی کہتے ہیں۔ اور مواقیت اور حدود حرم کے درمیان جو جگہ ہے اس کو حل کہتے ہیں اور اس کے رہنے والوں کو حلی یا اہلِ حل کہتے ہیں، اور حدود حرم کے اندر رہنے والوں کو اہلِ حرم کہتے ہیں۔

مسئلہ :- آفاق سے آنے والوں کو مکہ مکرمہ اور اس کے حدود میں بلا احرام کے داخلہ ممنوع ہے یہ لوگ شرعاً میقات سے بغیر احرام کے نہیں گذر سکتے، مدینہ منورہ سے جانے والوں کے لئے میقات

ذو الحلیفہ ہے، جس کو آج کل "بیر ملی" "یا آبار علی" کہتے ہیں۔ طائف اور ریاض سے آنے والوں کے لئے "قرن" ہے۔ طائف سے جب مکہ مکرمہ آتے ہیں تو "وادی محرم" سے احرام باندھتے ہیں۔ یہ جگہ عین میقات ہے یا میقات کی محاذات ہے، ہندوستان یا پاکستان سے جو لوگ بذریعہ ہوائی جہاز آتے ہیں وہ اسی طائف والی میقات یا اس کی محاذات سے گذرتے ہیں، جو شخص آفاق سے مکہ مکرمہ یا حدود حرم میں داخل ہونے کے لئے آرہا ہو تو اس پر لازم ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے احرام باندھ لے اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ ہو تب بھی احرام باندھنا لازمی ہوگا۔ اگر حج کا زمانہ ہو تو حج ورنہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور مکہ مکرمہ آکر عمرہ کر لے، پھر دوسرے کام میں لگے یہ احرام کی پابندی حرم کی حرمت اور عظمت کی وجہ سے ہے۔ میقات آنے سے پہلے یا عین میقات پر اور عین میقات سے نہ گذرنا ہو تو میقات کی محاذات پر احرام باندھ لیں۔ چونکہ ہوائی جہاز میں پتہ نہیں چلتا کہ جہاز میقات سے کب گذرے گا اس لئے پہلے سے ہی احرام باندھ لیا جائے۔

مسئلہ:۔ جو شخص میقات سے بلا احرام گذر گیا وہ گنہگار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا۔ اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات کے بعد ہی احرام باندھ لیا تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر میقات پر واپس آکر احرام باندھا تو دم ساقط ہو جائے گا خواہ کسی بھی میقات پر واپس آکر احرام باندھے۔

مسئلہ:۔ اگر میقات سے کوئی شخص بلا احرام گذر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پیشتر میقات پر واپس آگیا اور میقات آکر تلبیہ پڑھ لیا تب بھی دم ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا اور طواف شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آکر تلبیہ پڑھ لیا تب بھی دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ اگر میقات سے بلا احرام گذر گیا اور پھر آگے جا کر احرام باندھ لیا اور میقات پر واپس نہیں آیا اور عمرہ کر گذرا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ میقات کے باہر سے آنے والا جسے آفاقی کہتے ہیں اگر حرم مکہ میں یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام داخل ہو جائے تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے، اگر کئی مرتبہ بلا احرام کے داخل ہوا ہو تو ہر دفعہ کے لئے ایک حج یا عمرہ لازم ہوگا۔ حج کا موقعہ تو سال بھر میں ایک ہی مرتبہ آتا ہے اور حج کے

زمانہ میں حاضر ہونا قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے آسان بھی نہیں رہا۔ لہٰذا سہولت اس میں ہے کہ جتنی مرتبہ حرم میں یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام کے داخل ہوا ہے اتنی بار قضا کی نیت سے عمرہ کرلے۔

مسئلہ: جو لوگ اہلِ حِل ہیں ان کو حرم میں اور مکہ معظمہ میں بلا احرام داخل ہونا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص آفاق سے آئے اور میقات سے گذرے اور اس کا ارادہ حِل ہی کسی جگہ جانے کا ہو تو وہ بھی اہل حِل میں شمار ہو گیا اور اب وہ بھی بلا احرام مکہ مکرمہ جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے اس پر کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ: حِل کا رہنے والا اگر عمرہ کرنا چاہے تو حِل سے ہی احرام باندھے۔ اور جو شخص حرم میں ہو اور اسے عمرہ کرنا ہو تو حدود حرم سے باہر آکر احرام باندھے۔

مسئلہ: جو شخص آفاق سے آئے اور اس کا ارادہ مکہ مکرمہ سے پہلے مدینہ منورہ جانے کا ہے وہ میقات سے بلا احرام گذر سکتا ہے اب جب مدینہ منورہ سے عمرہ کے لئے آئے تو بیر علی سے احرام باندھے۔

مسئلہ: بہت سے لوگ حج یا عمرہ ہی کی خالص نیت سے آفاق سے آتے ہیں اور میقات سے احرام نہیں باندھتے، جدہ آکر احرام باندھتے ہیں ان پر دم واجب ہو جاتا ہے، ایسے حضرات میقات پر یا اس سے پہلے احرام باندھیں۔ اگر مکہ مکرمہ جانے سے پہلے جدہ میں ایک دو دن ٹھہرنا ہو تو احرام کی حالت ہی میں وقت گذاریں۔

خشکی کا جانور شکار کرنا

حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد خشکی[ل] کا جانور شکار کرنا حرام ہو جاتا ہے، حرم میں ہو یا غیر حرم میں، خود شکار کرنا یا کسی شکار کرنے والے کو بتانا کہ وہ شکار جا رہا ہے یہ بھی حرام ہے شکار مارنے اور شکاری کو بتانے سے جو جزا واجب ہوتی ہے اس میں بڑی تفصیلات ہیں۔ چونکہ عموماً ایسے واقعات پیش نہیں آتے اس لئے ہم ان تفصیلات کو ذکر نہیں کرتے اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو معتبر علماء سے معلوم کر کے عمل کریں۔

ل حالتِ احرام میں بحری جانور کا شکار کرنا جائز ہے ۱۲

مسئلہ:۔ بعض جانور ایسے ہیں جن کو احرام میں مارنے سے جزاء واجب نہیں ہوتی مثلاً بھیڑیا کوا، (عقعق کے علاوہ) چیل، بچھو، کتا (جو کاٹ کھانے والا ہو) سانپ، چوہا، چیونٹی، مچھر، پسو، چچڑی، گرگٹ، مکھی، چھپکلی، بھڑ، نیولا اور تمام حشرات الارض اور زہریلے جانور، البتہ جو چیز تکلیف نہ پہنچائے اس کا قتل کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ کبوتر کے مارنے سے جزاء واجب ہوگی اگر پالتو ہو۔

مسئلہ:۔ حالتِ احرام میں بکری۔ گائے، اونٹ، بھینس، مرغی، پالتو بطخ کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے اور محرم کو جنگلی بطخ کا ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ شکار ہے۔

مسئلہ:۔ جو جانور دریا میں پیدا ہوا ہو اس کے مارنے سے کوئی جزاء واجب نہیں اگرچہ خشکی میں رہتا ہو جیسے مینڈک، کیکڑا، کچھوا، ناکو، مچھلی وغیرہ لیکن دریائی جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ کسی دوسرے جانور کا کھانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں ڈال دیا تاکہ جوئیں مر جائیں یا جوئیں مارنے کے لئے کپڑا دھویا تو ایک جوں کے عوض روٹی کا ایک ٹکڑا یا ایک کھجور دے دے اور دو تین جوؤں میں ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے اور تین جوؤں سے زائد خواہ کتنی ہی ہوں ان کے عوض پورا صدقہ (نصف صاع) گیہوں دیدے لیکن اگر کپڑا دھوپ میں ڈال دیا یا دھویا اور جوئیں مارنے کی نیت سے ایسا نہیں کیا تھا پھر بھی مر گئیں تو کچھ واجب نہ ہوگا اور جو شخص احرام میں نہ ہو اس کے جوں مارنے سے کچھ واجب نہ ہوگا اگرچہ حرم میں ہو۔

مسئلہ:۔ ٹڈی بھی خشکی کے شکار کے حکم میں ہے احرام میں اس کا مارنا جائز نہیں، ایک ٹڈی کے بدلے ایک کھجور دیدے۔

مسئلہ:۔ اگر ٹڈی حرم میں ہو تو حرم کی وجہ سے اس کا مارنا جائز نہیں اگرچہ مارنے والا غیر محرم ہو۔

حرم کا شکار

مکہ معظمہ پورا شہر حرم ہے اور اس کے باہر بھی چاروں طرف حرم ہے۔ حدودِ حرم پر ہر طرف نشانات لگا دیئے گئے ہیں حرم کے سوا باقی جگہ کو حل کہتے ہیں، قریب ترین حل تنعیم ہے جہاں مسجد عائشہؓ ہے اور حرم

کے لوگ وہاں عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے جاتے ہیں۔ حرم کی حرمت کی وجہ سے حرم میں شکار کرنا اور حرم کا درخت یا گھاس کاٹنا ممنوع ہے۔ حج یا عمرہ کے لئے جو حضرات باہر سے آتے ہیں ان کو شکار کرنے یا درخت کاٹنے کی ضرورت پیش نہیں آتی البتہ جو لوگ حدودِ حرم میں رہتے ہیں ان سے شکار کرنے یا درخت کاٹنے کی غلطی ہو جاتی ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ حرم کے جانور کا شکار محرم اور غیر محرم دونوں پر حرام ہے۔

مسئلہ:۔ اگر محرم نے حرم کا شکار قتل کیا تو صرف ایک ہی جزاء احرام کی وجہ سے واجب ہوگی۔ حرم کی جزاء اسی میں متداخل ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ اگر محرم یا غیر محرم نے حل کے شکار کو حرم میں داخل کیا تو وہ بھی حرم کے شکار میں شمار ہوگا اور اس کا چھوڑنا واجب ہوگا اور مارنے سے جزاء واجب ہوگی۔

تنبیہ:۔ اگر حرم میں شکار کرنے کا کوئی واقعہ پیش آجائے تو معتبر علماء سے اس کی جزاء معلوم کر کے عمل کریں۔

حرم کے درخت اور گھاس کاٹنا

حرم کے درخت اور گھاس چار قسم پر ہیں۔

اوّل وہ چیزیں جن کو لوگ عام طور سے بوتے ہیں اور کسی شخص نے اس کو حرم میں بویا یا لگایا ہو جیسے گیہوں یا جو وغیرہ

دوسرے وہ کہ جس کو کسی نے بویا ہو لیکن عام طور سے لوگ اس کو بوتے نہیں جیسے پیلو وغیرہ،

تیسرے وہ کہ خود جما ہو اور اس جنس سے ہو جس کو لوگ بوتے ہیں۔

چوتھے وہ کہ خود جما ہو اور لوگ عام طور سے اس کو نہ بوتے ہوں جیسے کیکر وغیرہ۔

ان چاروں قسموں میں سے پہلی تین قسموں کے درخت حرم میں کاٹنے کی وجہ سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوتی ان کا کاٹنا اکھاڑنا کام میں لانا جائز ہے لیکن اگر کسی کی ملک ہو تو اس کی قیمت مالک کو دینی واجب ہوگی۔

چوتھی قسم کے درخت کا کاٹنا، اکھاڑنا محرم و غیر محرم دونوں کے لئے حرام ہے خواہ اس قسم کے

درخت کسی کی مملوک زمین میں ہوں یا غیر مملوک میں ہوں۔ البتہ خشک درخت کا کاٹنا جائز ہے۔

مسئلہ:- حرم کی گھاس یا درخت کاٹنے سے اس کی قیمت واجب ہوگی۔ اس قیمت سے غلہ خرید کر صدقہ کر دے اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں جہاں چاہے دیدے یا اگر ہدی اس قیمت سے آسکتی ہے تو ہدی حرم میں ذبح کر دے اور ضمان ادا کرنے کے بعد گھاس اور لکڑی کاٹنے والے کی ملک ہو جائے گی اس کا استعمال جائز ہوگا اور اس کا فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:- حرم کے تر درخت سے مسواک بنانا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- خیمہ لگانے یا تنور یا چولہا وغیرہ کھودنے سے یا سواری پر چلنے یا پیدل چلنے سے حرم کی گھاس یا لکڑی ٹوٹ جائے تو کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ:- حرم کی گھاس میں جانوروں کو چرانا یا کاٹنا جائز نہیں ہے۔

عمرہ کا تفصیلی بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عمرہ کا مختصر بیان گزشتہ اوراق میں حج کے بیان میں آچکا ہے، لیکن چونکہ آج کل عمرہ کے لئے صاحبِ استطاعت حضرات بکثرت سفر کرنے لگے ہیں اور اکثر مستقل سفر عمرہ ہی کا ہوتا ہے اس لئے تفصیل کے ساتھ عمرہ کے فضائل اور فرائض و واجبات اور طریقۂ ادائیگی عمرہ اور اس کے ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں۔

وَمِنَ اللہِ التَّوفِیق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فضائلِ عُمرہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج وعمرہ پے در پے کیا کرو کیونکہ یہ تنگدستی اور گناہوں کو اس طرح دُور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دُور کر دیتی ہے (ترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو لوگ حج وعمرہ کے سفر میں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے افراد ہیں (جو بطور مہمان کے شمار ہوتے ہیں)۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تو قبول فرمائے اور مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت فرما دے۔ (ابن ماجہ عن ابی ہریرہؓ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم شریف کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

افعالِ عُمرہ

عمرہ میں چار کام کرنے ہوتے ہیں:۔

اوّل:۔ میقات سے عمرہ کا اِحرام باندھنا، یعنی عمرہ کی نیّت کرکے تلبیہ پڑھنا۔

دُوم:۔ مکہ معظمہ پہنچ کر طواف کرنا۔

سُوم:۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

چہارم:۔ حلق یا قصر کرنا یعنی سعی سے فارغ ہو کر سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا۔

فرائضِ عمرہ

مذکورہ بالا افعال میں سے دو ۲ چیزیں فرض ہیں، اوّل عمرہ کا احرام باندھنا جو عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنے سے منعقد ہو جاتا ہے۔ دوم طواف کرنا۔

واجباتِ عمرہ

اور عمرہ میں دو ۲ چیزیں واجب ہیں:-

(۱) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲) سعی سے فارغ ہو کر سر کے بال کٹوانا یا منڈوانا۔

(اور طوافِ عمرہ میں رَمَل اور اضطباع مسنون ہے)

عمرہ سُنّتِ مؤکدہ ہے، جس کسی مسلمان کو مکہ معظمہ پہنچنے کا مقدور ہو اُس کے لئے عمر بھر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا سُنّتِ مؤکدہ ہے اور ایک بار سے زیادہ عمرہ کرنا مستحب ہے۔

اوقاتِ عمرہ

حج تو ایک سال میں ایک ہی بار ہو سکتا ہے کیونکہ شرعاً اس کے لئے تاریخ مقرر ہے، اس کی ادائیگی کے لئے نویں ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے لے کر آنے والی رات کی صبح صادق ہونے سے پہلے احرامِ حج کی حالت میں عرفات میں پہنچنا لازم ہے اگر اس وقت میں عرفات میں نہ پہنچا تو حج نہ ہو گا خواہ کتنے ہی طواف کرلے، طواف زیارت جو حج میں فرض ہے وہ بھی اُسی وقت طوافِ زیارت بنے گا جبکہ اس سے پہلے احرام کی حالت میں مذکورہ وقت کے اندر عرفات ہو کر آیا ہو۔

لیکن عمرہ سال بھر میں بار بار ہو سکتا ہے اور چونکہ اس میں زیادہ وقت خرچ نہیں ہوتا اس لئے بہت سے لوگ ایک دن میں ایک سے زیادہ عمرے کر لیتے ہیں۔ البتہ ذوالحجہ کی ۹ ر ۱۰ ر ۱۱ ر ۱۲ ر ۱۳ ر تاریخ کو عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

عورت کیلئے محرم یا شوہر ساتھ ہونے کی شرط

عورت کے لئے محرم یا شوہر کے بغیر سفر کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ یہ سفر خواہ ریل سے ہو یا موٹر کار سے خواہ ہوائی جہاز سے، اور خواہ دُنیا کے لئے ہو خواہ کسی دینی کام کے لئے ہو۔

محرم کون ہے؟ اس کی توضیح احرامِ حج کے بیان میں کر دی گئی ہے۔

عمرہ کرنے کا طریقہ

احرام جو کوئی مرد یا عورت عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہو اس کے راستہ میں جو میقات پڑتی ہو وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ لے خواہ کسی بھی سواری سے گذر رہا ہو۔ اگر اندیشہ ہو کہ سواری کو ڈرائیور میقات پر نہ روکے گا یا میقات کا پتہ نہ چلے گا (مثلاً ہوائی جہاز میں گذر رہے ہوں) تو میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لے۔ احرام کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل غسل کرے، اس کے بعد احرام کی دو رکعتیں پڑھے۔ اگر غسل نہ کیا اور وضو کر کے احرام کی دو رکعتیں پڑھ لیں اور پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کر کے احرام کا دوگانہ ادا کر لیا تو یہ بھی درست ہے۔

مرد احرام کے نفل شروع کرنے سے پہلے سلے ہوئے کپڑے اُتار دے، ایک لنگی یا چادر باندھ لے اور دوسری چادر اوڑھ لے لیکن نماز کی رکعتیں سر ڈھانک کر پڑھے، پھر نماز احرام سے فارغ ہو کر سر کھول کر عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھے اور عورت حسبِ معمول سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے اور دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔

نیت اور تلبیہ دو رکعت نمازِ احرام پڑھ کر اس طرح نیت کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ ؕ

(ترجمہ) اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں پس تو اس کو میرے لئے آسان فرما اور اس کو مجھ سے قبول فرما۔

نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں ہے، دل میں نیت کر لینا بھی کافی ہے۔ اور عربی میں نیت کرنا بھی ضروری نہیں ہے، اردو میں یا کسی بھی زبان میں نیت کر لینا کافی ہے، نیت کے بعد تلبیہ پڑھ لے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ ؕ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ؕ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ؕ لَا شَرِیْكَ لَكَ ؕ

(ترجمہ) مَیں حاضر ہوں، اے اللہ مَیں حاضر ہوں، مَیں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مَیں حاضر ہوں۔ بیشک ساری تعریف اور ساری نعمتیں اور سارا ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو (مثلاً مکروہ وقت ہو یا نماز پڑھنے کی جگہ نہ ملے) تو احرام کی رکعتیں پڑھے بغیر ہی عمرہ کی نیّت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ احرام کے لئے دو رکعتیں پڑھنا سُنّت ہے، فرض یا واجب نہیں ہے۔

مرد ہو یا عورت جب عمرہ کی نیّت کر کے تلبیہ پڑھ لے تو احرام میں داخل ہو جائے گا۔ اگر عورت کو خاص ایام یعنی ماہوری کے دن ہوں تو وہ نماز پڑھے بغیر ہی عمرہ کی نیّت کر کے تلبیہ پڑھ لے اس طرح وہ احرام میں داخل ہو جائے گی، البتہ اُس وقت تک طواف شروع نہ کرے جب تک پاک نہ ہو جائے۔ اگر ماہواری کی حالت میں مکہ معظمہ پہنچ گئی اور عمرہ کا احرام پہلے سے باندھ رکھا تھا تو پاک ہونے کا انتظار کرے۔ جب پاک ہو جائے تو غسل کر کے عمرہ کا طواف اور سعی کرے اور سب کام انجام دے۔ اگر کسی عورت کو بچّہ کی پیدائش کی وجہ سے خُون آرہا ہو جسے شریعت میں نفاس کہتے ہیں اُس کا بھی وہی حکم ہے جو ماہواری والی عورت کا ہے یعنی میقات پر نماز پڑھے بغیر احرام باندھ لے اور مکہ معظمہ پہنچ کر پاک ہونے کا انتظار کرے جب شرعی قاعدہ کے مطابق پاک ہو جائے تو غسل کر کے عمرہ کرے۔

مسئلہ:۔ احرام میں داخل ہونے کے لئے نیّت کرنے کے بعد صرف ایک بار تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھ کر یوں دُعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِكَ مِنَ النَّارِ ط

(ترجمہ) اے اللہ مَیں آپ کی رضا کا اور جنّت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کی رحمت کے واسطے سے دوزخ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔

اس کے علاوہ اور جو چاہے دُعا مانگے۔

مسئلہ:۔ نیّت کرنے کے بعد تلبیہ زور سے پڑھے، البتہ چیخنے کی ضرورت نہیں، مگر عورت زور سے نہ پڑھے، بس اتنی آواز نکالے کہ اپنی آواز خود سُن لے۔

مسئلہ:۔ عورتوں میں جو سر کے لئے ایک خاص کپڑا مشہور ہے جس کے بارے میں سمجھتی ہیں کہ اس کے بغیر احرام نہیں بندھتا یہ غلط ہے، شرعاً اس کپڑے کی کوئی حیثیت نہیں، یوں بالوں کی حفاظت

کے لئے کوئی کپڑا باندھ لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کو احرام کا جزو سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے بغیر احرام میں داخل نہیں ہو سکتی غلط ہے، اگر سر پر کپڑا باندھے تو وضو کے لئے اس کو ہٹا کر مسح کرے۔

احرام کے ممنوعات

عمرہ کی نیت اور تلبیہ کے بعد احرام میں داخل ہو گئے اب احرام کی ممنوعات سے بچنے کا اہتمام کرنا لازم ہے جو چیزیں احرام میں منع ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا جو پورے بدن یا کسی ایک عضو کی ہیئت اور ساخت پر تیار کیا گیا ہو (اگر سینے کے بجائے بُن کر یا چپکا کر اس طرح کا کپڑا تیار کر لیا گیا ہو تو وہ بھی ممنوع ہے)

(۲) سر اور چہرے کا ڈھانکنا۔

(۳) خوشبو استعمال کرنا۔

(۴) جسم سے بال دور کرنا (جس طرح سے بھی دور کرے)۔

(۵) ناخن کاٹنا۔

(۶) خشکی کا شکار کرنا۔

(۷) میاں بیوی والے خاص تعلق اور شہوت کے کام کرنا۔

مسئلہ:۔ عورت احرام میں بدستور سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے اور سر کو بھی ڈھانکے رہے، البتہ چہرے پر کپڑا نہ لگائے اور باقی تمام ممنوعات سے پرہیز کرے، نامحرموں سے پردہ کے لئے چہرے کے سامنے اس طرح کپڑا لٹکائے کہ کپڑا چہرے پر نہ لگے اور غیر محرموں کی نظروں سے بھی حفاظت ہو جائے،

مسئلہ:۔ یہ جو عورتوں میں مشہور ہے کہ حج یا عمرہ کے سفر میں پردہ نہیں ہے، یہ جہالت کی بات ہے۔ ایسی عورتیں بے پردہ ہو کر خود بھی گناہ گار ہوتی ہیں اور نظر ڈالنے والے مردوں کو بھی گناہ گار بناتی ہیں۔

مکہ معظمہ کا داخلہ اور عمرہ کی ادائیگی

جب مکہ معظمہ پہنچے تو سامان کسی جگہ رکھ کر جس سے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے اور وضو وغیرہ

سے فارغ ہو کر مسجد حرام کی طرف روانہ ہو جائے، مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھ کر مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھے، دعا یہ ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ط

(ترجمہ) اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد حرام میں باوضو داخل ہو۔ اور جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط کہے اور درود شریف پڑھ کر جو چاہے دعاء مانگے، اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے بعد چادر کا داہنا پلّو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں پلّو بائیں کاندھے پر ڈال لے اور داہنا کاندھا کھول دے۔ اس کو اضطباع کہتے ہیں۔ یہ صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ مرد اضطباع کے ساتھ اور عورت بلا اضطباع طواف شروع کرنے کے لئے کعبہ شریف کے اس گوشہ کے قریب آئے جس میں حجر اسود ہے اور اسی طرح کھڑا ہو کر پورا حجر اسود داہنی طرف رہے یہاں کھڑے ہو کر طواف کی نیت اس طرح کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَطُوْفَ لِلْعُمْرَۃِ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

(ترجمہ) اے اللہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ کا طواف کرنے کا ارادہ کرتا ہوں پس آپ اس کو قبول فرمایئے اور میرے لئے آسان فرمایئے۔

عربی میں نہ کہہ سکے تو اُردو میں یا اپنی کسی دوسری مادری زبان میں کہہ لے۔ اگر زبان سے بالکل کچھ نہ کہا اور دل میں طواف کی نیت کرلی تب بھی طواف ہو جائے گا۔ نیت کے بعد حجر اسود کے استلام کے لئے داہنی طرف ذرا سا چلے کہ حجر اسود بالکل سامنے آجائے، اور حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے جیسے نماز کے لئے اُٹھائے جاتے ہیں۔ دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں۔ پھر یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط

اس کے بعد ہاتھ چھوڑ دے، پھر حجرِ اسود پر آئے اور دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر رکھے، پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان مُنھ رکھ کر بوسہ دے۔ اگر بھیڑ کی وجہ سے بوسہ کا موقع نہ ہو تو دونوں ہاتھ یا سیدھا ہاتھ حجرِ اسود کو لگا کر چوم لے، یہ بھی نہ ہوسکے تو دونوں ہاتھ اُٹھا کر حجرِ اسود کی طرف دونوں ہتھیلیوں سے اشارہ کرے، پھر ہتھیلیوں کو بوسہ دے دے۔ اگر حجرِ اسود پر خوشبو لگی ہو تو احرام والا نہ بوسہ دے نہ ہاتھ لگائے بلکہ اخیر والا طریقہ جو لکھا ہے (کہ دونوں ہتھیلیوں سے اشارہ کرکے ہتھیلیوں کو چوم لے) اسی کو اختیار کرے، حجرِ اسود کے بوسہ کو استلام کہتے ہیں۔ استلام سے پہلے تلبیہ پڑھنا موقوف کردے، مرد رمل اور اضطباع کے ساتھ اور عورت بلا رمل اور اضطباع کے طواف اس طرح شروع کردے کہ کعبہ شریف کے دروازے کی طرف بڑھے اور کعبہ شریف کو بائیں طرف کرکے چلنا شروع کردے۔ اضطباع کا مطلب تو ابھی اوپر بتلایا ہے اور رمل یہ ہے کہ اکڑتا ہوا دونوں مونڈھے ہلاتے ہوئے تیز قدم اُٹھا کر چلے۔ اضطباع عمرہ کے پورے طواف میں رہے گا اور رمل صرف تین چکروں میں ہوگا۔ اور رمل و اضطباع صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ کعبہ شریف کے دروازے سے آگے بڑھ کر حطیم کو طواف میں شامل کرتے ہوئے کعبہ شریف کی پُشت کی طرف سے گذر کر رُکن یمانی پر پہنچے تو اُس کو دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ لگائے، بوسہ نہ دے۔ پھر وہاں سے آگے بڑھ کر حجرِ اسود پر آکر پھر اسی طریقہ پر استلام کرے جیسے طواف شروع کرتے وقت استلام کیا تھا۔ یہ حجرِ اسود سے لے کر حجرِ اسود تک ایک چکر ہوا، اسی طرح پورے سات چکر کرے۔ ہر چکر کے ختم پر استلام کرے اور استلام کے وقت ہر بار تکبیر و تہلیل یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ جب سات چکر ہوجائیں گے تو طواف مکمل ہوجائے گا۔ طواف کے درمیان جو چاہے ذکر و دُعا کرتا رہے۔ طواف کرتے ہوئے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پڑھنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے اور رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھنا ثابت ہے۔ طواف جس قدر بھی کعبہ شریف کے قریب ہو بہتر ہے طواف سے فارغ ہوکر مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت دوگانہ طواف کی پڑھے۔ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے موقع نہ ہو تو مسجدِ حرام میں جہاں موقع ملے وہاں پڑھ لے۔ ان دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۂ قُلْ یٰٓاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنا مسنون ہے۔ دوگانہ طواف سے فارغ ہوکر حجرِ اسود کا استلام کرکے صفا مروہ کی سعی کے لئے روانہ ہوجائے۔ سعی صفا سے شروع ہوتی ہے جب

صفا کے قریب پہنچ جائے تو عمرہ کی سعی کی نیت کر کے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھے۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ؕ

(بے شک صفا مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں)

اس کے بعد یوں کہے اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ (جس کا مطلب یہ ہے کہ میں صفا سے شروع کرتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صفا مروہ کا ذکر کرتے ہوئے پہلے صفا کا ذکر فرمایا ہے) صفا پر اتنا چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آنے لگے، آج کل تھوڑا سا چڑھنے کے بعد مسجد حرام کے بعض دروازوں سے کعبہ شریف نظر آجاتا ہے۔ اس کے بعد کعبہ شریف کی طرف رُخ کر کے اللہ کی توحید اور اُس کی بڑائی بیان کرے اور یہ پڑھے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ؕ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ؕ

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اُسی کے لئے ملک ہے اور اُسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے اُس نے اپنا وعدہ پُورا فرمایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور دشمنوں کی جماعتوں کو تنہا اُس نے شکست دی۔

اس کے بعد درود شریف پڑھ کر جو چاہے دُعا مانگے اور تین مرتبہ یہ پُورا عمل کرے پھر صفا سے اُترے اور مروہ کی طرف ذکر کرتا ہوا چلے۔ یہاں تک کہ ہرے رنگ کا ستون چھ ہاتھ کے فاصلہ پر رہ جائے تو دونوں ستونوں کے درمیان دوڑتا ہوا گذر جائے (یہ دوڑنا مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں ہے) اور ستونوں کے درمیان دوڑتے ہوئے یہ دُعا پڑھنا منقول ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

اے اللہ مغفرت فرمایا اور رحم فرما تو بہت بڑا عزت والا اور بہت بڑا کریم ہے

پھر دوسرے ہرے ستون پر پہنچ کر دوڑنا موقوف کر دے اور اپنی رفتار پر چلے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے، جب مروہ پر پہنچ جائے تو وہاں بھی اسی طرح اللہ کی توحید و تکبیر بیان کرے اور چوتھا کلمہ اور اس کے بعد والی دُعا پڑھے جو صفا کے بیان میں ذکر ہوئی اور درود شریف پڑھ کر ہاتھ اُٹھا کر جو چاہے

دُعا، کرے اور تین بار یہ عمل کرے۔ مروہ پر پہنچ کر ایک چکر ہو گیا۔ مروہ پر ذکر و دُعا، کر کے صفا کی طرف کو چلے اور جب سبز ستون آجائے تو دوڑنا شروع کر دے اور اگلے ستون سے آگے بڑھ کر چھ ہاتھ کے فاصلہ پر پہنچ جائے تو دوڑنا ختم کر دے اور اپنی عادت کے مطابق چلے اور جب صفا پر پہنچ جائے تو تھوڑا سا اُوپر چڑھے، اور ذکر اور دُعا کرے۔ اب دو چکر ہو گئے۔ اسی طرح سات چکر پُورے کر کے سعی ختم کر دے جو صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہو گی۔ بعض لوگ صفا مروہ کے درمیان چودہ مرتبہ آنے جانے کو مکمل سعی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔ صرف سات مرتبہ ان دونوں کے درمیان گذر جانے سے سعی مکمل ہو جاتی ہے سعی کے درمیان خوب اہتمام سے ذکر اللہ میں مشغول رہے، لایعنی باتوں سے پرہیز کرے، صفا مروہ کے درمیان سات چکر پُورے کرنے کے بعد مروہ پر پُورے سر کا حلق کرائے یعنی سر منڈوائے یا پُورے سر کے بال ایک اُنگلی کے پُورے کے بقدر کتروادے۔ سر منڈوانے کو حلق اور بال کتروانے کو قصر کہتے ہیں اور حلق قصر سے افضل ہے۔ البتہ عورت کے لئے سر منڈوانا حرام ہے، وہ پُورے سر کے بال بقدر ایک پورے کے کٹادے۔ احرام سے نکلنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے اور پُورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے اور قصر بھی وہ معتبر ہے جس میں ایک پورے کے بقدر بال کٹ جائیں اگر بال اتنے چھوٹے ہوں کہ ایک پورے کے بقدر نہ کٹ سکتے ہوں تو حلق ہی کرنا لازم ہو گا۔ عمرہ کی سعی کے بعد جب حلق یا قصر کر لیا تو عمرہ کے افعال پُورے ہو گئے اور احرام سے نکل گیا سلے ہوئے کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا اور وہ سب کام درست ہو گئے جو احرام کی وجہ سے منع تھے۔

تنبیہ :۔ بہت سے لوگ چند بال اُوپر اُوپر سے کٹوا کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ احرام سے نکل گئے۔ یہ صحیح نہیں، کم از کم چوتھائی سر کے بال مونڈے جائیں یا بقدر ایک پورے کے کاٹے جائیں اس کے بغیر احرام سے نہ نکلے گا۔ اور چونکہ ایسے شخص کا احرام بدستور باقی رہے گا اس لئے سلے ہوئے کپڑے پہن لینا یا خوشبو لگانا یا سر کے علاوہ کسی اور جگہ کے بال مونڈنا یا کاٹنا جائز نہ ہو گا۔ اگر کوئی شخص ایسے کرے تو جلد سے جلد سر منڈوادے یا چوتھائی سر کے بالوں کے بقدر ایک پورے کے قصر کرادے اور جو جنایات ہوتی ہیں اُن کے بارے میں علماء سے معلوم کر کے عمل کرے، واضح رہے کہ حلق یا قصر حدود حرم میں ہونا واجب ہے۔ اگر حرم سے باہر حلق یا قصر کیا تو دم واجب ہو گا بہت سے ہندوستانی یا پاکستانی یا بنگلہ دیشی جو حرمین شریفین یا ان کے علاوہ عرب کے دوسرے علاقوں میں رہتے ہیں کثرت سے عمرے کرتے ہیں لیکن اُن کے دلوں میں شریعت سے زیادہ بالوں کی محبت بسی ہوئی ہوتی ہے۔ سر منڈوانا تو کجا چوتھائی سر کے بال بقدر ایک پورے کے کٹوانا

بھی گوارا نہیں کرتے حالانکہ حج وعمرہ تو عشق کے مظاہرے کی چیز ہے۔ قانون الٰہی سے بڑھ کر بالوں کی محبت کیسی افسوس ناک ہے؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں جیسے جدہ، بحرہ، حِدّہ، جموم عرفات وغیرہ کے رہنے والے یہ لوگ بلا احرام حدود حرم اور مکہ معظمہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ اگر بالوں کی قربانی نہ دے سکیں تو عمرہ کا احرام نہ باندھیں اور مکہ معظمہ پہنچ کر جس قدر بھی ہو سکے زیادہ سے زیادہ طواف کریں، طواف کے لئے صرف باوضو ہونا شرط ہے اور طواف کا ثواب بھی بہت ہے۔ عمرہ میں جو گھنٹہ سوا گھنٹہ خرچ ہوتا ہے یہ لوگ اس کو طواف ہی میں خرچ کریں یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ عمرہ کا احرام باندھیں پھر عمرہ کر کے بالوں کو شریعت کے مطابق نہ کاٹیں، البتہ جو لوگ کسی بھی میقات سے باہر رہتے ہیں مثلاً مدینہ منورہ یا طائف یا ریاض، یہ لوگ بغیر احرام کے حدودِ حرم میں داخل نہیں ہو سکتے اگرچہ کسی دنیاوی ضرورت سے آئیں۔ یہ لوگ عمرہ کا احرام باندھ کر شریعت کے مطابق پورا عمرہ کریں اور صحیح طریقہ پر حلق یا قصر کر کے احرام سے نکلیں۔

مسئلہ:۔ عمرہ میں طوافِ قدوم اور طوافِ وداع نہیں ہے، عمرہ کا احرام باندھ کر مسجدِ حرام میں داخل ہو کر جو پہلا طواف کیا جائے گا وہ عمرہ ہی کا طواف ہوگا۔

تنعیم اور جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھنا

جو شخص مکہ معظمہ میں یا حدود حرم میں کسی بھی جگہ ہو اگر اس کو عمرہ کرنا ہو تو واجب ہے کہ حِل سے احرام باندھے، حِل اس جگہ کو کہا جاتا ہے جو حدود حرم سے باہر اور میقات کے اندر ہے۔ مکہ معظمہ کے چاروں طرف حرم ہے اور اس کے مسافتیں مختلف ہیں۔ کسی جانب دس میل تک اور کسی جانب نو میل تک اور کسی جانب سات میل تک حرم ہے اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آئیں تو مقام تنعیم پر حرم ختم ہو جاتا ہے (پرانی کتابوں میں مکہ معظمہ سے تنعیم کی مسافت تین میل لکھی ہے لیکن اب تنعیم تک مکہ معظمہ کی آبادی مسلسل چلی گئی ہے) ہر جانب جہاں حد حرم ختم ہے نشانات بنے ہوئے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ

کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ حدودِ حرم سے باہر یعنی مقامِ تنعیم پر آئیں اور یہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ آپ منتظر رہے۔ جب عمرہ سے فارغ ہو کر حضرت عائشہ رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئیں تو آپؐ نے مدینہ منورہ کی واپسی کے لئے سفر شروع فرما دیا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تنعیم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احرام باندھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا اور یہ جگہ مسافت کے اعتبار سے قریب بھی ہے اس لئے مکہ معظمہ سے عمرہ کرنے والے عموماً یہیں آکر احرام باندھتے ہیں۔ یہاں ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے جس کو مسجدِ عائشہ کہتے ہیں۔

جعرانہ مکہ معظمہ سے نو میل ہے یہ بھی حدِ حرم سے باہر ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے آتے ہوئے یہاں سے احرام باندھ کر عُمرہ ادا فرمایا تھا۔ مکہ معظمہ میں حرم سے باہر ہی تنعیم اور جعرانہ دونوں جگہوں کے لئے سواریاں ملتی ہیں۔ تنعیم سے احرام باندھ کر آئیں تو عرف عام میں اس کو چھوٹا عمرہ کہتے ہیں اور جعرانہ سے احرام باندھ کر آئیں تو اس کو بڑا عمرہ کہتے ہیں (کیونکہ دُور کی مسافت پر جا کر احرام باندھتے ہیں) اگر کوئی شخص مکہ معظمہ سے جدہ کی جانب حدیبیہ چلا جائے (جسے آج کل شمسیہ کہتے ہیں) اور وہاں جو حرم کے نشانات بنے ہوتے ہیں اُن سے باہر ہو کر احرام باندھ کر آجائے تو یہ بھی درست ہے (حدیبیہ بحرہ کے راستے میں پڑتا ہے، مکہ معظمہ سے جدّہ کے لئے جو نیا روڈ نکالا ہے اس پر نہیں پڑتا)۔

بہت سے لوگ بار بار تنعیم جا کر احرام باندھتے ہیں اور کبھی روزانہ اور کبھی ایک دن میں ایک سے زیادہ عمرے کر لیتے ہیں، کثرت سے عمرہ کرنا ممنوع تو نہیں ہے بلکہ مستحب ہے لیکن طواف زیادہ کرنا زیادہ عمرے کرنے سے افضل ہے۔ تنعیم جا کر احرام باندھنے اور واپس آکر عمرہ کرنے میں جتنا وقت خرچ ہوتا ہے اتنے وقت میں دس بارہ طواف ہو جاتے ہیں۔ کثرتِ طواف کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیئے۔

فائدہ بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ حج و عمرہ کی سعی کے علاوہ صَفَا مَروَہ کی سعی کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، اس میں کوئی ثواب نہیں اور نفلی سعی شرعاً ثابت نہیں ہے۔ بلا فائدہ جان کو تھکاتے ہیں، ان لوگوں کو چاہیئے کہ جو سعی شرعاً ثابت نہیں ہے اس میں وقت خرچ نہ کریں اس کے بجائے طواف کی کثرت کرکے ثواب سے مالا مال ہوں۔

تنبیہ جتنی بار بھی عمرہ کرے ہر بار پُورے سر پر اُسترہ پھروا دے، سر پر بال ہوں یا نہ ہوں، اس

طرح احرام سے نکل جائے گا۔ جو لوگ روزانہ عمرہ کرتے ہیں وہ بھی ہر مرتبہ پورے سر پر اُسترہ پھروا دیں احرام سے نکلنے کے لئے جو حلق کیا جاتا ہے اُس میں سر پر بال ہونا ضروری نہیں ہے، بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ ایک عمرہ کرکے چوتھائی سر منڈوا دیتے ہیں، پھر اگلے عمرہ کے بعد چوتھائی منڈواتے ہیں پھر تیسرے عمرہ کے بعد چوتھائی مُنڈاتے ہیں، پھر چوتھے عمرہ کے بعد باقی چوتھائی منڈا دیتے ہیں ایسا کرنا مکروہ ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ ہر مرتبہ پورا سر مونڈ کر افضلیت پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس ارتکابِ کراہیت کی ضرورت کیا ہے کہ سر کے چار حصّے کئے جائیں اور ہر مرتبہ ¼ مونڈا جائے۔ ¼ کا حلق یا قصر کرنے سے احرام سے تو نکل جاتا ہے لیکن اس پر اکتفا کرنا اور پورے سر کا حلق یا قصر نہ کرنا مکروہ ہے۔

تنبیہ

صاحبِ استطاعت پر حج کرنا فرض ہے اور استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ مکہ معظمہ تک سواری پر آتے جاتے کھاتے پیتے سفر کرنے کا مقدور ہو، سورۂ آلِ عمران میں فرمایا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

(اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ استطاعت کیا چیز ہے جس کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے آپ نے فرمایا زَادٌ وَّرَاحِلَةٌ یعنی سفر خرچ اور سواری اس سے معلوم ہوا مکہ معظمہ تک آنے جانے اور حج کے اخراجات ملکیت میں ہونے سے حج فرض ہو جاتا ہے پہلے زمانہ میں تو بہت کم لوگوں پر حج فرض ہوتا تھا کیونکہ مالیات کی کمی تھی لیکن چند سو روپے میں حج کی ادائیگی ہو جاتی تھی اب کثرتِ مال کا زمانہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو یَفِیْضُ الْمَالُ فرمایا تھا کہ مال بہہ پڑے گا۔ آج کل ہو بہو نظروں کے سامنے ہے۔

اور دن بدن عامۃ الناس میں مال کی کثرت کا مظاہرہ روز افزوں ہے، کثرتِ مال کی وجہ سے

بیشتر لوگوں پر حج فرض ہے، جب حج فرض ہو جائے تو جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہے۔ لوگوں کا یہ طریقہ ہو گیا ہے کہ بوڑھے ہونے کا انتظار کرتے ہیں دنیاوی مشاغل و معاملات کی وجہ سے حج کرنے میں دیر لگاتے ہیں پھر بعض تو حج کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، اور بعض لوگ حج تو کر لیتے ہیں لیکن بوڑھے کھوسٹ ہونے کی وجہ سے حج کے احکام صحیح طریقے سے ادا نہیں کر پاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ واجبات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے دم واجب ہو جاتا ہے۔ حج میں تاخیر کرنے کا ایک یہ سبب بھی ہے کہ عام طور سے لوگ جو حج کا خرچہ بتاتے ہیں اور جو حکومتیں شائع کرتی ہیں اتنی رقم نہ ہونے کی وجہ سے حج سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جبکہ حسبِ فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تک آنے جانے کا خرچ ملکیت میں ہونے ہی سے حج فرض ہو جاتا ہے کچھ لوگ اولاد کی شادیوں کو عذر بتاتے ہیں اور بعض لوگوں کو تجارت روکتی ہے، شرعاً یہ چیزیں ترکِ حج کے لئے عذر نہیں ہیں۔ حج فرض ہو جائے اور حج کئے بغیر مر جائے تو اس کے لئے حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو سخت مجبوری یا ظالم بادشاہ یا روکنے والا مرض حج سے نہ روکے اور بلا حج کئے مر جائے تو چاہے تو یہودی ہو کر مر جائے چاہے تو نصرانی ہو کر مر جائے (رواہ الدارمی)

خدا کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے معلوم ہوا کہ جن لوگوں پر حج فرض ہوا اور انہوں نے بغیر عذر شرعی کے چھوڑ دیا تو ان کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ آج کل لوگوں نے اپنے ذمہ بیٹوں بیٹیوں اور دامادوں کے لئے سوغاتیں خریدنے ٹی وی اور واپسی پر ٹیپ ریکارڈر اور طرح طرح کی یورپ امریکہ اور چین و جاپان کی مصنوعات اپنے ہمراہ لے جانے کو بھی حج کے اخراجات میں شامل کر لیا ہے، جب ان چیزوں کے لئے اخراجات نہیں پاتے (حالانکہ ان میں بعض چیزیں گناہ کی ہیں) اور حج فرض ہو چکا ہوتا ہے تو حج سے رکے رہتے ہیں اور موت کا وقت معلوم نہیں خدا جانے کب آئے، اللہ تعالیٰ کا فریضہ جلد از جلد ادا کرنا لازم ہے۔

جب سے مال کی کثرت ہوئی ہے، تو لوگ کثرت سے عمرہ کے لئے سفر کرنے لگے ہیں عمرہ بھی بڑی چیز ہے بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہاں ایک بات قابلِ فکر ہے اور وہ یہ کہ بہت سے لوگ حج فرض ہونے کے بعد حج کا خرچہ عمرہ پر لگا دیتے ہیں، اس کے بعد زندگی بھر حج سے محروم رہ جاتے ہیں

اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے پورے خاندان کو عمرہ کے لئے لے آتے ہیں جبکہ ان کا یہ پیسہ ذاتی ہوتا ہے اس پیسہ کو اہل وعیال کو عمرہ کرا کے خود حج سے محروم ہو جاتے ہیں. کیونکہ بعد میں حج کے لائق پیسے نہیں بچتے اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ یوں سمجھتے ہیں کہ عمرہ کا سفر کر کے کعبہ شریف کو دیکھ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر سلام پڑھ لیا۔ مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھ لیں، لہٰذا اب حج میں جانے کی ضرورت نہیں۔ (العیاذ باللہ) اور بعض لوگ قصداً وارادۃً حج کرنے کے بجائے اس لئے عمرہ کرتے ہیں کہ حج میں مشکلات بہت ہیں، تکلیفیں ہیں اور عمرہ آسانی سے ہو جاتا ہے ۔اس میں زیادہ بھیڑ نہیں ہوتی اور منیٰ وعرفات کی گرمی سے بھی بچ جاتے ہیں چونکہ عمرہ کو حج کا بدل قرار دیدیا اس لئے قصداً حج نہیں کرتے یہ ہم نے اپنی معلومات کے مطابق ایک تجزیہ کیا ہے، جتنے قسم کے افراد حج فرض ہوتے ہوتے حج نہ کریں اگرچہ حج کے پیسہ کو عمرہ میں خرچ کر دیں اور حرمین شریفین میں حاضر ہو کر واپس چلے جائیں، سب کو حج چھوڑنے کی وعید شامل ہے عمرہ کرنا سنت ہے اور حج کرنا فرض ہے عمرہ کر کے مطمئن ہو جانا اور حج کو ترک کر دینا اور یا دنیاوی مشاغل کی وجہ سے بغیر حج کئے مرجانا۔ بہت سخت بات ہے، اور اس میں سخت مؤاخذہ کا اندیشہ ہے، جو لوگ منیٰ وعرفات کی بھیڑ اور گرمی کی تکلیف کی وجہ سے حج نہیں کرتے ان میں اکثر تو وہ ہوتے ہیں جو مقدور ہوتے ہوئے جوانی میں حج کا سفر نہیں کرتے، جو تحمل اور برداشت کا زمانہ ہے۔ پھر بڑھاپے میں بھیڑ سے ڈرتے ہیں اور تارک حج ہوتے ہیں اور بعض لوگ وہ ہیں جن پر بڑھاپے ہی میں حج فرض ہوتا ہے، لیکن تکلیف سے گھبرا کر حج کی ہمت نہیں کرتے جبکہ دنیا کمانے کے لئے بڑے بڑے سفر کرتے ہیں لمبی لمبی ڈیوٹیاں دیتے ہیں، دنیا کے لئے سردی اور گرمی سب کچھ برداشت کرتے ہیں، کھچا کھچ بھری ہوئی ریلوں میں اور بسوں میں سو سو میل تک کا سفر کرتے ہیں لیکن دنیا سامنے ہے نقد ہے اس کے لئے تکلیف اٹھانے کو ضروری جانتے ہیں اور حج چونکہ اسلام کا رکن ہے اور اس کا ثواب آخرت میں ملے گا اس لئے ادھار سمجھ کر تکلیف برداشت کرنے سے جان چراتے ہیں، ہم نے تو بڑے بڑے بوڑھوں کو حج میں دیکھا ہے منیٰ اور عرفات کی گرمی میں کہیں اور بھیڑ کی وجہ سے لوگوں کے قدموں میں نہ دبے نہ گاڑیوں سے کچلے۔ اور اب تو منیٰ وعرفات کی خیمہ بسوں اور ٹیکسی میں ایئر کنڈیشن کا انتظام ہوتا ہے اس میں گرمی سے پگھلنے کا سوال ہی نہیں، کبھی کوئی واقعہ رمی جمرات میں پیش آجاتا ہے کہ کوئی شخص دب جاتا ہے لیکن اس کا سبب بھیڑ نہیں بلکہ حاجیوں کی بے احتیاطی اور جلد بازی ہوتی ہے پھر دس گیارہ بارہ تاریخ کی رمی رات کو بھی کی جاسکتی ہے اور رات کو بھیڑ نہیں ہوتی

اور طواف زیارت دس گیارہ بارہ تینوں دن ہو سکتے ہیں (بلکہ بارہ ذی الحجہ کے بعد بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن اس صورت میں بعض صورتوں میں دم واجب ہوتا ہے) رمی جمرات اور طواف زیارت ہی ایسی چیزیں ہیں جن میں بھیڑ ہو سکتی ہے، پھر معذور آدمی دوسروں کے کاندھوں پر بھی طواف کر سکتا ہے اور صفا و مروہ کی سعی بھی معذور آدمی گاڑی میں بیٹھ کر ادا کر سکتی ہے۔

بات لمبی ہو گئی ان سطور کے لکھنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں پر حج فرض ہو جائے وہ دیر نہ لگائیں اور جو لوگ گرمی اور بھیڑ کی وجہ سے حج نہیں کرتے وہ تارک حج ہو کر نہ مریں اور جو لوگ عمرہ کر لیتے ہیں وہ عمرہ کو حج کا بدل نہ سمجھیں عمرہ کرنے کے باوجود اگر حج نہ کیا تو فرض کے تارک ہوں گے اگر حج میں تکلیف ہے اور مال کا خرچہ ہے تو ثواب بھی تو بہت زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ حج مبرور کی جزا جنت ہے۔ (رواہ البخاری و مسلم) خدانخواستہ کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ عمرہ کرنے سے منع کیا جا رہا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ عمرہ کو ترکِ حج کا بہانہ بنانے پر تنبیہ کی جا رہی ہے۔

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر

حسبِ سہولت وانتظام حج وعمرہ سے فارغ ہوکر یا اس سے پہلے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوجائے، حکومتِ سعودیہ نے جو طریق الہجرۃ کے نام سے نیا روڈ نکالا ہے اس سے چار پانچ گھنٹے میں موٹر کاریں اور ٹیکسیاں مدینہ منورہ پہنچا دیتی ہیں، مدینہ منورہ پہنچ کر سامان کسی اطمینان کی جگہ رکھ کر مسجد نبوی میں آجائے اگر مکروہ وقت نہ ہو تو روضۃ الجنۃ میں یا جہاں موقع ملے تو دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس آئے اور نہایت ادب کے ساتھ ہلکی آواز میں سلام پیش کرے اگر بھیڑ کم ہو اور سکون و اطمینان سے کھڑا ہو سکے تو جذب و کیف کے ساتھ جتنی دیر چاہے سلام عرض کرے۔ اگر بھیڑ بہت ہو اور سکون و اطمینان حاصل نہ ہو تو مختصر سا سلام پڑھ کر آجائے پھر جب موقع دیکھے زیادہ دیر تک سلام عرض کرلے اور سلام عرض کرنے میں دوسرے مسلمانوں کا بھی خیال رکھے، کسی کو تکلیف نہ دے اور دھکم دھکا نہ کرے۔

سلام کے الفاظ کوئی معین و مقرر نہیں ہیں۔ مختلف حضرات نے مختلف الفاظ لکھے ہیں، کسی نے مختصر سلام لکھا ہے اور کسی نے خوب زیادہ الفاظ لکھے ہیں، بعض حضرات نے نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو پسند فرمایا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول، آپ پر سلام ہو اے وہ ذات جو ساری مخلوق سے افضل ہے آپ پر سلام ہو اے

يَا خَلِيْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

اللہ کے خلیل آپ پر سلام ہو اے اللہ کے برگزیدہ بندے، درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی، درود و سلام ہو

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ

آپ پر اے اللہ کے حبیب۔ درود و سلام ہو آپ پر عند اللہ گنہگاروں کی شفاعت

اَلْمُذْنِبِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

کرنے والے، درود وسلام ہو آپ پر اے وہ ذات جسے اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں

رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامَ

کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ پر صلوٰۃ اور سلام ہو اے رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام

الْمُتَّقِيْنَ وَيَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ. اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ

اور ان لوگوں کے پیشوا جن کے چہرے ہاتھ اور پاؤں قیامت کے دن روشن ہوں گے۔ آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو اے

وُلْدِ اٰدَمَ اَجْمَعِيْنَ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ۔ اَلصَّلٰوةُ

تمام بنی آدم کے سردار۔ آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو اے خاتم النبیین، آپ پر صلوٰۃ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُبَشِّرَ الْمُحْسِنِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

وسلام ہو اے نیکو کاروں کے بشارت دینے والے، اور صلوٰۃ وسلام ہو تمام پیغمبروں اور رسولوں پر

وَالْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ وَاَزْوَاجِكَ

اور تمام مقرب فرشتوں پر سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل پر اور اہلِ بیت پر اور امہات المومنین

وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ٥ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا

پر اور سب صحابہ پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔ سلام ہو آپ پر

النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ

اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں اے اللہ تعالیٰ کے رسول میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور

وَاَشْهَدُ اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ

رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اے اللہ کے رسول کہ بیشک آپ نے اللہ کا پیغام پوری طرح پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا۔

الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَلَّيْتَ الظُّلْمَةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

اور امت کی پوری خیر خواہی فرمادی اور کفر کے اندھیرے کو دور فرمادیا اور (باطل کی) تاریکی کو چھانٹ دیا اور اللہ کے راستہ

وَعَبَدْتَ رَبَّكَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ ، جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْ وَالِدَيْنَا وَعَنْ

میں مجاہدہ فرمایا جیسا کہ اس کا حق تھا اور آپ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہے کہ واصل بحق ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری

الْإِسْلَامِ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَاَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ

طرف سے اور ہمارے والدین کی طرف سے اور ملت اسلامیہ کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ سے آپکے

الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ، وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَالشَّفَاعَةَ الْعُظْمٰى

لئے مقام وسیلہ کا اور فضیلت کا اور بلند درجہ کا اور مقام محمود کا اور حوض کوثر کا جس پر آپ کی امت اترے گی اور یوم

فِي الْيَوْمِ الْمَشْهُوْدِ وَنَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَلِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا

المشہود میں شفاعتِ عظمیٰ کا سوال کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں اور ماؤں اور

وَلِاَقْرِبَائِنَا اِنَّهٗ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ○

عزیز و اقارب کے گناہ معاف فرما دے بیشک وہ دعا قبول فرمانے والا ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔

اپنا سلام پیش کرنے کے بعد اپنے ماں باپ، عزیز و اقارب، دوست و احباب کا سلام بھی نام بنام پیش کرے، کسی اور نے سلام پیش کرنے کو کہا ہو تو اس کا نام لے کر سلام عرض کرے۔ مثلاً یوں کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانٍ، فلاں کی جگہ اس کا نام لے اور اجمالی طور پر بہتوں کا سلام پہنچانا ہو تو یوں کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنِّيْ وَمِمَّنْ اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول میری طرف سے اور جس نے مجھے وصیت کی سلام کی آپ پر

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ط

اے اللہ کے رسول اور آپ پر سلام ہو۔

آپ کی خدمت میں سلام عرض کر چکے تو دو قدم دائیں ہٹ کر آپ کے یار غار رفیق صادق اور خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام اس طرح پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ

سلام آپ پر اے ہمارے سردار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سلام آپ پر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ

برحق. سلام آپ پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی جب کہ غار میں چھپے ہوتے تھے۔

اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَنْفَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ وَحُبِّ

سلام آپ پر اے وہ (فدائے دین) جس نے اپنا تمام مال اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں خرچ کر ڈالا

رَسُوْلِهٖ حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا

یہاں تک کہ ایک جبہ میں رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور بہترین طریقے سے آپ کو راضی کرے اور

وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوَاكَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

جنت کو آپ کے اترنے کی جگہ اور آپ کے قیام کے جگہ اور آپ کا مستقل ٹھکانہ بنائے، سلام آپ پر اے سب سے

اَوَّلَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پہلے خلیفہ رسول اور عالموں کے تاج اور نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ پر اور اس کی برکتیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پیش کرنے کے بعد دائیں طرف کو اور دو قدم ہٹے اور یہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یوں سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ

سلام ہو آپ پر اے عمر بن الخطاب رض ، سلام ہو آپ پر اے انصاف اور سچائی کی

وَالصَّوَابِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيْدَ الْمِحْرَابِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ

بات کہنے والے، سلام ہو آپ پر اے محراب میں شہید ہونے والے، سلام ہو آپ پر اے دین اسلام

دِیْنِ الْاِسْلَامِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا

کو غالب کرنے والے، سلام ہو آپ پر اے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے سلام آپ پر اے

الْفُقَرَاءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ ۔ اَنْتَ الَّذِیْ قَالَ فِیْ حَقِّكَ سَيِّدُ

فقیروں اور ضعیفوں اور بیواؤں اور یتیموں کے سرپرست، آپ ہی ہیں جن کے حق میں سید البشر (صلی اللہ

الْبَشَرِ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَ

علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی

اَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَ

کرے آپ کو بہترین رضا کے ساتھ اور جنت کو بنائے آپ کے اترنے کی جگہ اور آپ کے رہنے کی جگہ اور آپ کے ٹھہرنے

مَأْوَاكَ دَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى

کی جگہ اور آپ کا ٹھکانہ۔ سلام ہو آپ پر اے دوسرے خلیفہ رسول اور علماء کی تاج اور نبی مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

کے خسر اور اللہ کی رحمت آپ پر اور اُسکی برکتیں

یہاں سے فارغ ہو جائے تو پھر بائیں طرف کو سرک جائے اور دو خلفاء راشدین کے درمیان میں کھڑا ہو کر دونوں حضرات پر یوں مشترکہ سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيرَيْ رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا مُعِيْنَيْ

سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں وزیر و سلام آپ پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

وسلم کے دونوں مددگارو، سلام آپ دونوں پر اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں

سلام سے فارغ ہو کر بارگاہِ خداوندی میں دعاء کرنا دیوار کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور جو حاجت دل میں ہو نہایت تضرع اور زاری سے طلب کرے مثلاً یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ يَا رَجَاءَ السَّائِلِيْنَ وَاَمَانَ الْخَائِفِيْنَ وَحِرْزَ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

اے اللہ سب جہانوں کے پروردگار اے سوال کرنے والوں کی امیدگاہ اے ڈرنے والوں کے لئے جائے

يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانُ يَا سُلْطَانُ يَا سُبْحَانُ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ يَا سَامِعَ

امن اے توکل کرنے والوں کے لئے پناہ گاہ اے بڑے مشفق اے بڑے محسن اے پورا پورا بدلہ دینے والا اے

الدُّعَاءِ اِسْمَعْ دُعَاءَنَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَاغْفِرْ

صاحب اقتدار اے مقدس ذات اے ہمیشہ کے محسن اے دعاؤں کے سننے والے ہماری دُعا سن اور ہماری زیارت

ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْ اَمْوَاتَنَا وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَاجْعَلْنَا يَا

کو قبول فرما اور ہمارے خوف کو دور فرما۔ اور ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہمارے مرنے

اَللّٰهُ عِنْدَكَ مِنَ الْعَائِذِيْنَ الْفَائِزِيْنَ الشَّاكِرِيْنَ مِنْ عِبَادِكَ الَّذِيْنَ

والوں پر رحم فرما اور ہماری نیکیوں کو قبول فرما اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور اے اللہ اپنے یہاں ہمیں ان لوگوں میں شامل

لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا

فرمالے جو تیری پناہ میں آنے والے ہیں شاد کام ہیں شکر گذار ہیں تیرے ان بندوں میں ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہوگا

رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِيْ اِيْمَانًا كَامِلًا ثَابِتًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ

اور نہ کوئی غم ہوگا۔ اپنی رحمت سے اے سب پر رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرما، اے سب جہانوں کے پالنے والے میں

وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَعِلْمًا نَافِعًا وَّ

تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے عطا فرما دہ ایمان جو کامل ہو پائیدار جو میرے دل میں سما جائے اور ایسا سچا یقین (عطا فرما)

قَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّوَلَدًا صَالِحًا وَّرِزْقًا وَاسِعًا وَّحَلَالًا طَيِّبًا

کہ میں سمجھ لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میری تقدیر میں لکھ دیا ہے اور (عطا فرما) نفع بخش علم اور ڈرنے والا دل (تیرا) ذکر کرنے

وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّصَبْرًا جَمِيْلًا وَّاَجْرًا عَظِيْمًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا

والی زبان اور نیک اولاد اور روزی افراط کے ساتھ اور حلال پاک اور سچی توبہ اور بہترین صبر اور ثواب عظیم اور نیک عمل جو مقبول ہو

وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۔ يَا نُوْرَ النُّوْرِ يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِيْ

اور ایسی تجارت (کا سوال کرتا ہوں) جس میں کبھی گھاٹا نہ ہو اے نوروں کے نور اے دلوں کا حال جاننے والے نکال مجھے اور تمام

وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَتَوَفَّنِيْ

مسلمانوں کو اندھیروں سے نور کی طرف دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور مجھے اسلام کی حالت

مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

میں موت دے اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما۔ اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اے

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِيْ مُقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا يَا اَللّٰهُ اِلَّا

سب جہانوں کے پالنے والے، اے اللہ اس معزز مقام میں ہمارا کوئی گناہ نہ رہے جسے تو معاف نہ فرمائے اور اے اللہ کوئی غم نہ ہو

فَرَّجْتَهٗ وَلَا عَيْبًا يَا اَللّٰهُ اِلَّا سَتَرْتَهٗ وَلَا مَرِيْضًا يَا اَللّٰهُ اِلَّا شَفَيْتَهٗ وَعَافَيْتَهٗ

جسے تو دور نہ فرما دے اور اے اللہ کوئی عیب نہ رہے جسے تو چھپا نہ دے اور اے اللہ کوئی بیمار ہی نہ رہے جسے تو صحت و

وَلَا فَقِيْرًا يَا اَللّٰهُ اِلَّا اَغْنَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً يَا اَللّٰهُ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

آرام عطا نہ فرما دے اور اے اللہ کوئی فقیر نہ رہے جسے تو غنی نہ کر دے اور اے اللہ ہماری دنیا و آخرت کی حاجتوں

لَنَا فِیْهَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَیْتَهَا وَیَسَّرْتَهَا اَللّٰهُمَّ اقْضِ حَوَائِجَنَا وَیَسِّرْ

میں سے کوئی حاجت جس میں ہماری بہتری ہو ایسی نہ رہے جسے تو پوری نہ فرمادے اور آسان نہ فرمادے اے

اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَتَقَبَّلْ زِیَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُیُوْبَنَا وَاغْفِرْ

اللہ ہماری حاجتوں کو پورا فرمادے اور ہمارے کاموں کو آسان فرمادے اور ہمارے دلوں کو کھول دے اور زیارت

ذُنُوْبَنَا وَاکْشِفْ کُرُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا وَاجْعَلْنَا

قبول فرما اور خوف کو دور کر کے امن عطا فرما اور ہمارے عیبوں کو چھپادے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور

مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ

ہماری تکلیفوں کو دُور فرمادے اور نیکیوں کے ساتھ ہمارے اعمال کا خاتمہ فرما، اور ہمیں نیک بندوں میں شامل فرما

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ

ایسے نیک بندوں میں سے جن پر نہ خوف طاری ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

مسجد نبوی میں نماز کا ثواب

مسجد نبوی میں نماز باجماعت کا بہت زیادہ ثواب ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب ہزاروں نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے، کیونکہ مسجد حرام میں باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔ (الترغیب، ۲۱۴)

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں جن میں سے ایک بھی فوت نہ ہوئی تو اس کے لئے یہ لکھ دیا جائے گا کہ وہ دوزخ سے بری ہے (یعنی اسے دوزخ سے نجات ہوگی) اور یہ کہ عذاب سے بری ہے

اور نفاق سے بری ہے۔ (رواہ احمد ورواتہ الصحیح کذافی الترغیب والترہیب للمنذری ص۲۱۵ ج۲)

مسجد قبا میں نماز

حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز ایک عمرہ کے برابر ہے۔ (رواہ الترمذی وقال حسن غریب)

اور حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے گھر میں طہارت حاصل کی (یعنی وضو کیا) پھر مسجد قبا میں آیا اور اس میں کوئی نماز پڑھی تو اس کے لئے ایک عمرہ کے برابر کا ثواب ملے گا۔

(رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح الاسناد کذافی الترغیب ص۲۱۷ ج۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں تشریف لے جایا کرتے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پا پیادہ اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(رواہ البخاری ومسلم کذافی الترغیب ص۲۱۸ ج۲)

جنّتُ البقیع کی حاضری

مسجد نبوی کے قریب ہی مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان جنّتُ البقیع ہے اس کی بھی زیارت کرلے اور وہاں حاضری کے موقع پر یوں سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

سلام ہو یہاں کے رہنے والوں پر جو مومنین اور مسلمین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے اگلوں پر اور

مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ۝

بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

جنّتُ البقیع میں ہزاروں صحابہؓ اور تابعین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم مدفون ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسن بن علیؓ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے صاحبزادے ابراہیم اور آپ کی صاحبزادیاں رقیہ، زینب، ام کلثوم اور آپ کی پھوپھیاں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، اور آپ کے خادم خاص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عشرہ مبشرہ جن میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

شُہدائے اُحد کی زیارت

مدینہ منورہ کے زمانہ قیام میں احد بھی جاتے یہ ایک پہاڑ کا نام ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (الترغیب ج۲ ص۲۳۰)

سنہ۳ھ میں اُحد کے قریب جنگ ہوئی تھی، مکہ معظمہ کے مشرکین حملہ آور ہو کر چڑھ آئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے مقابلہ کیا اور ستر صحابہ کرامؓ اس موقعہ پر شہید ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیف پہنچائی گئی دشمنوں نے آپؐ کو بھی زخمی کر دیا۔ اور آپ کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کی بھی اسی موقع پر شہادت ہوئی، ان شہداء کے مزارات ایک احاطہ کے اندر موجود ہیں سعودی حکومت نے ہر طرف دیوار بنادی ہے دروازہ جنگلہ دار ہے لیکن مقفل رہتا ہے، دروازہ سے ذرا فاصلہ پر حضرت حمزہؓ اور حضرت مصعبؓ بن عمیر رضی اللہ عنہم کی قبر ہے جو باہر سے نظر آتی ہے دوسرے حضرات کی قبریں چہار دیواری کے اخیر میں ہیں جب یہاں حاضری ہو تو سلام کے وہی الفاظ پڑھے جو جنت البقیع کے بیان میں گذرے۔

واللہ الموفّقُ والمعینُ۔

ختم شُد

طواف کی دُعائیں

(اضافہ از ناشر)

طواف خود عبادت ہے اور بہت بڑی عبادت ہے۔ اس میں ذکر اور دُعا میں مشغول ہونے سے ثواب میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، طواف میں تیسرا کلمہ یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط پڑھنا ثابت ہے۔ اس کے علاوہ اور جو چاہے دعا مانگے حضور قلب کے ساتھ دُعا کرے اور اصل دعا وہی ہے جو حضور قلب کے ساتھ ہو۔ ہر چکر کے لئے الگ الگ جو دُعائیں معروف و مشہور ہیں گو ان میں سے بعض دُعائیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں مگر خاص کر طواف کے لئے یا کسی خاص چکر کے لئے ان میں سے کسی خاص دُعا کا مخصوص ہونا ثابت نہیں ہے یوں یہ دُعائیں اچھی ہیں اور عوام کی آسانی کے لئے بعض حضرات نے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اگر ان کو پڑھے اور مسنون نہ سمجھے تو ان کا پڑھنا بھی درست ہے، اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان دعاؤں کے بغیر طواف ہی نہیں ہوتا اور دعاؤں کی کتاب نہ ہونے کی وجہ سے یا دعائیں پڑھوانے والا نہ ہونے کی وجہ سے طواف نہیں کرتے وہ سخت غلطی کرتے ہیں مسجد حرام میں بیٹھے رہتے ہیں اور طواف سے محروم رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ جہالت سے بچائے۔

(ناشر عفا اللہ عنہ)

پہلے چکّر کی دُعا

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہوں

وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

سے پھرنے کی طاقت اور عبادت کی طرف راغب ہونے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بزرگی اور عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکَلِمَاتِکَ وَوَفَآءً

کی رحمت اور سلام نازل ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اے اللہ تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیرے کلمات کی تصدیق کرتے

بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ

ہوئے اور تجھ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے

اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(میں طواف کرتا ہوں) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (گناہوں سے) معافی کا اور (ہر بلا سے) سلامتی کا اور (ہر

وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ۔

تکلیف سے) دائمی حفاظت کا دین اور دنیا اور آخرت میں اور جنت نصیب ہونے اور دوزخ سے نجات پانے کا۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا

اے پروردگار ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں

الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ ط یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط

جنت میں داخل فرما، اے بڑی عزت والے اے بڑی بخشش والے، اے تمام جہانوں کے پالنے والے۔

دوسرے چکّر کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ

اے اللہ بے شک یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم

حَرَمُكَ وَالْاَمْنُ اَمْنُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ

ہے اور (یہاں کا) امن و امان تیرا ہے اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی بندہ کا بیٹا ہوں

وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى

اور یہ دوزخ کی آگ سے تیری پناہ پکڑنے والوں کی جگہ ہے سو تو ہمارے گوشت اور کھال کو دوزخ پر حرام

النَّارِ ۝ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ

فرمادے۔ اے اللہ ہمارے لئے ایمان کو محبوب بنادے اور ہمارے دلوں کو مزین کردے اور کفر و بدکاری اور نافرمانی

وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ

سے ہمارے دل ہٹادے اور ہمیں ہدایت پانے والوں میں شامل فرمادے۔ اے اللہ جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ

يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

زندہ کرکے اٹھائے مجھے عذاب سے بچانا اے اللہ! مجھے بغیر حساب کے جنت عطا فرمانا۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دُعا ختم کردیجئے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دُعا پڑھئے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ ۝ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝

اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے۔

تیسرے چکر کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں (تیرے احکام میں) شک کرنے سے اور (تیری ذات و صفات میں) شرک

الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

کرنے سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے اور برے حال اور برے انجام سے مال میں اور اہل و عیال میں)

رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

اے اللہ میں تجھ سے تیری رضامندی کی بھیک مانگتا ہوں اور جنت کا سوال کرتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے غضب سے

اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ط

اور دوزخ سے، اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے۔

رکن یمانی کے پہنچنے تک یہ دعا ختم کر دیجئے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

اے پروردگار ہمارے ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط

اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما اے بڑی عزت والے اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا

اے اللہ بنا دے حج کو حج مقبول اور سعی کو مشکور اور گناہوں کو بخشا ہوا اور عمل کو صالح اور

مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ط یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ یَا اللّٰهُ مِنَ

تجارت کو بے نقصان، اے دلوں کے بھید جاننے والے (مجھے گناہ کی اندھیریوں سے (ایمان صالح کی)

الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ

روشنی کی طرف نکال دے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کو واجب کر دینے والے اعمال کا اور ان اسباب

مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ

کا جو تیری مغفرت کو لازمی بنا دیں اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے کا اور جنت سے بہرہ ور ہونے کا

وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ط رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ

اور دوزخ سے نجات پانے کا۔ اے میرے پروردگار تو نے جو کچھ مجھے رزق دیا ہے اس میں قناعت عطا کر اور جو نعمتیں مجھے

وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ مِنْكَ بِخَیْرٍ۔

عطا فرمائی ہیں ان میں برکت دے۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا،

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ، يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما، اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَلَا بَاقِيَ

اے اللہ جس روز سوائے تیرے عرش کے کہیں سایہ نہ ہوگا اور تیری ذات پاک کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا اپنے عرش

اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کے سایہ میں جگہ دینا اور اپنے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض (کوثر) سے مجھے ایسا خوشگوار اور خوش ذائقہ

وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

گھونٹ پلانا کہ اس کے بعد کبھی ہمیں پیاس نہ لگے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ان چیزوں کی بھلائی مانگتا

اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہوں جن کو تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے طلب کیا اور ان چیزوں کی برائی

وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا

سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن سے تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی،

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا

اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور

وَمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ

ایسے قول یا فعل یا عمل (کی توفیق) کا جو مجھے جنت سے قریب کردے اور میں دوزخ سے تیری پناہ چاہتا

وَمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ

ہوں اور ہر اس قول یا فعل یا عمل سے جو مجھے دوزخ سے قریب کردے۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کردیجئے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا، اور نیک لوگوں

الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

کے ساتھ جنت میں داخل فرما اے بڑی عزت والے اے بڑی بخشش والے اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَیَّ حُقُوْقًا كَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ وَحُقُوْقًا كَثِیْرَةً

یا اللہ مجھ پر تیرے بہت حقوق ہیں ان چیزوں میں جو میرے اور تیرے درمیان ہیں اور بہت سے حقوق ہیں ان معاملات

فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَلْقِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِیْ وَمَا كَانَ

میں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں۔ اے اللہ ان میں سے جن کا تعلق صرف تجھ سے ہے ان کی مجھے معافی دے اور

لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّیْ وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ

اور جن کا تعلق تیری مخلوق سے ہے ان کا تو ذمہ دار بن جا، اے اللہ مجھے (رزق) حلال عطا فرما کر حرام سے بے نیاز فرما دے

مَعْصِیَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ

اور اپنی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما کر نافرمانی سے اور اپنے فضل سے بہرہ مند فرما کر اپنے سوا دوسروں سے مستغنی فرما دے اے وسیع

بَیْتَكَ عَظِیْمٌ وَّوَجْهَكَ كَرِیْمٌ وَّاَنْتَ یَا اللّٰهُ حَلِیْمٌ كَرِیْمٌ عَظِیْمٌ تُحِبُّ

مغفرت والے، اے اللہ بے شک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات بڑی عزت والی ہے اور تو اے اللہ بڑے حلم والا

الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

ہے، بڑا کرم والا ہے، اور بڑی عظمت والا ہے تو معافی کو پسند فرماتا ہے سو میری خطاؤں کو معاف فرما دے۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجیے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا۔

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط

اور نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما، اے عزت والے اے بڑی مغفرت والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

ساتویں چکر کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا كَامِلًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا

اے اللہ میں تجھ سے کامل ایمان اور سچا یقین اور کشادہ رزق،

وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّرِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا

اور عاجزی کرنے والا دل، اور (تیرا) ذکر کرنے والی زبان اور حلال اور پاک روزی، اور سچے دل کی توبہ، اور

وَّتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً

موت سے پہلے کی توبہ۔ اور موت کے وقت کا آرام اور مرنے کے بعد مغفرت اور

بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ

رحمت اور حساب کے وقت معافی اور جنت کا حصول اور دوزخ سے

النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ ط

نجاۃ (یہ سب کچھ میں مانگتا ہوں) تیری رحمت کے وسیلہ سے اے بڑی عزت والے بڑی مغفرت والے، اے میرے پروردگار

میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دُعا پڑھئے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا،

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط

اور نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما اے بڑی عزت والے اے بڑی مغفرت والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

طواف کرتے ہوئے جب بھی حجر اسود پر آئے تو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور اسی طرح سے اس کا استلام کرے جس طرح شروع میں کیا تھا یعنی حجر اسود پر دونوں ہاتھ رکھ کر دونوں ہتھیلیوں کے درمیان حجر اسود کو بوسہ دے، یہ نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ رکھ کر یا صرف داہنے ہاتھ سے

چھو کر ہاتھوں کو بوسہ دیدے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ حجر اسود کی طرف اس طرح اٹھائے کہ دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوں اور ہتھیلی کی پشت اپنی طرف ہو اس کے بعد ہاتھوں کو بوسہ دے لے، جب طواف ختم کر چکے تو آٹھویں مرتبہ بطریق مذکور حجر اسود کا استلام کرے نیز ہر چکر میں رکن یمانی کا بھی دونوں ہاتھوں سے یا سیدھے ہاتھ سے استلام کرے اگر استلام کا موقعہ نہ ہو تو اس کے لئے اشارہ نہ کرے یاد رکھے کہ حجر اسود یا رکن یمانی کے استلام میں یا طواف کرتے ہوئے کسی بھی موقعہ پر دھکا پیل کر کے کسی کو ایذاء نہ دے کیونکہ ایذاء مسلم حرام ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

کتاب

فضائل القرآن الکریم

(قرآن مجید کی برکات اور اس کی
تلاوت، نیز پڑھنے کے فضائل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

باب

فضائلُ القرآن الکریم

سورۃ بقرہ میں فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے ایسے لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو شخص اسے نہ مانے گا تو ایسے لوگ خسارہ میں رہیں گے۔)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (رواہ البخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَ اَصْحَابُ اللَّیْلِ یعنی میری اُمت میں سب سے زیادہ شریف لوگ وہ ہیں جو قرآن کے حاملین ہیں اور راتوں کو بیدار رہنے والے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں میں قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے اور اس کی تعلیم و ترویج میں لگنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ دنیا میں کروڑوں آدمی بستے ہیں چھوٹا بڑا، اچھا برا اور شریف غیر شریف ہونے کے بہت سے معیار رہیں اس بارے میں لوگوں کی مختلف رائیں ہیں کوئی شخص دولت مند کو بڑا آدمی سمجھتا ہے کوئی صدر اور وزیر اعظم کو شریف جانتا ہے۔ کوئی اچھے بنگلہ میں رہنے والے کو اچھا جانتا ہے، کوئی بڑی فرم اور موٹر کار وغیرہ کا مالک ہونے کو بڑائی کا معیار یقین کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان مذکورہ خیالات کو غلط قرار دیا اور شرافت کا معیار قرآن مجید میں مشغول ہونا بتایا اور جو اس کی تعلیم میں لگے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ سب سے بہتر آدمی ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کرے (کہ اس کو قرآن شریف پڑھنے کی وجہ سے دوسرے کسی ذکر اور دُعا کی فرصت نہ ملے) میں اس کو سوال کرنے والوں سے افضل (نعمتیں) دوں گا اور کلام اللہ کی فضیلت (دوسرے) سارے کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت مخلوق پر ہے۔ (ترمذی وغیرہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی کتاب سے ایک حرف پڑھے تو اس کے لئے اس حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں (کے) برابر (لکھی جاتی) ہے (پھر فرمایا) میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (ترمذی) پس اگر کسی نے لفظ اَلْحَمْدُ کہا تو اس کے کہنے سے پچاس نیکیاں مل جائیں گی کیونکہ اس میں پانچ حرف ہیں۔

قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں احکام ہیں، معارف و حقائق ہیں، اخلاق و آداب ہیں اس نے دنیا و آخرت کی کامیابی کے اعمال بتلائے ہیں، یہ انقلاب عالم کے اسباب اور اقوام کے زیر و زبر ہونے کے رموز کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اس کی برکتیں بے انتہا ہیں خدائے پاک کی رحمتوں کا سرچشمہ ہے نعمت و دولت کا خزانہ ہے اس کی تعلیمات پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی سربلندی اور سرفرازی کا ذریعہ ہے اس الفاظ بھی بہت مبارک ہیں۔ یہ سب سے بڑے بادشاہ کا کلام ہے خالق و مالک کا پیام ہے جو اس نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے بھیجا ہے اس کے الفاظ بہت بابرکت ہیں اس کی تلاوت کرنے والا آخرت کے بے انتہا اجور و ثمرات کا مستحق تو ہوتا ہی ہے دنیاوی زندگی میں بھی رحمت و برکت اور عزت و نصرت اس سے ہمکنار رہتی ہے اور یہ شخص سکونِ قلب اور خوشحالی کی زندگی گذارتا ہے کلام اللہ کی عجیب شان ہے اس کے پڑھنے سے کبھی سیری نہیں ہوتی اور برسوں پڑھتے رہو کبھی پرانا معلوم نہیں ہوتا یعنی تلاوت کرنے والے کی طبیعت کا لگاؤ اس بنیاد پر ختم نہیں ہوتا کہ بار بار ایک ہی چیز کو پڑھ رہا ہے

بلکہ بات یہ ہے کہ جتنی بار پڑھتے ہیں نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔ فسبحانہ ما اعظم کلامہ۔

قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کا ذکر زبان پر جاری رکھنے سے بہت منافع حاصل ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ یعنی تم تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس سے آسمان میں تمہارا تذکرہ ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۵۔ ج ۲)

آخری منزل پر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور (جنت کے درجات) میں چڑھتا جا کیونکہ تیری منزل اس آیت کے پاس ہے جس کو تو سب سے آخر میں پڑھے (مشکوٰۃ) یعنی چڑھتے چڑھتے جہاں تیری قرأت ختم ہوگی وہیں تیری منزل ہے لہٰذا جس کو جتنا قرآن شریف یاد ہوگا اتنا ہی اس کو بلند درجہ ملے گا۔

ویران گھر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ (بھی) نہیں وہ ویران گھر کی طرح سے ہے۔ (ترمذی)

ف: معلوم ہوا کہ دل ایک عمارت ہے جس کی آبادی قرآن شریف سے ہے۔

قابلِ رشک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رشک صرف دو آدمیوں پر ہے ایک وہ جس کو خدا نے قرآن دیا سو وہ اس میں رات دن لگا رہتا ہے نمازوں میں پڑھتا ہے تلاوت کرتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ دوسرے وہ جس کو خدا نے مال دیا سو وہ اس میں سے رات دن رضائے مولا میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ (بخاری)

تلاوت میں لگے رہنے والے کی فضیلت

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو قرآن میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال کرنے میں مشغول کردے (یعنی قرآن مجید میں لگے

رہنے کی وجہ سے اسے دوسرے اذکار کی اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہ ہو) میں اس کو سوال کرنے والوں سے بڑھ کر دوں گا اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کاموں پر ایسی ہی ہے جیسی اللہ جل شانہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے۔

اس حدیث پاک میں تلاوت کلام اللہ کی فضیلت عظمت اور اہمیت بتائی گئی ہے، اللہ جل شانہٗ سے سوال کرنا اور مانگنا اور ضرورت کی چیزیں طلب کرنا بہت بڑی سعادت ہے اور دعا نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وعید بھی وارد ہوئی ہے لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کی مشغولیت دُعا کی مشغولیت سے افضل اور اعلیٰ ہے اور وہ ہے تلاوت کلام اللہ میں لگنا، ایسے لوگ تو خال خال ہی ہیں جو اس قدر تلاوت کرتے ہوں کہ دعا مانگنے کی فرصت ہی نہ ملتی ہو، آج کل تلاوت کا ذوق ہی کہاں ہے جو کوئی اس قدر قرآن مجید پڑھے کہ رات دن میں کسی وقت بھی دعا کی فرصت نہ ملے، لیکن اگر کوئی سعادت مند بندہ ایسا ہو کہ نمازوں کو اہتمام کے ساتھ ادا کرتے ہوئے باقی وقت کو تلاوت ہی میں لگائے رکھے اور اسی کو زندگی کا مشغلہ بنائے رہے تو اس کے لئے یہ عظیم خوشخبری ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس کو مانگنے والوں سے بڑھ کر عطا فرمائیں گے اور اس کو ایسے انعام واکرام سے نوازیں گے جو مانگنے والوں کو بھی میسر نہ ہوگا۔ تلاوت کلام اللہ کیا چیز ہے؟ درحقیقت یہ شہنشاہِ حقیقی کی ہمکلامی ہے۔ جو شخص ہر وقت شاہی دربار میں حاضر رہے اور بادشاہ سے گفتگو کرنے میں ایسا انہماک ہو کہ اس کو اپنی ضرورت پیش کرنے کی فرصت ہی نہ ملے تو اس کو سوال کرنے کی اور بادشاہ سے مانگنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اس کی حاجتوں کا بادشاہ کو خود خیال رہتا ہے، جب انعامات تقسیم ہوتے ہیں تو اپنے خصوصی درباریوں کا حصہ پہلے ہی محفوظ رکھ لیا جاتا ہے مانگنے والوں کو بہت کم اور درباریوں کو بہت زیادہ ملتا ہے، ہر وقت تلاوت کرنے والا چونکہ ہمہ وقت شہنشاہ حقیقی کی ہمکلامی میں لگا ہوا ہے اس لئے اس پر انعامات کی بے انتہا بارش ہوتی ہے، جو کچھ مانگنے والوں کو ملے گا اس سے کہیں زیادہ اس خصوصی تعلق والے کو ملے گا جو تلاوتِ کلام پاک میں ایسا منہمک ہے کہ اپنی حاجت پیش کرنے کی فرصت بھی نہیں پاتا، یہ حدیث ہم نے یہاں یہ بتانے کے لئے نقل کی ہے کہ تلاوت کی وجہ سے دُعا مانگنے کی فرصت نہ ہونا بھی ایک قسم کی دعا ہی ہے اور سب سے بڑی دعا ہے مگر کوئی ایسا کرنے والا تو ہو، کوئی نہ سمجھ اس کا یہ مطلب نہ لے لے کہ دُعا بھی نہ کرے اور تلاوت بھی نہ کرے یا معمولی سی تلاوت کر کے ترکِ دُعا کا طریقہ اختیار کرے۔

سورۂ بقرہ اور آلِ عمران کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (یعنی گھروں میں ذکر و تلاوت کا چرچا رکھو اور ذکر و تلاوت سے خالی رکھ کر گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کہ جیسے وہاں ذکر و تلاوت کی فضا نہیں ایسے ہی تمہارے گھر بھی اس سے خالی ہو جائیں اور زندہ لوگ مُردوں کے مشابہ بن جائیں) پھر فرمایا کہ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے لوگوں کے لئے (جو اُسے پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اس کی تلاوت کا ذوق رکھتے ہیں) سفارشی بن کر آئے گا۔ پھر فرمایا کہ دو روشن سورتیں پڑھو (یعنی) سورۂ بقرہ اور آلِ عمران کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن دو سائبانوں کی طرح آئیں گی اور (اپنے لوگوں کو بخشوانے اور درجے بلند کرانے کے لئے خدائے پاک کے حضور میں) خوب زوردار سفارش کریں گی۔ پھر فرمایا کہ سورۂ بقرہ کو پڑھو کیونکہ اس کا حاصل کرلینا باعثِ برکت ہے اور اس کا چھوڑ دینا باعثِ حسرت ہے۔ اور یہ باطل والوں کے بس کی نہیں۔ (مسلم شریف)

آیۃ الکرسی کی فضیلت

آیۃ الکرسی بھی سورہ بقرہ کی ایک آیت ہے جو تیسرے پارے کے پہلے صفحہ پر ہے اس کے پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی ابنِ کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اللہ کی کتاب میں کونسی آیت سب سے زیادہ بڑی ہے۔ حضرت اُبی ابن کعب نے عرض کیا اللہ و رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے پھر یہی سوال کیا تو انھوں نے عرض کیا کہ سب سے بڑی آیت یہ ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (آخر تک) یہ سن کر ان کی تصدیق فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا، تم کو علم مبارک ہو۔ (مسلم شریف)

بعض احادیث میں آیۃ الکرسی کو تمام آیات قرآنیہ کی سردار فرمایا۔ (حصن حصین)

ایک حدیث میں ہے کہ جب تم رات کو سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ آخر تک پڑھ لو۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ کی طرف سے تمہارے اُوپر ایک نگران مقرر ہو جائے گا۔ اور تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا۔ (بخاری شریف)

فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی

فرض نماز کے بعد بھی آیۃ الکرسی پڑھنی چاہئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص ہر (فرض) نماز کے بعد آیت آیۃ الکرسی پڑھ لے اس کو جنت میں جانے کے لئے موت ہی آڑ بنی ہوئی ہے اور جو شخص اس آیت کو اپنے بستر پر لیٹتے وقت پڑھ لے تو اللہ اس کے گھر میں اور پڑوسی کے گھر میں اور آس پاس کے گھروں میں امن رکھے گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

شیطان کے اثر، آسیب، بھوت پریت، سے بچنے کے لئے آیۃ الکرسی کا پڑھنا مجرب ہے۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (آمن الرسول سے لے کر ختم سورۃ تک) ان کے پڑھنے کی بھی بہت فضیلت ہے آخری آیت میں دعائیں ہیں جو بہت ضرورت کی دعائیں ہیں اور ان دُعاؤں کی قبولیت کا وعدہ بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا اس وقت آسمانوں کا ایک دروازہ کھولا گیا۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا آپ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے زمین کی طرف کبھی نازل نہیں ہوا اس فرشتہ نے آپ کو سلام کیا اور کہا آپ خوشخبری قبول فرمائیں ایسی دو چیزوں کی جو سراپا نور ہیں آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

(۱) فاتحۃ الکتاب (یعنی سورۂ الحمد شریف)

(۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیات (ان دونوں میں دُعائیں ہیں) اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ ان میں سے دُعا کا جو بھی حصہ آپ پڑھیں گے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور عطا فرمائیں گے۔ (مسلم شریف)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھنا

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لیں تو یہ آیات اس کے لئے کافی ہوں گی (یعنی رات بھر یہ شخص جن و بشر کی شرارتوں سے محفوظ رہے گا۔ ہر ناگوار چیز سے اس کی حفاظت ہوگی،)

(بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں نازل فرمائی ہیں جن پر سورۂ بقرہ ختم کی ہے جس کسی گھر میں تین رات پڑھی جائیں گی تو شیطان اس کے قریب نہ آئے گا۔ (ترمذی و دارمی)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقرہ کے ختم پر جو آیتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے خزانوں سے دی ہیں جو عرش کے نیچے ہیں ان میں جو دعائیں ہیں ایسی جامع ہیں کہ) انھوں نے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی نہیں چھوڑی جس کا سوال ان میں نہ کیا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

جمعہ کے دن سورۂ آل عمران کی تلاوت کرنا

حضرت مکحول تابعی نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ آل عمران جمعہ کے دن پڑھ لے اس کے لئے رات آنے تک فرشتے دعا کرتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہ ہوگا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا (راوی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد کا بیان ہے کہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی لڑکیوں کو حکم دے کر روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھوایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۹، از بیہقی فی شعب الایمان)

ایک حدیث میں ہے کہ تم اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کیونکہ وہ غنا یعنی مالداری (لانے) والی

سورت ہے (جامع صغیر)

پہلی حدیث میں فرمایا کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ اور اس کے بعد والی حدیث میں فرمایا کہ سورۂ واقعہ عورتوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ مالداری لانے والی سورۃ ہے اسی لئے عبداللہ بن مسعود روزانہ اپنی لڑکیوں کو اہتمام کے ساتھ سورہ واقعہ پڑھوایا کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ابن عساکر کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مرض وفات میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ "مَا تَشْتَكِيْ"؟ (آپ کو کیا تکلیف ہے؟)

حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا۔ "ذُنُوْبِيْ" (اپنے گناہوں کے وبال کی تکلیف ہے۔)

حضرت عثمانؓ نے فرمایا "فَمَا تَشْتَهِيْ"؟ (آپ کی خواہش کیا ہے؟)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رَحْمَةَ رَبِّيْ" (اپنے پروردگار کی رحمت چاہتا ہوں۔)

"آپ کے لئے کوئی طبیب بھیج دوں؟ حضرت عثمانؓ نے پوچھا۔

"طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے" حضرت عبداللہ نے جواب دیا۔

"تو پھر اخراجات کے لئے کچھ رقم بھجوا دوں"؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

"نہیں، مجھے اس کی ضرورت نہیں" حضرت عبداللہ نے جواب دیا۔

"یہ رقم آپ کے بعد آپ کی صاحبزادیوں کے کام آجائے گی" حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

"کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فقر و فاقہ کا اندیشہ ہے؟ میں نے تو انھیں ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی تاکید کر رکھی ہے کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ کی مصیبت نہیں آئے گی۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۸۱ ج ۴)

لوگ آج کل پیسہ کمانے اور مالدار بننے کے لئے بہت کچھ کوششیں کرتے ہیں لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نسخے پر عمل کرنے کا ارادہ ہی نہیں کرتے۔ آج کل ہم ایسے دور سے گذر رہے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کو چھوٹوں کو بڑوں کو، بچوں کو بوڑھوں کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی صبح ہوتی ہے تو سب سے پہلے ریڈیو اور اخبارات میں مشغول ہو جاتے ہیں گھنٹے آدھ گھنٹے کے بعد ناشتہ کر کے بناؤ سنگھار کر کے بچے اسکول کی راہ لیتے ہیں اور بڑے ملازمتوں کے لئے چل

دیتے ہیں، عورتیں اور چھوٹے بچے ریڈیو سے گانا بجانا سنتے رہتے ہیں جب اسکول والے بچے واپس آتے ہیں تو وہ بھی گانا سننے میں لگ جاتے ہیں کہاں کا ذکر کہاں کی تلاوت سب حُبِّ دنیا میں مست رہتے ہیں بہت کم کسی گھر سے کلام اللہ پڑھنے کی آواز آتی ہے ذکر اللہ اور تلاوتِ کلام اللہ کے لئے لوگوں کی طبیعتیں آمادہ ہی نہیں، محلے کے محلے غفلت کدے بنے ہوئے ہیں اِکّا دُکّا کسی گھر میں کوئی نمازی ہے اس افسوسناک ماحول کی وجہ سے اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہیں۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے قرآن مجید پڑھے اور اپنے ہر بچے کو لڑکا ہو یا لڑکی قرآن شریف پڑھائے اور روزانہ صبح اُٹھ کر نماز سے فارغ ہو کر گھر کا ہر فرد کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے تاکہ اس کی برکت سے ظاہر و باطن درست ہو اور دنیا و آخرت کی خیر نصیب ہو۔

اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن مجید کی برکتیں اور سعادتیں ایسی بے انتہا ہیں جن کا پتہ انھیں نیک بندوں کو ہے جو اپنی زندگی کا حصّہ ان میں لگائے رہتے ہیں سورۃ واقعہ اور سورۃ آل عمران اور سورۃ بقرہ کے فضائل ابھی ابھی گذر چکے ہیں ترغیب کے لئے ان کے علاوہ دیگر سورتوں کے خاص خاص فضائل اور خواص ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ نفس کو تلاوت کے لئے آمادہ کرنا آسان ہو۔

سورۃ الفاتحہ

سورۃ الفاتحہ قرآن مجید کی پہلی سورت ہے جو بہت بڑی فضیلت والی سورت ہے ایک حدیث میں اس کو قرآن کی سب سے بڑی سورت فرمایا ہے۔ (بخاری) لمبی سورتیں تو اور بھی ہیں مگر عظمت کے اعتبار سے یہ سب سے بڑی ہے اس کی بہت برکات ہیں نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے ایک حدیث میں فرمایا کہ سورۃ فاتحہ جیسی سورت نہ تو توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں، نہ زبور میں نہ قرآن میں۔ (ترمذی)

سورۃ فاتحہ کا ورد رکھنا، دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے نوازے جانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ہر مرض سے شفا ہے (دارمی) سورۃ فاتحہ کے دس نام ہیں جن میں سے ایک نام کافیہ اور دوسرا شافیہ ہے اس کو پڑھتی رہا کرو بچوں کو سکھاؤ اور پڑھو اور پڑھاؤ۔

سورۃ یٰسین شریف کی فضیلت

حضرت عطاء بن ابی رباح (تابعی) فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دن کے اوّل حصّہ میں سورۂ یٰسین شریف پڑھ لی اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورۂ یٰسین اللہ کی رضا کی نیت سے پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے لہٰذا تم اسے اپنے موتیٰ کے پاس پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی جس کی موت کا وقت قریب ہو اس کے پاس بیٹھ کر پڑھو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے جس نے یٰسین (ایک مرتبہ) پڑھی اللہ اس کے پڑھنے کی وجہ سے اس کے لئے دس مرتبہ پورا قرآن شریف پڑھنے کا ثواب لکھ دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

سورۂ کہف کی فضیلت

سورۂ کہف پندرھویں پارے کے آدھے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سے شروع ہوتی ہے اس سورۃ کے پڑھنے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھ لی اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن رہے گا (بیہقی فی الدعوات الکبیر) یعنی اس کا دل منور رہے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ جمعہ کے دن ایک بار اس کے پڑھ لینے سے اس کی قبر میں بقدر ایک ہفتہ کے روشنی رہے گی۔ اگر کوئی ہر جمعہ کو پڑھ لیا کرے تو اسے موت کے بعد بھی نور ہی نور نصیب ہوگا۔ (گو تمام اعمال صالحہ روشنی کا سبب ہیں)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سورۂ کہف کے اوّل کی تین آیات پڑھ لیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

(رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

سورۂ تبارک الذی اور الم سجدہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف میں ایک سورت ہے جس میں تیس آیات ہیں، اس نے ایک شخص کی یہاں تک سفارش کی کہ وہ

بخش دیا گیا، یہ سورت تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے (جو انتیسویں پارہ کی پہلی سورت ہے)

(ترمذی، نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ سورہ آلم تنزیل اور سورہ تبارک الذی بیدہ الملک نہ پڑھ لیتے تھے۔

(ترمذی، دارمی)

دو سورتیں عذاب قبر سے بچانے والی

سورہ آلم تنزیل اکیسویں پارہ میں ہے جسے آلم سجدہ بھی کہتے ہیں یہ سورۂ لقمان اور سورۂ احزاب کے درمیان ہے سورۂ تَبَارَكَ الَّذِي اور الٓمٓ سجدہ کو قبر کے عذاب سے بچانے میں خاص دخل ہے جیسا کہ چغلی اور پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے کو قبر کا عذاب لانے میں زیادہ دخل ہے۔

حضرت خالد بن معدان (تابعی) نے فرمایا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک شخص سورہ آلم سجدہ کو پڑھا کرتا تھا اس کے سوا (بطور ورد) کوئی دوسری سورت نہ پڑھتا تھا اور تھا بھی بہت گنہگار جب قبر میں عذاب ہونے لگا تو اس سورت نے اس شخص پر اپنے پر پھیلا دیئے اور عرض کیا کہ اے رب اس کی مغفرت فرمادے کیونکہ یہ مجھے زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ خداوند قدوس نے اس کی سفارش قبول فرمائی اور فرمایا کہ اس کے لئے ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی لکھ دو اور ایک ایک درجہ بلند کر دو۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی جانب سے قبر میں جھگڑا کرے گی اور اللہ پاک سے عرض کرے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ سورت پرندے کی طرح اپنے پر پھیلا دے گی اور سفارش کرے گی اور عذاب قبر سے بچا دے گی جو کچھ فضیلت سورۂ آلم سجدہ کی بتائی یہ فضیلت اور خصوصیت سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک کی بھی بتائی ہے۔ (مشکوٰۃ عن الدارمی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگا لیا انھیں پتہ نہ تھا کہ یہاں قبر ہے وہاں سے ان کو سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھنے کی آواز آئی۔ پڑھنے والے نے جو صاحب قبر تھا یہ سورت پڑھتے پڑھتے ختم کر دی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ یعنی یہ سورت عذاب کو روکنے والی ہے اللہ کے عذاب

سے اسے نجات دلادے گی۔ (ترمذی)

سورۃ الحشر کی آخری تین آیتیں

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لیوے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیں گے جو اس دن شام تک اس کے لئے رحمت کی دُعا کرتے رہیں گے اور اگر اس دن میں مرجائے گا تو شہید ہونے کا درجہ پائے گا اور جس نے یہ عمل شام کو کرلیا۔ تو اس کو بھی یہی نفع ہوگا (یعنی صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے اور اس رات میں مرجائے گا تو شہادت کا درجہ پائے گا)۔

(ترمذی دارمی)

سورۃ حشر اٹھائیسویں پارہ میں ہے اس کی آخری تین آیتیں ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے ختم سورت تک ہیں تلاش کر کے نکال لو سمجھ میں نہ آئے تو کسی حافظ سے پوچھ لو۔

سورۃ اذا زلزلت، قُلْ یٰاَیُّھَا الکافرون، اور سورۃ اخلاص

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ نصف قرآن کے برابر ہے اور سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور سورۃ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے (ترمذی)

سورۃ اخلاص کی مزید فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے روزانہ دو سو مرتبہ سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ لی اس کے پچاس سال کے گناہ (صغیرہ) اعمال نامہ سے مٹا دیئے جائیں گے۔ ہاں اگر اس کے اوپر کسی کا قرض ہو تو وہ معاف نہ ہوگا۔ (ترمذی) نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے

اور داہنی کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لے تو قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا کہ اے میرے بندے تو اپنی داہنی جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سن لیا۔ آپ نے فرمایا (اس کے لئے) واجب ہو گئی، میں نے پوچھا کیا؟ فرمایا جنت۔ (ترمذی ونسائی)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سورت یعنی سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا (ترمذی) حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لی اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جائے گا۔ اور جس نے بیس مرتبہ پڑھ لی۔ اس کے لئے جنت میں دو محل بنا دیے جائیں گے، اور جس نے تیس مرتبہ پڑھ لی اس کے لئے جنت میں تین محل بنا دیے جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کی قسم اس صورت میں تو ہم اپنے بہت زیادہ محل بنالیں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ بہت بڑا داتا ہے جتنا عمل کرلو گے اس کے پاس اس سے بہت زیادہ انعام ہے۔ (دارمی مرسلا)

سُورَۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ ہزار آیت پڑھ لو۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسے طاقت ہے کہ روزانہ ہزار آیات (پابندی سے بلاناغہ) پڑھے، آپ نے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

یہ سورتیں قرآنِ مجید کی آخری دو سورتیں ہیں ان کو معوذتین کہتے ہیں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے تکلیف دینے والی چیزوں اور مخلوق کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے ان کا پڑھنا بہت ہی زیادہ نافع

اور مفید ہے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھا کہ اچانک آندھی آگئی اور سخت اندھیرا ہوگیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعہ اس مصیبت سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے یعنی ان کو پڑھنے لگے اور فرمایا کہ عقبہ ان سورتوں کے ذریعہ اللہ کی پناہ حاصل کرو کیونکہ ان جیسی اور کوئی چیز نہیں ہے جس کے ذریعہ کوئی پناہ لینے والا پناہ حاصل کرے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن خُبیب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایسی رات میں جس میں بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیری بھی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلے۔ چنانچہ ہم نے آپ کو پالیا۔ آپ نے فرمایا کہو۔ میں نے عرض کیا۔ کیا کہوں، فرمایا جب صبح ہو اور شام ہو سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین بار پڑھ لو۔ یہ عمل کرلو گے تو ہر ایسی چیز سے تمہاری حفاظت ہو جائے گی جس سے پناہ لی جاتی ہے (یعنی ہر موذی اور ہر شر اور ہر بلا سے محفوظ ہو جاؤ گے)۔

(ترمذی)

بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھتا ہے تو ہر اس چیز کے شر سے اللہ کی پناہ لیتا ہے جو اللہ نے پیدا کی ہے اور رات کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے اور گرہوں میں دم کرنے والی عورتوں کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے جو جادو کرتی ہے اور حسد کرنے والے کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے والا سینوں میں وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے پناہ لیتا ہے۔ اتنی چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے دعا کی جاتی ہے اسی لئے یہ دونوں سورتیں ہر طرح کے شر اور بلا اور مصیبت اور جادو ٹونہ ٹوٹکہ سے محفوظ رہنے کے لئے مفید ہیں اور مجرب ہیں ان کو اور سورۂ اخلاص کو صبح شام تین تین بار پڑھے اور دیگر اوقات میں بھی ورد رکھے کسی بچے کو تکلیف ہو۔ نظر لگ جائے تو ان دونوں کو پڑھ کر دم کرے یا ان کو لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ بچوں کو یاد کرا دیں۔ دکھ تکلیف میں اُن سے بھی پڑھوائیں۔

رات کو سوتے وقت کرنے کا ایک عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ روزانہ رات کو جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بستر پر تشریف لاتے تو سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۃ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ان میں اس طرح پھونک مارتے تھے کہ کچھ تھوک بھی پھونک کے ساتھ نکل جاتا تھا پھر دونوں ہتھیلیوں کو پورے بدن پر جہاں تک ممکن ہوتا تھا پھیر لیتے تھے یہ ہاتھ پھیرنا سر اور چہرے سے اور سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے اور یہ عمل تین بار فرماتے تھے۔

(بخاری)

بیماری کا ایک عمل

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی بیان فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی تکلیف ہوتی تھی تو اپنے جسم پر سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے (جس کا طریقہ ابھی اوپر گذرا ہے) پھر جس مرض میں آپؐ کی وفات ہوئی اس میں میں یہ کرتی تھی کہ دونوں سورتیں پڑھ کر آپ کے ہاتھ پر دم کر دیتی تھی پھر آپکے ہاتھ کو آپؐ کے جسم پر پھیر دیتی تھی۔

(بخاری و مسلم)

دم صرف پھونکنے کو نہیں کہتے دم یہ ہے کہ پھونک کے ساتھ تھوک کا بھی کچھ حصہ نکل جائے۔

حفظ قرآن کی ضرورت اور اہمیت

قرآن مجید بہت بڑا معجزہ ہے اور کئی اعتبار سے معجزہ ہے اس کا ایک کھلا ہوا معجزہ جو ہر مسلم اور غیر مسلم کے اور ہر دوست و دشمن کے سامنے ہے یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے اور جوان اور بڑی عمروں کے لوگ اس کو حفظ یاد کر لیتے ہیں۔ قرآن کا حفظ ہونا اچھا ذہن اور قوی دماغ ہونے پر موقوف نہیں، بڑے بڑے ذہین اور حافظے کی قوت رکھنے والے اپنی زبان میں لکھی ہوئی کتاب کے پچاس صفحے بھی یاد نہیں کر سکتے اور روزانہ تھوڑا سا وقت لگانے سے قرآن مجید کند ذہن والوں کو یاد ہو جاتا ہے جو اپنی زبان میں بھی نہیں ہے جبتک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ قرآن دنیا میں ہے اس کے حفظ کرنے کرانے والے بھی رہیں گے جو شخص یا جو کنبہ اور جو برادری اور جو علاقہ اس کی جانب سے غفلت برتے گا خود اس کی خیر سے محروم رہے گا قرآن کے یاد رکھنے والے ادارے اور سینوں میں اٹھانے والے ہمیشہ رہیں گے اور اس کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہیں گے اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ قرآن مجید کے ہم محافظ ہیں یہ وعدہ اس طرح پورا ہوتا رہا ہے کہ ہمیشہ اس کے یاد رکھنے والے موجود رہے ہیں اور موجود رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہمیں چاہئے کہ قرآن کی طرف بڑھیں تاکہ اس کی برکتوں سے مالا مال ہوں اپنی اولاد کو قرآن مجید حفظ کرانے کی بلیغ کوشش کریں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن شریف پڑھا اور اس کو خوب یاد کر لیا اور اس کے حلال کو حلال رکھا اور اس کے حرام کو حرام رکھا تو خدا تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دیگا اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے لوگوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جن کے لئے دوزخ میں جانا واجب ہو چکا ہوگا۔

(ترمذی)

حلال کو حلال رکھا اور حرام کو حرام رکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن نے جن چیزوں کو حلال بنایا ہے ان کو حلال سمجھ کر ان پر عمل کیا اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو حرام سمجھ کر ترک کر دیا قرآن کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کی۔

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی جبکہ آفتاب دنیا کے گھروں میں ہو۔ یہ فرما کر آپؐ نے ارشاد فرمایا فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا یعنی جب والدین کا اعزاز و اکرام کا یہ حال ہے تو اب تمہارا کیا خیال ہے اس کے بارے میں جس نے یہ کام کیا یعنی قرآن پڑھا اس پر عمل کیا (ابوداؤد شریف) یعنی اس کا انعام تو اور زیادہ ہوگا۔

اپنے بچوں کو حفظ میں لگاؤ یہ بہت آسان کام ہے جاہلوں نے مشہور کر دیا ہے کہ قرآن حفظ کرنا لوہے کے چنے چبانے کے برابر ہے یہ بالکل جاہلانہ بات ہے قرآن حافظے سے یاد نہیں ہوتا معجزہ ہونے کی وجہ سے یاد ہوتا ہے۔ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ دنیا کا کام کاج کرتے ہوئے اور اسکول و کالج میں پڑھتے ہوئے بہت سے بچوں نے قرآن شریف حفظ کر لیا بہت سے لوگوں نے سفید بال ہونے کے بعد حفظ کرنا شروع کیا اللہ جل شانہٗ نے اُس کو بھی کامیابی عطا فرمائی۔

جو بچہ حفظ کر لیتا ہے اس کی قوتِ حافظہ اور سمجھ میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ آئندہ جو بھی تعلیم حاصل کرے ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے آگے رہتا ہے۔ قرآن کی برکت سے انسان دنیا اور آخرت

میں ترقی کرتا ہے افسوس ہے کہ لوگوں نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں کوئی قرآن کی طرف بڑھے تو اس کی برکات کا پتہ چلے۔

بہت سے جاہل کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹانے سے کیا فائدہ یہ لوگ روپے پیسے کو فائدہ سمجھتے ہیں۔ ہر حرف پر دس نیکیاں ملنا اور آخرت میں ماں باپ کو تاج پہنایا جانا اور قرآن پڑھنے والے کا اپنے گھر کے لوگوں کی سفارش کر کے دوزخ سے بچوا دینا فائدہ میں شمار ہی نہیں کرتے، کہتے ہیں حفظ کر کے ملا بنے گا تو کہاں سے کھائے گا میں کہتا ہوں کہ حفظ کر لینے کے بعد تجارت اور ملازمت کر لینے سے کون روکتا ہے مُلّا ہونا تو بہت بڑی سعادت ہے جسے یہ سعادت مطلوب نہیں وہ اپنے بچے کو حفظ قرآن سے تو محروم نہ کرے جب حفظ کر لے تو اسے دنیا کے کسی بھی حلال مشغلے میں لگا دے اور یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ جتنے سال یہ بچہ حفظ کرے گا اس کے یہ سال دنیوی تعلیم کے اعتبار سے ضائع نہیں ہوں گے کیونکہ حفظ کر لینے والا حفظ سے فارغ ہو کر چند ماہ کی محنت سے چھٹی ساتویں جماعت کا امتحان بآسانی دے سکتا ہے یہ محض دعویٰ نہیں تجربہ کیا گیا ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ؕ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

کتاب

فَضَائِلِ ذِکْرِ اللّٰہِ تعالیٰ

وَبَیَانِ ثَوَابِ التَّکْبِیرِ وَالتَّسْبِیحِ وَالتَّحْمِیدِ وَالتَّہْلِیلِ

(ذکر اللہ کے فضائل، تکبیر وتحمید اور تہلیل و تسبیح کا ثواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ذکر اللہ کے فضائل و برکات

قرآن مجید میں کثرت سے اللہ کو یاد کرنے کا حکم فرمایا، سورۂ احزاب میں فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۙ وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ۝ (اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو) اور سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اور سورۂ عنکبوت میں فرمایا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔ (بلاشبہ نماز بے حیائی سے روکتی ہے اور یہ بات واقعی ہے کہ اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو) درحقیقت اللہ کا ذکر ہی پورے عالم کی جان ہے، جب تک دنیا میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے آسمان و زمین قائم ہیں اور دوسری مخلوق بھی موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں ایک مرتبہ بھی اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا[1] نماز بھی اللہ کا ذکر کرنے کے لئے ہے، جو سراپا ذکر ہے۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:-

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا	"بلاشبہ آسمانوں کے اور زمینوں کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ کی یاد کرتے

[1] رواہ مسلم

وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ — ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپنے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا سوہم کو عذابِ دوزخ سے بچا لیجئے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے، بندہ کی یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ اپنے رب کا نام لے اور ہر وقت اس کے ذکر سے رطب اللسان رہے۔ سورہ طٰہٰ میں فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ کہ میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔ نماز میں اوّل سے آخر تک ذکر ہی ذکر ہے نمازی آدمی تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک برابر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے کبھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ——— میں مشغول ہے، کبھی تلاوت میں، کبھی تکبیر میں، کبھی تسبیح میں، اور کبھی تحمید میں اور کبھی دُعا میں، نمازی آدمی کی زبان برابر ذکر اللہ میں مشغول رہتی ہے اور دل بھی ذکر سے کبھی غافل نہ رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کَانَ یَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ اَحْيَانِهٖ کہ آپ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ (رواہ مسلم)

ذاکر ہر بھلائی لے گئے

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سے مجاہد کا بڑا اجر ہے آپنے فرمایا جو ان میں سے خدا تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔ پھر ان صاحب نے دریافت کیا کہ صالحین میں کس کا بڑا درجہ ہے آپنے فرمایا کہ ان میں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو، پھر ان صاحب نے نمازیوں اور زکوٰۃ دینے والوں، حاجیوں اور صدقہ دینے والوں کے متعلق بھی یہی سوال کیا اور آپنے یہی جواب دیا۔

یہ سوال و جواب سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے ابو حفص ذکر کرنے والے تو ہر بھلائی لے اُڑے اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں!

(ترغیب)

خدا کی معیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک بندہ کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔ (بخاری)

دل کی صفائی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کی صفائی ہوتی ہے اور دل کی صفائی اللہ کی یاد ہے اور ذکر سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس قدر اللہ کے عذاب سے نہیں بچاتا جس قدر ذکر کے ذریعہ بچاؤ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی اس قدر اللہ کے عذاب سے نہیں بچاتا اگرچہ مارتے مارتے مجاہد کی تلوار کیوں نہ ٹوٹ جائے۔ (بیہقی فی الدعوات الکبیر)

دنیا میں دیدارِ جنت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے (میدانِ جنگ سے) بھاگ جانے والوں کے بعد کوئی جہاد کرنے والا ہو۔ اور غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سبز ٹہنی کسی سوکھے درخت میں ہو اور غافلوں میں ذاکر خدا کی مثال ایسی ہے جیسے اندھیرے میں چراغ رکھا ہو اور غافلوں میں رہتے ہوئے خدا کی یاد میں مشغول رہنے والے کو اللہ زندگی ہی میں اس کا مقام جنت میں دکھا دے گا اور غافلوں میں خدا کی یاد کرنے والے کی مغفرت ہر فصیح اور ہر اعجم کی تعداد میں ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ) فصیح سے جن اور انسان اور اعجم سے جانور مراد ہیں۔

اللہ کی بارگاہ میں تذکرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے گمان کے پاس ہوں (جو گمان وہ مجھ سے رکھے) اور اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر وہ مجھ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جب مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے۔

(بخاری)

"میں بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں" اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف خود ہی اس کا ذکر کرتا ہوں فرشتوں

کے سامنے اس کا ذکر نہیں کرتا اور یہ جو فرمایا کہ "جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے" یعنی مقرب فرشتوں اور ارواحِ مرسلین میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں جو سب مل کر عام انسانوں سے بہتر اور افضل ہیں۔ (طیبی)

"میں بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں" اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے متعلق جو بندہ مغفرت اور عذاب کا گمان کرتا ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں اگر وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ خدا مجھ کو بخش دے گا تو اس کو بخش دیتا ہوں اور اگر اس کے خلاف گمان رکھتا ہے تو نہیں بخشتا ہوں۔ (لمعات)

ایک روز حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہنے لگے کہ مجھ کو معلوم ہو جاتا ہے جب مجھ کو میرا خدا یاد کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا جب میں اس کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھ کو یاد کرتا ہے لہٰذا جب کوئی شخص بارگاہِ خداوندی میں اپنا ذکر چاہے وہ خدا کا ذکر شروع کر دے۔

تہجد گذاری کے بدلے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص تم میں سے رات کو جاگ کر تکلیف برداشت کرنے سے عاجز ہو اور مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہو اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے بزدلی کرتا ہو اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر بہت کرے۔ (طبرانی)

بلا خرچ بالا نشین

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص کی گود میں روپے ہوں جن کو وہ تقسیم کرتا ہو اور دوسرا شخص خدا کا ذکر کرتا ہو تو یہ ذکر کرنے والا ہی افضل رہے گا۔ (الترغیب)

بستر پر بلند درجے

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے لوگ بچھے ہوئے بستروں پر ضرور بالضرور ذکر اللہ کریں گے اور (وہ ذکر) ان کو بلند درجوں میں داخل کر دے گا۔ (ترغیب)

دیوانہ بن جاؤ

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کا ذکر اس قدر زیادہ کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں۔ (ایضاً)

ریاکاری کی پرواہ نہ کرو

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس قدر اللہ کا ذکر کرو کہ منافق لوگ تم کو ریاکار

کہنے لگیں۔ (ایضًا)

نمبر لے گئے

ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ شریف کے راستے میں جمدان پہاڑ پر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ چلو یہ جمدان ہے۔ آگے بڑھ گئے (اپنے نفسوں کو) تنہا کرنے والے صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضرت تنہا کرنے والے کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ (مسلم شریف) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے صحابہؓ کے جواب میں فرمایا کہ ہمیشہ یاد خدا کی حرص کرنے والے اپنے نفسوں کو تنہا کرنے والے ہیں، خدا کا ذکر ان کا بوجھ اتار دیگا۔ لہٰذا وہ ہلکے پھلکے (میدان حشر) میں آئیں گے۔ (ترمذی) اپنے نفسوں کو تنہا کرنے والے، یعنی اپنے ہمعصر لوگوں سے بالکل الگ رویہ رکھنے والے کہ سب لوگ تو دنیاوی بکواس، بیہودہ خرافات اور لایعنی باتوں میں مشغول ہوں مگر وہ لوگ صرف اللہ کی یاد میں وقت گذارتے ہوں۔ (من المرقاۃ)

ندائے مغفرت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کچھ لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہو جائیں اور ان کی غرض اس سے صرف رضاء خدا ہو تو (خدا کا) منادی آسمان سے آواز دیتا ہے کہ اُٹھ جاؤ بخشے بخشائے اور میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ (ترغیب)

موتی کے منبر

سردار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ شانہ ضرور ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور ہوگا۔ (اور) وہ موتیوں کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور یہ حضرات نہ نبی ہوں گے نہ شہید ہوں (اور) سب لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے (یہ سُن کر) ایک اعرابی (رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے دو زانوں بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ حضرت ان کے اوصاف بتا دیجئے (تاکہ) ہم ان کو پہچان لیں آپ نے فرمایا کہ یہ وہ حضرات ہوں (جن میں کوئی رشتہ ناتہ نہ ہوگا اور) جو مختلف قبیلوں اور مختلف شہروں کے ہوں گے (اور اس کے باوجود) اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے تھے (اور) اللہ کی یاد کے لئے جمع ہوا کرتے تھے (ترغیب)

خیر الدنیا والآخرۃ

رحمت کائنات حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں جس کو دی گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی دیدی گئی۔

(وہ چار چیزیں یہ ہیں) (۱) شکر گذار دل (۲) خدا کا ذکر کرنے والی زبان (۳) بلاء پر صبر کرنے والا بدن۔ (۴) اور اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والی بیوی۔ (ترغیب)

صرف ایک چیز

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسلام کی چیزیں تو بہت ہیں (جن کی ذمہ داری بھی) مجھ پر (بہت ہے اور سب کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی) لہٰذا مجھ کو آپ ایک ہی چیز بتا دیجئے جس میں لگا رہوں، آپؐ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ یادِ خدا میں تر رہے (مشکوٰۃ)

جہاد سے افضل

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ قیامت کے روز خدا کے نزدیک کون شخص سب سے افضل اور سب سے بلند درجے والا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں (اس پر) ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ کیا ذکر کرنے والے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل اور ارفع ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار سے کافروں اور مشرکوں کو اس قدر مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور (وہ شخص یا تلوار) خون میں رنگ جائے تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والا ہی افضل رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ کو خطاب کر کے) فرمایا کہ کیا تم کو تمہارا وہ عمل نہ بتا دوں جو تمہارے مالک (خداوند عالم) کے نزدیک تمام اعمال سے بہتر اور پاکیزہ ہے اور جو تمہارے درجات کو سب اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے اور جو اس سے (بھی) بہتر ہے کہ تم دشمن سے بھڑ جاؤ اور ان کی گردنیں اُڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟

صحابہؓ نے جواب میں عرض کیا کہ جی ارشاد فرمائیے! آپؐ نے فرمایا (وہ عمل) اللہ کا ذکر ہے (جو ان سب سے اعلیٰ و افضل ہے۔ (ترمذی)

دنیا سے رخصت ہونے کے وقت

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی (صحابیؓ) نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضرت سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا

خوشی ہے اس شخص کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں ان صاحبؓ نے پھر عرض کیا سب سے زیادہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا "یہ کہ تو دنیا سے اس حالت میں جدا ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر میں تر ہو۔ (ترمذی شریف)

جنّت کے باغیچے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے (اپنے صحابہؓ سے) ارشاد فرمایا کہ جب جنّت کے باغیچوں پر گذرو تو کھایا پیا کرو! صحابہؓ نے عرض کیا کہ جنّت کے باغیچے کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ذکر کی مجلسیں ہیں۔ (ایضاً)

ف:۔ کھانے پینے کا مطلب یہ ہے کہ ان باغیچوں میں جا کر باغیچوں والوں کے عمل میں شریک ہو جاؤ۔ یعنی ذکر کرنے لگا کرو۔

فرشتوں کے سامنے فخر

حضرت معٰویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لائے (جو بیٹھے ہوئے تھے) آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کو یہاں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم بیٹھے ہوئے خدا کا ذکر کر رہے ہیں۔ اور اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی اور اس کی وجہ سے ہم پر احسان کیا آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم کیا تم کو صرف اسی چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم ہم کو صرف اسی چیز نے بٹھا رکھا ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ خوب سمجھ لو میں نے تم کو جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں کھلائی لیکن بات دراصل یہ ہے کہ (ابھی) میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور مجھ کو یہ بتا گئے کہ اللہ عزوجل فرشتوں کے سامنے تم کو فخراً پیش فرما رہے ہیں۔ (مسلم)

عذابِ الٰہی سے نجات

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی عمل بندے کو اس قدر خدا کے عذاب سے نہیں بچاتا جس قدر خدا کی یاد بچاتی ہے۔ (ترمذی عن معاذ)

ف:۔ یعنی سارے نیک اعمال خدا کے عذاب سے نجات دلانے کا ذریعہ ہیں مگر ان سب میں سے افضل ذکر اللہ ہے جس کے برابر کوئی بھی عمل نہیں اس سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے بچانے والا اور کوئی عمل نہیں

عرشِ الٰہی کے سائے میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سات شخص ایسے ہیں جن کو خداوند تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جبکہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) منصف مسلمان بادشاہ (۲) وہ جوان جو اللہ عزوجل کی عبادت میں پلا بڑھا۔ (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ (۴) اور وہ دو شخص جنھوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھی اور اسی پر ملاقات کی اور اسی پر جدا ہوئے۔ (۵) وہ شخص جس کو کسی صاحب مرتبہ اور حسین عورت نے (برے کام کی) دعوت دی اور اس نے (کورا) جواب دیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ شخص جس نے داہنے ہاتھ سے صدقہ کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہ پڑے۔ (بخاری شریف)

مُردہ اور زندہ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مثال اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہ کرے زندہ اور مُردہ کی مثال ہے۔ (بخاری شریف)

ف: یعنی خدا کی یاد میں مشغول رہنے والا زندہ ہے اور اس سے غافل رہنے والا مُردہ ہے، ذاکرین کو حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے ان کو خدائے تعالیٰ کا خاص تعلق حاصل ہوتا ہے۔ وہ دونوں عالم میں امن وچین کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ذاکر کے برعکس وہ لوگ ہیں جن کو دنیا و آخرت کا ہوش نہیں ان کا باطن مُردہ اور گندہ اور ظاہر مُرجھایا ہوا رہتا ہے بظاہر وہ جاندار معلوم ہوتے ہیں مگر بندگی کی روح سے کورے اور خالی ہوتے ہیں۔

انسانی صورت اور ڈھانچہ ضرور ان کے پاس ہوتا ہے مگر اُن کی زندگی بے سود اور بے فائدہ ہوتی ہے جس طرح مُردہ کوئی کسب نہیں کرتا اور عملی ترقی کے زینہ پر نہیں چڑھتا اسی طرح غیر ذاکر کا حال ہے۔ ان میں سے کبھی کسی کو تھوڑی بہت دنیا تو مل جاتی ہے مگر آخرت کی غفلت ان کو دنیا میں رہتے ہوئے مُردہ بنا دیتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ (اگر تم چاہو تو) مکہ کے سنگریزوں کو تمہارے لئے سونا بنادوں! میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار (میں) نہیں (چاہتا) لیکن (میں تو یہ چاہتا ہوں) کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھالوں اور دوسرے روز بھوکا رہوں سو جب بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کروں اور تیری یاد میں لگوں اور جب پیٹ بھرلوں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکر کروں۔ (احمد و ترمذی)

کروٹ میں قبول

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص پاک ہونے کی صورت میں (یعنی باوضو) اپنے بستر پر پہنچا اور نیند آنے تک اللہ کو یاد کرتا رہا تو رات کو جس وقت بھی کروٹ بدلتے ہوئے اللہ سے کسی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرے گا تو خدا تعالیٰ وہ بھلائی اس کو ضرور دے گا۔ (مشکوٰۃ عن اذکار النووی)

شیطان کی ناکامی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کو یاد کرے تو شیطان (اپنے ساتھیوں) سے کہتا ہے کہ (چلو) یہاں نہ رات کو ٹھہر سکتے ہیں اور نہ کھا سکتے ہو۔ اور جب (انسان) اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کو یاد نہ کرے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ تم (یہاں) رات کو ٹھہرنے میں کامیاب ہو گئے اور جب کھاتے وقت اللہ کو یاد نہ کیا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تم یہاں رات کو ٹھہرنے اور کھانا کھانے میں کامیاب ہو گئے۔ (مسلم)

نماز فجر اور عصر کے بعد ذکر کا ثواب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھے پھر سورج نکلنے تک بیٹھا ہوا اللہ کو یاد کرتا رہے پھر دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کو پورے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک چار زانوں (پالتی مار کر) بیٹھے رہتے تھے اور آپ نے نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد یادِ خدا میں مشغول ہونے کی ترغیب دی ہے اور اس بارے میں بہت سی فضیلتوں سے باخبر کیا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے سے یہ زیادہ محبوب ہے، کہ ضرور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتے رہیں اور چار غلام آزاد کرنے سے مجھ کو یہ بہت زیادہ پسند ہے کہ ضرور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو عصر کی نماز سے سورج چھپنے تک اللہ کو یاد کرتے رہیں۔ (ابوداؤد شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ لے پھر بیٹھا بیٹھا سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتا رہے تو اس کے لئے جنّت واجب ہو گئی۔ (الترغیب والترہیب)

ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مجاہدین کا) ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا جن کو بہت زیادہ غنیمت کے اموال ہاتھ لگے اور جلد واپس آگئے۔

یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے کوئی دستہ ایسا نہیں دیکھا جو اس دستہ کی نسبت زیادہ مالِ غنیمت لایا ہو اور اس قدر جلدی واپس آیا ہو اس پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا میں تجھ کو ایسا شخص نہ بتادوں جو اس دستہ سے بھی زیادہ جلدی واپس ہونے والا اور مالِ غنیمت حاصل کرنے والا ہو، (سنو) یہ وہ شخص ہے جو باجماعت نماز پڑھے پھر سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتا رہے۔ (ایضاً)

فائدہ:۔ بعض روایات میں ہے کہ جس جگہ نمازِ فجر باجماعت پڑھی ہو اسی جگہ بیٹھا ہوا ذکر کرتا رہے عورتیں گھر میں بلا جماعت نماز پڑھتی ہیں وہ بھی ذکر کا اہتمام کریں مصلے پر بیٹھی بیٹھی ذکر کرتی رہیں اور اشراق پڑھ کر اٹھیں اجرِ عظیم پائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اگر کسی وجہ سے مصلہ چھوڑنا پڑے تو بھی ذکر کرتی رہیں۔ فجر اور عصر کے بعد ذکر کا خاص وقت ہے اور اس کی بہت ہی فضیلت ہے۔

نفاق سے بری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے خدا کا ذکر بہت کیا وہ نفاق سے بری ہو گیا۔ (ترغیب عن البیہقی)

ذکر چھوڑنے کی وعیدیں

اب وہ احادیث کریمہ درج کی جاتی ہیں جن میں ذکر اللہ سے غافل ہونے والوں کے لئے وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

مُردہ گدھے کے پاس سے اُٹھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کچھ لوگ کسی جگہ (بیٹھے پھر وہاں) سے اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو وہ گویا مُردہ گدھے کو چھوڑ کر اُٹھے اور یہ مجلس (آخرت میں) اُن کے لئے باعثِ حسرت ہوگی۔

(احمد و ابوداؤد)

نقصانِ عظیم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بیٹھنے کی جگہ بیٹھا اور اس نے اس جگہ اللہ کا ذکر نہ کیا تو اللہ جل شانہٗ کی جانب سے اس کا یہ بیٹھنا اس کے لئے نقصان کا سبب ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹا اور اس نے اس لیٹنے میں (اوّل سے آخر تک کسی وقت بھی) اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس کا یہ لیٹنا اللہ کی جانب سے نقصان کا باعث ہوگا۔ (ابوداؤد شریف) اور جو شخص کسی جگہ چلا اور اس چلنے کے درمیان اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کے لئے یہ چلنا نقصان کا سبب ہوگا۔ (زادہ فی الترغیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا تو یہ مجلس ان کے لئے نقصان کا باعث ہوگی پھر اللہ چاہے تو انھیں عذاب دے اور چاہے تو ان کی مغفرت فرمادے۔ (رواہ الترمذی)

ہر بات وبال ہے مگر

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی ہر بات اس کے لئے وبال ہے (اور) اس کے لئے نفع کی چیز نہیں ہے مگر (نفع کی چیزیں یہ ہیں) (۱) کسی بھلائی کا حکم کرنا (۲) کسی برائی سے روک دینا (۳) یا اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرنا۔ (ترمذی شریف)

لعنت سے کون محفوظ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار بلاشبہ ساری دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور جو ذکر اللہ کے تابع ہو اور عالم دین اور دین کا طالب علم (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز مردود ہے اللہ جل شانہٗ کی رحمت سے دور ہے بارگاہ خداوندی میں نامقبول ہے خواہ کیسی ہی زیب وزینت کے ساتھ بنی ہوئی ہو اور اہل دنیا کو کیسی ہی بھائی ہو البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور وہ چیزیں خداوند قدوس کے یہاں مقبول ہیں جو ذکر اللہ کے تابع ہوں یعنی اللہ کی فرمانبرداری اور خوشنودی کے لئے جو کچھ ہو وہ سب مقبول بارگاہ ہیں جیسے اللہ کی رضا کے لئے حلال مال خرچ کرنا، دینی مدرسہ کھولنا، مسجد بنانا، غریبوں کو کھانا کھلانا، کتابیں لکھنا، بال بچوں کی پرورش کرنا، ماں باپ کے حقوق ادا کرنا وغیرہ وغیرہ نیز دین کا عالم اور دین کا طالب علم بھی لعنت خداوندی سے محفوظ ہے اور خداوند عالم کے یہاں مقبول ومحبوب ہے۔ علماء نے بتایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ کی فرمانبرداری میں لگا ہوا ہے وہ ذاکر ہے یعنی زبان سے یا دل سے یا عمل سے، اللہ کے کام میں یا اللہ کے نام میں جو مشغول ہے وہ ذاکر ہے غافلوں میں شمار نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي۔ (رواہ الترمذی)

ذکر اللہ کے بغیر زیادہ نہ بولا کرو کیوں کہ ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ بولنے سے دل سخت ہوجاتا ہے اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہی شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔ (ترمذی)

ذکر الٰہی میں مشغول رہنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے گناہوں کی مغفرت اور درجات بلند ہونے کا سبب ہے اور بے شمار آیات و احادیث میں ذکر کی ترغیب دی گئی ہے۔ شکوہ شکایت اور غیبت و بہتان سے خالی ہوتی ہو۔ زبان خدائے پاک کا بہت بڑا عطیہ ہے اس کے ذریعہ جنت کے بلند درجات تک رسائی ہوسکتی ہے اس مبارک عطیہ کو لایعنی باتوں اور نیکیاں برباد کرنے والی گفتگو میں لگانا سراپا نقصان اور خسرانِ عظیم ہے۔

ثوابُ التسبیح والتحمید والتکبیر والتہلیل

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

کا ورد رکھنے کے فضائل

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی اور ضعیف ہوگئی ہوں (محنت و مجاہدہ والے اعمال کرنا دشوار ہے) آپ مجھے ایسا عمل بتادیں جسے میں بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں، آپ نے فرمایا سو مرتبہ اللہ کی تسبیح بیان کر (مثلاً سبحان اللہ کہہ لے) یہ عمل تیرے لئے (ثواب میں) ایسے سو غلاموں کے آزاد کرنے کی برابر ہوگا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں، اور سو مرتبہ اللہ کی تعریف بیان کر (مثلاً الحمد للہ کہہ لے) یہ عمل تیرے لئے (ثواب میں) ایسے سو گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو دینے کے برابر ہوگا جن پر زین کسی ہوئی ہو اور لگام لگی ہوئی ہو اور سو مرتبہ اللہ کی بڑائی بیان کر (مثلاً اللہ اکبر کہہ لے) یہ عمل تیرے لئے قربانی کے ایسے سو بڑے جانور (گائے، اونٹ) صدقہ کرنے کی برابر ہوگا جن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوجائیں اور سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لے، اس عمل کا ثواب آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیگا اور جس دن تو یہ عمل کرے گی اس دن مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کا عمل تیرے عمل سے بڑھ کر ہو اور بارگاہ رب العزت میں پیش کرنے کے لئے اوپر اٹھایا جارہا ہو ہاں اگر کوئی شخص

تیرا جیسا عمل کرے تو اس کا عمل بھی تیرے برابر ہوگا۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۴۵ الطباعۃ المنیریہ)

تشریح:- ہر عیب اور نقصان سے اللہ جل شانہٗ پاک ہے اس کو بیان کرنے کو تسبیح کہا جاتا ہے اور اللہ جل شانہٗ تمام صفات کمال سے متصف ہے وہ تعریف ہی کا مستحق ہے اس کے بیان کرنے کو تحمید کہا جاتا ہے اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے کو (کہ وہ سب سے بڑا ہے) تکبیر کہا جاتا ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اس کو تہلیل کہا جاتا ہے سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، اَللہُ اَکْبَرُ۔

میں چاروں چیزیں یعنی تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور تہلیل بیان کی جاتی ہیں۔

جنت میں داخلہ

حضور پُرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا کہ جس نے اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ لیا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

کسی نے عرض کیا کہ اس کا اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا اخلاص یہ ہے کہ پڑھنے والے کو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔ (طبرانی)

یعنی اس کلمہ کو اخلاص کے ساتھ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو خوب سمجھ کر پڑھے اور سچے دل سے یقین کے ساتھ خدا کے معبود ہونے کا اقرار کرے اور یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے قدرت والا ہے شدید العقاب اور سریع الحساب ہے، اس کا پختہ یقین کرنے سے گناہ سرزد نہ ہوں گے۔

عرش تک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کبھی بھی کوئی شخص اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے گا تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جائے گا جب تک کہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ تک پہونچنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تسبیح (سبحان اللہ) نصف میزان ہے اور الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے لئے کوئی پردہ

نہیں ہے حتیٰ کہ وہ خدا کے پاس پہنچے۔ (ایضاً) سبحان اللہ نصف میزان ہے یعنی قیامت کے روز سبحان اللہ کا ثواب نصف ترازو کو بھر دے گا اور الحمد للہ کا ثواب پورے ترازو کو بھر دے گا۔

مشکوٰۃ شریف (کتاب الطہارہ) میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ بھر دیتے ہیں زمین و آسمان کے درمیان کو۔

(الحدیث عن المسلم)

دنیا و ما فیہا سے افضل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا ان تمام چیزوں سے زیادہ پیارا ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔

یعنی اس کا ایک بار پڑھ لینا اس سب سے بہتر ہے۔ جو آسمان کے نیچے ہے۔

روزانہ ہزار نیکیاں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہزار نیکیاں روزانہ کما لو؟ یہ سن کر حاضرینِ مجلس میں سے ایک سائل نے سوال کیا ہم سے کوئی شخص کیسے ہزار نیکیاں کمائے؟ آپ نے فرمایا سو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں اور اس کے ہزار گناہ (صغیرہ) ختم کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ذکر فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند عالم سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس کے ذریعہ (وظیفہ کے طور پر) آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکاروں۔

رب العالمین جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ پڑھا کرو! یہ سن کر حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار اس کو تو تیرے سب ہی بندے پڑھتے ہیں اور میں تو ایسی چیز چاہتا ہوں جو خاص آپ مجھ کو بتائیں رب تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ (اس کلمہ کو معمولی نہ سمجھو) ساتوں آسمان اور جو میرے علاوہ ان کے آباد کرنے والے ہیں اور ساتوں زمینیں اگر ایک پلڑہ میں رکھ دی جائیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پلڑہ وزنی ہونے کی وجہ سے) ان سب کے مقابلہ میں جھک جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح من شرح السنۃ)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس رات مجھ کو سیر کرائی گئی (یعنی معراج کی رات میں) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو میرا سلام کہہ دیجیو[1] اور ان کو بتلا دیجیو کہ جنت کی اچھی مٹی ہے اور میٹھا پانی ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

مطلب یہ ہے کہ جنت میں اگرچہ درخت بھی ہیں پھل اور میوے بھی ہیں مگران کے لئے چٹیل میدان ہی ہیں جو نیک عمل سے خالی ہیں۔ جنت کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی زمین کھیتی کے لائق ہو اس کی مٹی اچھی ہو اس کے پاس بہترین میٹھا پانی ہو اور جب اس کو بو دی جائے تو اس کی مٹی میں اپنی صلاحیت اور بہترین پانی کے سینچائی کی وجہ سے اچھے درخت اور بہترین غلہ پیدا ہو جائے گا بالکل اسی طرح جنت کو سمجھ لو کہ جو کچھ یہاں بو دو گے وہاں کاٹ لوگے اور بے عمل کے لئے خالی کی مانند ہے۔

پورے سو آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور شام کو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اس کو سو حج کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص سو مرتبہ صبح کو خدا کی حمد کرے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) اور سو مرتبہ شام کو خدا کی حمد کرے تو اس کو مجاہدین کو سو گھوڑے دینے کا ثواب ملے گا اور جس نے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

---

[1] حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلام کا جواب دینا چاہیے۔ ۱۲

کہا اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو اس دن کوئی دوسرا شخص اس کے برابر عمل کرنے والا نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے اس کی برابر یا اس سے زیادہ (یہ مذکورہ) کلمات کہے ہوں۔ (ترمذی)

پت جھڑ کی طرح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے درخت پر گذرے جس کے پتے سوکھے ہوئے تھے آپ نے اس میں لاٹھی ماری جس کی وجہ سے پتے جھڑ گئے آپ نے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ بندہ کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں (ایضاً)

افضلُ الذّکر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا کہ سب ذکروں میں افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور سب دعاؤں سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ایضاً ابن ماجہ)

جنّت کی کنجیاں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنّت کی کنجیاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دینا ہے۔

(ترغیب)

۹۹ دفتر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز میرے ایک اُمتی کو تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے پھر اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر کھول دیں گے ہر دفتر اتنی دور تک پھیلا ہوگا جتنی دور تک نظر پہنچتی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ کیا ان لکھے ہوئے اعمال میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے پہرہ داروں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ شخص عرض کرے گا کہ اے رب (میں منکر نہیں ہوں اور پہرہ داروں نے ظلم نہیں کیا)۔

رب العالمین جل مجدہٗ ارشاد فرمائیں گے تو کیا تیرے پاس کچھ عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں ہمارے پاس ایک نیکی موجود ہے اور بے شک آج تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لکھا ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے اعمال کا وزن دیکھ۔

وہ عرض کرے گا کہ اے رب ان دفتروں کے سامنے اس پرچہ کی کیا حقیقت ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بے شک آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا کہ صرف تیری برائیاں تول دی جائیں اور نیکی کو چھپا لیا جائے۔ چنانچہ ان دفتروں کو ایک پلڑے میں اور اس پرچہ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا سو وہ سب دفتر (اس پرچہ کے مقابلے میں) ہلکے ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

۳۶۰ جوڑوں کا شکریہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑوں کو پیدا کیا ہے (اور ہر جوڑ کی جانب سے بطور شکریہ صدقہ کرنا لازم ہے) پس جس نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا اور کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی لوگوں کے راستہ سے ہٹا دی یا بھلائی کا حکم کر دیا یا برائی سے (کسی کو) روک دیا (اور ان میں سب یا تھوڑا ملا کر یا ایک ہی کی تعداد ۳۶۰ ہو گئی وہ اس دن اس حال میں چلتا پھرتا ہوگا کہ اس نے اپنی جان کو دوزخ سے بچا لیا۔ (مسلم)

ڈھال لے لو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنا ڈھال سنبھال لو! صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا دشمن آ گیا؟ آپ نے فرمایا (دشمن سے بچانے والے ڈھال کو نہیں کہہ رہا ہوں) بلکہ دوزخ کا ڈھال سنبھال لو! کہو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کیونکہ یہ قیامت کے روز آگے پیچھے آئیں گے اور یہ باقیات صالحات ہیں۔ (ترغیب)

اُحد پہاڑ کے برابر

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ روزانہ اُحد (پہاڑ) کے برابر عمل کر لیا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ کیا عمل ہے؟ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ اُحد سے بڑا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اُحد سے بڑا ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُحد سے بڑا ہے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُحد سے بڑا ہے۔ (ترغیب)

چار کلموں کا انتخاب

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے سارے کلام سے چار کلام چھانٹے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ جس نے ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے بیس گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اور جس نے ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو اس کا بھی یہی ثواب ہے اور جس نے ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو اس کا بھی یہی ثواب ہے اور جس نے اپنے دل سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے تیس گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(ترغیب)

ایمان تازہ کیا کرو

ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ اپنا ایمان تازہ کیا کرو، صحابہؓ نے سوال کیا کہ ہم اپنا ایمان کیسے تازہ کریں؟ آپ نے فرمایا کہ کثرت سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ (الترغیب والترہیب)

کلمۂ[1] توحید کے فضائل

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ یوں کہا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

"کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

---

[1] اس کلمہ کو کلمۂ توحید اور کلمۂ چہارم کہتے ہیں، جیسا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ کو کلمۂ تمجید اور کلمۂ سوم کہتے ہیں، حدیثوں میں اُن کے پڑھنے کی فضیلتیں وارد ہوتی ہیں، اور ان کے نام بانمبر عوام میں مشہور ہو گئے ہیں، اور امتیاز کرنے کے لئے اس طرح نام رکھنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

تو اس کو ایسے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں۔

(صحیح مسلم۔ ص ۳۴۴ ج ۲)

جب مسلمان شرعی جہاد کرتے تھے تو ان کے پاس لونڈی غلام بھی ہوتے تھے۔ امیر المومنین جہاد میں شریک ہونے والے مسلمانوں پر اُن کافر قیدیوں کو بانٹ دیتے تھے، جن کو قید کر لیا جاتا تھا یہ جہاد کرنے والوں کی ملکیت ہو جاتی تھے، پھر اُن میں بہت سے اسلامی اخلاق واعمال سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے، غلام آزاد کرنے کی بڑی فضیلت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب کسی نے کوئی مسلمان غلام آزاد کر دیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے اعضاء کو دوزخ سے آزاد فرمادیں گے (بخاری ومسلم)

مذکورہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے مذکورہ بالا کلمہ (جسے ہم کلمۂ توحید کہتے ہیں) دس مرتبہ پڑھ لیا۔ تو اس کو ایسے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں مطلق غلام آزاد کرنے کا بھی بڑا ثواب ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی قسمت کا مارا کفر کی سزا میں غلام بنا لیا جائے اور وہ کسی کی ملکیت میں آجائے تو شرفِ نسبی کی وجہ سے اس کے آزاد کرنے کا ثواب اور زیادہ بڑھ جاتا ہے، اس کلمہ کو دس مرتبہ پڑھنا چاہیں تو دو تین منٹ میں پڑھ سکتے ہیں ذرا سی دیر کے عمل پر اتنا بڑا ثواب عنایت فرمانا اللہ جل شانہ کا کتنا بڑا احسان ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو (کسی وقت) اس حالت میں بیدار ہو کہ اس کے مُنہ سے (ذکر کے) الفاظ نکل رہے ہوں اور اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر رَبِّ اغْفِرْ لِيْ کہا، یا فرمایا کہ دُعا کی تو اس کی دُعا قبول ہوگی، پھر اگر وضو کیا اور نماز (تہجد) پڑھی تو اس کی نماز قبول کر لی جائے گی۔ (صحیح بخاری وغیرہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط کہے جس سے اس کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جنّاتُ النّعیم میں داخل فرمائے گا (رواہ

الطبرانی من روایۃ یحییٰ بن عبداللہ البابلتی قالہ المنذریؒ)

حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ط

(مشکوٰۃ المصابیح صہ ۸۸ من البخاری ومسلم)

"کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ تو جو کچھ عطا فرمائے اس کا کوئی رد کرنے والا نہیں اور جو کچھ تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال والے کو اس کا مال تیرے فیصلہ کے مقابلہ میں کوئی نفع نہیں دے سکتا"

فرض نمازوں کے بعد جو تسبیحات پڑھنے کو بتائی ہیں اُن کے پڑھنے کے کئی طریقے وارد ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے، اس طرح ننانوے عدد ہو جاتے ہیں، اور سَو کا عدد پورا کرنے کے لئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط ایک مرتبہ پڑھ لے،

(مشکوٰۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص نمازِ مغرب اور نماز فجر سے فارغ ہو کر اپنی جگہ سے ہٹے بغیر (اسی طرح) ٹانگیں موڑے ہوئے (جس طرح التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھا ہے) دس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط پڑھ لے تو ہر مرتبہ کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے، اور یہ کلمات ہر تکلیف سے اور شیطان مردود سے اس کے لئے حفاظت کی چیز بن جائیں گی، اور سوائے شرک کے کوئی گناہ اس کو ہلاک نہ کر سکے گا اور یہ شخص سب سے

لہ وقال فی آخر الکتاب ضعفہ غیر واحد وقد وثق واستشہد بہ البخاری ۱۲

افضل ہوگا، اِلّا یہ کوئی شخص اس سے بڑھ جائے (یعنی) اس سے زیادہ کہہ لے جو اُس نے کہا (عزاہ صاحب المشکوٰۃ الی احمد وکذا المنذری فی الترغیب[1])

بعض روایات میں ہے کہ ان کلمات کو کسی سے بات کرنے سے پہلے پہلے پڑھ لے اور بعض روایات میں ان کلمات کو نمازِ عصر سے فارغ ہوکر پڑھنا بھی وارد ہوا ہے (ترغیب)

سُننِ ترمذی میں ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہترین دعا، یومِ عرفہ (یعنی حج کے موقع پر عرفات) کی دُعا ہے، اور سب سے بہتر کلمہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے (اس موقع پر کہا) یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (حسنہ الترمذی مع انہ قال فی بعض الرواۃ انہ لیس بالقوی عند اہل الحدیث[2])

کلمۂ توحید کے مذکورہ الفاظ کے ساتھ دوسری روایات میں بِیَدِهِ الْخَیْرُ اور یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ اور وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ کا اضافہ بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بازار میں یہ کہا:-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

"کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے، اور اسی کے لئے سب تعریف ہے وہی زندہ فرماتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں آئے گی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

---

[1] قال المنذری رجالہ رجال الصحیح غیر شہر بن حوشب، وعبد الرحمن بن غنم مختلف فی صحبتہ وقد روی ہذا الحدیث عن جماعۃ من الصحابۃ اھ)

[2] قال الشوکانی فی تحفۃ الذاکرین واخرجہ ایضاً احمد باسناد رجالہ ثقات ولفظہ کان اکثر دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفۃ لآ الٰہ الا اللہ الخ)

تو اس کے لئے اللہ جل شانہٗ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیں گے، اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرمادیں گے، اور اس کے دس لاکھ درجات بلند فرمادیں گے. اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادیں

(رواہ الترمذی ورواہ الحاکم فی المستدرک وابن ماجہ وابن ابی الدنیا)

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اس کلمہ کی بہت فضیلت احادیث شریفہ میں وارد ہوتی ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ! کیا میں تم کو ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا وہ کلمہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم کو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ نہ بتادوں؟ عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے (ترغیب عن احمد)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ جنت کے پودے ھیں۔ (رواہ احمد باسناد حسن کما فی الترغیب) نیز ارشاد نبوی ہے کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ننانوے ۹۹ مرضوں کی دوا ہے جن میں سب سے سہل غم ہے (یعنی غم کی تو اس کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں)

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۰۲ عن البیہقی فی الدعوات الکبیر بروایۃ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

فائدہ:۔ عام روایات میں صرف لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہی وارد ہوا ہے البتہ صحیح مسلم کی بعض روایات میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے ساتھ اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ط بھی ہے، اور دعا حفظ قرآن جو امام ترمذیؒ نے نقل کی ہے اس میں اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ کا اضافہ ہے۔

فائدہ:۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا مطلب یہ ہے (جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے) کہ گناہوں سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ بچالے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر لگنے کی کوئی طاقت نہیں. مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔ (کنز العمال عن ابن مسعود)

توبہ اور استغفار کے فضائل و فوائد

ذکر اللہ میں استغفار کی بھی بڑی اہمیت ہے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت چاہنے کو استغفار کہتے ہیں، اللہ جل شانہ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ؕ

"پس آپ اپنے رب کی تسبیح اور تحمید بیان کیجئے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا ہے۔"

اور عام مؤمنین کو استغفار کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:-

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ

"اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے، اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو، بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔"

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لئے بہت عمدہ حالت ہے، جو (قیامت کے دن) اپنے اعمالنامہ میں خوب زیادہ استغفار پائے" (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۶، عن ابن ماجہ)

چونکہ بندوں سے بکثرت چھوٹے بڑے گناہ صادر ہوتے رہتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں وہ بھی صحیح طریقہ پر ادا نہیں ہوتی ہیں، اور شروع سے آخر تک ہر عبادت میں کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں نیز مکروہات کا ارتکاب ہوتا ہے، اور فرائض و واجبات کی ادائیگی کما حقہ ادا نہیں ہو پاتی اس لئے ضروری

ہے کہ استغفار کی زیادہ کثرت کی جائے،

استغفار گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کو کہتے ہیں، جب کوئی شخص دنیا میں کثرت سے استغفار کرے گا تو قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں بھی اس کا اثر پائے گا، اور اس کی وجہ سے وہاں گناہوں کی معافی اور نیکیوں کے انبار دیکھے گا، اس وقت اس کی قدر ہوگی۔ ؎

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش　　عُذر بدرگاہِ خُدا آورد
ورنہ سزاوارِ خُداوندیش　　کَس نتواند کہ بجا آورد[1]　(سعدی)

اوّل تو گناہوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے، پھر اگر گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ واستغفار کرے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:۔

اَلّٰذِیۡنَ اِذَا اَحۡسَنُوۡا اسۡتَبۡشَرُوۡا وَاِذَا اَسَاۡءُوا اسۡتَغۡفَرُوۡا۔ (مشکوٰۃ)

فرمادے کہ جب وہ نیک کام کریں تو خوش ہوں اور جب گناہ کر بیٹھیں تو استغفار کریں۔

درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دینے کے لئے یہ دُعا اختیار فرمائی، کیونکہ آپؐ تو معصوم تھے، گناہوں سے پاک تھے۔

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان (کی علامت) کیا ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب تیری نیکی تجھے خوش کرے اور تیری بُرائی تجھے بُری لگے تو (سمجھ لے کہ) تو مومن ہے۔ (مشکوٰۃ)

جس طرح نیکی کرکے خوش ہونا چاہیئے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وانعام ہے جس نے نیکی کی توفیق دی، اور اس کا احسان ہے کہ اُس نے اپنی مرضی کے کام میں مجھے مشغول فرمادیا، اسی طرح گناہ سرزد ہوجانے پر بہت زیادہ رنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے، کہ ہائے مجھ سے خالق ومالک کی نافرمانی ہوگئی اور

---

[1] (ترجمہ) "بندہ وہی بہتر ہے جو بارگاہِ خداوندی میں اپنے قصوروں کی معذرت پیش کرتا رہے، ورنہ اس کی مقدس ذات کے لائق عمل کرکے کوئی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا" ۱۲

مجھ جیسا حقیر و ذلیل مولائے کائنات جل مجدہٗ کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھا، یا اللہ مجھے معاف فرما، درگذر فرما، میری مغفرت فرما، بخش دے، رحمت کی آغوش میں چھپالے۔

گناہ تو بندے سے ہو ہی جاتے ہیں لیکن گناہوں پر جرأت کرنا اور گناہوں میں ترقی کرتے رہنا بہت بڑی نادانی ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

كُلُّ بَنِي اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ ۝ (مشکوٰۃ)

یعنی تمام انسان خطاکار ہیں اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو خوب توبہ کرنے والے ہیں۔"

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ شیطان نے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے رب آپ کی عزت کی قسم میں آپ کے بندوں کو برابر صحیح راہ سے ہٹاتا رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں اُن کے جسموں میں رہیں گی، پروردگار عالم جل شانہٗ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور رفعت مکان کی قسم ہے، جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں ان کو بخشتا رہوں گا،، (مشکوٰۃ عن احمد)

اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ توبہ و استغفار کر لینے کے گھمنڈ میں گناہ کرتے رہنا درست نہیں ہے کیونکہ آئندہ کا حال معلوم نہیں، کیا پتہ توبہ سے پہلے موت آجائے، پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ توبہ و استغفار کی دولت انھیں کو نصیب ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا دھیان رکھتے ہیں اور کبھی کبھار گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کر لیتے ہیں، اور جو لوگ مغفرت کی خوشخبریوں کو سامنے رکھ کر گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اُن کو توبہ و استغفار کا خیال تک نہیں آتا۔

اور واضح ہو کہ اللہ کی بڑی شان ہے اس کی رحمت سے مایوس کبھی نہ ہوں جتنے بھی زیادہ گناہ ہو جائیں خواہ لاکھوں کروڑوں ہوں اللہ کی مغفرت کے سامنے اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہے اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(آپ میری طرف سے) فرما دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید مت ہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔"

استغفار جہاں گناہوں کی معافی اور نیکیوں کی خامی اور کوتاہی کی تلافی کا ذریعہ ہے وہاں اور دوسرے بہت سے فوائد کا بھی سبب ہے، بارش لانے اور دوسرے بہت سے فوائد حاصل کرنے کے لئے کثرت سے استغفار کرنا چاہیئے، قرآنِ مجید میں حضرت ہود علیہ السلام کی نصیحت کا ذکر فرمایا ہے۔ جو انھوں نے اپنی قوم کو کی تھی۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۂ ہود)

"اے میری قوم تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے حضور میں توبہ کرو وہ تم پر خوب بارش برسا دے گا اور تم کو اور قوت دے کر تمہاری قوت میں ترقی دے گا اور مجرم ہو کر اعراض مت کرو۔"

اللہ جل شانہ نے سورۂ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو کی تھی۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

"اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اور تمہارے مالوں اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا۔"

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار بارش کے آنے اور طاقت اور قوت میں اضافہ ہونے اور مال اور اولاد کے بڑھنے اور باغات اور نہریں نصیب ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

لوگ بہت سی تدبیریں کرتے ہیں تاکہ طاقت میں اضافہ ہو، اور اموال میں ترقی ہو اور آل و اولاد میں اضافہ ہو۔ لیکن توبہ و استغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس گناہوں میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑی نادانی ہے۔

اعمال کی اصلاح میں بھی استغفار کا بڑا دخل ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے گھر والوں کے بارے میں تیز زبان واقع ہوا تھا، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ مجھے ڈر ہے کہ میری زبان کہیں دوزخ میں داخل نہ کرا دے، آپؐ نے فرمایا کہ تم استغفار کو کیوں چھوڑتے ہوئے ہو؟ بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ روزانہ مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

(اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی)

زبان کی تیزی کی اصلاح کے لئے اس حدیث میں استغفار کو علاج بتایا ہے، ہر طرح کی مشکلات اور تفکرات سے محفوظ رہنے کے لئے بھی استغفار بہت اکسیر ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

"جو شخص استغفار میں لگا رہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنا دیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی عطا فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اُس کو گمان بھی نہ ہوگا۔" (احمد وابو داؤد)

دل کی صفائی کے لئے بھی استغفار بہت بڑی چیز ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ میرے دل پر مَیل آجاتا ہے، اور بلا شبہ ضرور اللہ تعالیٰ سے روزانہ سَو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (رواہ مسلم)

اس روایت میں روزانہ سَو مرتبہ استغفار فرمانے کا ذکر ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ہر مجلس میں سَو مرتبہ توبہ واستغفار کرتے تھے، اس میں کوئی تعارض نہیں، ممکن ہے کہ پہلے روزانہ سَو مرتبہ استغفار فرماتے ہوں، پھر ہر مجلس میں سَو مرتبہ استغفار کا اہتمام فرما دیا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزانہ سَو مرتبہ استغفار کا جو ذکر ہے وہ ہر مجلس والے استغفار کے علاوہ ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ "میرے دل پر مَیل آجاتا ہے"۔ اس کے بارے میں علمائِ محققین اور عارفین کاملین نے کئی باتیں لکھی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جہاد وغیرہ کے انتظامی اُمور امّت کے مصالح کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے تھوڑا سا جو دل بٹ جاتا تھا اور حق تعالیٰ کی طرف کامل توجہ میں تھوڑا سا فرق آجاتا تھا (جو بلا شرکتِ غیرے ہونی چاہیئے) اس کو آپ نے میل سے تعبیر فرمایا ہے۔ گو اُمّت کی طرف متوجہ ہونا اور اُمورِ جہاد کو انجام دینا بھی بہت بڑی عبادت ہے، لیکن ان میں لگنے کی وجہ سے بارگاہِ ربوبیت کی بلا شرکتِ غیرے حاضری میں جو کمی آگئی اور اس سے جو دل متاثر ہوا اس کو مَیل فرمایا، اور اس کو زائل کرنے کے لئے آپ کثرت سے استغفار کرتے تھے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ میرے دل میں میل آجاتا ہے اور اس کو استغفار سے دھوتا اور

صاف کرتا ہوں تو ہم لوگوں کو کس قدر استغفار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے؟ ہر شخص خود ہی غور کرلے، اس پر خوب غور کریں اور استغفار کی طرف متوجہ ہوں، کیونکہ ہم تو سراپا گناہوں میں لت پت ہیں، اور خطاؤں میں ملوث ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مؤمن بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے، پس اگر توبہ و استغفار کرلیتا ہے تو اس کا دل صاف ہوجاتا ہے، اور اگر (توبہ استغفار نہ کیا بلکہ) اور زیادہ گناہ کرتا گیا تو یہ (سیاہ) داغ بھی بڑھتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آجائے گا پس یہ داغ وہ رَان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے:۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) یہ سورۃ تطفیف کی آیت ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"ہرگز ایسا نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر اُن کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ دلوں میں زنگ لگ جاتا ہے، اور اُن صفائی استغفار ہے۔

(کمافی الترغیب عن البیہقی)

یہ زنگ گناہوں کی وجہ سے دل پر سوار ہوجاتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا، گناہوں کی آلائش سے توبہ واستغفار کے ذریعہ سے دل کو صاف کرنا لازم ہے، جو لوگ توبہ واستغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اُن کے دل کا ناس ہوجاتا ہے۔ پھر نیکی بدی کا احساس تک نہیں رہتا اور اس احساس کا ختم ہوجانا بدبختی کا باعث ہوجاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب بندے ہیں، اللہ نے آپ کو وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی کو نہیں دیا، آپ راتوں رات نماز میں کھڑے رہتے تھے، اور اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے، اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ:۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○ "پس آپ اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کیجئے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے، بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے۔"

آپ فرض نماز کا سلام پھیر کر تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھتے تھے یعنی اللہ جل شانہٗ سے مغفرت کا سوال کرتے تھے، (صحیح مسلم)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے کوئی دُعا سکھایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو وہی مشہور دُعا تعلیم فرمائی جسے عام طور سے نماز میں درود شریف کے بعد پڑھا کرتے ہیں، یعنی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ؕ (بخاری ومسلم)

ترجمہ :- "اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا، اور نہیں بخش سکتا گناہوں کو مگر تو ہی پس مجھے بخش دے ایسی بخشش جو تیری طرف سے ہو، اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو بخشنے والا بہت مہربان ہے۔"

غور کرنے کی بات ہے کہ نماز پڑھی ہے جو سراسر خیر ہے، اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کیا ہے جس کے نیکی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اور فریضہ ادا بھی کس نے کیا ہے؟ صدیق اکبرؓ نے یا پھر اُن کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ نماز کے ختم پر مغفرت کی دُعا کرو، اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ کے شایانِ شان کسی سے بھی عبادت نہیں ہو سکتی، عبادت کئے جاؤ اور مغفرت مانگے جاؤ، صالحین کا یہی طرزِ عمل رہا ہے، اور اسی میں خیر ہے، گناہ ہو جانے پر تو بھی توبہ واستغفار کرتے ہیں، مخلصین وکاملین نیکی کرکے استغفار کرتے ہیں، اور یہ طرزِ زندگی اُن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نصیب ہوا ہے

ہر مجلس میں اور مجلس کے ختم پر استغفار

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم یہ شمار کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں سو مرتبہ یہ پڑھا کرتے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ؕ

"اے اللہ میری مغفرت فرما دے اور میری توبہ قبول فرما بیشک تو بہت توبہ قبول فرمانیوالا ہے اور بہت بخش فرمانے والا ہے۔" (ترمذی وابوداؤد وغیرہ)

بس جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا جو اللہ کے معصوم بندے تھے اور سید المعصومین تھے تو ہم گنہگاروں کو کس قدر استغفار کرنا چاہئے، اس پر خود ہی غور کرلیں۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا پھر اس میں اس کی بے جا باتیں بہت ہوگئیں، اور اس نے اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ پڑھ لیا۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔

"میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔"

تو جو کچھ اس نے اس مجلس میں کہا ہے وہ بخش دیا جائے گا (سننِ ترمذی، ص ۴۹۵، ابواب الدعوات باب مایقول اذا قام من مجلسہ)

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہؓ سے بھی روایت کی گئی ہے، سنن ابوداؤد میں حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مجلس سے کھڑے ہونے کا ارادہ فرماتے تھے تو سب سے آخر میں مذکورہ الفاظ پڑھتے تھے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسے کلمات پڑھتے ہیں جو پہلے نہیں پڑھے؟ آپ نے فرمایا مجلس میں جو کچھ ہوا ہو یہ کلمات اس کے لئے کفارہ بن جاتے ہیں۔

حافظ منذریؒ نے "الترغیب والترہیب" میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو چند کلمات ادا فرماتے تھے، میں نے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ (ان کلمات کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ) (مجلس میں) اگر خیر کی باتیں ہوں گی تو یہ کلمات ان باتوں پر قیامت کے دن تک مُہر بن جائیں گے، اور اگر بُری باتیں کی ہوں گی تو ان کے لئے کفارہ بن جائیں گے یہ کلمات وہی ہیں جو اُوپر گزرے (رواہ ابن ابی الدنیا والنسائی واللفظ لہما والحاکم والبیہقی)

مجلس سے اُٹھنے سے پہلے ان کو ضرور پڑھ لینا چاہئے، اور تین مرتبہ پڑھ لے تو بہتر ہے کیونکہ بعض روایات میں یہ عدد مذکور ہے۔ ذرا سی زبان ہلانے میں کتنا بڑا نفع حاصل ہوتا ہے، فالحمد للہ۔

اور واضح رہے کہ ان کے پڑھنے سے حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔ مثلاً کسی کی غیبت کی، یا غیبت سُنی، یا چُغلی کھائی تو اس کے لئے صاحب حق سے معافی مانگے۔ اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو

اس کے لئے اتنا زیادہ استغفار کرے کہ دل گواہی دیدے، کہ اس کے بارے میں جو کچھ کہا تھا اس کی تلافی ہوگئی، خوب سمجھ لو۔

استغفار کے صیغے

جن الفاظ میں بھی اللہ پاک سے گناہوں کی مغفرت طلب کی جائے وہ سب استغفار ہے لیکن جو الفاظ احادیث شریفہ میں وارد ہوئے ہیں اُن کے ذریعے استغفار کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ یہ الفاظ مبارک ہیں جو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں، ان سطور کے لکھنے کے وقت جو الفاظ حدیث کی کتابوں میں ہمیں ملے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، ان میں سے بعض صیغے کتاب الذکر میں فضائل استغفار کے بیان میں بھی گذر چکے ہیں)۔

۱- رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

"اے میرے رب میری مغفرت فرمادے اور میری توبہ قبول فرما بے شک آپ بہت توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور بخشش فرمانے والے ہیں"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مجلس میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے، (سنن ترمذی، ابو داؤد)

(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین بار یوں کہا:۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ[۱]، تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہو (اخرجہ الحاکم ص ۵۱۱ ج ۱ وقال صحیح علی شرط الشیخین، لکن قال الذہبی ابو سنان الراوی لم یخرج لہ البخاری اھ ومع ذلک ہو ثقۃ کما فی التقریب)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے (رات کو) اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑ کر تین بار یہ پڑھا،

---

[۱] (ترجمہ) میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جو بڑا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے۔ اور میں اس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ ۱۲

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کے گناہ معاف فرمادیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں، اگرچہ درختوں کے پتوں کے برابر ہوں، اگرچہ مقام عالج کی ریت کے برابر ہوں (اخرجہ الترمذی فی الدعوات وقال حسن غریب)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے دو یا تین بار یوں کہا: ہائے میرے گناہ، ہائے میرے گناہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو یوں کہہ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (ترجمہ) "اے اللہ آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ بڑی ہے، اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر امید دلانے والی ہے۔"

اس نے یہ الفاظ کہے، آپؐ نے فرمایا پھر کہو، انھوں نے پھر دہرائے، آپؐ نے فرمایا پھر کہو، انھوں نے پھر ان کو دہرایا، آپؐ نے فرمایا کھڑا ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی (اخرجہ الحاکم ص ۵۴۴ ج ۱، وقال رواتہ من آخرہم مدنیون فمن لایعرف واحد منہم بجرح واقرہ الذہبی)

(۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (اخرجہ الحاکم ص ۵۱۱ ج ۱، وقال صحیح علیٰ شرط الشیخین واقرہ الذہبی)

"اے اللہ! میں آپ سے ان سب گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کئے اور بعد میں کئے اور جو ظاہر میں کئے اور جو پوشیدہ طریقے پر کئے، آپ آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ پیچھے ہٹانے والے ہیں، اور آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔"

(۵) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے:-

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ

اے اللہ تو میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھ کو پیدا فرمایا ہے، اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر

وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔

اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں، جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں نے جو گناہ کئے اُن کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا ہے۔"

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور شام سے پہلے مرجائے تو جنتی ہوگا اور جو شخص رات کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور صبح سے پہلے مرجائے تو جنتی ہوگا۔ (مشکوٰۃ صـ۲۰۴ عن البخاری)

استغفار دل حاضر کر کے ہو تو بہت ہی عمدہ بات ہے، اگر حضوریِ قلب نہ ہو تب بھی زبان پر تو استغفار جاری رہنا ہی چاہئے، یہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کام دے گا۔ استغفار میں کبھی کوتاہی نہ کی جائے، اور مواقع نکال کر حضورِ قلب اور پوری ندامت کے ساتھ توبہ بھی کرتے رہا کریں، تاکہ ہمیشہ غفلت والا ہی استغفار نہ رہے، ہر وقت حضورِ قلب نہیں ہو سکتا، تو کبھی کبھی تو اس پر قابو پایا جا سکتا ہے، مثلاً یہ کہ رات کو سوتے وقت خوب دل حاضر کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر خوب گڑگڑا کر توبہ و استغفار کر لیا کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ مومن بندہ اپنے گناہوں کو (خوف خدا کی وجہ سے) ایسا سمجھتا ہے جیسے کہ وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے، اور ڈر رہا ہے کہ اس پر گر نہ پڑے، اور بدکار آدمی اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے جیسے اس کی ناک پر کوئی مکھی گذرنے لگی اور اس نے ہاتھ ہلا کر ہٹا دی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

آج کل جیسا ہر عبادت میں غفلت اور بے دھیانی اور کوتاہی نے جگہ پکڑ لی ہے توبہ و استغفار بھی غفلت کے ساتھ ہوتے ہیں، اور سچی توبہ جس میں دل حاضر ہو اور جس میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہو، اور جس کے بعد حقوق کی تلافی کی جاتی ہو اس کا خیال بھی نہیں آتا، اسی غفلت والے استغفار کے بارے میں حضرت رابعہؒ بصریہ نے فرمایا:

اِسْتِغْفَارُنَا يَحْتَاجُ اِلَى اسْتِغْفَارٍ كَثِيْرٍ ،

"یعنی ہمارا استغفار بھی ایک طرح کی معصیت ہے، اس کے لئے بھی

ؒ قول رابعہؒ وقول الربیع ذکرھما ابن الجزری فی الحصن ۱۲

استغفار کی ضرورت ہے؟

اور حضرت ربیع بن خُثَیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم لوگ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ مت کہو، اس کے معنی یہ ہیں کہ "میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اُس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں" یہ ایک طرح کا دعویٰ ہے، زبان سے توبہ اور استغفار کا لفظ نکالا اور دل اس کی طرف متوجہ نہ تھا اس لئے مذکورہ دعویٰ ایک طرح کا جھوٹ ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت ربیع بن خُثَیم ؒ نے فرمایا کہ بجائے مذکورہ بالا الفاظ کے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ کہتا رہے، کیونکہ اس میں کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ سوال ہے، اور گو سوال بھی غفلت کے ساتھ مناسب نہیں، کیونکہ یہ بھی بے ادبی ہے، لیکن اللہ جل شانہٗ کا کرم ہے کہ اس پر مواخذہ نہیں فرماتے، جب کوئی شخص برابر رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ کہتا رہے گا تو کسی مقبولیت کی گھڑی میں انشاء اللہ تعالیٰ دُعا قبول ہو ہی جائے گی کیونکہ جو شخص برابر دروازہ کھٹکھٹاتا رہے گا کبھی اس کے لئے دروازہ کُھل ہی جائے گا، اور داخل ہونے کا موقع مل ہی جائے گا۔ اپنے لئے اور والدین کے لئے اور آل و اولاد کے لئے اور اساتذہ و مشائخ کے لئے احباب و اصحاب کے لئے مُردہ ہوں یا زندہ مرد ہوں یا عورت سب کے لئے استغفار کرتے رہنا چاہئے خصوصًا ان لوگوں کے لئے برابر استغفار کرتے رہیں جن کا کبھی دل دکھایا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو، یا کسی کی غیبت سُنی ہو، یا کسی پر تہمت لگی ہو، ان لوگوں کے لئے اتنا استغفار کریں کہ دل گواہی دے کہ اُن کو اگر استغفار کا پتہ چلے تو وہ ضرور خوش ہو جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ (ایسا بھی ہوتا ہے) کہ کسی بندہ کے ماں باپ وفات پا جاتے ہیں۔ یا دونوں میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے اور حال یہ تھا کہ یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی کرتا رہا اور ستاتا رہا اب موت کے بعد ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہے اور ان کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ جل شانہٗ اس کو ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والوں میں لکھ دیتے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح صـ۴۲۱ از بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ جل شانہٗ جنّت میں نیک

بندہ کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا ہے؟ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری اولاد نے جو تیرے لئے مغفرت کی دعا کی یہ اس وجہ سے ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵، از احمد)

مومن بندوں کو چاہئے کہ دیگر اذکار و اوراد کے ساتھ استغفار کی کثرت کو بھی معمول بنائیں کم از کم صبح و شام سَو سَو مرتبہ تو استغفار پڑھ ہی لیا کریں، اس کے علاوہ جس قدر ممکن ہو استغفار کی کثرت کریں۔

استغفار کے الفاظ روایات حدیث میں گذر چکے ہیں ان کو اختیار کریں اور کچھ بھی یاد نہ ہو تو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ہی کثرت سے پڑھتے رہیں۔

حضرت لقمان حکیم نے فرمایا کہ تو اپنی زبان کو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کہتے رہنے کی عادت ڈال دے کیونکہ بعض گھڑیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں اللہ پاک سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔[۱]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کا نامۂ اعمال اس کو خوش کرے تو چاہیئے کہ استغفار کی کثرت کرے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری[۲])

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَارْحَمْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ٥

---

[۱]: ذکرہ ابن الجزریؒ فی الحصن الحصین

[۲]: مؤلف کی کتاب "فضائل توبہ و استغفار" کا بھی مطالعہ کیا جائے۔

فضائلُ الصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد الانام

(علیہ افضلُ الصّلوٰۃِ والسّلام)

اذکار میں درود شریف کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے، قرآن مجید میں صلوٰۃ وسلام کا حکم وارد ہوا ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

سورۃ الاحزاب میں فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

جب کوئی بندہ بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کرتا ہے کہ "اے اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج" تو اس میں اول تو اس بات کا اقرار ہے کہ مجھ پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بڑے احسانات ہیں، اور میں آپ کے لئے کوئی تحفہ نہیں بھیج سکتا جو لائق کمال تشکر ہو پھر اللہ جل شانہٗ کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ اے اللہ تو ہی اُن پر اپنی رحمت کی بارشیں برسا اور اُن کو مزید اکرام واعزاز اور توصیف وثناء سے نوازدے اللہ جل شانہٗ تو خود ہی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں پھر بندوں میں سے جو شخص اللہ پاک سے آپ کے لئے رحمت کی دعا کرتا ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی صاحبِ اولاد سے کہے کہ آپ اپنے بچوں کے لئے عید پر عمدہ کپڑے بنائے، بچوں والا تو خود ہی اپنے بچوں کے لئے لباس وپوشاک کا انتظام کرتا ہے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے لیکن اس شخص کے کہنے سے اس کے دل میں قدر ہوگی کہ دیکھو ہماری اولاد کے لئے فکرمند ہے، اسی طرح سمجھ لو کہ جب کوئی شخص محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے خدائے پاک کی جنابِ عالی میں رحمت کی

کی دُعا پیش کرے گا تو اللہ کا مقبول اور محبوب بندہ بنے گا، اللہ جل شانہ خود اپنے نبی پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر رحمت بھیجتے ہیں اس کے باوجود بندہ کا یہ سوال کرنا کہ اے اللہ پاک اپنے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہی رہیں، بارگاہِ خداوندی میں اس کی حیثیت بڑھنے کا سبب ہوگا اور مقبولین بارگاہ میں شمار ہوگا۔ پھر یہ دعائے غائب للغائب میں بھی آتا ہے اور حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دُعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ تجھے بھی ایسا انعام ملے جیسا تونے اپنے بھائی کے لئے طلب کیا ہے۔ پس درود شریف کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرنے میں دعا مانگنے والے کے لئے بارگاہِ خداوندی کی مقبولیت اور محبوبیت بھی ہے اور فرشتہ کی دعا کا استحقاق بھی ہے جو باعثِ رحمت ہے، پس جو بندہ جس قدر درود شریف پڑھے گا محبوب بارگاہ خداوندی ہوگا اور مستحق رحمت ہوگا، ساتھ ہی اس کے درجات بلند ہوں گے اور گناہ معاف ہوں گے، ایسی صورت میں یہ ارشاد بالکل سمجھ میں آجاتا ہے کہ تمام اوقات درود ہی میں خرچ کروگے تو تمہارے فکروں کی کفایت کی جائے اور گناہوں کی بخشش ہوجائے گی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں پوری کرانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہت زیادہ درود پڑھے اور اس قدر پڑھے کہ دوسرے کسی وظیفہ کی فرصت ہی نہ ملے۔

چند احادیث مبارکہ بابت فضائل درود شریف لکھی جاتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایک بار مجھ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف ہوں گے، اور اس کے دس درجات بلند کر دیئے جائیں گے (نسائی شریف) اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اور اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ (کما فی الترغیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا تھا۔

(ترمذی)

حضرت رُویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر درود پڑھا اور یوں کہا اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (اے اللہ! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز اپنے نزدیک مقام میں نازل کیجیو) تو اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہو گی۔ (رواہ احمد کمافی المشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں گشت لگاتے پھرتے ہیں، اور ان کا کام یہ ہے کہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ عن النسائی والدارمی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (صحابہ کے مجمع میں) اس حالت میں تشریف لائے کہ آپؐ کے چہرۂ انور پر خوشی ظاہر ہو رہی تھی (مجمع میں پہنچ کر) فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ کیا تم کو یہ بات خوش نہ کرے گی کہ تمہاری اُمت میں سے جو شخص تم پر درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا، اور جو شخص تمہاری اُمت میں سے تم پر سلام بھیجے گا تو میں اس پر دس سلام بھیجوں گا۔ (مشکوٰۃ) لہٰذا اگر کوئی شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے صلوٰۃ وسلام دونوں کو ملا لے تو اس پر خدائے تعالیٰ کی بیس۲۰ عنایتیں ہوں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔

(کذافی المشکوٰۃ عن احمد وہو فی حکم المرفوع)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ (یعنی ستر رحمتیں ایک مرتبہ درود کے صلہ میں مل جانا) جمعہ کے روز کے ساتھ مخصوص ہو، (اس روز کی عظمت وفضیلت کی وجہ سے ثواب بڑھا دیا جاتا ہے اور بجائے دس کے ستر رحمتیں نازل ہوتی ہوں) واللہ اعلم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کامل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا، (رواہ الترمذی ... وقال حسن غریب صحیح)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ظلم کی بات ہے کہ کسی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر

درود نہ بھیجے۔ (کنز العمال عن عبدالرزاق دیو من محمد بن علی مرسلاً)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ دعا، آسمان وزمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے ذرا بھی آگے نہیں چڑھتی جب تک تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دعا اٹکی ہوتی ہے، جب تک تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (کنز العمال عن البیہقی فی شعب الایمان)

ان روایات سے درود شریف کی چند فضیلتیں معلوم ہوئیں، مؤمن بندوں کو چاہیئے کہ صلوٰۃ وسلام کی بھی خوب کثرت کریں۔ [1]

فائدہ:-

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید کی تلاوت میں تمام اوقات خرچ کرنے پر اللہ جل شانہ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو وہ کچھ دوں گا جو سوال کرنے والوں کی عطایا سے بڑھ کر ہوگا اور درود شریف کے بارے میں یہ فرمایا کہ جو شخص تمام اوقات کا وظیفہ درود ہی کو بنالے اس کے افکار دور ہوں گے اور گناہ معاف ہوں گے اور استغفار کے بارے میں بھی فرمایا کہ جو شخص اس کو لازم پکڑے گا یعنی اسی میں لگا رہے اللہ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنادیں گے اور ہر فکر سے چھٹکارہ نصیب فرمائیں گے اور اس کو وہاں سے رزق دیں گے جہاں سے ملنے کا اس کو خیال بھی نہ ہوگا اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ ننانوے مرضوں کی دوا ہے جن میں سب سے سہل (یعنی کمتر) تفکرات ہیں کوئی ناسمجھ آدمی شاید ان باتوں میں تعارض (یعنی ایک دوسرے کی مخالفت) سمجھے لیکن درحقیقت یہ کوئی تعارض نہیں کیونکہ ان چیزوں کے بلاشبہ وہ اثرات اور نتائج اور فوائد ضرور ہیں جن کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ عمل کرنے والا جس کو بھی اختیار کرے گا مالا مال ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے فوائد بتادیئے جو بالکل حق ہیں اور عمل آپ کا یہ تھا کہ آپ تلاوت بھی فرماتے تھے، استغفار بھی کرتے تھے دعا بھی کرتے تھے دیگر اذکار بھی پڑھتے تھے، اگر کوئی شخص اس پر عمل کرے کہ ان سب چیزوں میں لگے تو یہ بہت ہی مبارک ہے اور بندوں کے مختلف احوال کے اعتبار سے بھی اعمال کی کثرت وقلت میں فرق ہوسکتا ہے، مثلاً حافظ

---

[1] "فضائل صلوٰۃ وسلام" کے نام سے ہم نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے اس کا مطالعہ بھی کرلیا جائے۔

قرآن کو کثرتِ تلاوت کی توفیق زیادہ ہے، چلتے پھرتے، آتے جاتے، سفر و حضر میں اس کے لئے تلاوت کا موقعہ بہت ہے اور جس نے زندگی میں گناہ بہت کئے ہوں اس کو استغفار کی کثرت کی ضرورت ہے اور جمعہ کے دن کثرت درود کی فضیلت اور ترغیب آئی ہے اس دن اس پر عمل کیا جائے، مشائخ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ مدینہ منورہ کے سفر اور قیام مدینہ منورہ میں درود شریف کی کثرت کے لئے تاکید فرماتے تھے، بات اصل یہ ہے کہ لگا رہے جو کچھ ملے گا کرنے سے ملے گا غفلت سے کچھ نہیں ملتا، خوب سمجھ لو تلاوت میں لگا رہے یا درود میں مشغول رہے یہ سب دُعا ہی ہے۔

تلاوت اور ذکر کے بارے میں چند احکام

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پائخانہ سے نکل کر (وضو کئے بغیر ہی) ہم کو قرآن شریف پڑھاتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت کھالیتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت) سے آپ کو غسل فرض ہونے والی حالت کے علاوہ کوئی چیز روکنے والی نہ تھی۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۹، بحوالہ ابو داؤد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن ابی بکر (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضؓ کے لئے مضمون تحریر فرمایا اس میں یہ بات (بھی) تھی کہ قرآن شریف کو صرف پاک آدمی ہی چھو سکتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۰ بحوالہ مالک و دارقطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان گھروں کو (جن کے دروازوں میں مسجد سے ہو کر گذرنا پڑتا ہے) مسجد کے رُخ سے پھیر دو (یعنی دروازوں کے رُخ بدل دو) کیونکہ میں مسجد (کے داخل ہونے) کو ماہواری کے حال والی عورت کے لئے اور جس پر غسل فرض ہو اس کے لئے حلال نہیں قرار دیتا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۰، بحوالہ ابو داؤد)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حیض والی عورت (جو ماہواری سے ہو) اور جس پر غسل فرض ہو (مرد ہو یا عورت) کچھ بھی قرآن شریف

نہ پڑھے۔

ان حدیثوں میں جُنُب اور حائض اور مُحدِث کے بعض شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں جس پر غسل فرض ہو اُسے جُنُب کہتے ہیں اور جو عورت ایام سے ہو اُسے حائض کہتے ہیں اور جس کا وضو نہ ہو اُسے مُحدِث کہتے ہیں۔ ان تینوں کے متعلق کچھ مسائل ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:۔ جُنُب اور محدث نماز نہیں پڑھ سکتے جب فرض نماز پڑھنے کا وقت آجائے تو جُنُب پر غسل کرنا اور مُحدِث پر وضو کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ حائض عورت پر نماز پڑھنا فرض نہیں ہے، جب ماہواری کے دن ختم ہو جائیں تو نماز کے لئے غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے، اگر ایام ختم ہونے سے پہلے کسی وجہ سے غسل کرے تو اس غسل سے پاک نہ ہوگی۔ اور پاک عورت کے احکام اس پر جاری نہ ہوں گے۔

مسئلہ:۔ مُحدِث مرد ہو یا عورت قرآن شریف نہیں چھو سکتے البتہ حفظِ قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں۔ جب کوئی شخص پیشاب پاخانہ کرنے یا اور کسی وجہ سے بے وضو ہو جائے تو وہ کھانا بھی کھا سکتا ہے اور قرآن شریف بھی پڑھ سکتا ہے اور کلمہ، درود شریف واستغفار بھی پڑھ سکتا ہے البتہ قرآن شریف نہیں چھو سکتا، اور نہ وضو کئے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے، فرض نماز ہو یا نفل۔

مسئلہ:۔ جُنُب اور حائض کو قرآن شریف پڑھنے کی اجازت ہے نہ چھونے کی۔

مسئلہ:۔ قرآن شریف کے علاوہ پڑھنے کی جو چیزیں ہیں، جیسے پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا کلمہ اور درود شریف اور استغفار ان کو جُنُب اور حائض سب پڑھ سکتے ہیں۔ بلکہ اگر کسی آیت کو بطور دعا جُنُب اور حائض پڑھیں تو اس کے پڑھنے کی بھی اجازت ہے جیسے (رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیا ۔۔۔ آخر تک) البتہ بطور تلاوت پڑھنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ:۔ جس شخص پر غسل فرض ہو اور جو عورت ماہواری سے ہو اسے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

دستور العمل

تلاوت اور ذکر اور صلوٰۃ وسلام کے فضائل معلوم ہوئے، اب ہر شخص اپنے اپنے حالات اور اپنی اپنی فرصت کے اعتبار سے اپنے لئے کوئی ایسا دستور العمل بنالے جس پر عمل کرتا رہے، ہم ایک ایسا دستور العمل لکھ رہے ہیں جس پر بآسانی ہر شخص عمل کر سکتا ہے۔

صبح وشام (۱) صبح کو سورۂ یٰسین پڑھیں اور اس کے ساتھ حسبِ فرصت پارہ دو پارہ پڑھیں، (۲) صبح شام سومرتبہ کلمہ سوم یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھیں، (۳) سومرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھیں، (۴) سومرتبہ درود شریف پڑھیں (نمازیں جو درود پڑھتے ہیں وہ بہتر ہے) (۵) سومرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۶) سومرتبہ درود شریف (۷) سید الاستغفار ایک مرتبہ (۸) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ (۳ بار) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ زِنَۃَ عَرْشِہٖ (۳ بار) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ رِضَا نَفْسِہٖ (۳ بار) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ (۳ بار)

اگر نمازِ فجر باجماعت پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے یہ چیزیں پڑھ لیں (جو تھوڑا سا ہی وقت ہوتا ہے)، تو بآسانی یہ سب چیزیں ایک ہی مجلس میں پڑھی جاسکتی ہیں، اور ان کے پڑھنے کے لئے بیٹھنا نماز اشراق پڑھنے کا بھی ذریعہ بن جائے گا، اور اس طرح سے (ان چیزوں کے فضائل کے علاوہ) ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب مزید ملے گا۔ (کما اخرجہ الترمذی)

شام کو عصر کے بعد ان چیزوں کو پڑھ لیں، عصر سے مغرب تک ذکر کرنے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے، اس وقت نہ ہوسکے تو مغرب کے بعد پڑھ لیں، اس وقت بھی نہ ہوسکے تو عشاء پڑھ کر پڑھ لیں، ایک ساتھ نہ ہوسکے تو کچھ عصر کے بعد، کچھ مغرب، کچھ عشاء کے بعد پڑھ لیں۔ لایعنی باتوں سے بچنے کا فکر کریں گے تو بہت وقت نکل آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ،

رات کو سورۂ یٰسٓ، سورۂ واقعہ، سورۂ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ، سورۂ الٓمّٓ السَّجْدَۃ، پڑھیں کچھ بھی نہ ہوسکے تو سورۂ تبارک الذی تو ضرور پڑھ لیں۔

سوتے وقت :- سونے کی دعاء، بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی پڑھیں (۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳، ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار (۳) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۃ تک ایک بار، چاروں قُل. سورۂ فاتحہ ایک ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ (تین بار)

فرض نمازوں کے بعد

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳، ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار، آیت الکرسی ایک بار، چاروں قُل ایک ایک بار،

یہ مختصر سا دستورالعمل نماز کے بعد کا اور صبح وشام اور رات کا ہم نے لکھ دیا ہے، اس کے علاوہ مختلف حالات کی مسنون دعاؤں کا بھی اہتمام کریں جو انشاءاللہ آگے آرہی ہیں اور ان کے علاوہ ہر وقت اپنی زبان اللہ کی یاد میں تر رکھیں۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

کتاب فضائل الدعا و برکاتہ

(دُعا کے فضائل اور برکات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فضائل دُعا

دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ اور برتر نہیں اور دُعا عبادت کا مغز ہے، اور جو اللہ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دُعا سے بڑھ کر بزرگ و برتر نہیں۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دُعا عبادت کا مغز ہے۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ شانہٗ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔ [3]

ان احادیث شریفہ میں دُعا کی فضیلت واہمیت بیان فرماتی ہے، پہلی حدیث میں فرمایا کہ عبادات میں اللہ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ و برتر نہیں ہے، اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ دُعا عبادت کا مغز ہے چھلکے کے اندر جو اصل چیز ہوتی ہے اس کو مغز کہتے ہیں اور اسی مغز کے دام ہوتے ہیں، بادام کو اگر پھوڑا تو اس میں سے گری نکلتی ہے، اسی گری کی قیمت ہوتی ہے اور اسی

---

[1] رواہ الترمذی [2] رواہ الترمذی [3] رواہ الترمذی

گری کے لئے بادام خریدے جاتے ہیں، اگر چھلکوں کے اندر گری نہ ہو تو بادام بے دام ہو جاتے ہیں عبادتیں بہت سی ہیں اور دُعا بھی ایک عبادت ہے جو بہت بڑی عبادت ہے عبادت ہی نہیں عبادت کا مغز ہے اور اصل عبادت ہے، کیونکہ عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے حضور میں بندہ اپنی عاجزی اور ذلت پیش کرے اور خشوع وخضوع یعنی ظاہر و باطن کے جھکاؤ کے ساتھ بارگاہ بے نیاز میں نیازمندی کے ساتھ حاضر ہو چونکہ یہ عاجزی والی حضوری دُعا میں سب عبادتوں سے زیادہ پائی جاتی ہے، اس لئے دُعا کو عبادت کا مغز فرمایا اور تیسری حدیث میں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہو جاتے ہیں، اس ناراضگی کی وجہ بندہ کا تکبر ہے جو شخص عاجز محض ہے وہ خالق و مالک کے حضور میں نہیں جھکتا اور اس سے مانگنے سے سرکشی کرتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا طرزِ عمل ہی غصہ اور ناراضگی کے قابل ہے۔

دُعا سراپا عبادت ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دُعا عبادت ہی ہے، اس کے بعد آپ نے یہ آیت وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (آخر تک) تلاوت فرمائی[1] جس کا ترجمہ یہ ہے اور فرمایا تمہارے پروردگار نے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری درخواست قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

گذشتہ حدیث میں فرمایا کہ جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ جل شانہٗ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس حدیث میں فرمایا کہ دُعا عبادت ہی ہے، یعنی صحیح طریقہ پر دُعا کی جائے تو دُعا عبادت ہی ہوگی دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ دُعا سراپا عبادت ہے، دُعا میں بندہ اپنی عاجزی اور حاجتمندی کا اقرار کرتا ہے اور سراپا نیاز ہو کر بارگاہِ خداوندی میں اپنی حاجت پیش کر کے للچاتا اور بلکتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے کہ صرف اللہ ہی دینے والا ہے وہ داتا ہے اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے وہ قادر ہے کریم

---

[1] رواہ الترمذی وابوداؤد

ہے، جتنا چاہے دے سکتا ہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے وہ بے نیاز ہے اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور مخلوق سراسر عاجز اور محتاج ہے جب اپنے اس یقین کے ساتھ قادر و قیوم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے تو اس کا یہ شغل سراپا عبادت بن جاتا ہے اور یہ دُعا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کا سبب بن جاتی ہے، اس کے برعکس جو شخص دُعا سے گریز کرتا ہے وہ اپنی حاجتمندی کے اقرار کو خلاف شان سمجھتا ہے چونکہ اُس کے اس طرز عمل میں تکبر ہے اور اپنی بے نیازی کا دعویٰ ہے اس لئے اللہ جل شانہٗ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے داخل دوزخ ہونے کی وعید آیت میں مذکور ہے۔

دُعا سے عاجز نہ ہو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دُعا (کے بارے) میں عاجز نہ ہو کیونکہ دُعا کا ساتھ ہوتے ہوئے ہرگز کوئی شخص ہلاک نہ ہوگا۔[1]

انسان بھلائی اور بہتری کے لئے جتنی تدبیریں کرتا ہے؛ درد دُکھ تکلیف سے بچنے کے لئے جتنے طریقے سوچتا ہے ان میں سب سے زیادہ کامیاب اور آسان اور مؤثر طریقہ دُعا کرنا ہے اس میں نہ ہلدی لگے نہ پھٹکری نہ ہاتھی گھوڑے جوڑنے پڑیں نہ ہاتھ پاؤں کی محنت، نہ مال کا خرچ، بس دل کو حاضر کر کے دُعا کرنی پڑتی ہے، غریب اور مالدار، صحت مند اور بیمار، مسافر اور مقیم دیسی اور پردیسی بوڑھا جوان مجمع میں ہو یا کیسی ہی تنہائی میں ہر شخص دُعا کر سکتا ہے اسی لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ سب بخیلوں سے بڑھ کر وہ بخیل ہے جو سلام میں بخل کرے اور بلاشبہ سب عاجزوں سے بڑھ کر وہ عاجز ہے جو دُعا سے بھی عاجز ہو۔[2] درحقیقت دُعا میں سُستی کرنا بڑی محرومی ہے۔ دشمنوں سے نجات کے لئے اور طرح طرح کی مصیبتوں کے دُور ہونے کے لئے بہت سی تدبیریں کرتے ہیں مگر دُعا نہیں کرتے جو ہر تدبیر سے آسان ہے اور ہر تدبیر سے بڑھ کر مُفید ہے۔ یہ سمجھ لیں کہ جائز تدبیروں کے چھوڑنے کی ترغیب نہیں دی جا رہی ہے۔ بلکہ سب سے بڑی تدبیر (یعنی دُعا) کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے جو دنیا میں بھی

---

[1] الترغیب والترہیب للحافظ المنذری [2] قال الہیثمی رواہ ابو یعلی موقوفاً ورجالہ رجال الصحیح ۱۲

نافع ہے اور آخرت میں بھی اجر و ثواب دلانے والی ہے، ہدایت اللہ سے مانگے دین و دنیا کی کامیابی اللہ سے طلب کرے۔ قرضوں کی ادائیگی کے لئے اور ہر چھوٹی بڑی حاجت پوری کرنے کے لئے اللہ جل شانہٗ کے حضور میں درخواست کرے دنیا و آخرت کی ہر خیر اللہ ہی سے مانگے دعا میں لگا رہے گا تو انشاء اللہ خیر ہی خیر سامنے آئے گی اگر کسی دعا کے بارے میں خدائے پاک کی حکمت ہو کہ اس کا نتیجہ دنیا میں ظاہر نہ ہو تب بھی آخرت میں تو ضرور ہی کام آئے گی۔ بعض روایات میں ہے کہ بلاشبہ دعا اس مصیبت کے (دفعیہ کے) لئے نفع دیتی ہے جو مصیبت نازل ہو چکی اور اس مصیبت کے (روکنے کے) لئے (بھی) نفع دیتی ہے۔ جو نازل نہیں ہوتی پس اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑ لو۔ [1]

مؤمن بندوں کو دعا کرتے ہی رہنا چاہئے، جو مصیبت آچکی اس کے دفع کرنے کے لئے دعا لازم ہے اور جن ہزاروں مصیبتوں سے محفوظ ہیں ان کے نازل ہونے کا ہر وقت خطرہ ہے ان سے بچے رہنے کے لئے بھی دعا فائدہ دیتی ہے، ہر قسم کی بلا اور مصیبت سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں اور ہر طرح کی عافیت کا سوال کرتے رہیں۔

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمانوں اور زمینوں کی روشنی ہے [2]

اس حدیث میں اول تو یہ ارشاد فرمایا کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے چونکہ دعا سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، شیطانی حملوں سے بچاؤ ہوتا ہے انسانی دشمنوں پر فتحیابی حاصل ہوتی ہے ظالموں سے نجات ہوتی ہے اس لئے اس کو مؤمن کا ہتھیار بتایا، پھر فرمایا کہ دعا دین کا ستون ہے، ایک حدیث میں نماز کو دین کا ستون بتایا ہے، اسلام کا سب سے بڑا رکن توحید ہے اور موحد ہونے کا عملی ثبوت نماز اور دعا میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ دونوں میں اظہار بندگی ہے اور عجز و انکساری کا مظاہرہ ہے اس لئے دونوں کو دین کا ستون بتایا، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دعا آسمانوں کی اور زمینوں کی روشنی ہے،

---

[1] رواہ الترمذی، [2] رواہ الحاکم فی المستدرک

اس کا یہ مطلب ہے کہ مؤمن بندہ جب تک دُنیا میں رہے اس کے لئے دعا روشنی کا کام دے گی اور اس کے لئے تمام مطلوبہ راستوں میں چلنے کے لئے راہ کھل ملے گی اور موت کے بعد جب دوسرے عالم کے حالات سامنے آئیں گے تو وہاں بھی دُعا کام آئے گی، اور اس کی وجہ سے روشنی نصیب ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سب کچھ اللہ تعالیٰ سے ہی مل سکتا ہے اور اُس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آسکتی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کرو اے میرے بندو! تم سب راہ بھٹکے ہوئے ہو سوائے ان کے جن کو میں ہدایت دوں۔ لہٰذا تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اُن کے جن کو میں کھلا دوں لہٰذا تم مجھ سے کھانے کو مانگو میں تم کو کھانے کے لئے دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اُن کے جن کو میں پہنا دوں، لہٰذا تم مجھ سے پہننے کے لئے طلب کرو۔ میں تم کو پہننے کو دوں گا۔ اے میرے بندو! بلاشبہ تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخش سکتا ہوں، لہٰذا تم مجھ سے مغفرت چاہو میں تم کو بخش دوں گا، اے میرے بندو! یقین جانو کہ تم مجھے ضرر پہنچانے کے لائق ہرگز نہیں ہو سکتے جس کی وجہ سے مجھے ضرر پہنچا سکو۔ اور (اس کا بھی) یقین جانو کہ تم مجھے نفع پہنچانے کے لائق ہرگز نہیں ہو سکتے جس کی وجہ سے مجھے نفع پہنچا سکو، اے میرے بندو! اس میں شک نہیں کہ اگر تم سب اولین و آخرین انسان و جنات تم میں سب سے زیادہ متقی آدمی کے موافق اپنے دل بنا لو تو (تم سب کا) یہ تقویٰ میرے ملک میں ذرا اضافہ نہ کر سکے گا۔

اے میرے بندو! اگر تم سب اولین و آخرین انسان و جنات تم میں سب سے زیادہ گنہگار آدمی کے دل کے موافق اپنا دل بنا لو۔ تو (اُن کا) یہ گنہگار ہونا میرے ملک میں سے ذرا بھی کمی نہیں کر سکتا اے میرے بندو! اگر تم اولین و آخرین انسان و جنات سب مل کر ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے

سوال کرو، اور میں ہر شخص کا سوال پورا کر دوں۔ تو (سب کا سوال پورا کرنے پر) میرے خزانوں میں سے صرف اتنی سی کمی آئے گی جتنا سوئی کو سمندر میں ڈبو کر باہر نکالا جائے (اور ذرا سی تری سوئی میں لگی رہ جائے) اے میرے بندو! (تمہاری جزا و سزا آخرت میں جو ہوگی سو) وہ صرف تمہارے اعمال (کے نتائج) ہوں گے میں تمہارے اعمال کو محفوظ رکھتا ہوں پھر پوری طرح تم کو ان کے بدلے دے دوں گا سو تم میں سے جو شخص (اپنے عمل میں) خیر پائے تو اُسے چاہیئے کہ اللہ کی حمد کرے اور جو شخص اس کے علاوہ (یعنی اپنے عمل میں بُرائی پائے سو چاہیئے کہ اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرے [1]

یہ حدیث قدسی ہے اس میں اللہ جل شانہ کی ملکیت اور ربوبیت اور بندوں کی عاجزی و محتاجگی بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ظلم کو حرام فرما لیا ہے

حدیث کے شروع میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے یعنی جو شخص جیسا کرے گا، اُسے ویسا ہی پھل ملے گا۔ قبر میں یا حشر میں جن کو عذاب ہوگا اور جو لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے وہ اپنے بُرے اعمال کی سزا بُھگتیں گے، ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ غیر مستحق کو سزا دیں۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ اعلان فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اُس کے عمل کا بدلہ ملے گا، جو کچھ کیا تھا سب وہاں موجود پائیں گے اور اُس کے موافق عذاب و ثواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کریں گے جیسا کہ اس حدیث کے علاوہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا اور ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اور فرمایا وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ہ اور فرمایا وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ہ پھر اس اعلان کے بعد کہ میں نے اپنے اُوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے، بندوں سے فرمایا وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا (یعنی میں نے ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے) لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کرو

---

[1] رواہ مسلم

کیونکہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے اور زمین میں اُس کا نائب ہے اس میں رحم اور عدل ہونا چاہیئے، ظلم اور بے انصافی سے ہمیشہ دُور رہے، جس ذاتِ پاک کو اس کی خلافت ملی ہے اس کی صفت رحم و عدل کو اختیار کرے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے اور بندوں کی سب حاجتیں پوری فرماتا ہے

اس کے بعد یہ بتایا کہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتے ہیں اور سب کو وہی کھلاتے ہیں اور سب کو وہی پہناتے ہیں کسی کو کہیں سے بھی کچھ نہیں ملتا۔ بس اللہ جل شانہٗ ہی سب کو عطا فرماتے ہیں اور حاجتیں پوری فرماتے ہیں۔ دین و دُنیا کی بھلائی اور کامیابی اور اُن کے اسباب سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں۔ اور وہی سب کو دینے والا ہے۔ وہ جسے محروم کردیں اُسے کہیں سے کچھ بھی نہیں مل سکتا، جسے وہ ہدایت دیں وہی راہ یاب ہے اور جسے وہ راہِ حق سے بھٹکا دے وہ گمراہ ہے (مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۞) جب بندہ سراسر محتاج ہے تو اُسے چاہیئے کہ دنیا و آخرت کی ہر چیز صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کرے، اس حدیث میں بندوں کی محتاجگی کے بیان کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ہدایت چاہو اور مجھ سے کھانے کو مانگو اور مجھ سے پہننے کو طلب کرو۔

صرف اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرسکتا ہے

گناہوں کا بخشنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، سورہ آل عمران میں فرمایا:۔

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ — اور کون ہے جو بخشے گناہوں کو اللہ کے سوا۔

اور سورۂ زمر میں فرمایا:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

آپ (میری طرف سے) فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرمادے

الرَّحِیۡمُ ہ وَاَنِیۡبُوۡا اِلٰی رَبِّکُمۡ وَاَسۡلِمُوۡا لَہٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ہ

گا بے شک وہ غفور الرحیم ہے۔ اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور جھک جاؤ اس کی بارگاہ میں اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آجائے پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔"

یہ آیت کریمہ اہل ایمان کے لئے بہت بڑی ڈھارس ہے اور اس میں مومنین کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں، کروڑوں گناہ بھی اللہ کی رحمت اور مغفرت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ سورۂ یوسف میں ارشاد ہے۔

وَلَا تَايۡئَسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايۡئَسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ہ

اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

اور سورۂ حجر میں ارشاد ہے۔

قَالَ وَمَنۡ يَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ ہ

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے گفتگو فرماتے ہوئے) کہا کہ گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ رحیم و کریم ہے، وہ ارحم الراحمین ہے، مشرک اور کافر کے علاوہ سب کی مغفرت فرمادے گا۔ جس قدر بھی گناہ سرزد ہو جائیں اس کی رحمت سے ناامید کبھی نہ ہوں۔ اور برابر توبہ کا اہتمام کرتے رہیں۔ توبہ بار بار ٹوٹتی رہے پھر بھی برابر توبہ میں لگے رہیں کسی دن انشاء اللہ سچی توبہ بھی ہو جائے گی۔

صغیرہ گناہوں کی مغفرت اور ان کا کفارہ تو اعمال صالحہ سے بھی ہوتا رہتا ہے لیکن کبیرہ گناہوں کی یقینی طور پر مغفرت ہو جانا توبہ کے ساتھ مشروط ہے، اگر توبہ نہ کی اور اسی طرح موت آگئی تو بشرطِ ایمان مغفرت تو پھر بھی ہو جائے گی لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ بلا عذاب کے مغفرت ہو جائے اللہ تعالیٰ یوں بھی مغفرت فرما سکتا ہے اور اسے یوں بھی اختیار ہے کہ گناہوں کی سزا دینے کے لئے دوزخ میں ڈال دے پھر عذاب کے ذریعہ پاک و صاف کر کے جنت میں بھیجے۔ چونکہ عذاب کا خطرہ بھی لگا ہوا ہے اس لئے ہمیشہ سچی توبہ اور استغفار کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مغفرت کی امید رکھیں اس کی رحمت سے ناامید کبھی نہ ہوں تاکہ اس حال میں موت آئے کہ توبہ کے ذریعہ سب کچھ معاف ہو چکا ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے رب! مجھے آپ کی عزت کی قسم ہے، میں آپ کے بندوں کو بہکاتا ہی رہوں گا۔ جب تک اُن کی رُوحیں اُن کے جسموں میں رہیں گی، اس کے جواب میں ربُّ العزت تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال اور رفعتِ شان کی جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں اُن کو بخشتا ہی رہوں گا۔ ؎۱

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے انسان! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید لگائے رہے گا میں تجھ کو بخشوں گا تیرے گناہ جو بھی ہوں اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہوں، اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا، اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہوں، اے انسان! اگر تو اتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے جس سے ساری زمین بھر جائے پھر مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہوں میں اتنی ہی بڑی مغفرت سے تجھے نواز دوں گا جس سے زمین بھر جائے۔ ؎۲

بندوں سے گناہ ہو جاتے ہیں اللہ پاک نے اپنے بندوں کی مغفرت کے لئے یہ نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ عجز و انکساری کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں مضبوط امید رکھتے ہوئے مغفرت کا سوال کرو، دل میں شرمندہ اور پشیمان ہو کر ہائے مجھ ذلیل و حقیر سے مولائے کائنات خالقِ موجودات تبارک و تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہو گئی۔ اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے اس پر اللہ جل شانہٗ مغفرت فرما دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لَا اُبَالِیْ (یعنی بخشنے میں مجھ پر کوئی بوجھ نہیں مجھے کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں ہے نہ بڑے گناہ بخشنے میں کوئی مشکل ہے نہ چھوٹا معاف کرنے میں کوئی مانع ہے اِنَّ الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ۔

گناہوں کی کثرت کی دو مثالیں ارشاد فرماتے ہوئے مومنین کو مزید تسلی دی اور فرمایا کہ اگر تیرے گناہ اس قدر ہوں کہ اُن کو جسم بنایا جائے اور زمین سے آسمان تک پہنچ جائیں اور ساری فضا (آسمان و زمین کے درمیان) کو بھر دیں تب بھر مغفرت مانگنے پر میں مغفرت کر دوں گا اور اگر تیرے گناہ

؎۱ رواہ احمد والحاکم کما فی الترغیب، ؎۲ رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات

اس قدر ہوں کہ ساری زمین ان سے بھر جائے تب بھی میں بخشنے پر قادر ہوں اور سب کو بخشتا ہوں تیرے گناہ زمین کو بھر سکتے ہیں تو میری مغفرت بھی زمین کو بھر سکتی ہے۔ بلکہ اس کی مغفرت تو بے انتہا ہے آسمان و زمین کی وسعت اور ظرفیت اس کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے البتہ کافر و مشرک کی بخشش نہ ہوگی جیسا کہ حدیث شریف کے آخر میں بطور شرط کے فرمایا ہے: "لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا" اور قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (سورہ نساء)

بے شک اللہ نہیں بخشے گا اس کو کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا دوسرے جتنے گناہ ہیں جس کے لئے وہ چاہے گا بخش دے گا۔

کافر و مشرک کی کبھی بھی مغفرت نہ ہوگی یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

مؤمن بندہ سے جتنے بھی گناہ ہو جائیں خواہ تعداد میں بہت زیادہ بڑھ جائیں، اللہ کی رحمت اور مغفرت سے کبھی ناامید نہ ہوں، توبہ و استغفار میں لگا رہے اور مغفرت کی پختہ امید باندھے رہے۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مغفرتوں کی خوشخبری سن کر گناہوں پر جرأت کرنا اور اس گھمنڈ میں گناہ کرتے چلا جانا کہ مرنے سے پہلے توبہ کرلیں گے، بہت بڑی نادانی ہے، کیونکہ آئندہ کا حال معلوم نہیں کیا پتہ توبہ سے پہلے موت آجائے، پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ موت سے پہلے توبہ و استغفار کی دولت ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا دھیان رکھتے ہیں اور کبھی کبھار گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کر لیتے ہیں اور جو لوگ مغفرت کی خوشخبریوں کو سامنے رکھ کر گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں ان کو توبہ و استغفار کا خیال تک نہیں آتا۔

وفادار بندوں کا یہ شعار نہیں کہ مغفرت کا وعدہ سن کر بے خوف ہو جائیں بلکہ مغفرتوں کی بشارتوں کے بعد اور زیادہ گناہوں سے بچنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کے لئے بشارتیں نہیں ہیں، اللہ جل شانہٗ نے آپ کی سب کچھ (چھوٹی موٹی لغزش) کی مغفرت فرما دی جس کا اعلان سورۃ الفتح کے شروع میں فرما دیا، اس کے باوجود آپ راتوں رات نمازیں پڑھتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے قدم شریف سوج گئے

تھے جب کسی نے عرض کیا کہ آپ عبادت میں اتنی محنت فرماتے ہیں حالانکہ اللہ پاک نے آپ کا سب کچھ اگلا پچھلا (لغزش والا جو کچھ عمل ہے) معاف فرما دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:-

اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا "کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں"

(بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اتنی بڑی مہربانی فرمائی کہ میرا سب کچھ معاف فرما دیا تو اس کی شکر گذاری کا تقاضا یہ ہے کہ میں مزید طاعت اور عبادت کے ذریعہ اللہ کے قرب میں ترقی کرتا چلا جاؤں۔

بندوں کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کو فائدہ نہیں

اس کے بعد اللہ جل شانہ، کی بے نیازی کا ذکر فرمایا ہے کہ مخلوق کی اطاعت سے اللہ تعالیٰ کو کچھ نفع نہیں ہوتا۔ اور نافرمانی کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا، اللہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ عبادت گذاروں کی عبادت سے اس کے ملک میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہوتا اور نافرمانوں کی نافرمانی سے اس کے ملک میں کچھ کمی نہیں آتی،

اللہ کے خزانے بے انتہا ہیں

اپنی خالقیت اور مالکیت میں وہ تنہا ہے کسی کا محتاج نہیں اُس کے وہ بے انتہا خزانوں کا اندازہ معلوم کرنا چاہتے ہو تو اس مثال سے سمجھ لو کہ تم اوّلین وآخرین انسان وجنات زندے اور مرے ہوئے خشک مخلوق اور تر مخلوق سب بیک وقت ایک میدان میں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرو، اور ہر ایک اتنا مانگے جہاں تک وہ اپنی (فہم کی رسائی سے) انتہائی آرزو کر سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر سائل کا سوال اسی وقت پورا فرما دیں گے تو اس کے خزانوں میں سے صرف اتنا خرچ ہوگا جیسے سوئی سمندر میں ڈال کر نکال لی جائے اور پورے سمندر میں سے ذرا سی تری اسی سوئی پر لگ جاوے (یہ بھی سمجھانے کے لئے ہے ورنہ غیر متناہی کے سامنے متناہی کو یہ بھی نسبت نہیں ہے)

بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

يَدُ اللّٰهِ مَلْأَىٰ لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهٖ

اللہ کا ہاتھ (ہر وقت) بھرا ہوا ہے، وہ کتنا ہی خرچ فرمادیں کم نہیں ہوتا رات دن خرچ فرماتے ہیں تم ہی بتاؤ جب سے اس نے آسمان وزمین پیدا فرمائے ہیں کتنا خرچ فرمادیا، اور جو اس کے ہاتھ میں تھا اس میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا۔

بس انسان کو چاہیئے کہ اپنی آخرت سنوارنے کے لئے نیک اعمال میں لگا رہے جو نیکی ہوجائے اس پر اللہ کا شکر کرے کہ اس کی توفیق سے ہوئی اور جو گناہ ہوجائے تو اُس پر اپنے نفس کو ملامت کرے۔ اور توبہ واستغفار میں کوتاہی نہ کرے، قیامت کے میدان میں اور دوزخ میں اپنے آپ کو ملامت کرنے سے کچھ نفع نہ ہوگا، وہاں شرمندگی اور پشیمانی کام نہ آئے گی موت سے پہلے ہی توبہ و استغفار کر کے گناہ معاف کرالو۔ گناہوں کو اپنے نفس ہی کی طرف منسوب کرو اور گناہ ہوجائے تو اپنے ہی کو ملامت کرو۔

چپل کا تسمہ اور نمک بھی اللہ ہی سے مانگو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے ضرور اپنی ہر حاجت کا سوال کرے، یہاں تک کہ جب چپل کا تسمہ کہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگے اور نمک (کی حاجت ہو تو وہ) بھی اسی سے طلب کرے۔ [1]

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ بندہ کو اپنے رب سے سب کچھ مانگنا چاہیئے، چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی چیز بھی اللہ ہی سے مانگے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ سے ہر چیز مانگو یہاں تک کہ (جوتے اور چپل کا تسمہ) بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرو کیونکہ اللہ جل شانہٗ اس کے ملنے کے لئے آسانی نہ فرمائے تو میسر نہیں ہوسکتا (مجمع الزوائد) درحقیقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سچ فرمایا، جب ساری مخلوق اللہ کی ملکیت ہے اور اسی کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے اور اس کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا اور کوئی چیز کسی بھی شخص کو نصیب نہیں ہوسکتی تو اس کے سوا کون ہے

---

[1] مجمع الزوائد

جس سے بڑی چھوٹی ضرورت کا سوال کیا جائے۔ مسلمانو! ہر ضرورت کے لئے اللہ کی طرف رجوع ہو! ور اسی سے سچے دل سے مانگو۔

صرف اللہ سے مدد مانگو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے (چل رہا) تھا، آپ نے فرمایا اے لڑکے اللہ کا دھیان رکھ، اللہ تیری حفاظت فرمائے گا اللہ کا دھیان رکھ تو اُسے اپنے آگے پائے گا اور جب تو سوال کرے تو بس اللہ سے سوال کر اور جب تو مدد چاہے تو صرف اللہ سے درخواست کر اور اس کا یقین رکھ کہ اگر ساری امت اس مقصد کے لئے جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچائے تو اس کے سوا تجھے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر ساری امت اس مقصد کے لئے جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ ضرر (جانی مالی نقصان) پہنچائے تو اس کے سوا تجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ (پھر فرمایا کہ فیصلے لکھنے والے) قلم اٹھا لئے گئے اور صحیفے سوکھ چکے (جو ہونا تھا لکھ دیا گیا اب اس میں ردوبدل نہیں ہوگا۔)[1]

یہ حدیث بڑی اہم اور جامع تین نصیحتوں پر مشتمل ہے، ہم ہر نصیحت کے مطالب علیحٰدہ علیحٰدہ لکھتے ہیں۔

احکام الٰہیہ کی نگہداشت سے بندہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتا ہے

اوّل یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کا دھیان رکھ وہ تیری حفاظت فرمائے گا اللہ کا دھیان رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے حکموں پر چلنے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنے کا خاص دھیان رکھ اور اس کی مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھنے سے گریز کرتا رہ، ایسا کرنے سے اللہ تیری حفاظت فرمائے گا جب انسان اللہ کے حکموں پر چلنے کا دھیان رکھتا ہے اللہ کی مرضی

---

[1] رواہ احمد والترمذی

کے موافق چلنے کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کو دونوں جہاں کی آفات وبلیات اور مصیبتوں سے محفوظ فرماتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے، کہ جو شخص نوعمری اور تن درستی اور طاقت کے زمانہ میں اللہ کا دھیان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بڑھاپے اور ضعیفی کے زمانہ میں اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور آخری سانس تک اُس کی عقل وسمجھ، بینائی اور کانوں کی طاقت کو محفوظ رکھتے ہیں۔

ایک عالم کے متعلق لکھا ہے کہ سو برس کی عمر میں انہوں نے بڑے زور سے چھلانگ لگائی اور پھر فرمایا کہ ہم نے اپنے ان اعضاء کو نوعمری میں گناہوں سے محفوظ رکھا تھا لہٰذا اس کے صلہ میں اب اللہ نے ان کو ضعف سے محفوظ فرما دیا۔ ایک بزرگ نے ایک بوڑھے کو سوال کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ

إِنَّ هٰذَا ضَعِيفٌ ضَيَّعَ اللّٰهَ فِي صِغَرِهٖ فَضَيَّعَهُ اللّٰهُ فِي كِبَرِهٖ۔ — اس شخص نے نئی عمر میں اللہ کے حقوق ضائع کر دئے اب بڑھاپے میں اللہ نے اس کو ضائع فرما دیا۔

اللہ کی حفاظت میں بندہ یہاں تک آجاتا ہے کہ نقصان پہنچانے والی چیزوں کو بھی اللہ جل شانہٗ اس کی حفاظت اور اس کے نفع کا ذریعہ بنا دیتے ہیں جس کی بے شمار مثالیں حضرات صحابہ کرام اور دیگر اولیاء امت کی تاریخ وسیر کی کتابوں میں مذکور ہیں اور جو بندے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتے ان کی اپنی چیزیں بھی ان کی اطاعت نہیں کرتیں جیسا کہ بعض سلف نے فرمایا ہے۔

إِنِّي لَأَعْصِي اللّٰهَ فَأَعْرِفُ ذٰلِكَ فِي خُلُقِ خَادِمِي وَدَابَّتِي۔ — میں اللہ کی نافرمانی کر بیٹھتا ہوں تو اس کا اثر اپنے خادم اور اپنی سواری کے جانور کی خصلت اور عادت کے بگڑ جانے میں محسوس کرتا ہوں۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اللہ کے حقوق کا دھیان رکھنے سے جو اللہ تعالیٰ بندے کی حفاظت فرماتے ہیں وہ صرف دنیاوی اور جسمانی حفاظت تک محدود نہیں ہے بلکہ اللہ اس کے دین وایمان کی حفاظت فرماتے ہیں، اس کو ایمان واعمال صالحہ کے ماحول میں رکھتے ہیں، دین متین کا خادم اور دین کا داعی بنا دیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کی آیت۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ۔ — اور جان رکھے کہ بندہ اور اُس کے قلب کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو جاتے ہیں۔

کی تفسیر میں فرمایا یَحُولُ بَیْنَ الْمُؤْمِنِ وَبَیْنَ الْمَعْصِیَةِ الَّتِی تَجُرُّہٗ اِلَی النَّارِ یعنی اللہ تعالیٰ بندہ کے گناہ کے درمیان آڑے آجاتے ہیں جس کے ذریعہ وہ دوزخ میں چلا جاتا اس کو گناہ سے محفوظ فرمالیتے ہیں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو رخصت فرماتے تو دُعاء دیتے ہوئے ارشاد فرماتے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ۔ (ترمذی) میں تیرا دین اور تیری صفت امانت اور تیرے اعمال کا انجام اللہ کے سُپرد کرتا ہوں۔

اس سُپرد کرنے میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ کی دینی زندگی کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں اور جو یہ فرمایا کہ تو اللہ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے آگے پائے گا یہ پچھلے مضمون کو دوسرے لفظوں میں دُہرادیا ہے" تو اللہ کا دھیان رکھے گا تو اللہ کو اپنے آگے آگے پائے گا۔" یعنی تیرا ہر کام بنتا چلا جائے گا اور تیری صلاح وفلاح کی غیب سے شکلیں نکلتی چلی آئیں گی، تو جہاں بھی ہوگا یہ محسوس کرے گا کہ میرا محافظ اور نگران اور ناصر و مددگار میرے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں اپنے رفیق سفر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گھبراہٹ دیکھ کر فرمایا کہ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے) ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ تنہائی میں آپ کا دل نہیں گھبراتا تو انہوں نے فرمایا میرے ساتھ وہ ہوتا ہے جس نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں اس کے پاس ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرے) پھر کیسی تنہائی اور کیسا دل گھبرانا، اسی طرح ایک اور بزرگ کا قصہ ہے ان سے کسی نے کہا کہ ہم آپ کو جب دیکھتے ہیں آپ تنہا ہی ہوتے ہیں یہ سُن کر فرمایا مَنْ یَکُنِ اللّٰہُ مَعَہٗ کَیْفَ یَکُوْنُ وَحْدَہٗ جس کے ساتھ اللہ ہو وہ کیسے تنہا ہوگا؟

صرف اللہ سے سوال کرو

دوم یہ نصیحت فرمائی کہ جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر اور جب مانگے تو صرف اللہ ہی سے مانگ، انسان سراسر محتاج ہے طرح طرح کی ضرورتیں اس کے ساتھ لگی ہوتی ہیں۔ حرج مرض کے بغیر یہ دنیاوی زندگی گذر ہی نہیں سکتی، اس لئے ہر انسان اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے سعی اور کوشش کرتا ہے اور اس عالم اسباب میں سعی کرنے اور ہاتھ پاؤں مارنے سے بعض ضرورتیں پوری ہو

بھی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ پر یقین نہیں ہے اور جو اللہ کو نہیں مانتے یا اس کی صفات سے باخبر نہیں ہیں وہ اپنی ان ظاہری آنکھوں سے خاص خاص ظاہری اسباب کے باعث دنیا کی چیزوں کو بنتا بگڑتا دیکھتے ہیں لہٰذا اپنی ضرورتوں کے لئے انسانوں سے سوال کرتے ہیں اور ان کی خوشامد کرتے ہیں اور رشوت دے دلا کر حکام کے دلوں کو پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں کسی اٹکے ہوئے کام کو چلانے کے لئے خاندان و برادری کے پنچوں کی چاپلوسی کرتے ہیں اور اُن کے علاوہ دیگر اسباب کی طرف متوجہ ہوتا ہیں لیکن جو بندے اللہ ہی کو حاجت روا، مشکل کشا اور ناصر و مددگار مانتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہی سب کچھ کرنے والا اور غیب و شہادت کا جاننے والا اور ہر ظاہر و پوشیدہ حال کا دیکھنے والا اور ہر آہستہ اور زور کی آواز کا سننے والا ہے اور نفع نقصان اسی کے قبضہ میں ہے پنچوں اور حاکموں کے قلوب کو وہی پلٹنے والا ہے ایسے بندے ہر حال اور ہر مقام میں اللہ ہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور حاجت روائی کے لئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور دستِ دُعا اُسی کے سامنے پھیلاتے ہیں۔ شفا چاہتے ہیں تو اللہ ہی سے اور آڑے وقت میں پکارتے ہیں تو اللہ ہی کو پکارتے ہیں نماز میں بار بار۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

کا تکرار کرتے ہیں اور اس میں جس بات کا اقرار ہے اس کو ہر موقع اور ہر مقام میں سچا کر دکھاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آگ میں ڈالے جا رہے تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تشریف لا کر عرض کیا کہ میری ضرورت ہو تو مدد کروں؟ اس کے جواب میں حضرت خلیل اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ والسلام نے فرمایا اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا وَاَمَّا مِنَ اللّٰهِ فَبَلٰى (مجھے تمہاری مدد کی حاجت نہیں، ہاں اللہ کی طرف سے جو مدد ہو اس کا محتاج ہوں[۱])

مومن کا حقیقی مقام یہی ہے کہ مخلوق کو کسی درجہ میں بھی کچھ کرنے والا نہ سمجھے۔

؎ موحد چہ بر پائے ریزی زرش ... چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس ... بریں است بنیاد توحید و بس

---

[۱] حکاہ ابن کثیر فی تفسیرہ عن بعض السلف ۱۲

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض صحابہؓ کو یہاں تک نصیحت فرمائی تھی کہ اگر سواری سے تمہارا کوڑا گر جائے تو کسی سے یہ سوال بھی مت کرو کہ ذرا یہ کوڑا اٹھا دو (کیونکہ یہ بھی غیر اللہ سے سوال ہے) بلکہ خود اترو اور کوڑا اٹھا کر دوبارہ سوار ہو جاؤ۔[1]

بندہ کو چاہئے کہ اللہ سے مانگے اور اسی سے مدد کی درخواست کرے اس سے بڑھ کر کوئی سخی اور داتا اور مہربان نہیں ہے، اسے سب قدرت ہے، اور ہر چیز کے خزانے اُسی کے ملک میں مشہور ہے کہ ایک دیہاتی اپنی کسی ضرورت کے سلسلہ میں مغلیہ حکومت کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے پاس مدد کے لئے آیا، جب بادشاہ کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ ہاتھ اٹھا کر اللہ سے سوال کر رہا ہے یہ دیکھتے ہی وہ شخص فوراً واپس ہوا اور یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ جس سے یہ مانگ رہا ہے میں بھی اُسی سے مانگ لوں گا۔

اللہ کے سوا کوئی کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا

سوم یہ نصیحت فرمائی کہ ساری اُمت کے لوگ اگر آپس میں مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو بس اسی قدر نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اسی طرح اگر ساری اُمت تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہے تو بس اسی قدر نفع پہنچا سکتے ہیں جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اس میں بتایا ہے کہ مخلوق کو کسی بات کا اختیار نہیں ہے مختار کل صرف اللہ ہی ہے، اُس کے فیصلے کو کوئی اُلٹ نہیں سکتا، اُس کی لکھی ہوئی تقدیر کو کوئی پھیر نہیں سکتا، اس کی عطا کو کوئی روک نہیں سکتا، اُس کی بھیجی ہوئی مصیبت کو کوئی ٹال نہیں سکتا، جو اُس نے لکھ دیا ہے وہی ہوگا، لکھنے والے قلم اُٹھا لئے گئے اور جن صحیفوں میں تقدیر لکھی گئی تھی وہ سوکھ چکے۔ اب کچھ ادل بدل نہ ہوگا، سورۂ حدید میں فرمایا:-

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۞	کوئی مصیبت نہ زمین میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں ایک کتاب میں لکھی ہے بے شک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔

سورۂ فاطر میں فرمایا:-

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا	اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے سو اُس کا کوئی بند

مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کرنے والا نہیں، اور جس کو وہ بند کرے سو اُس کے بعد اُس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

سورہ یونس کے آخر میں فرمایا۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

اور خدا کو چھوڑ کر اس کو مت پکار جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے نہ کوئی ضرر، سو اگر تو نے ایسا کیا تو تو ظالموں میں شمار ہو گا۔ اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اُسے دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر وہ تجھ کو کوئی خیر پہنچائے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں جسے چاہے پہنچا دے اور وہ غفور الرحیم ہے۔

سورۂ رعد میں ارشاد ہے:۔

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنے کا ارادہ فرمائے تو اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

افسوس کے ان آیات واحادیث کو چھوڑ کر مسلمان کہلانے والے سینکڑوں ہزاروں افراد قبروں اور تعزیوں کا طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ سے منہ موڑ کر پیروں فقیروں مزاروں اور کاغذ کے تعزیوں سے مُرادیں مانگتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ تمام شرکیہ افعال سے محفوظ فرمائیں۔

قبولیت کا اثر معلوم ہو یا نہ ہو دُعا کبھی نہ چھوڑے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دُعا نہ کرے اس وقت تک اس کی دُعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ جلدی نہ مچائے، عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جلدی مچانے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ میں نے دُعا کی اور دُعا کی (لیکن) مجھے قبول ہوتی معلوم نہیں ہوتی یہ کہہ کر وہ تھک کر رہ جاتا ہے اور نا امیدی کے اس مقام پر پہنچ کر) دُعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ [۱]

---

[۱] رواہ مسلم

معلوم ہوا کہ ہمیشہ دُعا کرتے رہنا چاہئے، دُعا کرنا کبھی نہ چھوڑے، یہ نہ دیکھے کہ اتنے دن ہو گئے دُعا کر رہا ہوں قبول نہیں ہوتی اور نہ یہ کہے کہ قبول ہوتی معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ بندہ کا کام مانگنا ہے عاجزی ظاہر کرنا ہے، اپنے اس کام کو نہ چھوڑے۔ خدائے پاک کی جب اور جیسی حکمت ہوگی اس کے مطابق دُعا کا اثر دُنیا یا آخرت میں ظاہر ہوگا اور بالفرض کچھ بھی فائدہ نہ ہو تو یہ کیا کم ہے کہ دُعا خود عبادت ہے، بلکہ عبادت کا مغز ہے، جب تک بندہ دُعا میں مشغول رہے گا عبادت میں رہے گا، بس دُعا سے کبھی غافل نہ ہوں، بہت سے لوگ جہالت کی وجہ سے کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہم برسوں سے دُعا کر رہے ہیں تسبیح کے دانے بھی گھس گئے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، یہ سب باتیں غلط ہیں، اگر یہاں دُعا کا نتیجہ ظاہر نہیں ہوا تو آخرت میں انشاء اللہ ضرور اس کے بدلے انعامات ملیں گے جو یہاں کی فانی چیزوں سے کہیں بڑھ کر ہونگے۔

قبولیّت دُعا کا مطلب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دُعا کرتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرما دیتے ہیں۔ (۱) یا تو اس کی وہ دُعا قبول فرما لیتے ہیں (اور جو کچھ اس نے طلب کیا وہ اس کو یہیں اس دنیا میں مل جاتا ہے اور قبولیت کا نتیجہ سامنے آجاتا ہے) (۲) یا دعا کرنے والے کو اس کی مطلوبہ شے کی برابر (اس طرح عطیہ عنایت فردیتے ہیں کہ اس جیسی) آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں (۳) یا اس دُعا کے بعد اس کا اجر (آخرت کا) ذخیرہ بنا کر رکھ لیتے ہیں (جو وہاں آخرت میں مل جائے گا) یہ سن کر حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ اس صورت میں تو ہم بہت زیادہ (کمائی) کرلیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے (اس کے جواب میں) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (کی عطا اور بخشش اس سے) بہت زیادہ ہے (جس قدر تم دُعا کرو گے)۔[1]

اس حدیث مبارک میں بتایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ ہر مسلمان کی دُعا قبول فرما لیتے ہیں بشرطیکہ

---

[1] رواہ احمد

کسی گناہ کی دُعا نہ کرے، یعنی یہ سوال کرے کہ گناہ کا فلاں کام کرنے میں کامیاب ہو جاؤں اور قطع رحمی کی بھی دُعا نہ کرے، اپنے عزیز و اقارب سے اچھے تعلقات رکھنے اور حسنِ سلوک سے پیش آنے کو صلہ رحمی کہتے ہیں اور اس کے برخلاف عزیز و اقرباء سے تعلقات بگاڑنے اور بدسلوکی سے پیش آنے کو قطع رحمی کہتے ہیں قطع رحمی بھی گناہوں میں سے ایک گناہ ہے لیکن اس کو خصوصیت کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا تاکہ اس کی شناعت اور قباحت خوب اچھی طرح ظاہر ہو جائے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا (بخاری) چونکہ قطع رحمی اللہ جل شانہ کے نزدیک بہت ہی بُری چیز ہے اس لئے قبولیت کی شرط میں یہ فرمایا کہ قطع رحمی کی دُعا نہ کی ہو اور اس کے علاوہ اور بھی کسی گناہ کا سوال نہ کیا ہو تب دُعا قبول ہوتی ہے۔

پھر دُعا قبول ہونے کا مطلب بتایا کہ قبول ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جو مانگا وہی مل جائے بلکہ کبھی تو منہ مانگی مراد پوری ہو جاتی ہے اور کبھی یہ ہوتی ہے کہ منہ مانگی مراد پوری نہ ہوئی بلکہ اس پر جو کوئی مصیبت آنے والی تھی وہ ٹل گئی، اللہ جل شانہ، سے سو روپے کا سوال کیا، سو روپے بظاہر نہ ملے لیکن اپنے کسی بچہ کو شدید مرض لاحق ہونے والا تھا وہ رک گیا اس کے علاج میں سو روپے خرچ ہو جاتے وہ خرچ نہ ہوتے سو روپے بچ گئے اور بچہ مرض سے محفوظ ہو گیا، بعض مرتبہ سو روپے کا سوال کرنے کی وجہ سے ہزاروں روپے خرچ ہونے والی مصیبت ٹل جاتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ مثلاً سو روپے کا سوال کیا مگر بظاہر روپے نہ ملے لیکن کسی طرح سے اور کوئی حلال مال مل گیا جس کی قیمت سو روپے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

قبولیتِ دُعا کی تیسری صورت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ دنیا میں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا نہ منہ مانگی مراد ملتی ہے نہ اس کی وجہ سے کوئی آنے والی مصیبت ٹلتی ہے لیکن اس دُعا کو اللہ جل شانہ، آخرت میں ثواب دینے کے لئے محفوظ فرما لیتے ہیں جب قیامت کے دن اعمال صالحہ کے بدلے ملنے لگیں گے تو جن دُعاؤں کا اثر دنیا میں ظاہر نہ ہوا تھا ان دعاؤں کے عوض بڑے بڑے انعامات ملیں گے اس وقت بندہ کی تمنا ہوگی کہ کاش میری کسی دُعا کا اثر دنیا میں ظاہر نہ ہوا ہوتا تو اچھا تھا آج سب کے بدلے بڑے بڑے انعامات سے نوازا جاتا۔

دُعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ لینا درحقیقت اللہ جل شانہ، کی بہت بڑی مہربانی ہے

فانی دنیا دکھ سکھ کے ساتھ کسی طرح گذر ہی جائے گی اور آخرت باقی رہنے والی ہے اور دائمی ہے اور وہاں جو کچھ ملے گا بے انتہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو بندے سمجھتے نہیں اور اس کی رحمتوں کی وسعتوں کو جانتے نہیں، دُعا کے منافع دنیا و آخرت میں بے شمار ہیں، جو لوگ دُعاؤں میں لگے رہتے ہیں اُن پر اللہ کی بڑی رحمتیں ہوتی ہیں۔ برکتوں کا نزول ہوتا ہے دل میں سکون اور اطمینان رہتا ہے اُن پر تو اول مصیبتیں آتی ہی نہیں اگر آتی ہیں تو معمولی ہوتی ہیں، پھر وہ جلدی چلی جاتی ہیں، دُعا والے دونوں جہان میں کامیاب و بامراد ہوتے ہیں، جب قبولیت دُعا کا مطلب معلوم ہوگیا تو یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ میری دُعا قبول نہیں ہوتی، قبولیت ہوتی ہے مگر قبولیت کی کونسی صورت دُعا کرنے والے کے لئے حکمت کے موافق ہے اس کو اللہ جل شانہٗ ہی جانتے ہیں بندہ کا کام تو مانگنے کا ہے، بس مانگے جا اور دُنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوتا رہ۔

دُعا کی قبولیت کا یقین رکھو اور دل کو حاضر کر کے دُعا کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (انسانوں کے) دل برتن ہیں (ان کو خیر یا شر سے پُر کیا جا سکتا ہے) اور اُن میں بعض قلوب دوسرے قلوب سے (مشابہت رکھتے) ہیں۔ پس اے لوگو! جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو دُعا کی قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے مانگو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی ایسی دُعا قبول نہیں فرماتے جو اس نے غفلت والے دل کے ساتھ کی ہو۔[1]

اس حدیث میں دُعا کا ایک بہت ضروری ادب بتایا ہے اور وہ یہ کہ دُعا کرتے ہوئے اس امر کا پختہ یقین رکھنا چاہئے کہ میری دُعا قبول ہوگی، اس یقین میں ذرا سا بھی ڈھیلا پن نہ ہو۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ غفلت کے ساتھ جو دُعا کی جائے وہ قبول نہیں ہوتی، اگر زبان سے دُعا نکل رہی ہو اور دل اِدھر اُدھر کے خیالات میں لگا ہوا ہو تو ایسی دُعا لائق قبول نہیں ہے۔

---

1 مجمع الزوائد للحافظ الہیثمی

غفلت کے ساتھ دُعا کرنا بے ادبی ہے

آج کل ہم لوگ جو دُعائیں کرتے ہیں اُن میں طرح طرح کی کوتاہیاں ہوتی ہیں اور سب سے بڑی کوتاہی یہی ہے کہ دُعا کرتے وقت دل حاضر نہیں ہوتا، دل کہاں سے کہاں پہنچا ہوا ہوتا ہے اور کیسے کیسے خیالات میں گم ہوتا ہے اور زبان سے دُعا کے الفاظ نکلتے رہتے ہیں، ہماری یہ عجیب حالت ہے اگر کوئی شخص کسی معمولی افسر کو کوئی درخواست پیش کرتا ہے تو بہت باادب کھڑا ہوتا ہے اور خوب سوچ سمجھ کر بات کرتا ہے اور پوری طرح اپنے ظاہر اور باطن سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اگر زبان سے درخواست کرے یا لکھی ہوئی درخواست ہاتھ میں تھمادے اور حاکم کی طرف پیٹھ پھیر کر کھڑا ہو جائے یا اس موقع پر کمرہ کی چیزوں کو شمار کرنے لگے یا اور کوئی ایسا کام کرنے لگے جس سے یہ واضح ہو جائے کہ یہ شخص اپنے دل سے درخواست پیش نہیں کر رہا ہے تو اس کو بڑا بے ادب سمجھا جائے گا، اس کو وہاں سے ذلت کے ساتھ دھکے دے کر نکال دیا جائے گا۔ اور اس کی درخواست پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دی جائے گی اور اوپر سے سزا بھی ملے گی۔

اللہ جل شانہٗ احکم الحاکمین ہیں۔ بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کرتے ہوئے دل کا غافل رہنا اور دنیاوی دھندوں کے خیالات دل میں بساتے ہوئے زبان سے دُعا کے الفاظ نکالنا بہت بڑی بے ادبی ہے بندوں کی یہ حرکت ہے تو قابلِ سزا لیکن اللہ جل شانہٗ حلیم و کریم ہیں اس پر سزا نہیں دیتے البتہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی یہ اعلان فرما دیا ہے کہ ایسی غفلت والی دُعا قبول نہ ہوگی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی اتنے برس دُعا کرتے ہو گئے۔ ان کو چاہئے کہ اپنی حالت پر غور کریں اور دیکھیں کہ دُعا کے وقت دل کہاں ہوتا ہے۔ ذرا دُعا کی طرح دُعا کر دیکھو پھر اس کے ثمرات دیکھو۔ دُعا مانگی اور پتہ نہیں کہ کیا مانگا۔ ایسی دُعا کیوں کر قبول ہو؟ خوب سوچو اور سمجھو!

خوب مضبوطی کے ساتھ دُعا کریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص دُعا کرے تو یوں نہ کہے کہ اے اللہ تو چاہے تو مجھے تو بخش دے

بلکہ مضبوطی اور پختگی کے ساتھ سوال کرے اور (جو کچھ مانگ رہا ہو) پوری رغبت سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی چیز کا عطا فرما دینا مشکل نہیں ہے۔ ؎

یہ بات کہنا کہ اے اللہ تو چاہے تو مغفرت فرما دے اور تو چاہے تو دیدے بالکل بیجا بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ دے گا اپنی مشیت اور ارادہ ہی سے دے گا اس کے ارادہ کے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا ہر چیز کا وجود محض اس کے ارادہ سے ہے وہ جو چاہے کرے اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے، دُعا کرنے والے کو تو اپنی رغبت پوری طرح ظاہر کرنا چاہئے اور مضبوطی سے سوال کرنا چاہئے کہ اے اللہ مجھے ضرور دے میرا مقصد پورا فرما دے خوب الحاح وزاری کے ساتھ بلک بلک کر دُعا کرے یہ کہنا کہ تو چاہے تو دے دے اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مانگنے والا اپنے کو واقعی محتاج نہیں سمجھتا اللہ سے مانگنے میں بھی بے نیازی برت رہا ہے جو تکبر کی شان ہے حالانکہ دُعا میں ظاہر و باطن سے عاجزی اور حاجتمندی اور اپنی ذلت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں سب کچھ کر سکتے ہیں۔ آسمان و زمین اور ان کے اندر کے سب خزانے اور اُن کے باہر کے سب خزانے اسی کے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے پل بھر میں سب کچھ ہو سکتا ہے صرف کُن (ہو جا) فرما دینے سے سب کچھ ہو جاتا ہے اس کے لئے کسی چیز کا دینا اور کسی بھی چیز کا پیدا کر دینا ذرا بھی بھاری نہیں ہے، لہٰذا پوری رغبت اور اس یقین کے ساتھ دُعا کرو کہ میرا مقصد ضرور پورا ہو گا اور وہ جب دے گا اپنی مشیت اور ارادہ ہی سے دے گا اس سے زبردستی کوئی کچھ نہیں لے سکتا۔

ورد فی روایۃ اُخریٰ انہ یفعل ما یشاء ولا مکرہ لہ۔

سختی کے زمانے میں دُعا کیسے قبول ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ خوشی ہو کہ سختیوں کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول فرمائے اس کو چاہئے کہ خوشحالی کے زمانے میں کثرت سے دُعا کیا کرے۔ ؎

؎ رواہ مسلم، ؎ رواہ الترمذی

اس حدیث پاک میں دُعا قبول ہونے کا ایک بہت بڑا گر بتایا گیا اور وہ یہ کہ آرام و راحت اور مال و دولت اور صحت و تندرستی کے زمانے میں برابر دُعا کرتے رہنا چاہئے، جو شخص اس پر عمل پیرا ہوگا اس کے لئے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ انعام ہوگا کہ جب کبھی کسی پریشانی میں مبتلا یا کسی مصیبت سے دوچار ہوگا یا کسی مرض میں مبتلا ہوگا اور اس وقت دُعا کرے گا تو اللہ جل شانہٗ ضرور اس کی دُعا قبول فرمائیں گے۔ اس میں ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو آرام و راحت اور مال و دولت یا عہدہ کی برتری کی وجہ سے خدائے پاک کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اور دُعا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور جب مصیبت آگھیرتی ہے تو دُعا کرنی شروع کر دیتے ہیں پھر جب دُعا قبول ہونے میں دیر لگتی ہے تو نا اُمید ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری دُعا قبول نہیں ہوئی، حالانکہ اگر اس وقت دُعا کرتے جبکہ خوشی میں مست تھے اور دولت کا گھمنڈ تھا تو ان کا اس زمانہ کا دُعا کرنا آج کی دُعا مقبول ہونے کا ذریعہ بن جاتا، غفلت اور دنیاوی مستی کے سبب اللہ کو بھول جانے کی وجہ سے بہت سخت حاجتمندی کے وقت دُعا کی قبولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

انسان کی بے رُخی اور بے غیرتی

انسان کا جو یہ طرز عمل ہے کہ مصیبت میں اللہ پاک کو بہت یاد کرتا ہے لمبی چوڑی دُعائیں کرتے ہوتے اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتا ہے اور چین و آرام کے زمانے میں خدائے پاک کو بھول جاتا ہے بلکہ ذکر و دُعا کے بجائے بغاوت اور سرکشی پر کمربستہ ہو جاتا ہے، یہ طرز عمل نہایت بے غیرتی کا ہے۔ بندہ جس طرح دُکھ تکلیف کے زمانہ میں اللہ کا محتاج ہے اس طرح آرام و راحت کے زمانہ میں بھی اُسی کا محتاج ہے دُکھ تکلیف چلے جانے پر جو خدائے پاک کو بھول جاتے ہیں اس خصلتِ بد کا قرآن مجید میں جگہ جگہ تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی اور بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب اس کی وہ تکلیف ہم ہٹا دیتے ہیں تو پھر (اپنی حالت پر) آجاتا ہے، اور اس طرح گزر جاتا ہے گویا اس نے ہم کو اس سے پہلے، اس تکلیف کے ہٹانے کے لئے پکارا ہی نہ تھا جو اُسے پہنچی۔ (سورۂ یونس)

اور فرمایا:۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ[1]

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہوئے اُسے پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو جس کے لئے پہلے پکار رہا تھا اس کو بھول جاتا ہے اور خدا کے لئے شریک بنانے لگتا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) گمراہ کرے۔

حضرت سلمانؓ کا ارشاد

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب بندہ چین اور خوشی کے زمانہ میں دُعا کرتا ہے اور کوئی مشکل درپیش ہو تو اس وقت بھی دُعا کرتا ہے تو فرشتے اس کی سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جانی پہچانی آواز ہے ہمیشہ یہاں پہنچتی رہتی ہے اور جب بندہ چین اور خوشی کے زمانہ میں دُعا نہیں کرتا اور مُصیبت آنے پر دستِ دُعا پھیلاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس آواز کو ہم تو نہیں پہچانتے پہلے تو سُنی نہیں یہ بات کہہ کر اس کی طرف سے بے توجہی برتتے ہیں اور دُعا قبول ہونے کی سفارش نہیں کرتے۔

مؤمن کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اسی سے مانگے اور اسی سے حاجت پوری کرنے کی درخواست کرے اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع میں مرمٹے، دنیا داروں جاہلوں بے وقوفوں کی باتوں اور ان کے طعنوں کا کوئی اثر نہ لے، وباللہ التوفیق

دوسروں سے دُعا کی درخواست کرنا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمرہ کو جانے کے لئے اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے بھیا اپنی

---

[1] سورۃ زمر

دُعاؤں میں ہم کو مت بھولنا دوسری روایت میں ہے کہ یوں فرمایا ہم کو اپنی دُعا میں شریک رکھنا اور مت بھولنا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کلمہ فرمایا کہ اس کے عوض ساری دنیا مل جانے سے بھی مجھے خوشی نہ ہوگی۔ (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "اے میرے بھیا ہم کو اپنے دُعاؤں میں مت بھولنا" اس کی لذت کے سامنے ساری دنیا بھی میرے لئے ہیچ ہے، ؎[1]

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ دوسروں سے اپنے لئے دُعا کرانا بھی محمود اور مستحسن فعل ہے، کوئی ضروری نہیں ہے جس سے دُعا کے لئے کہا جائے وہ دُعا کی درخواست کرنے والے سے افضل ہو، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دُعا کے لئے فرمایا تو اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ اکابر کو بھی اپنے چھوٹوں سے دُعا کے لئے کہنا چاہئے جب کوئی شخص دُعا کی درخواست کرے اس وقت بھی اس کے لئے دُعا کر دے اور پیٹھ پیچھے اس کے لئے دُعا کرے بہت سے لوگوں سے جب دُعا کے لئے کہا جاتا ہے تو جہالت کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ تم خود دُعا کر لو اللہ تمہاری بھی سُنے گا، بعض لوگ کہتے ہیں ہم کسی سے دُعا کے لئے کیوں کہیں ہم خود دُعا کر لیں گے یہ لوگ روایات حدیث سے ناواقف ہیں، اپنی رائے اور قیاس چھوڑیں، سُنّت کا اتباع کریں۔

بعض مرتبہ ایسے حال یا اشغال میں ہوتا ہے جن میں دُعا کرنا باعثِ قبولیت ہوتا ہے جیسے حج یا عمرہ کرنے والے سے یا مسافر سے یا مریض سے دُعا کے لئے کہا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے بھی دُعا کرنے کو فرمایا اور دوسروں سے دُعا کرنے کی مستقل ترغیب دی، صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن سے جہاد کے لئے آنے والی جماعتوں میں قبیلہ بنی مراد سے ایک شخص اُویس نامی آئے گا اس کے بدن میں برص کا مرض تھا اس سے وہ شفایاب ہوگیا صرف ایک درہم کے برابر نشانی باقی ہے اس کی ایک والدہ ہے جس کے ساتھ وہ حُسن سلوک کرتا ہے (اللہ کے یہاں اس کا وہ مرتبہ ہے کہ) اگر اللہ پر (کسی بات کی) قسم کھالے (یعنی یوں کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ایسا کرے گا) تو اللہ اس کی قسم میں اس کو ضرور سچا

؎[1] رواہ ابو داؤد

کر دے (یعنی اس کے کہنے کے مطابق اللہ کے حکم سے اس بات کا ظہور ہو جائے جس کی وہ قسم کھالے) اگر تم سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے تو تم ایسا کر لینا (یعنی اُن سے دُعائے مغفرت کرا لینا). چنانچہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اُویس قرنیؒ سے ملاقات کی اور اپنے لئے دُعائے مغفرت کرائی۔[۲]

جس سے دُعا کے لئے کہا جائے اُسے چاہئے کہ تکلیف نہ کرے اور تواضع کو آڑ بنا کر دُعا کرنے سے انکار نہ کرے دُعا قبول فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے ذرا سی زبان ہلانے میں دُعا کرنے والے پر کیا بوجھ پڑتا ہے، دُعا سے انکار کر کے اپنا ثواب بھی کھوتے ہیں اور درخواست کرنے والے کی دل شکنی بھی کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے دُعا کرنے کو فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اُویس قرنیؒ سے اپنے لئے مغفرت کی دُعا کرانا، ماوشما کی تو حقیقت ہی کیا ہے ہم تو دُعا کے بہت ہی زیادہ محتاج ہیں نیک بندوں سے دُعا کے لئے عرض کرتے رہنا چاہئے کیا پتہ کہ مجھ کی دُعا سے ہی بیڑہ پار ہو جائے۔

مسلمان کے لئے پیٹھ پیچھے دُعا کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام دُعاؤں سے جلدی قبول ہونے والی دُعا وہ ہے جو غائب کی غائب کے لئے ہو، اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کی دُعا جو اپنے بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے ہو قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے خیر کی دُعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور یوں بھی کہتا ہے کہ خدا تجھ کو بھی یہ خیر عطا کرے جو تو نے اپنے بھائی کے لئے طلب کی ہے۔[۲]

دُعا سوچ سمجھ کر مانگنی چاہیئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک

---

[۱] رواہ مسلم [۲] مشکوٰۃ المصابیح

مسلمان کی عیادت فرمائی (یعنی بیماری کی وجہ سے ان کی مزاج پرسی فرمائی) ان کی آواز بہت پست ہو چکی تھی اور کمزوری کے باعث چوزے کی طرح ہو گئے تھے۔ ان کا حال دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی دعا کرتے رہے ہو یا کسی بات کا سوال کرتے رہے ہو، انھوں نے کہا ہاں میں یہ دعا کرتا تھا کہ اے اللہ مجھے آپ آخرت میں جو سزا دینے والے ہیں وہ سزا ابھی مجھے دنیا میں دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ تمہیں اس (عذاب) کے سہنے کی طاقت نہیں ہے۔ تم نے یہ دعا کیوں نہ کی اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (یا اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے، اور آخرت میں بھی بھلائی دے (یعنی دونوں جہانوں میں اچھی حالت رہے) اور عذابِ دوزخ سے بچا۔ اس حدیث کے راوی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے اُن صاحب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ جل شانہٗ نے اُن کو شفا عطا فرما دی۔[1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ (ایک دن) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ (اے اللہ میں آپ سے نعمت کے پورا کرنے کا سوال کرتا ہوں) اس کی یہ دعا سُن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (کیا تم کو معلوم ہے) نعمت کا پورا ہونا کیا ہے؟ عرض کیا (مطلب تو مجھے معلوم نہیں ہے بس) ان الفاظ کے ذریعہ دعا کر کے (اللہ تعالیٰ سے) خیر کی اُمید رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ نعمت کا پورا ہونا یہ ہے کہ جنت میں داخلہ ہو جائے اور دوزخ سے بچنے میں کامیابی ہو جائے ایک اور شخص کو آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (اے بزرگی اور احسان والے) اس کو سُن کر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہو چکی بس اب تو مانگ لے، (کیونکہ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو ضرور دعا قبول فرما لیتے ہیں) راوی کا بیان ہے کہ ایک اور شخص کو آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا کرتے ہوئے سُنا کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ الصَّبْرَ (اے اللہ میں آپ سے صبر کا سوال کرتا ہوں) آپ

---

[1] رواہ مسلم

نے فرمایا کہ تو نے اللہ سے مُصیبت کا سوال کیا اب عافیت کا بھی سوال کرلے۔ ؎

ان دونوں حدیثوں سے ایک اہم نصیحت معلوم ہوئی اور وہ یہ کہ دُعا سوچ سمجھ کر مانگنی چاہیئے بہتر تو یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو دُعائیں وارد ہوئی ہیں وہ دُعائیں مانگا کرے، یہ تمام دُعائیں سراسر مفید ہیں اور ان کے قبول ہوجانے سے کسی قسم کے کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے اور اگر اپنے لفظوں میں اور اپنی سمجھ سے دُعا مانگے تو اس کا پس و پیش اور نتیجہ سوچ لے کہ یہ دُعا قبول ہوئی تو اپنے حق میں کوئی نقصان والی بات تو نہ ہوگی؟ دیکھو ایک صحابی رضؓ نے یہ دُعا کی کہ یا اللہ مجھے آخرت میں جو عذاب دینا ہے وہ دُنیا ہی میں دیدے، بظاہر کیسی اچھی دُعا ہے کہ آخرت کے عذاب سے بالکل چھٹکارہ ہوجائے، انھوں نے جو دُعا کی اللہ پاک نے قبول فرمائی اور اس کا اثر ہونا شروع ہوا، اس قدر بیمار اور نحیف ہوگئے کہ ذرا بہت آواز مشکل سے نکلتی تھی اور بالکل چوزہ کی طرح معلوم ہوتے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب انھوں نے بتایا کہ میں اس طرح دُعا کرتا تھا جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا، تو آپ نے فرمایا سُبحان اللہ تم سے عذاب کی برداشت نہ دنیا میں ہوسکتی ہے نہ آخرت میں، جب اللہ سے مانگنا ہی تھا تو دونوں جہان کی خوبی اور بہتری کی دُعا کیوں نہ مانگی، خدائے پاک کو سب کچھ قدرت ہے وہ دنیا و آخرت دونوں میں امن و عافیت سے رکھ سکتا ہے گناہوں کو معاف فرما سکتا ہے. حلیم و کریم جل مجدہ سے یہ عرض کرنا کہ دُنیا میں عذاب دے کر آخرت میں عذاب سے محفوظ فرمادے ٹھیک بات نہیں ہے، مذکورہ دُعا کے بجائے یہ دُعا کرنا چاہیئے اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ ہم کو دُنیا میں بھی خوبی کے ساتھ رکھ، اور آخرت میں بھی، اور ہم کو عذابِ دوزخ سے محفوظ فرما)

ایک شخص نے اللہ جلّ شانہٗ سے صبر کا سوال کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے اللہ سے مصیبت مانگی لہٰذا اب عافیت کا سوال کر۔

دیکھو صبر کتنی اچھی چیز ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی بڑی تعریف آئی ہے لیکن صبر کرنے کے سوال پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی رضؓ کو روک دیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی دُکھ

؎ رواہ الترمذی

تکلیف آجائے تو اس پر صبر کرے اور عافیت کا سوال بھی کرتا رہے جب تک وہ تکلیف رہے گی اور صبر کرتا رہے گا اور صبر کا ثواب ملے گا اور عافیت ہو جانے پر شکر کرے گا تو شکر کا ثواب پائے گا۔

صبر مانگنے کی چیز نہیں ہے کوئی دُکھ تکلیف نہ ہو اور خواہ مخواہ صبر کا سوال کرے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے پھر صبر کرنا نصیب ہو، حالانکہ دُکھ تکلیف کا سوال کرنا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ نے عافیت دی ہے اور وہ ہمیشہ عافیت سے رکھ سکتا ہے اس سے ہمیشہ عافیت اور آرام و راحت کا سوال کیا جائے، اللہ کا بے انتہا درود و سلام ہو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے اپنی اُمت کو خیر کی سب باتیں بتا دیں اور برائی بھلائی اچھی طرح سمجھا دی، دُعا کرنا بتایا۔ مانگنے کے طریقے بتائے۔ بندگی کے آداب سکھائے فصلی اللہ علیہ وصحبہ وآلہ بقدر کمالہ وجمالہ۔

جان و مال اور آل اولاد کے لئے کسی وقت بھی بد دُعا نہ کرو

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جانوں اور اپنی اولاد اور اپنے مالوں کے لئے بد دُعا نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی مقبولیت کی گھڑی میں اللہ جل شانہٗ سے سوال کر بیٹھو اور وہ تمہاری بد دُعا قبول فرمائے۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دُعا ہمیشہ خیر کی کرنی چاہیئے، دُکھ تکلیف اور شر اور ضرر کی دُعا کبھی نہ مانگے کیسی بھی کوئی تکلیف ہو اپنے لئے یا اولاد کے لئے اور جان و مال کے لئے بد دُعا کے الفاظ ہرگز زبان سے نہ نکالے، خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو اس نصیحت کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ کوسنے پیٹنے میں اُن کی زبان بہت چلتی ہے، بات بات میں شوہر کو بچوں کو جانوروں کو حتیٰ کہ گھر کی ہر چیز کو اپنی بد دُعا کا نشانہ بناتی رہتی ہیں، جہاں کسی بچے نے کوئی شرارت کی کہہ دیا تجھے ڈھائی گھڑی کی

---

[1] رواہ مسلم

آئے، کسی کو کہہ دیا لوٹنی لیا۔ کسی کو ہیضہ کی بدُعا دیدی۔ کسی کو اللہ مارا بتادیا۔ اور کوئی سامنے نہ آیا تو بکری ہی کو کوس بیٹھیں۔ مرغی کا ناس کھودیا۔ کپڑے کو آگ لگنے کی بددُعا دے دی۔ لڑکے کو کہہ دیا کہ تو مرجاتا، لڑکی کو کہہ دیا کہ تیرا بُرا ہو وغیرہ وغیرہ۔ عورتوں کی بے لگام زبان چلتی رہتی ہے۔ اور بددُعا کا ڈھیر لگادیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتیں کہ ان میں سے اگر کوئی بددعا اللہ جل شانہٗ کے یہاں مقبول ہوگئی اور کوئی بچہ مرگیا یا مال کو آگ لگ گئی یا کسی طرح کا اور کوئی نقصان ہوگیا تو کیا ہوگا بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مقبولیت کی گھڑی میں بددُعا کے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں اور یہ دُعا قبول ہوجاتی ہے اور جب کسی طرح کا کوئی نقصان پہنچ جاتا ہے تو یہی بددُعا کرنے والی عورتیں رُونے اور آنسو بہانے بیٹھ جاتی ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتیں کہ یہ اپنی ہی بددُعا کا نتیجہ ہے، اب رنج کرنے اور رونے سے کیا ہوتا ہے اللہ سے جو مانگا مل گیا۔ پہلے سے زبان پر قابو کیوں نہ رکھا۔ بہت سے مرد بھی ایسی جاہلانہ حرکت کرتے ہیں کہ اپنے لئے یا اولاد کے لئے یا کاروبار کے لئے بددُعا کے الفاظ زبان سے نکال بیٹھتے ہیں مرد ہوں یا عورت سب کو اس حدیث میں تنبیہ فرمائی کہ اپنے لئے اور مال واولاد کے لئے بددُعا نہ کریں جب اللہ جل شانہٗ سے مانگنا ہی ہے تو مصیبت اور نقصان اور موت کی دُعا کیوں مانگیں نفع اور خیر کی دُعا کیوں نہ مانگیں اور موت کے بجائے درازیٔ عمر کا سوال کیوں نہ کریں۔

اللہ جل شانہٗ نفع بھی دے سکتا ہے اور نقصان بھی پہنچا سکتا ہے موت بھی دے سکتا ہے اور زندگی بھی جب ایسے قادرِ مطلق سے مانگنا ہے تو بدحالی اور ضرر اور شر کی دُعا کیوں مانگیں اس سے ہمیشہ خیر کی دُعا ہی مانگنا لازم ہے۔

عافیت کا سوال کرتے رہنا چاہیئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو (تکلیفوں میں) مبتلا تھے، ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کیا یہ لوگ اللہ سے عافیت کا سوال نہیں کرتے تھے؟ (یعنی عافیت کا سوال کرتے تو اس دُکھ تکلیف کی حالت میں نہ ہوتے۔)[1]

---

[1] مجمع الزوائد

عافیت بہت جامع لفظ ہے، صحت، تندرستی، سلامتی، آرام، چین، سکون، اطمینان، ان سب کو یہ لفظ شامل ہے، احادیث شریفہ میں بڑی اہمیت کے ساتھ عافیت کی دُعا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اللہ جلّ شانہٗ سے دونوں جہان میں عافیت نصیب ہونے کا سوال کرتے رہنا چاہیئے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کونسی دُعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا تو اپنے رب سے دنیا و آخرت میں عافیت اور معافات (یعنی گناہوں سے درگذر) کا سوال کر، وہ دوسرے دن پھر آیا اور وہی سوال کیا کہ یا رسول اللہ کونسی دُعا افضل ہے؟ آپ نے پھر وہی پہلا جواب عنایت فرمایا، وہ شخص تیسرے دن پھر حاضر خدمت ہوا اور (اس نے وہی سوال کیا) آپ نے اس کو وہی پہلا جواب دیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تجھے دنیا و آخرت میں عافیت اور معافات نصیب ہو گئی تو تو کامیاب ہو گیا[۱] (لہٰذا اس دُعا کو معمولی نہ سمجھ) دُنیا و آخرت کی حاجتوں اور ضرورتوں کے پورا ہونے کے لئے اجمالی طور پر جامع دُعا کے اعتبار سے یہ دُعا سب دُعاؤں سے افضل ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے پھر (اس وقت کے بعض ظاہری و باطنی حالات و کیفیات کی وجہ سے) رونے لگے، اس کے بعد فرمایا کہ (اے لوگو!) اللہ جلّ شانہٗ سے معافی کا اور عافیت کا سوال کرو کیونکہ کسی شخص کو یقین (یعنی ایمان کی دولت) کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں ملی۔[۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اَکْثِرِ الدُّعَاءَ بِالْعَافِیَةِ کہ عافیت کی دُعا زیادہ کیا کرو۔[۳]

جو شخص نیا مسلمان ہوتا تھا تو آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو نماز سکھاتے تھے پھر حکم فرماتے تھے کہ یہ دُعا کیا کرو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے ہدایت پر رکھ، اور مجھے عافیت دے اور مجھے

۱؎ رواہ الترمذی ۲؎ رواہ الترمذی ۳؎ حصن حصین عن الطبرانی

رزق عطا فرما۔ [1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جامع دعائیں بہت پسند تھیں، جامع اُس کو کہا جاتا ہے جس کے الفاظ مختصر ہوں اور معنی و مفہوم کے اعتبار سے خیر و برکت کی بہت سی قسموں کو شامل ہوں، چونکہ عافیت میں دنیا و آخرت کی ہر چیز آجاتی ہے اس لئے عافیت کی دعا کرنا آپ کو بہت پسند تھا جس کی تفصیل ابھی اوپر گذر چکی ہے

عافیت کے بارے میں ایک جامع دعا

ذیل میں ایک دُعا لکھی جاتی ہے جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ۔ [2]	اے اللہ میں آپ سے دُنیا و آخرت میں عافیت طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں اور اپنے دین اور دُنیا اور اہل اور مال کے بارے میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

دُعا کے قبول ہونے کے اوقات [3]

"جن اوقات میں دُعا قبول ہونے کی زیادہ اُمید ہے وہ یہ ہیں۔"

(۱) شب قدر (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم، عن عائشہؓ)

(۲) عرفہ کا دن [4] (ترمذی عن عمرو بن شعیب)

---

[1] رواہ مسلم [2] رواہ ابوداؤد [3] دُعا قبول ہونے کے اوقات اور مقامات اور احوال، یہ مضمون علامہ جزری کی کتاب حصن حصین سے لیا گیا ہے اور انہوں نے جو حوالجات دیئے ہیں ان کو باقی رکھا ہے، [4] ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جس وقت حجاج کرام احرام باندھے ہوئے عرفات میں حاضر ہوتے ہیں یہ وقت بھی بہت زیادہ مقبولیت کا ہوتا ہے اس میں دُعا ہی کرتے رہنا چاہئے مستحب ہے کہ غروب آفتاب تک پورے وقت میں کھڑے ہو کر دُعا کرے اگر اتنا زیادہ کھڑا نہ ہو سکے تو جس قدر زیادہ کھڑا ہو سکے اس کا اہتمام کرے۔ افسوس ہے کہ بہت سے لوگ اس مبارک وقت کو کھانے پکانے اور بہت سے لایعنی کاموں میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) رمضان المبارک کا مہینہ (بزاز) عن عبادہ بن الصامتؓ)

(۴) شب جمعہ (ترمذی) حاکم عن ابن عباسؓ)

(۵) جمعہ کا دن (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم. عن ابی ہریرہؓ)

(۶) آدھی رات[۱] (طبرانی) اور بعض روایات میں رات کا نصف آخر مذکور ہے (احمد ابو یعلی)

(۷) پہلی تہائی رات (احمد ابو یعلی)

(۸) پچھلی تہائی رات (مسند احمد) اور

(۹) پچھلی تہائی رات کا درمیانی وقت (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، طبرانی، بزاز عن عمرو بن عبسہؓ)

(۱۰) سحر کا وقت (صحاح ستہ عن ابی ہریرہؓ)

(۱۱) اور ساعت جمعہ[۲] ان سب اوقات میں سب سے زیادہ بڑھ کر قبولیت کی امید رکھنے کے لائق ہے

(بقیہ صفحہ پچھلا) گذار دیتے ہیں بلکہ بہت سے لوگ تو گناہوں میں مصروف رہتے ہیں اور ایک گناہ کبیرہ آج کل یہ رواج پا گیا ہے کہ حجاج کرام پیسے دے کر اپنی تصویریں کھنچواتے ہیں اور بعض لوگ ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ گانا بھی سنتے ہیں اور بعض طالب دنیا اس مبارک موقعہ پر غیر اللہ سے سوال کرتے رہتے ہیں جو بہت بڑی محرومی ہے۔ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۶۳ میں ہے کہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس موقعہ پر ایک شخص کو دیکھا کر لوگوں سے سوال کر رہا ہے آپؓ نے اس سے فرمایا کہ آج کے دن اور اس جگہ میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مانگ رہا ہے، یہ فرما کر اس کو ایک دُرّہ رسید فرمایا۔ ۱۲

[۱] آدھی رات اور آدھی رات کے بعد صبح صادق ہونے تک نماز اور قبولیت دُعا کے لئے بہت مبارک وقت ہے جب بھی آنکھ کھل جائے اللہ پاک سے کچھ نہ کچھ ضرور دعا مانگ لیں اور نفلیں پڑھ لیں تو بہت ہی بڑے ثواب کے مستحق ہوں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا رب تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا پر تجلی فرماتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی ہے جو مجھ سے دُعا کرے پس میں اسے دیدوں، کوئی ہے جو مغفرت طلب کرے پس میں اس کی مغفرت کر دوں (بخاری و مسلم)

[۲] حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس میں کوئی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو عطا فرما دے گا (مشکوٰۃ عن البخاری و مسلم) — یہ گھڑی کونسی ہے اس کے بارے میں روایات اور اقوال مختلف ہیں صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گھڑی امام کے خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک ہے، چونکہ خود ارشاد نبوی ہے اور صحیح سند سے ثابت ہے اس لئے علامہ نووی نے اسی کو صحیح ترین قول قرار دیا ہے، اور سنن ترمذی وغیرہ میں یوں بھی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دُعا قبول ہونے کے مقامات

(یعنی جن مواقع کا بیان جن میں دُعا قبول ہونے کی زیادہ تر امید کی جاتی ہے اب مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مواضع شریفہ یعنی متبرک مقامات میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

علامہ جزری حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ :۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں مکہ والوں کو لکھا تھا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ مواقع میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) طواف کرتے ہوئے۔

(۲) ملتزم پر چمٹ[۱] کر۔

(۳) میزاب کے نیچے (کعبہ شریف کی چھت سے پانی بہہ کر نیچے آنے کا جو پرنالہ ہے میزاب سے وہ مراد ہے اسے میزاب رحمت بھی کہتے ہیں اور یہ حطیم میں گرتا ہے اس کے نیچے دُعا قبول ہوتی ہے۔)

(۴) کعبہ شریف کے اندر

(حاشیہ بقیہ صفحہ پچھلا) ارشاد نبوی نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن جس گھڑی میں قبولیت دُعا کی امید کی جاتی اس کو عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو لیکن امام ترمذی نے اس کی تضعیف کی ہے۔

واضح رہے کہ خطبہ کے دوران زبان سے کوئی ذکر کرنا یا دُعا کرنا جائز نہیں نماز میں درود شریف کے بعد جو دُعا کرتے ہیں وہ دُعا اسی وقت میں ہو جاتی ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت میں بیان ہوا بعض حضرات اکابر ترمذی کی روایت کے مطابق عمل کرتے تھے اور نماز عصر کے بعد مسجد سے نہیں نکلتے تھے وہیں بیٹھے ہوئے غروب آفتاب تک دُعا کرتے رہتے تھے۔ ذوق اور شوق اور تڑپ اور طلب کی بات ہے جس سے جتنا ہو سکے اللہ سے مانگے مگر اب تو صحیح معنی میں مانگنے والے ہی نہیں رہے۔

[۱] ملتزم اس جگہ کو کہتے ہیں جو حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازہ کے درمیان ہے۔ عربی میں ملتزم چمٹنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس جگہ چمٹ کر دُعا کی جاتی ہے اس لئے اس کو ملتزم کہتے ہیں، اس پر پیشانی لگاتے اور کبھی داہنا رخسار اور کبھی بایاں رخسار لگاتے اور ایک ہاتھ کعبہ شریف کے دروازہ کی طرف پھیلا کر دیوار سے لگا دے اور دوسرا ہاتھ حجر اسود کی طرف پھیلا کر دیوار سے لگا دے اور خوب اچھی طرح رو رو کر بلک بلک کر دُعا مانگے، ملتزم پر جو دُعا کی جاتی وہ قبول ہوتی ہے اس کا بہت تجربہ کیا گیا ہے۔

(۵) زمزم کے قریب

(۶) صفا پر

(۷) مروہ پر

(۸) صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے۔

(۹) مقام ابراہیم کے پیچھے۔

(۱۰) عرفات میں

(۱۱) مزدلفہ میں

(۱۲) منیٰ میں

(۱۳)(۱۴)(۱۵) تینوں جمرات[۲] کے قریب

حضرت حسن بصریؒ کے ذکر فرمودہ پندرہ مواقع لکھنے کے بعد الحصن الحصین کے مصنف علامہ جزریؒ فرماتے ہیں وان لم یجب الدعاء عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففی ای موضع یستجاب یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یعنی مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر دُعا قبول نہ ہوگی تو پھر کہاں ہوگی۔ (یعنی روضۂ اقدس پر جب سلام عرض کرنے کے لئے حاضری دیں تو وہاں اللہ پاک سے دُعا بھی کریں۔

---

[۱] (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں قبولیت دُعا کے مواقع کی تعداد پندرہ میں منحصر نہیں ہے، رکن یمانی پر اور رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ نیز غار ثور اور غار حرا کو بھی ملا علی قاری نے اجابت دُعا کے مقامات میں شمار کرایا ہے)۔

[۲] تینوں جمرات سے وہ مواقع مراد ہیں جہاں حج کے دنوں میں کنکریاں ماری جاتی ہیں ان تینوں جگہوں میں ایک ایک مینارہ سا بنا دیا گیا ہے اور ان تینوں کو جمرات کہتے ہیں۔

مسجد خیف سے چل کر مکہ معظمہ کو آگے بڑھے تو پہلے جمرۂ اُولیٰ آئے گا اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ آئے گا۔ اور اس کے بعد جمرۂ اُخریٰ آئے گا، جسے جمرۂ عقبہ اور جمرۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں جمرۂ اُولیٰ کی رمی کرنے کے بعد وہاں سے ہٹ کر ذرا سا ٹھہر کر دُعا کرے اسی طرح جمرۂ وسطیٰ کی رمی کرنے کے بعد آگے بڑھ کر دُعا کرے۔ البتہ جمرۂ آخری کی رمی کر کے نہ ٹھہرے بلکہ چلتے ہوئے دُعا کرے۔

دُعا کے قبول ہونے کی حالتیں

(یعنی جن حالات میں دُعا زیادہ لائقِ قبول ہوتی ہے ان کو بیان کیا جاتا ہے)

(۱) جس وقت نماز کے لئے اذان دی جائے (ابوداؤد، حاکم عن سہل بن سعدؓ)

(۲) اذان اور اقامت کے درمیان کی (ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن حبان عن انسؓ)

(۳) مصیبت وغمزدہ شخص کی دُعا حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے بعد جب کہ مؤذن اذان دے رہا ہو (حاکم عن ابی امامہؓ)

(۴) اور میدانِ جہاد میں جب صف باندھے ہوتے ہوں (ابن حبان، طبرانی، مرفوعاً عن سہل ابن سعدؓ)

(۵) اور جنگ کے وقت (جب مؤمن و کافر) ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں (ابوداؤد، عن سہلؓ)

(۶) اور فرض نمازوں کے بعد (ترمذی، نسائی، عن ابی امامہؓ)

(۷) اور سجدہ کی حالت میں[1] (مسلم، ابوداؤد، نسائی، عن ابی ہریرۃؓ)

(۸) اور تلاوت قرآن شریف کے بعد (ترمذی عن عمران بن حصینؓ)

(۹) خصوصاً ختمِ قرآن کے بعد (مرفوعاً عن عمران وابن ابی شیبۃ موقوفاً علی ابی لبابہ)
اور خاص کر قرآن مجید ختم کرنے والے کی دُعا (ترمذی، طبرانی عن عمران بن حصینؓ)

(۱۰) اور زمزم کا پانی پیتے وقت[2] (حاکم عن ابن عباسؓ)

(۱۱) میت کے پاس حاضر ہونے کے وقت (مسلم، سنن اربعہ، عن ام سلمہؓ)

(۱۲) مُرغ کی آواز کے وقت (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی عن ابی ہریرۃؓ)

(۱۳) اور مسلمانوں کے جمع ہونے کے وقت (صحاح ستہ عن ام عطیۃ الانصاریہؓ)

(۱۴) اور ذکر کی مجلسوں میں (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، عن ابی ہریرۃؓ)

(۱۵) اور امام کے وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہنے کے وقت (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ عن ابی ہریرۃؓ)

---

[1] سجدہ میں دُعا کی جائے تو خوب زیادہ قابل قبول ہوتی ہے کیونکہ اس حالت میں بندہ اللہ سے بہت زیادہ قریب ہوتا
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۱۶) اور میت کی آنکھ بند کرتے وقت (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، عن ام سلمہ رض)

(۱۷) اور نماز کی اقامت کے وقت (طبرانی، ابن مردویہ عن سہل رض)

(۱۸) اور بارش ہوتے وقت (ابوداؤد، طبرانی، ابن مردویہ عن سہل)

امام شافعیؒ نے اپنی کتاب الام میں اس کو مرسلاً روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے نزول باراں کے وقت دُعا کا قبول ہونا بہت سے علماء سے سُنا ہے اور یاد کیا ہے۔

(۱۹) مصنفؒ فرماتے ہیں کہ کعبہ پر نظر پڑتے وقت بھی دُعا قبول ہوتی ہے (ترمذی، طبرانی عن ابی ہریرہ رض)

(۲۰) سورہ انعام میں جو ایک ساتھ دو مرتبہ لفظ اللہ[ا] آیا ہے ان دونوں کے بیچ میں دُعا قبول ہونا مجرب ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہم نے بہت سے علماء سے اس آیت کریمہ میں دونوں اسم جلالہ کے درمیان دُعا کی قبولیت کا آزمودہ ہونا سُنا ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے اور ایسا قرب اور کسی وقت حاصل نہیں ہوتا علماء نے فرمایا ہے کہ سجدہ میں انسان انتہائی عاجزی اور تذلل اختیار کر لیتا ہے کیونکہ اشرف الاعضاء یعنی سر کو ارذل العناصر یعنی زمین پر رکھ دیتا ہے اپنی ذلت اور عاجزی ظاہر کرنے کے لئے اس کے پاس اس سے بڑھ کر اور کوئی صورت نہیں ہے جب سجدہ میں جاتا ہے تو اپنی ذلت اور عاجزی ظاہر کرتے ہوئے خداوند قدوس وحدہٗ لاشریک کی بڑائی اور برتری اور ربوبیت کا اقرار کرتا ہے جس کی وجہ سے دُعا کو قبولیت کا حاصل ہو جاتا ہے اس موقعہ پر جو دُعا کرے گا۔ انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

واضح رہے کہ یہ دُعا نفل نمازیں ہو فرضوں میں نہ ہو اور عربی زبان میں ہو اردو وغیرہ میں نہ ہو جب دُعا مانگنا ہو نفلوں کی نیت کر کے سجدہ میں دُعا مانگ لے امداد الفتاوی میں لکھا ہے کہ سجدہ دُعا (جو صرف سجدہ ہی ہو) منقول نہیں ہے جو سجدہ نماز کا جزو ہو اسی میں دُعا کرے ۱۲ (والاجتهاد فی الدعاء فی السجود محمول علی الندب قال النووی واما عندنا محمول علی النوافل (بذل المجهود)

[ا] لفظ اللہ کو اسم الجلالہ کہتے ہیں سورہ انعام کی آیت وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ، میں لفظ اللہ اکٹھا دو جگہ آیا ہے ان دونوں لفظ اللہ کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے یعنی پہلے لفظ اللہ پر وقف کر کے دُعا کرے پھر دوسرے لفظ اللہ سے قرأت کی ابتداء کرے لیکن دُعا مختصر سی ہو اور جامع ہو تاکہ ایک ہی آیت کے درمیان لمبا وقفہ نہ ہو جائے علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ متعدد اہل علم سے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جن کی دُعا خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہے

(۱) بے چین اور مصیبت زدہ مجبور حال (بخاری، مسلم، ابوداؤد عن ابن عمرؓ)

(۲) مظلوم (جس پر ظلم کیا گیا ہو) (صحاح ستہ عن ابن عباسؓ) مسند احمد، مسند بزار اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ مظلوم کی دُعا یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو اس کی بددُعا ظالم کے حق میں ضرور قبول ہوگی) اگرچہ مظلوم بڑا گناہ گار ہی کیوں نہ ہو (عن ابی ہریرہؓ) اور صحیح ابن حبان اور مسند احمد میں ہے کہ ظالم کے حق میں مظلوم کی بددُعا ضرور قبول ہوگی اگرچہ مظلوم کافر ہی ہو (عن ابی ذرؓ)

(۳) والد کی دُعا اولاد کے لئے (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ عن ابی ہریرہؓ)

(۴) امام عادل کی دُعا (ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان عن ابی ہریرہؓ)

(۵) نیک آدمی کی دُعا (بخاری و مسلم، ابن ماجہ، عن ابن عمرؓ)

(۶) والدین کے ساتھ حُسن سلوک کرنے والا (مسلم عن عمرؓ)

(۷) مسافر (ابوداؤد، بزار، ابن ماجہ)

(۸) روزہ دار جس وقت افطار کرے (ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان)

(۹) مسلمان کی دُعا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے (مسلم، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ عن ابی ہریرہؓ و ابی سعیدؓ)

(۱۰) اور مسلمان کی دُعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک کہ ظلم کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے یا یوں نہ کہے کہ میں نے دُعا تو کی لیکن قبول نہ ہوئی (مصنف ابن ابی شیبہ عن ابی ہریرہؓ)

جو شخص حج کے لئے روانہ ہو یا عمرہ کے سفر میں نکلا ہو اس کی دُعا قبول ہونے کا وعدہ بھی ہے۔

(نسائی عن ابی ہریرہؓ)

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اس جگہ دُعا کرنے سے قبول ہوتی ہے اور یہ مجرب ہے۔

آدابِ دُعا، ایک نظر میں

علامہ جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الحصن الحصین میں تفصیل کے ساتھ دُعا کے آداب جمع کئے ہیں، جو مختلف احادیث میں وارد ہوتے ہیں، ہم ایک نظر میں آدابِ دُعا نیچے لکھ رہے ہیں۔ تاکہ بالاجمال ایک جگہ جمع شدہ ناظرین کے سامنے آجائیں۔

(۱) پاک وصاف ہونا (۲) باوضو ہونا (۳) پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا اور اللہ کے اسماء حُسنیٰ اور صفات عالیہ کا واسطہ دینا (۴) پھر درود شریف پڑھنا (۵) قبلہ رُخ ہونا (۶) خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور یہ یقین رکھنا کہ صرف اللہ جل شانہٗ ہی دُعا قبول کرسکتا ہے (۷) کوئی نیک عمل دُعا سے پہلے کرنا یا دو چار رکعت نماز پڑھ کر دُعا کرنا (۸) دُعا کے لئے دو زانو ہوکر بیٹھنا (۹) دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا (دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہوں (۱۰) خشوع وخضوع کے ساتھ باادب ہوکر دُعا کرنا (پورے جسم سے ادب ظاہر ہو اور سارا جسم سراپا دُعا اور طلب بن جائے (۱۱) دُعا کرتے وقت عاجزی اور تذلل ظاہر کرنا (۱۲) دُعا کرتے وقت حال اور قال سے (یعنی جسم اور جان سے اور زبان سے) مسکینی ظاہر کرنا اور آواز میں پستی ہونا (۱۳) آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا (۱۴) شاعرانہ تک بندی سے اور گانے کے طرز سے بچنا (۱۵) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام وصالحین کرام اور اپنے نیک عمل کے وسیلہ سے دُعا کرنا (۱۶) گناہوں کا اقرار کرنا (۱۷) خوب رغبت و امید اور مضبوطی کے ساتھ جم کر اس یقین کے ساتھ دُعا کرنا کہ ضرور قبول ہوگی (۱۸) دل حاضر کرکے دل کی گہرائی سے دُعا کرنا (۱۹) بار بار سوال کرنا جو کم از کم تین بار ہو (۲۰) الحاح کے ساتھ یعنی خوب گڑگڑا کر للچا کر اصرار کے ساتھ اللہ سے مانگنا (۲۱) کسی امر محال کی اور گناہ اور قطع رحمی کی دُعا نہ کرے (۲۲) جب کسی کے لئے دُعا کرے تو پہلے اپنے لئے دُعا کرے پھر دوسرے کے لئے (۲۳) جامع دُعا ہونا یعنی ایسی دُعا کو اختیار کرنا جس کے الفاظ کم ہوں لیکن الفاظ کا معنوی عموم زیادہ ہو یعنی ایک دو لفظ میں چند الفاظ میں دُنیا وآخرت کی بہت سی حاجتوں کا سوال ہوجائے (۲۴) قرآن وحدیث میں جو دُعائیں آتی ہیں ان کے ذریعہ دُعائیں کرے ان کے الفاظ جامع بھی ہیں اور مبارک بھی (۲۵) اپنی

ہر حاجت کا اللہ سے سوال کرے اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اللہ سے مانگے اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کا بھی اللہ سے سوال کرے (۲۶) امام ہو تو صرف اپنے ہی لئے دُعا نہ کرے بلکہ مقتدیوں کو بھی دُعا میں شریک کرے (واحد کے لفظ کے بجائے جمع کے الفاظ سے دُعا کرے) (۲۷) دُعا کے ختم سے پہلے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے (۲۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے (۲۹) اور ختم پر آمین کہے (۳۰) اور بالکل آخر میں منہ پر ہاتھ پھیرے۔[۱]

یہ وہ آداب ہیں جن کا عین دُعا کرتے وقت لحاظ رکھنا چاہیئے یوں تو اللہ کی بڑی شان ہے وہ بغیر رعایت آداب کے بھی دُعا قبول فرما سکتا ہے اور ایک بہت بڑا ادب بلکہ قبولیت کی شرط یہ ہے کہ خوراک اور پوشاک میں حلال مال استعمال کرتا ہو، جو حرام مال استعمال کرتا ہو اس کی دُعا قبول نہیں ہوتی، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک کی دُعا قبول نہیں ہوتی، نیز قبولیت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ نا امید ہو کر دُعا کو چھوڑ نہ بیٹھے ہر حال دُعا کرتا رہے اور تنگی ترشی اور سختی میں دُعا قبول کرانا ہو تو آرام و راحت اور خوشی کے زمانے میں کثرت سے دُعا کیا کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے،[۲] ذکر میں وہ دُعائیں بھی شامل ہیں جن کا موقعہ بموقعہ پر پڑھنا آپؐ سے مروی ہے ان کا اہتمام کرنے سے کثرت ذکر کی دولت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے، ان کے مضامین میں غور و خوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں توحید کی بڑی اہم تعلیمات ہیں اور ان کے پڑھنے اور سمجھنے سے اللہ جل شانہٗ کی ربوبیت کا بار بار اقرار ہوتا ہے اور دل و زبان پر بار بار یہ بات آتی ہے کہ اللہ ہی نے پیدا فرمایا اُسی نے زندہ رکھا، اسی نے سلایا، اسی نے سونے سے جگایا، اسی نے کھلایا اور اسی نے پہنایا اسی کے حکم سے صبح شام ہوتی ہے، سفر اور حضر میں وُہی محافظ ہے، دشمنوں کے شر سے وہی بچاتا ہے، شیطان سے وہی محفوظ رکھتا ہے۔ ہر دکھ درد کا دُور کرنے والا وہی ہے، بارش اسی کے حکم سے آتی ہے ہوائیں اسی کے حکم سے چلتی ہیں، ہر مجلس میں اور ہر موقعہ اور ہر مقام میں اسی کو یاد کرنا لازم ہے، اور ہر نعمت حاصل ہونے پر اور ہر دکھ تکلیف کے چلے

---

[۱] ترجمہ و شرح حصن حصین از احقر مؤلف عفا اللہ عنہ کا مطالعہ فرمائیں [۲] رواہ مسلم

جانے پر اسی کا شکر کرنا واجب ہے ہر خیر کا اسی سے سوال کریں اور ہر شر سے محفوظ ہونے کے لئے اسی کو پکاریں۔

بظاہر انسان اپنی محنت سے کماتا ہے پھر پکا کر کھاتا ہے اور یہی بات زندگی کے دوسرے شعبوں سے متعلق ہے۔ مثلاً اپنی کمائی سے کپڑا خرید کر پہنتا ہے اور اپنے تعمیر کردہ مکان میں ٹھکانہ پکڑتا ہے اور ان دُعاؤں میں بار بار یہ بتایا گیا ہے کہ باوجود کوشش اور محنت کے بندہ کے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا کھلانے کی نسبت اللہ ہی کی طرف ہے اور پہنانے کی نسبت بھی اسی کی طرف ہے، پیٹ بھی وہی بھرتا ہے۔ پیاس بھی وہی بجھاتا ہے اور ہر طرح کا آرام و راحت وہی پہنچاتا ہے، اگر اس کی مشیت نہ ہوتی تو باوجود محنت اور مشقت اور کدو کاوش کے پیسہ نہیں ملتا اور تجارت میں نفع کی بجائے پورا سرمایہ ہی ڈوب جاتا ہے اگر پیسہ مل بھی جائے تو ضروری نہیں کہ اس کے ذریعہ کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی چیزیں میسر ہو جائیں اگر چیزیں میسر بھی آجائیں تو ضروری نہیں کہ ان کا استعمال کرنا بھی نصیب ہو جائے اور اگر استعمال کر بھی لیں تو یہ ضروری بھی نہیں کہ ان سے حاجت پوری ہو جائے، بہت سے لوگ کھاتے ہیں مگر ہضم نہیں ہوتا اور بہت سے لوگ کھاتے ہی چلے جاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا اور بہت سے لوگ پیتے ہی چلے جاتے ہیں مگر پیاس نہیں بجھتی، وہ لوگ بھی ہیں جن کے پاس لاکھوں کا سرمایہ ہے لیکن کھانے سے عاجز ہیں کیونکہ معدہ کچھ قبول نہیں کرتا، بہترین مکانات ہیں ایر کنڈیشنڈ ہیں، نرم نرم بستر ے ہیں اور راحت کا ہر سامان موجود ہے لیکن نیند نہیں آتی، نیند کا لانا اور پھر زندہ اُٹھا دینا، کھلانا پلانا اور پیٹ بھرنا اور سیراب کرنا اور معدہ میں پہنچا دینا اور پچا دینا اور خون بنا کر جسم میں رواں دواں کر دینا اور قوت دینا یہ سب اللہ ہی کی مشیت اور قوت سے ہوتا ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر موقعہ پر اللہ کی وحدنیت اور مالکیت کا اقرار اور اپنی عاجزی اور ضعف کا اعتراف کرتے تھے اور اپنی اُمت کو بھی اس طرف متوجہ فرماتے تھے اور اس کی تعلیم دیتے تھے، چونکہ سب اللہ ہی کے بندے ہیں اور اس کی مخلوق ہیں اور جن اسباب سے بندے آرام و راحت پاتے ہیں وہ بھی خدا ہی کی مخلوق ہیں اس لئے انسان پر لازم ہے کہ ہر حرکت و سکون کو اللہ ہی کی طرف سے سمجھے اور ان کے ملنے پر اللہ ہی کا شکر ادا کرے اور ہر وقت اور ہر موقعہ پر اللہ ہی کو یاد کریں اور بار بار اپنی غلامی اور عاجزی اور بے بسی کا اقرار و اعتراف کرے۔

مسنون دُعاؤں کو بڑے اہتمام سے پڑھنا چاہئے کیونکہ ان کے پڑھنے میں اول تو آنحضرت سرور

عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع ہے جو خداوند تعالیٰ شانہٗ تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہے۔ دوسرے چونکہ ان دُعاؤں کے الفاظ اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام فرمائے ہیں، اس لئے اپنی زبان میں شکر ادا کرنے یا عربی میں کسی دوسرے کی بنائی ہوئی دُعا کے پڑھنے کی بجائے ان کا ورد رکھنا اور موقع بموقع پڑھنا بہت زیادہ اہم ہے۔

مؤمن بندوں کو محبوبِ حقیقی کے ذکر میں مزا آتا ہے اور اس سے قلب میں لذت محسوس ہوتی ہے اور جو لوگ دنیا کی محبت میں پھنسے ہوئے ہیں وہ فرض نماز تک سے جان چراتے ہیں اور دس پانچ مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے بھی گھبراتے ہیں ایسے لوگ ذاکرین کو دیوانہ اور بے وقوف کہتے ہیں اور شیطان کے بہکانے اور نفس کے ورغلانے سے کثرت ذکر کے عمدہ ترین مشغلہ میں لگنے والوں کو رہبانیت کا طعنہ دیتے ہیں، قرآن مجید میں کثرتِ ذکر کا حکم ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا اور اپنی اُمت کو اس کی ترغیب دی اور زندگی بھر کے احوال اور اوقات کے مطابق دُعائیں سکھائیں۔ اگر یہ رہبانیت ہوتی تو آپ کثرتِ ذکر میں خود کیوں لگتے اور اپنی اُمت کو اس میں کیوں لگاتے۔

تقریباً چالیس سال پہلے جب احقر نے کتاب "مسنون دُعائیں" لکھی تھی اس وقت ایک شخص کا غضبناک خط آیا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اس مشغولیت کے دور میں لوگوں کو اتنی دُعائیں پڑھنے کی فرصت کہاں ہے، اس خط سے اندازہ ہوا اور کچھ سیاسی مزاج لوگوں کے قول و فعل اور رنگ ڈھنگ سے پتہ چلا کہ مسنون دُعائیں پڑھنا اور اذکار ماثورہ میں لگنا گویا اُن کے نزدیک کارخانوں کے تباہ کرنے اور سیاست میں رخنہ پیدا کرنے اور تجارتوں کے برباد ہونے کے مرادف ہے۔ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اگر ان کی زبان یا قلم سے ایسی باتیں نکلتیں تو محل تعجب نہ تھا، لیکن افسوس یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں وہ بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اذکار و ادعیہ میں لگنے والوں کی مذمت کرتے ہیں اور ان کے خلاف زہر اُگلتے ہیں فیا اسفی علیھم۔ بات اصل یہ ہے کہ اپنا مقصدِ تخلیق یاد نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ شانہٗ نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[1] میں بیان فرمایا ہے اور ایسے لوگوں کو قرآن و حدیث کی تصریحات بھی

---

[1] ترجمہ: نہیں پیدا کیا میں نے جنات کو اور انسان کو مگر عبادت کے لئے ۱۲

معلوم نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا[1] اور ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[2] اور اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ[3] کو پڑھنے اور دل وجان سے ماننے تو ایسی باتیں ہرگز نہ کرتے۔ اگر اللہ کے نام میں مشغول ہونے سے فانی دنیا کا نقصان ہوجائے جو اللہ کے نزدیک بکری کے کان کٹے ہوئے مُردہ بچہ سے بھی زیادہ ذلیل ہے (کما فی المشکوٰۃ ص۴۳۹ عن صحیح مسلم) تو یہ کوئی رنج کی بات نہیں ہے۔ بالفرض اگر اذکار وادعیہ میں لگنے سے فانی دنیا کا کچھ نقصان ہو بھی جائے تو اس عظیم فائدہ کو بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ اذکار وادعیہ میں لگنے سے زندگی نورانی بنتی ہے اور مال ومتاع میں بہت بڑی برکت ہوتی ہے، اور قلبی سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔ پھر یہ نقصان کا وسوسہ بھی تو غلط ہے کیونکہ بظاہر نقصان کا امکان اس وقت تھا جبکہ ہر وقت ادعیہ واذکار میں لگے رہتے۔ (جیسا کہ ان میں لگنے کا حق ہے) لیکن اگر مختلف اوقات کی مختلف دُعائیں پڑھی جائیں تو ان میں مشاغل دنیویہ کو چھوڑنے کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی اور ان کے مستقل وقت نہیں نکالنا پڑتا، کام کاج میں لگے ہوئے چلتے پھرتے سب دُعائیں ادا ہوجاتی ہیں بات اصل وہی ہے کہ جو لوگ مُردار دنیا اور اہلِ دنیا سے محبت اور شغف رکھتے ہیں، وہ اللہ کے نام کی لذت سے آشنا ہیں اور آخرت کی نعمتوں سے بے خبر ہیں ایسے ہی لوگ اپنی جہالت سے ذاکرین کی مخالفت کرتے ہیں۔ نہ ان کو خود ذکر اللہ سے انس والفت ہے اور نہ دوسروں کے لئے اس مبارک مشغلہ کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو علم وفہم عطا فرمائے۔

---

[1] (ترجمہ) اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو ۱۲

[2] (ترجمہ) تیری زبان ہر وقت اللہ کی یاد میں تر رہے۔ رواہ الترمذی عن عبداللہ بن بسر وحسنہ کما فی المشکوٰۃ ص۱۹۸

[3] (ترجمہ) اللہ کے ذکر کی کثرت کردو یہاں تک کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ رواہ احمد وابویعلیٰ وابن حبان والحاکم وقال صحیح الاسناد کما فی الترغیب جلد ۲ ص۳۹۹ ۱۲

بَابُ الادْعِیّۃِ فِی الاوقات

(مختلف اوقات میں پڑھنے کی دُعائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مختلف اوقات میں پڑھنے کی دعائیں

اللہ جل شانہٗ نے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا تو اُس کو مجموعہ حاجات بنا دیا لہٰذا وہ ہر وقت حاجت مند ہے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کے ساتھ مصیبتیں بھی پیدا فرمائیں، انسان نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے اور مصیبتوں میں بھی پھنسا رہتا ہے اور قدم قدم پر چھوٹی بڑی حاجتیں بھی اسے گھیرے رہتی ہیں، جنہیں اللہ جل شانہٗ پورا فرماتے ہیں، پھر جس طرح دنیا میں حاجات ہیں موت کے بعد بھی حاجتیں ہیں، برزخ میں اور اس کے بعد کے حالات میں راحت بھی ہے اور تکالیف بھی ہیں ہر حاجت کے پورے ہونے کے اور ہر ضرورت کا انتظام ہونے اور ہر دکھ تکلیف سے حفاظت پانے اور آتی ہوئی مصیبت کے ٹلنے کے لئے صرف اللہ پاک کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے اسی نے حاجتیں پیدا فرمائیں اور دُکھ تکلیف اسی کی مخلوق ہے مصائب بھی اُسی کی بھیجی ہوتی ہیں دنیا ہو یا آخرت ہر عالم کا اللہ ہی خالق و مالک ہے اور وہی دینے والا ہے لہٰذا ہر بڑی چیز کا سوال اسی سے کرنا چاہیئے اور ہر دُکھ درد سے محفوظ رہنے اور آئی بلا کو ٹالنے کے لئے اسی کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلانا چاہیئے اس نے اپنی کتاب مبین میں اعلان فرمایا ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (تم مجھ سے دُعا کرو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا) نیز ارشاد فرمایا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

(بقرہ ع ۲۳)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں منظور کر لیتا ہوں درخواست کرنے والے کی دُعا جبکہ وہ میرے حضور میں دے سوان کو چاہیئے کہ میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر یقین رکھیں امید ہے کہ وہ لوگ رشد حاصل کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا درود و سلام نازل ہو اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے دُعا کرنا بتایا اور دُعا کرنا سکھایا، دُعا کے الفاظ بتائے اس کے آداب سکھلائے، جامع دُعاؤں کی تعلیم

دی، زندگی کے ہر موقعہ کی دُعائیں بتائیں اور اللہ جل شانہٗ کی ملکیت اور خالقیت کی طرف متوجہ ہونے کی تعلیم دی، اللہ تعالیٰ کی داد و دہش اور انعام و اکرام کی طرف متوجہ فرمایا اور بتایا کہ جو کچھ ملا اللہ کے دینے سے ملا ہے اور جو نہیں ملا اس کے عطا فرمائے بغیر نہیں مل سکتا۔

جو دُعائیں آپ نے تعلیم فرمائی ہیں ان میں اللہ کی نعمتوں کا اقرار ہے اور اس بات پر اظہار شکر ہے کہ اللہ نے ہم کو یہ نعمت عطا فرمائی۔ بہت سی نعمتوں کے حاصل ہونے میں بظاہر بندوں کے کسب کو بھی دخل ہے لیکن دُعاؤں میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس کسب اور محنت کی کوئی حقیقت نہیں اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کسی کی کوئی محنت بار آور نہیں ہو سکتی مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ میں اسی کی طرف متوجہ فرمایا ہے ان دُعاؤں میں توحید کی بہت بڑی تعلیم ہے اور اللہ کی قدرتِ کاملہ کی طرف ہر حال اور ہر مقام میں سچے دل سے متوجہ ہونے کی تلقین ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کے حضور میں دُعائیں کرتے تھے اور اُمت کو بھی دُعائیں سکھاتے تھے، دُعاؤں کے فضائل آپ نے بتلائے اور دُعا نہ کرنے کی وعیدوں سے بھی آگاہ فرمایا فصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

جب صبح ہو تو یہ دُعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰ وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ؕ

اے اللہ تیری قدرت سے ہم صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم جیتے مرتے ہیں اور تیری ہی طرف جانا ہے۔

جب سورج نکلے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا ھٰذَا وَلَمْ یُھْلِکْنَا بِذُنُوْبِنَا۔

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آج کے دن ہمیں معاف رکھا اور گناہوں کے سبب ہمیں ہلاک نہ فرمایا۔

جب شام ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْیٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ ؕ

اے اللہ ہم تیری قدرت سے شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے جیتے اور مرتے ہیں اور مرے پیچھے جی اُٹھ کر تیری ہی طرف جانا ہے۔

جب مغرب کی اذان ہو تو یہ دُعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِكَ وَاِدْبَارُ نَھَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِیْ ۔

اے اللہ یہ تیری رات کے آنے اور تیرے دن کے جانے کا وقت ہے اور تیرے پکارنے والوں کی آوازیں ہیں سو تو مجھے بخش دے۔

صبح شام پڑھنے کی چند اور چیزیں

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ ہر صبح و شام تین مرتبہ یہ کلمات:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ

اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی یا شام کی جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پڑھ لیا کرے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی (ترمذی) اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ صبح کو اس کے پڑھ لینے سے شام تک اور شام کو پڑھ لینے سے صبح تک اسے کوئی ناگہانی بلا نہ پہنچے گی۔ (مشکوٰۃ)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کو (سورہ روم کی) یہ تین آیات:

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ٥ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ٥ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ٥

سو تم اللہ کی پاکی بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے حمد ہے اور بعد زوال بھی اور ظہر کے وقت بھی، وہ جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ فرماتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

پڑھے تو اس دن جو (ورد وغیرہ) چھوٹ جائے گا اس کا ثواب پالے گا اور جو شخص شام کو یہ آیات پڑھ لے تو اس رات کو جو (ورد وغیرہ) چھوٹ جائے گا اس کا ثواب پالے گا۔ (ابوداؤد شریف)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کو سورۂ مؤمن کی ابتدائی آیات اور آیۃ الکرسی پڑھ لیوے تو ان کی وجہ سے شام تک (آفات ومکروہات) سے محفوظ رہے گا اور جو شخص ان کو شام کے وقت پڑھ لے تو صبح تک (آفات ومکروہات سے) محفوظ رہے گا۔ (ترمذی)

سورۂ مؤمن کی ابتدائی آیات یہ ہیں:۔

حٰمٓ ٥ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ٥ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ٥

حٰمٓ: یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے اور ہر چیز کا جاننے والا ہے، گناہوں کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے صاحب قدرت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی کی طرف جانا ہے۔

آیۃ الکرسی یہ ہے:

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ

اللہ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے عالم کو قائم رکھنے والا ہے نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے کون ہے جو اس کی جناب میں بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر وغائب حالات کو

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿﴾

اور اس کی معلومات میں سے کسی بھی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لا سکتے ہیں مگر جس قدر وہ چاہے اور اس کی کرسی نے تمام آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے، اور ان دونوں کی حفاظت اس پر گراں نہیں ہے اور وہ بلند اور عظیم ہے۔

(۴) فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص صبح کو یہ پڑھ لیوے۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ ؕ

اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لئے حمد ہے اور تیرے ہی لئے شکر ہے۔

تو اُس نے اُس دن (کے انعاماتِ خداوندی) کا شکریہ ادا کیا۔ اور اگر وہ شام کو کہہ لیوے تو اس رات (کے انعاماتِ خداوندی) کا شکریہ ادا کر دیا (ابوداؤد۔ نسائی)

فائدہ:۔ اگر شام کو پڑھے تو مَا اَصْبَحَ بِيْ کی جگہ مَا اَمْسٰى بِيْ کہے۔

(۵) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان بندہ صبح و شام تین مرتبہ یہ کلمات:

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا ؕ

میں اللہ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمدؐ کو نبیؐ ماننے پر راضی ہوں۔

پڑھ لے تو اللہ کے ذمہ ہوگا کہ اسے قیامت کے دن راضی کرے (ترمذی)

(۶) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ پڑھ کر سورۂ حشر کی یہ آخری تین آیات:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

وہ اللہ (ایسا ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غیب کا اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے وہ اللہ (ایسا) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود

هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۵ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۵ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥

نہیں۔ وہ بادشاہ ہے۔ پاک ہے۔ سلامتی والا ہے امن دینے والا ہے۔ نگہبانی کرنے والا ہے، عزیز ہے جبار ہے۔ باعظمت ہے۔ اللہ اس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں۔ وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے، ٹھیک ٹھیک بنانے والے ہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں جو بھی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور وہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

پڑھ لے تو اس کے لئے خداوند تعالیٰ شانہٗ، ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دے گا جو شام تک اس پر رحمت بھیجتے رہیں گے اور اگر اس دن مر جائے گا تو شہید مرے گا اور جو شخص شام کو یہ عمل کرے تو اس کے لئے خداوند تعالیٰ شانہٗ، ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دے گا جو اس پر صبح تک رحمت بھیجتے رہیں گے اور اگر اس رات کو مر جائے گا تو شہید مرے گا۔ (ترمذی)

(۷) حضرت عطاء بن ابی رباح تابعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علی الصبح سورہ یٰسین پڑھ لے (شام تک کی) اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ)

(۸) صبح شام تین تین بار سورہ اخلاص اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ بھی پڑھنا چاہیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صبح شام تین تین بار ان کو پڑھ لو گے تو تمہارے لئے ہر (تکلیف دینے والی) چیز سے کافی ہوں گی۔ (یعنی کوئی تکلیف نہ پہنچے گی) (ترمذی)

(۹) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دعا صبح شام پڑھنے کے لئے تلقین فرمائی۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ ٥

اے وہ ذات جو زندہ ہے اور سب کو قائم کئے ہوئے ہے میں آپ کی رحمت کے واسطے سے آپ سے فریاد کرتا ہوں کہ آپ میرے سب حالات سدھار دیں اور مجھے پلک

جھپکنے کی برابر بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرمائے۔

(۱۰) دُعائے سید الاستغفار:۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں نے جو گناہ کئے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا (بھی) اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا ہے۔

جس نے صدق دل سے دن میں یہ الفاظ کہے اور پھر اسی روز شام ہونے سے پہلے مرگیا تو اہلِ جنت سے ہوگا اور جس نے صدق دل سے رات کو یہ الفاظ کہے اور پھر صبح ہونے سے پہلے مرگیا تو اہلِ جنت سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ باب الاستغفار عن البخاری)

رات کو پڑھنے کی چیزیں

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر رات میں سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا (بیہقی فی الایمان)

(۲) اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آل عمران کی آخری دس آیتیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے آخر سورت تک کسی رات کو پڑھ لے تو اسے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ) وھو فی حکم المرفوع

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تک سورۂ الم سجدہ جو (اکیسویں پارہ میں ہے) اور سورۂ تبارک الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ نہ پڑھ لیتے تھے

اس وقت تک نہ سوتے تھے (ترمذی وغیرہ) اور اسی سورہ تَبَارَكَ الَّذِیْ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ایک شخص کو سفارش کرکے) اس نے بخشوادیا (مشکوٰۃ شریف)

(۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۃ تک) جو شخص کسی رات کو پڑھے گا تو یہ دونوں آیتیں اس کے لئے کافی ہوں گی (بخاری ومسلم) یعنی وہ ہر شر اور مکروہ سے محفوظ رہے گا، اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اگر اس رات کے وظیفے اور ورد رہ جائیں گے تو ان کی جانب سے کافی ہوں گی۔

سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں

جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کرلے اور اپنے بستر کو تین بار جھاڑلے، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر سر یا رخسار کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر تین بار یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ؕ

اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس دن تو (قبروں سے) اٹھائے گا

یا یہ دُعا پڑھے

بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ ؕ[1]

اے میرے پروردگار میں نے تیرا نام لے کر اپنا پہلو رکھا اور تیری قدرت سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو روکتے ہیں) میرے نفس کو روک لے یعنی مجھے موت دیدے تو میرے نفس پر رحم کریو اور اگر تو اس کو (زندہ) چھوڑ دے تو اپنی قدرت کے ذریعہ اس کی حفاظت کریو جس کے ذریعہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

[2] یا یہ پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی

اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری ومسلم ۱۲ [2] مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری ومسلم ۱۲

یا یہ پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَّرَھْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔

اے اللہ میں نے اپنی جان تجھ کر سپرد کی اور تیری طرف اپنا رُخ کیا اور تجھی کو اپنا کام سونپا اور میں نے تیرا ہی سہارا لیا۔ تیری نعمتوں کی) طرف رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ تیرے علاوہ کوئی پناہ کی جگہ اور جائے نجات نہیں ہے میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تونے نازل فرمائی ہے اور تیرے رسول کو میں نے مانا جسے تونے بھیجا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دُعا بتائی اور ارشاد فرمایا کہ اس کو سوتے وقت سب سے آخر میں پڑھو اور یہ بھی فرمایا کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد اگر اسی رات کو تمہاری موت آجائے گی تو (دین فطرت) پر مروگے اور اگر صبح کو زندہ اُٹھوگے تو تم کو خیر نصیب ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تونے اپنے بستر پر پہلو رکھا اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ لی تو موت کے علاوہ ہر چیز سے بے خوف ہوگیا۔ (حصن عن البزار)

ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ بتا دیجئے۔ جسے (سوتے وقت) پڑھ لوں جبکہ اپنے بستر پر لیٹوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (سورہ) قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھو کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری (کا اعلان) ہے (مشکوٰۃ عن الترمذی)

بعض روایات میں ہے کہ اس کو پڑھ کر سو جائے یعنی اس کے پڑھنے کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرے (حصن حصین)

صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں پر اس طرح دم کرتے کہ کچھ تھوک کے

ذرات بھی نکل جاتے، اس کے بعد جہاں تک ممکن ہوتا پورے بدن پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے تھے، تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے اور ہاتھ پھیرتے وقت سر اور چہرہ اور سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے۔ نیز اس کے علاوہ سوتے وقت ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ بھی پڑھے اور سوتے وقت آیۃ الکرسی بھی پڑھے۔ اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ کی جانب سے رات بھر ایک محافظ فرشتہ مقرر رہے گا۔ اور کوئی شیطان اس کے پاس نہ آئے گا۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (رات کو) اپنے بستر پر ٹھکانہ لیتے وقت تین بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ میں اللہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور جو زندہ ہے اور سب کو قائم رکھنے والا ہے اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

کہے تو اس کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگوں کی برابر ہوں یا عالج[ع] کی ریت کے برابر ہوں یا درختوں کے پتوں کے برابر ہوں یا دنیا کے (تمام) دنوں کی برابر ہوں۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

فائدہ:۔ رات کو بسم اللہ پڑھ کر دروازے بند کر دو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھک دو اور بسم اللہ پڑھ کر مشکیزوں کے منہ بند کر دو اور سوتے وقت چراغ بجھا دو یعنی جلتا چھوڑ کر مت سو جاؤ (مشکوٰۃ شریف)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان اپنے بستر پر (سونے کے لئے) پہنچتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کی طرف لپکتا ہے۔ شیطان کہتا ہے کہ (اپنی بیداری کو) برائی پر ختم کر اور فرشتہ کہتا ہے کہ خیر پر ختم کر، سو اگر اللہ کے ذکر میں مشغول ہونے کے بعد سوتا ہے

[ع] عالج ایک جگہ کا نام ہے جہاں ریت بہت زیادہ تھی۔ ۱۲

[۱] مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری و مسلم۔ ۱۲۔

تو رات بھر فرشتہ اس کی حفاظت کرتا ہے، (حصن)

جب سونے لگے اور نیند نہ آئے تو یہ دُعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اَھْدِأْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ۔

اے اللہ ستارے دور چلے گئے اور آنکھوں نے آرام لیا اور تو زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے تجھے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے اے زندہ اور قائم رکھنے والے اس رات کو مجھے آرام دے اور میری آنکھ کو سُلا دے۔

جب سوتے سوتے ڈر جائے یا گھبراہٹ ہو جائے تو یہ دُعا پڑھے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ ؕ

اللہ کے پورے کلمات کے واسطے سے میں اللہ کے غضب سے اور اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور میرے پاس ان کے آنے سے پناہ چاہتا ہوں۔

فائدہ: جب خواب میں اچھی بات دیکھے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور اسے بیان کردے مگر اسی سے کہے جس سے اچھے تعلقات ہوں اور آدمی سمجھدار ہو (تاکہ بری تعبیر نہ دیوے) اور اگر بُرا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے اور کروٹ بدل دیوے یا کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے اور تین مرتبہ یوں بھی کہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَمِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرُّؤْیَا۔

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، شیطان مردود سے اور اس خواب کی بُرائی سے۔

بُرے خواب کو کسی سے ذکر نہ کرے۔ یہ سب عمل کرنے سے وہ خواب انشاءاللہ تعالیٰ اسے کچھ ضرر نہ پہنچائے گا (مشکوٰۃ حصن حصین)

فائدہ: اپنی طرف سے بنا کر جھوٹا خواب بیان کرنا سخت گناہ ہے (بخاری)

فائدہ: جب سونے کو لیٹے تو باوضو لیٹے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوتے یا قرآن کی

کوئی سورت پڑھتے ہوئے سو جائے پھر جب رات کو کسی وقت بھی کروٹ لے تو اللہ سے دنیا و آخرت کی خیر طلب کرے اللہ جلّ شانہٗ اس کو مطلوبہ خیر ضرور عطا فرمائیں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (رات کو سونے کے بعد) جب اس حال میں کسی کی آنکھ کھلی کہ وہ ذکر و تسبیح کے ساتھ کچھ آواز نکال رہا ہو[ع] پھر اس نے یہ پڑھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ	کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے۔

اور اس کے بعد کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (اے اللہ مجھے بخش دے) یا اور کوئی دعا کی تو اس کی دعا قبول کی جائے گی، پس اگر وضو کرکے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔ (بخاری)

جب سو کر اُٹھے تو یہ دُعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ؕ	سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

ع حدیث شریف میں لفظ تَعَارّ وارد ہوا ہے، علماء نے بتایا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سوتے سوتے آنکھ کھل جائے تو زبان پر کچھ کلمات ہوں اور مقصود اس سے یہ ہے کہ آنکھ کھلتے ہی زبان پر، تسبیح، استغفار یا کوئی بھی اللہ کا ذکر جاری ہو جائے اور یہ حالت اسی شخص کی ہوگی جسے ذکر اللہ سے خصوصی لگاؤ ہو اور ذکر اس کی طبیعت ثانیہ بن چکا ہو، جب آنکھ کھلے گی اپنی عادت کی وجہ سے فوراً زبان پر ذکر جاری ہو جائے گا۔ من المؤلف عفا اللہ عنہ ۱۲

[1] صحیح بخاری ۱۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط[1]

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو مردوں کو زندہ فرماتا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جب تہجد کے لئے اُٹھے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ ------ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ ط[2]

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اُن سب کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لئے ہی حمد ہے تو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اُن سب کا روشن رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اُن کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور تیری بات حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سب نبیؐ حق ہیں اور محمدؐ حق ہیں اور قیامت حق ہے اے اللہ میں نے تیری اطاعت کے لئے سر جھکایا اور میں نے تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور میں تیری طرف رجوع ہوا اور تیری قوت سے میں نے دشمنوں سے جھگڑا کیا اور تجھی کو میں نے حاکم بنایا سو تو بخشدے جو میرے اگلے پچھلے گناہ ہیں اور جو گناہ میں نے چھپا کر یا ظاہر اً کئے ہیں اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے، معبود صرف تو ہی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

---

[1] حصن عن المستدرک ۱۲ [2] صحیح البخاری ومسلم ۱۲

اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر سورۂ آل عمران کا پورا آخری رکوع بھی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے ختم سورت تک پڑھے۔

اور دس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اور دس بار سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ اور دس بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اور دس بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اور دس بار یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ[ط، عہ]

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کی تنگی سے اور قیامت کے دن کی تنگی سے۔

جب پاخانے جائے تو داخل ہونے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ[ا] کہے اور یہ پڑھے......

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[ط]

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔

جب پاخانہ سے نکلے تو غُفْرَانَکَ[ع] کہے اور یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیز دور کی اور مجھے آرام دیا۔

عہ وقعد الثلث الاخیر من اللیل فنظر الی السماء فقال ان فی خلق السمٰوٰت والارض الخ (الحصن الحصین)

[۱] اخرجہ الترمذی قبیل ابواب الزکوٰۃ وقال اسنادہ لیس بذالک وغلطہ الحافظ مغلطائی وقال جمیع من فی سندہ غیر مطعون لو قال قائل اسناد صحیح لکان مصیباً کذا فی تحفۃ الذاکرین ۱۲

[۲] اخرجہ البخاری ومسلم وغیرھما ۱۲ عہ اے اللہ میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں عہ مشکوٰۃ وحصن ۱۲

[۳] یہ دُعا سنن ابن ماجہ میں ہے اور غُفْرَانَکَ سنن ترمذی ہے ۱۲

جب وضو کرنا شروع کرے تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؏

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت نہایت رحم والا ہے۔

وضو کے درمیان یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ؎ ۔

اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے (گھر کے) گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔

جب وضو کر چکے تو آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر یہ پڑھے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص وضو میں اچھی طرح پانی پہنچائے پھر وضو کے بعد اوپر لکھے ہوئے کلمات پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو (صحیح مسلم) بعض روایات میں ان کلمات کو وضو کے بعد تین بار پڑھنا وارد ہوا ہے (حصن حصین) اور آسمان کو منہ اٹھا کر پڑھنے کا ذکر سنن ابوداؤد میں ہے۔

؏ روایات حدیث (ترمذی وغیرہ) میں اللہ کا نام لے کر وضو شروع کرنا وارد ہوا ہے لیکن اس کے الفاظ وارد نہیں ہوئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے ۱۲ ؎ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کا پانی حاضر کیا آپ نے وضو فرمایا میں نے اس موقعہ پر آپ کو یہ دُعا پڑھتے ہوئے سُنا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ الخ رواہ النسائی وابن السنی، شیخ ابن السنی نے اس پر وضو کے درمیان پڑھنے کا باب قائم کیا ہے اور امام نسائی نے وضو سے فارغ ہو کر پڑھنے کے باب میں درج کیا ہے اور روایت میں دونوں احتمال ہیں (کتاب الاذکار للنودی)

پھر یہ پڑھے:[١]

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝

اے اللہ مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور بہت پاک رہنے والوں میں شامل فرما دے۔

اور یہ بھی پڑھے:[٢]

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

[٣] جب صبح کی نماز کے لئے نکلے تو یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ۝

اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میری زبان میں نور کر دے اور میرے سننے کی قوت میں نور کر دے اور میری بینائی میں نور کر دے۔ اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے، اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔

جب مسجد میں داخل ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیج کر یہ پڑھے

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے رب میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

یا یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

---

[١] سنن ترمذی ١٢ [٢] حصن حصین عن المستدرک والنسائی ١٢ [٣] صحیح مسلم ١٢

خارج نماز مسجد میں یہ پڑھتا رہے

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط

اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

جب مسجد سے نکلے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج کر یہ پڑھے

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ ط

اے میرے رب میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

یا یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ

اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

جب اذان کی آواز سنے تو یہ پڑھے

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا ط

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں میں اللہ کو رب ماننے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر راضی ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اذان کی آواز سن کر جو شخص اس کو پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے (مسلم) اور حدیث شریف میں ہے جو شخص مؤذن کا جواب دے اس کے لئے جنت ہے (حصن) لہٰذا مؤذن کا جواب دیوے یعنی جو مؤذن کہے وہی کہتا جائے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط کہے (مشکوٰۃ)

لہ مشکوٰۃ عن المسلم ۱۲

آذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ ؎ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؎

اے اللہ اس پوری پکار کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ عطا فرما (جو جنت کا ایک درجہ ہے) اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے بے شک تو وعدہ خلاف نہیں فرماتا ہے۔

اس کو پڑھ لینے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے (مشکوٰۃ)

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ جو اذان کے جواب میں کہے وہی اقامت ؎ کے جواب میں کہے اور جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ سنے تو یوں کہے اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا اللّٰهُ اے (یعنی نماز کو) قائم اور ہمیشہ رکھے۔

فرض نماز کا سلام پھیر کر سر پر داہنا ہاتھ رکھ کر یہ پڑھے

بِسْمِ ؎ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ؎ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ ؎

میں نے اللہ کے نام کے ساتھ نماز ختم کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو رحمٰن و رحیم ہے اے اللہ تو مجھ سے فکر اور رنج کو دور کر دے۔

اور تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ؎ کہے اور یہ دعا پڑھے۔

؎ وَعَدْتَّهٗ تک بخاری کی روایت میں ہے اس کے بعد والے الفاظ بیہقی نے روایت کئے ہیں اور لفظ والدرجة الرفيعة جو اس دعا میں مشہور ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے ۱۲

؎ مشکوٰۃ عن البخاری ۱۲ ؎ مشکوٰۃ المصابیح عن ابی داؤد وفی سندہ مجہول ۱۲ ؎ حصن حصین ۱۲

؎ فرض نماز کا سلام پھیر کر تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہنا صحیح مسلم میں مروی ہے ۱۲

(۱) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ[ل]

اے اللہ تو سلامت رہنے والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی مل سکتی ہے تو بابرکت ہے اے بزرگی اور عظمت والے۔

اور ان دعاؤں میں سے کسی ایک کو یا سب کو پڑھ لے۔

(۲) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ[ع]

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالداری نہیں بچا سکتی۔

(۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ[س]

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور کنجوسی سے اور نکمی عمر سے اور دنیا کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

(۴) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ[ع]

اے اللہ میں کفر سے اور تنگدستی سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۵) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ[ش]

اے اللہ میرے اگلے پچھلے گناہ اور وہ گناہ جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے اور ظاہراً کئے سب کو بخش دے اور میرے حد سے بڑھ جانے کو بھی معاف کردے اور ان گناہوں کو بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ل صحیح مسلم ۱۲ ع بخاری و مسلم ۱۲ س مشکوٰۃ عن البخاری ۱۲ ع حصن عن المستدرک ۱۲ ش اخرجہ ابوداؤد والنسائی ۱۲

ت اخرجہ مسلم عن البراء

(۶) اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ؕ — اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں۔

(۷) رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ؕ — اے میرے رب مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس دن تو اپنے بندوں کو (قبروں سے) اٹھائے گا۔

نمازِ فجر کے بعد اس دُعا کو بھی پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا ؕ — اے اللہ میں آپ سے علم نافع اور مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔

فائدہ:- ہر فرض نماز کے بعد جو شخص آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے اس کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایسے شخص کو جنت کے داخلہ سے صرف موت ہی روکے ہوئے ہے (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ ہر فرض نماز کے بعد مُعَوِّذَات (یعنی سورۃ قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھا کروں۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:- ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ان تینوں کو ۳۳، ۳۳ بار پڑھنے اور پورا سو کرنے کے لئے ایک بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ پڑھ لے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ۲۵۔۲۵ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور ۲۵ بار ان کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ پڑھ لیوے (یہ سب روایات مشکوٰۃ شریف میں ہیں۔)

---

[۱] اخرجہ ابوداؤد والنسائی ۱۲ [۲] اخرجہ مسلم عن البراء [۳] عزاہ فی المشکوٰۃ ص۲۲۰ الی احمد وابن ماجہ والبیہقی فی الدعوات الکبیر ۱۲

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسی دُعا ایسی ہے جو سب دعاؤں سے بڑھ کر زیادہ لائق قبول ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو دُعا رات کے پچھلے حصہ میں (یعنی تہجد کے وقت) ہو اور فرض نمازوں کے بعد ہو (ترمذی شریف)

نماز وتر کا سلام پھیرنے سے پہلے دُعا کے بعد یہ پڑھے اور وتر کا سلام پھیر کر تین بار یوں کہے۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ؕ (مشکوٰۃ شریف)

پاکی بیان کرتا ہوں بادشاہ کی (یعنی اللہ کی) جو پاک ہے۔

تیسری بار قدرے باآواز بلند کہے اور قُدُّوْسٌ کی دال کو خوب کھینچے۔

(حصن حصین)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ؕ (حصن حصین)

اے اللہ میں آپ کی رضا کے واسطے سے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافی کے واسطے سے آپ کی سزا سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ کی (بھیجی ہوئی مصیبتوں اور عذابوں) سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں آپ کی تعریف نہیں کر سکتا جیسی اپنی تعریف خود آپ نے کی ہے۔

چاشت کی نماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ۔ (حصن)

اے اللہ میں تجھ سے اپنے مقاصد کی کامیابی طلب کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جنگ کرتا ہوں۔

نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد پڑھنے کے لئے

حضرت مسلم تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب سے فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ؕ

اے اللہ مجھے دوزخ سے محفوظ رکھیو۔

کہو! جب تم اس کو کہہ لوگے اور پھر اسی رات کو تمہاری موت آجائے گی تو دوزخ سے محفوظ رہو گے اور اگر اس دُعا کو سات مرتبہ نماز فجر کے بعد کسی سے بات کئے بغیر کہہ لوگے اور اس دن مرجاؤ گے تو دوزخ سے محفوظ رہو گے (مشکوٰۃ عن ابی داؤد)

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر اور نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد اسی طرف بحالت تشہد بیٹھے ہوئے جو شخص دس مرتبہ یہ پڑھ لیوے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے، اسی کے ہاتھ خیر ہے وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو اس کے لئے ہر مرتبہ کے بدلہ دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے دس گناہ نامۂ اعمال سے مٹادیئے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں اور ہر بُری چیز سے اور شیطان مردود سے محفوظ رہے گا اور شرک کے سوا کوئی گناہ اسے ہلاک نہ کر سکے گا اور عمل کے اعتبار سے سب لوگوں سے افضل رہے گا۔ ہاں اگر کوئی شخص اس سے زیادہ پڑھ کر آگے بڑھ جائے تو پھر وہی آگے بڑھ جائیگا۔

(مشکوٰۃ عن احمد)

فجر اور عصر پڑھ کر ذکر کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی پھر (اسی جگہ) بیٹھا ہوا سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لی تو اس کو پورے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح عن الترمذی) نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

البتہ نماز فجر سے لے کر سورج نکلنے تک ایسے لوگوں کے ساتھ میرا بیٹھ جانا جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے چار غلام آزاد کردوں۔

البتہ نمازِ عصر سے لے آفتاب غروب ہونے تک ایسے لوگوں کے ساتھ میرا بیٹھ جانا جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں اس سے زیادہ محبوب ہے کہ چار غلام آزاد کروں۔ (مشکوٰۃ)

جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔ (مشکوٰۃ عن ابی داؤد)

اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا باہر جانا مانگتا ہوں۔ ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوتے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے۔

اس کے بعد اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور کھانے کے وقت بھی، اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں نہ رات کو رہ سکتے ہو اور نہ ان لوگوں کے رات کے کھانے میں سے کچھ پا سکتے ہو اور اگر گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کیا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں تمہیں رات کو رہنے کا موقع مل گیا اور اگر کھانے کے وقت (بھی) اللہ کا ذکر نہیں کیا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تم کو یہاں رات کے رہنے کے ساتھ کھانا بھی مل گیا۔ (مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

جب گھر سے نکلے تو یہ دُعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

میں اللہ کا نام لے کر نکلا میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گھر سے نکل کر اس کو پڑھے تو اسے غائبانہ ندا دی جاتی ہے کہ تیری ضرورتیں پوری ہوں گی اور تو (ضرر اور نقصان) سے محفوظ رہے گا۔ اور ان کلمات کو سن کر شیطان وہاں سے ہٹ جاتا ہے۔ (یعنی اس کے بہکانے اور ایذا دینے سے باز رہتا ہے (ترمذی شریف)

گھر سے باہر نکلنے کی دوسری دُعا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب کبھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر سے نکلے تو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ کلمات ضرور پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡ اُزَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡهَلَ اَوۡ یُجۡهَلَ عَلَیَّ (ابوداؤد)

اے اللہ میں اس بات سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں یا لغزش کھا جاؤں یا لغزش میں ڈالدیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم ہو یا جہالت کا کام کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے۔

جب بازار میں داخل ہو تو یہ پڑھے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوۡتُ بِیَدِهِ الۡخَیۡرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بازار میں اس کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیں گے اور دس لاکھ گناہ معاف فرما دیں گے اور دس لاکھ درجے بلند فرما دیں گے اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ عہ)

عہ واخرجه الحاكم ايضاً قال الشوكاني في تحفة الذاكرين بعد ذكر مخرجيه و الكلام على رواته والحديث اقل احواله ان يكون حسناً وان كان في ذكر العدد على هذه الصفة نكارة اه قلت ثبت ذكر العدد بتلك الاسانيد فاقل احواله ان يكون ثابتاً على صفة الحسن ۱۲

اور یہ بھی پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْهَا یَمِیْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً ط

(حصن)

میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوا اے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کے شر سے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں جھوٹی قسم کھاؤں یا معاملہ میں ٹوٹا اُٹھاؤں۔

فائدہ:- بازار سے واپس آنے کے بعد قرآن شریف کی دس آیات کہیں سے پڑھے۔

(حصن عن الطبرانی)

جب کھانا شروع کرے تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَكَتِ اللّٰهِ ۔[1]

میں نے اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر کھانا شروع کیا۔

اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو یاد آنے پر یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ ۔[2]

میں نے اس کے اول و آخر میں اللہ کا نام لیا۔

فائدہ:- کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان کو اس میں سے کھانے کا موقع مل جاتا ہے (مشکوٰۃ)

جب کھانا کھا چکے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا[3]

سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور

---

[1] حصن عن المستدرک ۱۲ [2] سنن ابی داؤد و مستدرک ۱۲ [3] ابو داؤد و ترمذی ۱۲

وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ پلایا اور مسلمان بنایا۔

یا یہ پڑھے[1]:-

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ۔ اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما۔

یا یہ پڑھے[2]:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ ۝ سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے نصیب کیا بغیر میری قوت اور کوشش کے۔

کھانے کے بعد اس کے پڑھ لینے سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب اللباس)

جب دسترخوان اُٹھنے لگے تو یہ دُعا پڑھے

[3] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت ہو اور پاکیزہ ہو اور با برکت ہو اے ہمارے رب ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اُٹھا رہے ہیں۔

دودھ پی کر یہ دُعا پڑھے

[4] اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اور زیادہ دے۔

جب کسی کے یہاں دعوت کھائے تو یہ پڑھے

[5] اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ۔ اے اللہ جس نے مجھے کھلایا تو اُسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اُسے پلا۔

---

[1] ترمذی ۱۲ [2] صحیح بخاری ۱۲ [3] ترمذی ۱۲ [5] صحیح مسلم باب اکرام الضیف ۱۲۔

یا یہ پڑھے :-

اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ ۝[۱]

نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں اور روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں۔

اور ان کے ساتھ وہ دُعائیں بھی پڑھے جو پہلے گذر چکی ہیں جن میں اللہ کا شکر اور حمد ہے۔

جب میزبان کے گھر سے چلنے لگے تو اسے یہ دعا دے

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ ۝[۲]

اے اللہ ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخشدے اور ان پر رحم فرما

فائدہ :- پانی یا اور کوئی پینے کی چیز بیٹھ کر پئے اور اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پئے بلکہ دو یا تین سانسوں میں پئے اور برتن میں سانس نہ لے، نہ پھونک مارے اور جب پینے لگے تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے، اور جب پی چکے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے (مشکوٰۃ)

جب روزہ افطار کرنے لگے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔[۳]

اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق پر روزہ کھولا۔

افطار کے بعد یہ پڑھے

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ۝[۴]

پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور انشاء اللہ ثواب ثابت ہو گیا۔

۱؎ غزاہ فی المشکوٰۃ الی شرح السنۃ ۱۲ ۲؎ صحیح مسلم ۱۲ ۳؎ اخرجہ ابوداؤد فی المراسیل عن معاذ بن زھرۃ ۱۲ ۴؎ اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الصوم (باب القول عند الافطار) وسیاق لفظ الدعا یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقولہ بعد شرب الماء واللبن مما یذھب الظمأ ۱۲

اگر کسی کے یہاں افطار کرے تو ان کو یہ دعا دے

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ[1]

تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں اور نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں۔

جب کپڑا پہنے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ ط[2]

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے یہ کپڑا مجھے پہنایا اور نصیب کیا بغیر میری کوشش اور قوت کے۔

کپڑا پہن کر اس کو پڑھ لینے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں (مشکوٰۃ)

جب نیا کپڑا پہنے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَاصُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَاصُنِعَ لَہٗ ط[3]

اے اللہ تیرے ہی لئے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔

نیا کپڑا پہننے کی دوسری دُعا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے اور یہ دُعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ط

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم کی چیز چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی

---

[1] حصن عن ابن ماجہ ۱۲ [3] اخرجہ ابوداؤد وھو اول حدیث من کتاب اللباس ۱۲

میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں۔

اور پھر پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے تو زندگی میں اور مرنے کے بعد خدا کی حفاظت اور خدا کے چھپانے میں رہے گا (یعنی خدا اسے مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا اور اس کے گناہوں کو پوشیدہ رکھے گا۔

فائدہ:۔ جب کپڑا اتارے بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر اتارے کیونکہ بسم اللہ کی وجہ سے شیطان اس کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھ سکے گا۔ (حصن حصین)

جب کسی مسلمان کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو یوں دُعا دے

تُبْلِیْ وَیُخْلِفُ اللّٰہُ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ تم اس کپڑے کو پُرانا کرو اور اس کے بعد خدا تمہیں اور کپڑا دیوے (یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں ترقی دے اور اس کپڑے کو پہننا اور استعمال کرنا اور بوسیدہ کرنا نصیب کرے)

یہ الفاظ مردوں کو اور لڑکوں کو دُعا دینے کے لئے ہیں، اگر کسی عورت یا لڑکی کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو یہ الفاظ کہے اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ (یعنی اسے بوسیدہ کرو اور پُرانا کرو پھر بوسیدہ کرو اور پُرانا کرو)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دُعا حضرت ام خالدؓ کو دی تھیں جبکہ وہ بچی تھیں۔

(مشکوٰۃ ص۵۱۶ عن البخاری)

جب کسی عورت کو نکاح کر کے گھر میں لائے یا کوئی جانور خریدے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ ط

اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کے عادات واخلاق کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور اس کے اخلاق وعادات کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فائدہ:۔ اس کو پڑھ کر بیوی کی پیشانی پکڑ کر برکت کی دُعا کرے اور اگر اونٹ خریدا ہو تو اوپر سے اس کا کوہان پکڑ کر یہ دُعا پڑھے (مشکوٰۃ عن ابی داؤد وابن ماجہ)

دُولہا کو یُوں مُبارک بادی دے

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ ؕ[1]
اللہ تجھے برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔

جب بیوی سے ہمبستری کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ؕ
میں اللہ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے (بھی) شیطان کو دُور رکھ۔

اس دُعا کے پڑھ لینے کے بعد اس وقت کی ہمبستری سے جو اولاد پیدا ہو گی شیطان اسے کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ :- اس کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمبستری کے وقت اللہ کا نام نہ لینے سے شیطان کا نطفہ بھی مرد کے نطفہ کے ساتھ اندر چلا جاتا ہے (کذا فی حاشیۃ الحصن)

فائدہ :- ساتویں روز بچہ کا نام رکھے اور عقیقہ کرے[2]۔

فائدہ :- جب بچہ پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کے پاس لے جائے اور اس سے برکت کی دعا کرائے اور کھجور یا چھوہارے (یا اور کوئی چیز) اس سے چبوا کر بچے کے منہ میں ڈلوائیے[3] اس کو تحنیک کہتے ہیں۔

۱؎ مشکوٰۃ عن احمد و ترمذی ۱۲ ۲؎ سنن ترمذی (باب ماجاء فی تعجیل اسم المولود)

عہ اگر ساتویں دن سے پہلے ہی بلکہ پیدا ہوتے ہی نام رکھ دے تو یہ بھی درست ہے البتہ ساتویں دن سے زیادہ نام رکھنے میں تاخیر نہ کرے (حاشیہ ترمذی)

عہ حضرات صحابہ کرامؓ کی عادت تھی کہ بچوں کو آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاتے اور برکت کی دُعا کراتے تھے اور تحنیک بھی کراتے تھے۔ (مسلم)

فائدہ:- جب بچہ بولنے لگے تو اسے پہلے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھادے اور یہ آیت بھی یاد کرا دے وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔ (حصن)

جب آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔[1] اے اللہ جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

جب کسی مسلمان کو ہنستا دیکھے تو یوں دعا دیوے

اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ۔[2] خدا تجھے ہنستا رہے۔

جب دشمنوں کا خوف ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔[3] اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں (تصرف کرنے والا) بناتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اگر دشمن گھیر لیں تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِنَا۔[4] اے اللہ! ہماری آبرو کی حفاظت فرما اور خوف ہٹا کر ہمیں امن سے رکھ۔

ے یہ سورہ بنی اسرائیل کی آخری آیت ہے (ترجمہ یہ ہے) اور آپ فرما دیجئے کہ سب تعریف اس کے لئے جس نے نہ کسی کو اپنی اولاد بنایا اور نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے اور عجز سے کوئی اس کا مددگار ہے اور تو اللہ کی بڑائی بیان کر اچھی طرح سے ۱۲

[1] حصن عن ابن حبان والدارمی ۱۲ [2] بخاری ومسلم ۱۲ [3] سنن ابی داؤد ۱۲ [4] حصن حصین ۱۲

مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ پڑھے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ ط[1]

اے اللہ تو پاک ہے، اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

اگر مجلس میں اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات اُن پر مُہر بن جائیں گے اور اگر فضول اور لغو باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات ان کا کفارہ ہو جائیں گے۔ (ترمذی وترغیب) بعض روایات میں ہے کہ اس کو تین بار پڑھے۔ (حصن)

شب قدر کی یہ دُعا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ط[1]

اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے لہٰذا تو مجھے معاف فرما دے۔

اپنے ساتھ احسان کرنے والے کو یہ دُعا دے

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا ط[2]

تجھے اللہ (اس کی) جزائے خیر دے۔

جب قرضدار قرضہ ادا کر دے تو اس کو یہ دُعا دے

اَوْفَيْتَنِيْ اَوْفَى اللّٰهُ بِكَ ط[3]

تو نے میرا قرضہ ادا کر دیا، اللہ تجھے (دنیا و آخرت) میں بہت دے۔

---

[1] ترمذی وغیرہ [2] مشکوٰۃ ص ۲۶۱ عن الترمذی ۱۲ [3] حصن حصین ۱۲

جب اپنی کوئی محبوب چیز دیکھے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ[1]

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس کی نعمت سے اچھی چیزیں مکمل ہوتی ہیں۔

اور جب کبھی دل بُرا کرنے والی چیز پیش آئے تو یوں کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ[2]

ہر حال میں اللہ تعریف کا مستحق ہے۔

جب کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ رَادَّ الضَّآلَّةِ وَهَادِیَ الضَّآلَّةِ اَنْتَ تَهْدِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَآلَّتِیْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَائِكَ وَفَضْلِكَ[3]

اے اللہ! اے گم شدہ کو واپس کرنے والے اور راہ بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی گم شدہ کو راہ بتاتا ہے، اپنی قدرت اور غالبیت کے ذریعہ میری گمشدہ چیز کو واپس فرما دے کیونکہ وہ بے شک تیری عطا اور تیرے فضل سے مجھے ملی تھی۔

جب نیا پھل پاس آئے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا[4]

اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمارے صاع میں برکت دے اور ہمارے مد میں برکت دے۔

---

[1] و [2] حصن عن ابن ماجہ وغیرہ ۱۲ [3] حصن حصین ۱۲ [4] صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرات صحابہ کرامؓ موسم کا پہلا پھل آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے تھے تو آپ دُعا پڑھتے تھے اس کے بعد اپنے سب سے چھوٹے بچے کو عنایت فرما دیتے تھے۔ صاع اور مد اس زمانہ کے پیمانے تھے جن سے ناپ کر دیتے اور لین دین کرتے تھے۔

اس کے بعد اس پھل کو اپنے سب سے چھوٹے بچے کو دیدے (مسلم) یا اس وقت اس مجلس میں جو سب سے چھوٹا بچہ ہو اس کو دیدے۔ (حصن)

جب قربانی کا ارادہ کرے تو جانور کو قبلہ رُخ لٹا کر یہ پڑھے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ ۝

میں نے اس ذات کی طرف اپنا رُخ موڑا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اس حال میں کہ میں ابراہیم حنیف کے دین پر ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا مرنا اور جینا سب اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے۔

عَنْ کے بعد اس کا نام لے جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہو اور اگر اپنی ہی طرف سے ذبح کر رہا ہو تو اپنا نام لیوے۔ اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کردے۔

جب کسی کو مُصیبت یا پریشانی یا بُرے حال میں دیکھے تو یہ دُعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۝

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا جس میں تجھے مبتلا فرمایا اور اس نے اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔

اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس کے پڑھ لینے سے وہ مصیبت یا پریشانی پڑھنے والے کو نہ پہنچے گی جس میں وہ مبتلا تھا جسے دیکھ کر یہ دُعا پڑھی گئی (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:- اگر وہ شخص مصیبت میں مبتلا ہو تو اس دُعا کو آہستہ پڑھے تاکہ اسے رنج نہ ہو اور اگر وہ گناہ میں مبتلا ہو تو زور سے پڑھے تاکہ اُسے عبرت ہو۔

بارش کے لئے تین بار یہ دُعا مانگے

۱ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا۔ — اے اللہ! ہماری فریاد رسی فرما۔

۲ یا یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰی اَرْضِنَا زِيْنَتَهَا وَسَكَنَهَا۔ — اے اللہ ہماری زمین پر زینت (یعنی پھول بوٹے) اور اس کا چین نازل فرما۔

فائدہ:۔ اللہ کا بارگاہ میں توبہ و استغفار کرنے کو بارش ہونے میں بڑا دخل ہے اور بستی سے باہر جا کر صلوٰۃ الاستسقا بھی پڑھنی چاہئے۔

جب بادل آتا ہوا نظر پڑے تو یہ پڑھے

۳ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا بِهٖ اَللّٰهُمَّ سَيْبًا نَّافِعًا ؕ — اے اللہ! ہم اس چیز کی بُرائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جسے لے کر یہ بادل بھیجا گیا۔ اے اللہ! نفع دینے والی بارش برسا

اگر بادل برسے بغیر کھل جائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ پاک نے اس کو کسی مصیبت کا ذریعہ نہیں بنایا (حصن)

جب بارش ہونے لگے تو یہ دُعا پڑھے

۴ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا ؕ — اے اللہ! اس کو بہت برسنے والی اور نفع بخش بنا۔

اور جب بارش حد سے زیادہ ہونے لگے تو یہ پڑھے

۵ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ — اے اللہ! ہمارے آس پاس اس کو برسا اور ہم پر نہ برسا اے اللہ ٹیلوں پر اور بنوں میں اور پہاڑوں اور نالوں

---

۱ حصن عن صحیح مسلم ۱۲ ۲ حصن عن ابی عوانہ ۱۲ ۳ حصن حصین عن ابی داود وغیرہ ۴ بخاری ۱۲

۵ حصن حصین عن البخاری و مسلم ۱۲۔

وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ ۝ میں اور درخت پیدا ہونے کی جگہوں میں برسا۔

جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ[1] لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ ۝

اے اللہ! ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ فرما اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں چین دے۔

جب آندھی آئے تو اسکی طرف منہ کرے اور دوزانو یعنی حالت تشہد کی طرح بیٹھ کر یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ[2] اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَافِیْھَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَافِیْھَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ ۝

اے اللہ میں اس ہوا کی خیر کا اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر کا اور جو کچھ یہ لے کر بھیجی گئی ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے اور جو کچھ یہ لے کر بھیجی گئی ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

یا یہ پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَّلَا تَجْعَلْھَا رِیْحًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْھَا عَذَابًا ۝

اے اللہ اس کو نفع والی ہوا بنادے اور اس کو نقصان دینے والی مت بنا اے اللہ اس کو رحمت بنا اور اس کو عذاب مت بنا۔

فائدہ:۔ اگر آندھی کے ساتھ اندھیرا بھی ہو (جسے کالی آندھی کہتے ہیں) تو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ (دونوں پوری سورتیں پڑھے (مشکوٰۃ)

ادائے قرض کے لئے یوں دعا کیا کرے

اَللّٰھُمَّ[3] اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ

اے اللہ حرام سے بچاتے ہوئے تو اپنے حلال کے ذریعہ

---

[1] ترمذی ۱۲ [2] اخرجه مسلم فی صحیحه الا ان استقبالها والجثو علی الرکب اخرجه الطبرانی کما فی الحصن ۱۲ [3] اخرجه الطبرانی کما فی الحصن ۱۲

وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ۝ میری کفایت فرما اور اپنے حلال کے ذریعہ تو مجھے اپنے غیر سے بے نیاز فرمادے۔

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنی مالی مجبوریوں کی شکایت کی تو فرمایا کیا میں تم کو وہ کلمات نہ بتادوں جو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے، اگر بڑے پہاڑ کے برابر بھی تم پر قرض ہوگا (ان کے ذریعہ دُعا کرنے سے) اللہ جل شانہ ادا فرمادیں گے اس کے بعد وہ کلمات بتائے جو اوپر گذرے (مشکوٰۃ عن الترمذی وغیرہ)

ادائے قرض کی دوسری دُعا

اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ۝ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ ۝

اے اللہ، اے مالک الملک، تو ملک دیتا ہے جس کو چاہے اور ملک چھین لیتا ہے جس سے چاہے، اور تو عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور تو ذلت دیتا ہے جس کو چاہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے دنیا و آخرت میں مہربانی فرمانے والے تو دنیا و آخرت جس کو چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے، تو مجھ پر ایسی رحمت فرما کر اس کی وجہ سے تیرے علاوہ ہر کسی کی رحمت سے بے نیاز ہو جاؤں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے قرض کے لئے یہ کلمات حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائے اور فرمایا کہ اگر تم پر اُحد پہاڑ کی برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ ادا فرمادے گا۔

(رواہ الطبرانی فی الصغیر ورجالہ ثقات کما فی مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۶)

ادائے قرض کی تیسری دُعا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بڑے بڑے تفکرات نے اور بڑے بڑے قرضوں نے پکڑ لیا ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ایسے الفاظ نہ بتادوں جن کے کہنے سے اللہ تمہارے تفکرات دُور اور تمہارے قرض کو ادا فرمادے، اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح شام یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ط

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی سے اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہوجانے سے اور سستی کے آنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں کنجوسی سے اور بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زور آوری سے۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ پاک نے میری فکرمندی بھی دُور فرمادی اور قرض بھی ادا فرمادیا (ابوداؤد)

جب اللہ کے لئے کسی سے محبت ہو

تو اس کو بتلادے اور جب محبت ظاہر کردے تو جس سے محبت ظاہر کی ہے یہ دُعا دے۔

اَحَبَّکَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَہٗ۔

تجھ سے وہ ذات پاک محبت کرے جس کے لئے تو نے مجھ سے محبت کی ہے۔

(مشکوٰۃ عن البیہقی فی شعب الایمان)

جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو یوں سلام کرے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔

تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔

اس کے جواب میں دوسرا مسلمان یوں کہے

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ط

اور تم پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔

اگر لفظ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ نہ بڑھایا جائے تو سلام اور جواب سلام ادا ہوجاتا ہے مگر جب مناسب الفاظ بڑھا دیئے جاتے ہیں تو ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اگر وَبَرَکَاتُہٗ بڑھا دیا جائے تو اور بہتر

ہوگا اسی طرح وَمَغْفِرَتُهٗ بڑھانے سے ثواب بڑھ جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

اگر کوئی مسلمان سلام بھیجے تو جواب میں یوں کہے

وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ[۱] — اس پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

یا سلام لانے والے کو خطاب کر کے یوں کہے

وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ[۲] — تم پر اور اس پر سلامتی ہو۔

فائدہ:- سلام کے ساتھ مصافحہ بھی کرے۔ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو مسلمان آپس میں ملاقات کر کے مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ (صغیرہ) معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترمذی)

ابوداؤد شریف کی روایت میں یوں ہے کہ جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد بیان کریں اور مغفرت کی دعا کریں تو ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ) عورتیں بھی آپس میں مصافحہ کریں انہوں نے یہ سُنت ترک کر رکھی ہے۔

جب چھینک آئے تو یوں کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[۳] — سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔

اس کو سن کر دوسرا مسلمان یوں کہے،

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ[۴] — اللہ تم پر رحم کرے۔

---

۱ و ۲ حصن حصین، ۳ و ۴ مشکوٰۃ عن البخاری ۱۲

اس کے جواب میں چھینکنے والا یوں کہے

يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ ؕ

اللہ تم کو ہدایت پر رکھے اور تمہارا حال سنوار دے۔

فائدہ :- چھینکنے والی اگر وہ عورت ہو تو جواب دینے والا يَرْحَمُكِ اللّٰهُ کاف کے زیر کے ساتھ کہے۔

فائدہ :- اگر چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہے تو اس کے لئے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا واجب نہیں ہے اور اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو جواب دینا واجب ہے۔

فائدہ :- چھینکنے والے کو زکام ہو یا اور کوئی تکلیف ہو جس سے چھینکیں آتی ہی چلی جائیں تو تین دفعہ کے بعد جواب دینا ضروری نہیں۔ (مشکوٰۃ)

بدفالی لینا

کسی چیز یا کسی حالت کو دیکھ کر ہرگز بدفالی نہ لیوے۔ اس کو حدیث شریف میں شرک فرمایا گیا ہے اگر خواہ مخواہ بلا اختیار بدفالی کا خیال آجائے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ [۲]

اے اللہ! بھلائیوں کو آپ ہی وجود دیتے ہیں اور بدحالیوں کو صرف آپ ہی دور کرتے ہیں، برائی سے بچانے اور نیکی پر لگانے کی طاقت صرف آپ ہی کو ہے۔

جب آگ لگتی دیکھے

تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ کے ذریعہ بجھائے یعنی اللہ اکبر ؕ پڑھے جس سے انشاءاللہ تعالیٰ وہ بجھ جائے گی (حصن)، صاحب حصن حصین فرماتے ہیں کہ یہ مجرب ہے۔

---

[۱] مشکوٰۃ عن البخاری ۱۲ [۲] رواہ ابوداؤد مرسلا کما فی المشکوٰۃ ۱۲

جب کسی مریض کی مزاج پرسی کو جائے تو یوں کہے

لَا بَأْسَ[1] طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔ کچھ حرج نہیں انشاء اللہ یہ بیماری تم کو گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔

اور سات مرتبہ اس کے شفایاب ہونے کی یوں دعا کرے۔

اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ ۔ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو بڑا ہے اور بڑے عرش کا رب ہے کہ تجھے شفا دیوے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سات مرتبہ اس کے پڑھنے سے مریض کو ضرور شفا ہوگی ہاں اگر اس کی موت ہی آگئی ہو تو دوسری بات ہے۔ (مشکوٰۃ)

جب چاند پر نظر پڑے تو یہ پڑھے

اَعُوْذُ[2] بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے

نیا چاند دیکھے تو یہ دُعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ[3] اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ۔ اے اللہ! اس چاند کو ہمارے اوپر برکت اور ایمان اور سلامتی اور اسلام اور ان اعمال کی توفیق کے ساتھ نکلا ہوا رکھ جو تجھے پسند ہیں، اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

جب کسی کو رخصت کرے تو یہ پڑھے

اَسْتَوْدِعُ[4] اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَ ۔ اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت داری

---

[1] مشکوٰۃ ۱۲ [2] اخرجہ الترمذی فی آخر کتاب التفسیر ۱۲ [3] حصن حصین عن ابن حبان ۱۲ [4] اخرجہ الترمذی فی الدعوات ۱۲

خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ۔ کی صفت اور تیرے عمل کا انجام۔

اور اگر وہ سفر کو جا رہا ہے تو یہ دعا بھی اس کو دے

زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ۔[1]

خدا پرہیز گاری کو تیرے سفر کا سامان بنائے اور تیرے گناہ بخشے اور جہاں تو جائے وہاں تیرے لئے خیر آسان کرے

پھر جب وہ روانہ ہو جائے تو یہ دعا دے

اَللّٰهُمَّ اَطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ ۔[2]

اے اللہ اس کے سفر کا راستہ جلدی طے کرا دے اور اس پر سفر آسان کر دے۔

جو رخصت ہو رہا ہو وہ رخصت کرنے والے کو یوں دعا دے

اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهٗ ۔[3]

تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کی حفاظت میں دی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔

جب سفر کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِيْرُ ۔[4]

اے اللہ! میں تیری ہی مدد سے (دشمنوں پر) حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے چلتا ہوں۔

جب سوار ہونے لگے

اور رکاب یا پائیدان پر قدم رکھے تو بِسْمِ اللّٰهِ ۔ کہے اور جب جانور کی پشت یا سیٹ

---

[1] اخرجہ الترمذی فی الدعوات ۱۲ [2] اخرجہ الترمذی فی الدعوات [3] حصن حصین ۱۲ [4] حصن حصین ۱۲

پر بیٹھ جائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے پھر یہ آیت پڑھے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ؑ ۝

اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دیدیا۔ اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔

اس کے بعد تین بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تین بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پھر یہ دُعا پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے خدا تو پاک ہے۔ بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخشدے کیونکہ صرف تو ہی گناہ بخشتا ہے۔

اس کو پڑھ کر مُسکرانا ہی مستحب ہے ؑ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ؎

اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے آپ راضی ہوں۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرمادے اور اس کا راستہ جلدی جلدی طے کرادے، اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے پیچھے گھر بار کا کارساز ہے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت اور گھر بار میں بُری واپسی سے اور بُری حالت کے دیکھنے سے اور بننے کے بعد بگڑنے سے اور مظلوم کی بد دُعا سے۔

فائدہ:- سفر کو روانہ ہونے سے قبل اپنے گھر میں دو رکعت نماز نفل پڑھنا بھی مستحب ہے۔

(کتاب الاذکار للنووی)

فائدہ:- جب بلندی پر چڑھے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور جب بلندی سے نیچے اترے تو

عہ یہ سورۂ زخرف پ ۲۵ کے پہلے رکوع کی ایک آیت ہے۔ عہ کلہ مروی کذالک عن علیؓ اخرجہ الترمذی فی الدعوات ۱۲

؎ من صحیح مسلم بجمع الروایتین ۱۲

سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور جب کسی وادی میں گذرے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اگر سواری کا پیر پھسل جائے (یا ایکسیڈنٹ ہو جائے) تو بِسْمِ اللّٰہِ کہے۔ (حصن)

بحری جہاز یا کشتی میں سوار ہو تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ [1]

اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بیشک میرا پروردگار ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور کافروں نے خدا کو نہ پہچانا جیسا کہ اسے پہچاننا چاہئے حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی[2] میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوتے ہوں گے وہ پاک ہے اور اس عقیدے سے برتر ہے جو مشرک شرکیہ عقیدے رکھتے ہیں۔

جب کسی منزل یا ریلوے اسٹیشن یا موٹر اسٹینڈ پر اترے تو پڑھے

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

اللہ کے پورے کلمات کے واسطے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کی مخلوق کے شر سے۔

اس کے پڑھ لینے سے کوئی چیز کوچ کرنے تک ضرر نہ پہنچائے گی (مسلم)

فائدہ: جب کسی منزل پر ٹھہر کر روانہ ہونے لگے تو دو رکعت پڑھ کر روانہ ہونا چاہیئے۔ (دارمی)

جب وہ بستی نظر آئے جس میں جانا ہے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ

اے اللہ جو ساتوں آسمانوں اور ان سب چیزوں کا

ؔ حصن حصین

[2] مٹھی اور داہنے ہاتھ کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں ۱۲

[1] اس کے پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ غرق ہونے سے حفاظت رہے گی۔ ؔ حصن حصین

وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَآ اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا ؕ

رب ہے جو آسمانوں کے نیچے ہیں اور جو ساتوں زمینوں کا اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو ان کے اوپر ہیں اور جو شیطانوں کا اور ان سب کا رب ہے جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے اور جو ہواؤں کا اور ان چیزوں کا رب ہے جنہیں ہواؤں نے اڑایا ہے سو ہم تجھ سے اس آبادی کی اور اس کے باشندوں کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس کے شر سے اور اس کی آبادی کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو اس کے اندر ہیں۔

جب کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے لگے تو تین بار یہ پڑھے

[1] اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا ۔

اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت دے۔

پھر یہ پڑھے :-

[2] اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَآ اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْٓ اَهْلِهَآ اِلَيْنَا ؕ

اے اللہ تو ہمیں اس کے میوے نصیب فرما اور یہاں کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت اور یہاں کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما۔

جب سفر میں رات ہو جائے تو یہ پڑھے

[3] يَآ اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ وَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ

اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اندر ہے اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں۔ اور تجھ پر چلتی ہیں اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے اور اژدہے سے اور سانپ سے اور بچھو سے اور اس شہر

---

[1] و [2] حصن حصین ۱۲ [3] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الجہاد ۱۲

وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ کے رہنے والوں سے اور ہر باپ اور ہر اولاد سے۔

سفر میں جب سحر کا وقت ہو تو یہ پڑھے

سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ نِعْمَتِهٖ وَ حُسْنِ بَلَآئِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ۝

سننے والے نے (ہم سے) اللہ کی تعریف بیان کرنا اور اس کی نعمت کا اور ہم کو اچھے حال میں رکھنے کا اقرار جو ہم نے کیا وہ بھی سنا اے ہمارے رب تو ہمارے ساتھ رہ، اور ہم پر فضل فرما۔ یہ دُعا کرتے ہوئے دوزخ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

بعض روایات میں ہے کہ اس کو بلند آواز سے تین بار پڑھے۔ (حصن حصین عن ابی عوانہ و مستدرک الحاکم)

فائدہ :- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو سوار اپنے سفر میں دنیاوی باتوں سے دل ہٹا کر اللہ کی طرف دھیان رکھے اور اس کی یاد میں لگا رہے تو اس کے ساتھ فرشتہ رہتا ہے اور جو شخص واہیات شعروں میں یا کسی اور بیہودہ شغل میں لگا رہتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان رہتا ہے۔ (حصن)

اگر سفر میں دشمن کا خوف ہو تو سورہ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ پڑھے بعض بزرگوں نے اس کو مجرب بتایا ہے (حصن)

سفر سے واپس ہونے کے آداب

جب سفر سے واپس ہونے لگے تو سواری پر بیٹھ کر سواری کی دُعا پڑھنے کے بعد وہ دُعا پڑھے جو سفر کو روانہ ہوتے وقت پڑھی تھی یعنی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِىْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى (آخر تک)، اور جب روانہ ہو جائے تو سفر کی دیگر دُعاؤں اور مسنون آداب کا خیال رکھتے ہوئے ہر بلندی پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار کہے اور یہ پڑھے۔

---

[1] اخرجہ مسلم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۞ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (مشکوٰۃ شریف)

کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں (اللہ) کی بندگی کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اپنے بندے کی مدد کی اور مخالف لشکر کو شکست دی۔

سفر سے واپس ہو کر اپنے شہر یا بستی میں داخل ہوتے ہوئے یہ پڑھے

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۞

ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں (اللہ کی بندگی) کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنیوالے ہیں۔

فائدہ:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کے لئے روانہ ہونے کو پسند فرماتے تھے (بخاری)

اور جب سفر سے واپس ہوتے تھے تو چاشت کے وقت شہر میں پہنچتے تھے۔ اولاً مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھتے تھے پھر (کچھ دیر) مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس کے بعد گھروں میں ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

سفر سے واپس ہو کر جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے

اَوْبًا اَوْبًا لِرَبِّنَا تَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا۔ (حصن)

میں واپس آیا ہوں میں واپس آیا ہوں اپنے رب کے سامنے ایسی توبہ کرتا ہوں جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے۔

فائدہ:۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ سفر میں ان پانچ سورتوں کو پڑھیں (۱) قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۞ (۲) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ ۞ (۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ (۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۞ (۵) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۞ ہر سورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، سے شروع کی جائے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، کے ختم پر بھی بِسْمِ اللّٰہ پڑھی جائے اس طرح بِسْمِ اللّٰہِ چھ مرتبہ پڑھی جائے گی حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب کبھی میں سفر میں نکلتا تھا تو باوجود مالدار ہونے کے بھی زادِ راہ ساتھیوں سے کم رہ جاتا تھا اور میرا حال برا ہو جاتا تھا لیکن جب میں نے یہ سورتیں پڑھنا شروع کیں اس وقت سے میں واپس ہونے تک اپنے تمام رفقائے سفر سے اچھی حالت میں رہتا ہوں اور زادِ راہ بھی ان سب سے زیادہ میرے پاس ہوتا ہے۔ (حصن حصین)

جب کوئی پریشانی ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔[1]

اے اللہ: میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں تو مجھے پل بھر بھی میرے سپرد نہ کر اور میرا سارا حال درست فرمادے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یا یہ پڑھے:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝[2]

اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

یا یہ پڑھے:

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ۝[3]

اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں بناتا۔

فائدہ:۔ اس کو تین بار پڑھے (حصن)

یا یہ پڑھے:۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ۝[4]

اے زندہ اور اے قائم رکھنے والے میں تیری رحمت کے واسطے سے فریاد کرتا ہوں۔

یا یہ پڑھے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ

اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک

---

[1] مشکوٰۃ عن ابی داؤد [2] سورۂ آل عمران پ ۴ ۱۲ [3] حصن حصین ۱۲ [4] حصن حصین عن المستدرک ۱۲

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ؕ میں (گناہ کرکے اپنی جان پر) ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

پہلے گذر چکا ہے کہ ان الفاظ کے ذریعہ حضرت یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی تھی۔

بے چینی کے وقت پڑھنے کی ایک اور دعاء

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ؕ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا ہے بردبار ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا رب ہے اور عرش کا رب ہے، کریم ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۹۹ مرضوں کی دوا ہے جن میں سب سے کم مرتبہ رنج کا ہے[1] (یعنی یہ کلمہ بڑے بڑے دکھ درد کے لئے نافع اور مفید ہے اور رنج وغم کی تو اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں) استغفار کے فوائد میں بھی اس طرح کا مضمون گذر چکا ہے۔

جب بُرے وسوسے آئیں یا غصہ آئے یا گدھے یا کتے کی آواز سنے تو یہ پڑھے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارے پاس آئے گا اور سوال کرتے ہوئے کہے گا کہ اس کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ (سوال اٹھاتے اٹھاتے) یوں کہے گا کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا۔ پس جب ایسا موقعہ ہو تو اللہ کی پناہ مانگے (شیطان مردود سے) اور وہیں رُک جائے (یعنی وسوسہ کو آگے نہ بڑھائے (بخاری ومسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ جب لوگ یہ سوال اٹھائیں کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو یہ کہو اَللّٰهُ

---

[1] اخرجہ البخاری فی الدعوات ۱۲ [2] عزاہ فی المشکوٰۃ الی البیہقی فی الدعوات الکبیر ۱۲

اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ (اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے، اس نے (کسی کو) نہیں جنا اور نہ وہ (کسی سے) جنا گیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے (جو ان صفات کا مالک ہو وہ سب کا خالق ہے اس کو کس نے پیدا کیا یہ سوال ہی لغو ہے اور جہالت ہے) یہ الفاظ پڑھ کر تین بار بائیں طرف کو تھتکار دے اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے (ابوداؤد) اور ایک شخص کو بہت غصہ آگیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دیکھ کر فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے یہ شخص کہہ لے تو اس کی یہ حالت جاتی رہے وہ کلمہ یہ ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (ابوداؤد کتاب الادب عن سلیمان بن صرد واخرج عنہ الشیخان ایضا کما فی المشکوٰۃ) جب گدھے کی آواز سنے تو اس وقت بھی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ[1] پڑھے کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب تم کتوں اور گدھوں کی رات کو آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ یہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جو تم کو نظر نہیں آتی ہیں۔

ہر قسم کی مالی ترقی کے لئے یہ درود شریف پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝

اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور تمام مومنین و مومنات پر اور مسلمین و مسلمات پر (بھی) رحمت نازل فرما۔

جب کوئی مصیبت پہنچے (اگرچہ کانٹا ہی لگ جائے) تو یہ پڑھے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔

بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدل عنایت فرما۔

---

[1] صحیح مسلم ۱۲

جب بدن میں کسی جگہ زخم ہو یا پھوڑا پھنسی ہو

تو شہادت کی انگلی کو منہ کے لعاب میں بھر کر زمین پر رکھ دے اور پھر اٹھا کر تکلیف کی جگہ پر پھیرتے ہوئے یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَاؕ[1]

میں اللہ کا نام لے کر شفا چاہتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا ہو۔

اگر کوئی چوپایہ (بیل بھینس وغیرہ) مریض ہو تو یہ پڑھے

لَا بَاْسَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ۔

کچھ ڈر نہیں اے لوگوں کے رب تکلیف دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا۔

اس کو پڑھ کر چار مرتبہ چوپایہ کے داہنے نتھنے میں اور تین مرتبہ اس کے بائیں نتھنے میں دم کرے (حصن حصین عن ابن ابی شیبہ موقوفاً علی ابن مسعودؓ)

جس کی آنکھ میں کوئی درد یا تکلیف ہو تو یہ پڑھ کر دم کرے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا۔

میں اللہ کا نام لے کر تا ہوں اے اللہ اس کی گرمی اور اس کی ٹھنڈک اور مرض کو دور فرما۔

اس کے بعد یوں کہے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو)

بعض عالموں نے فرمایا ہے کہ جس کو نظر بد لگ جائے اس کے لئے اس کو پڑھے۔

---

[1] حصن عن المسلم ۱۲

آنکھ دُکھنے آجائے تو یہ پڑھے

۱

اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنِّیْ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ۔

اے اللہ! میری بینائی سے مجھے نفع پہنچا اور میرے مرتے دم تک اسے باقی رکھ اور دشمن میں میرا انتقام مجھے دکھلا اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اس کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔

جس کسی کا پیشاب بند ہو جائے یا پتھری کا مرض ہو، یا اور کوئی تکلیف ہو تو یہ پڑھ کر دم کرے

۲

رَبُّنَا اللّٰہُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُكَ فِی الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَحْمَتِكَ عَلٰی ھٰذَا الْوَجَعِ۔

ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمان میں (معبود) ہے تیرا حکم آسمان اور زمین میں جاری ہے، جیسا کہ تیری رحمت آسمان میں ہے سو تو زمین میں بھی اپنی رحمت بھیج اور ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں بخش دے تو پاکیزہ لوگوں کا رب ہے سو تو اپنی شفاؤں میں سے ایک شفاء اور اپنی رحمتوں سے ایک رحمت اس درد پر اتار دے۔

فائدہ:۔ کسی کو زہریلا جانور ڈس لے دے تو سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کریں۔

(حصن عن الترمذی)

فائدہ:۔ جس کی عقل میں فتور ہو تین روز تک صبح شام سورۂ فاتحہ پڑھ کر اور منہ میں تھوک جمع کر کے اس پر تھتکار دے۔ (حصن عن ابی داؤد والنسائی)

۱؎ حصن عن المستدرک ۱۲ ۲؎ مشکوۃ المصابیح ص۱۳۵ والحصن الحصین عن النسائی وابی داؤد و مستدرک الحاکم ۱۲

جسے بخار چڑھ آوے یا کسی طرح کا کہیں درد ہو تو یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ؕ[1]

اللہ کا نام لے کر شفا چاہتا ہوں جو بڑا ہے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو عظیم ہے جوش مارتی ہوئی رگ کے شر سے اور آگ کی گرمی کے شر سے۔

فائدہ:۔ بخار کو برا کہنا منع ہے، حضرت اُمّ سائب صحابیہؓ نے جب بخار کو بُرا کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار کو بُرا مت کہو کیونکہ وہ انسانوں کے گناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے سے زنگ کو دور کرتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بچھو کا زہر اُتارنے کے لئے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالتِ نماز ایک مرتبہ بچھو نے ڈس لیا، آپ نے اس کو جوتے سے مار دیا اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو نہ نماز پڑھنے والے کو چھوڑتا ہے نہ کسی دوسرے کو یا فرمایا نہ نبی کو چھوڑتا ہے نہ کسی دوسرے کو اس کے بعد پانی اور نمک منگایا اور نمک کو پانی میں گھول کر اس جگہ پر ڈالتے رہے اور مسح کرتے رہے جس جگہ بچھو نے ڈسا تھا اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ؕ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ؕ پڑھتے رہے۔

(مشکوٰۃ عن البیہقی فی شعب الایمان) حصن حصین میں بھی اس قصہ کا ذکر ہے اس میں سورہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھنا بھی مذکور ہے۔

جلے ہوئے پر یہ پڑھ کر دم کرے

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ ۔[2]

اے سب انسانوں کے رب تکلیف کو دور فرما تو شفا دے (کیونکہ) تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح وحصن حصین ۱۲ [2] حصن حصین عن النسائی واحمد ۱۲

دم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کو ملا کر ذرا قریب کر کے اس طرح پھونک مارے کہ تھوک کے کچھ ذرات نکل جائیں جہاں دم کرنے کا ذکر ہے یہی مطلب سمجھئے۔

اگر بدن میں کسی جگہ درد ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو تکلیف کی جگہ داہنا ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ کہے پھر سات بار یہ پڑھے۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ ۔[1]

اللہ کی ذات اور اُس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس چیز کے شر سے جس کی تکلیف پا رہا ہوں اور جس سے ڈر رہا ہوں۔

ہر مرض کو دُور کرنے کے لئے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ہم میں سے جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کی جگہ پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ پڑھتے تھے۔

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سُقْمًا ۔[2]

اے لوگوں کے رب تکلیف دور فرما اور شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفاء دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب علیل ہوتے تھے تو معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دم فرماتے اور پھر (آگے پیچھے) سارے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے اور جس مرض میں آپ کی وفات ہوئی ہے اس میں مُعَوِّذَات پڑھ کر میں آپ کے ہاتھ پر دم کرتی تھی پھر آپ کے اس ہاتھ کو آپ کے (تمام بدن پر پھیرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو آپ اس پر معوذاتؑ پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

---

[1] مشکوٰۃ عن صحیح مسلم ۱۲ [2] مشکوٰۃ عن البخاری و مسلم ۱۲ ؏ قل یایہا الکفرون، قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس ان چاروں کو معوذات کہتے ہیں۔ ۱۲

بچہ کو مرض یا اور کسی شر سے بچانے کے لئے

اُعِیذُ بِکَلِمَاتِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ ط

میں اللہ کے پورے کلموں کے واسطے سے ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کی شر سے تجھ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان مرض کی حالت میں (اللہ تعالیٰ کو اِن الفاظ میں) چالیس مرتبہ پکارے لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط اور پھر اسی مرض میں مر جائے تو اسے شہید کا ثواب دیا جاتا ہے اور اگر اچھا ہو گیا تو اس حال میں اچھا ہو گا کہ اس کے سب گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ (حصن حصین عن المستدرک)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے مرض میں یہ پڑھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے بچانے اور نیکیوں پر لگانے کی طاقت اللہ ہی کو ہے۔

اور پھر اسی مرض میں اس کی موت آ گئی تو دوزخ کی آگ اُسے نہ جلائے گی۔

(حصن حصین عن الترمذی وغیرہ)

ؒ رواہ البخاریؒ انہ علیہ السلام کان یعوذ بہا الحسن والحسین ۱۲

اگر زندگی سے عاجز آجائے

اور تکلیف کی وجہ سے جینا بُرا معلوم ہو تو موت کی تمنا اور دُعا ہرگز نہ کرے اگر دُعا مانگنا ہی ہو تو یوں مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْيِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّیْ[1]

اے اللہ! تو مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے اُٹھا لیجو۔

جب موت قریب معلوم ہونے لگے تو یوں دُعا کرے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰی۔[2]

اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔

اپنی جان کنی کے وقت یہ دُعا کرے

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ ط[3]

اے اللہ موت کی سختیوں کے (اس موقع) میں میری مدد فرما۔

فائدہ:- موت کے وقت مرنے والے کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جاوے اور جو کوئی مسلمان وہاں موجود ہو وہ مرنے والے کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرے، یعنی اس کے سامنے بلند آواز کلمہ پڑھے تاکہ وہ سُن کر کلمہ پڑھ لیوے۔ (خود اس سے نہ کہیں کہ کلمہ پڑھ، فقہا نے ایسا ہی لکھا ہے)

حدیث شریف میں ہے کہ جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ داخل جنت ہوگا (حصن حصین)، یعنی گناہوں کی وجہ سے سزا پانے سے انشاءاللہ تعالیٰ بچ جائے گا اور داخلہ جنت میں رکاوٹ نہ رہے گی۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری و مسلم ۱۲ [2] حصن حصین عن البخاری و مسلم ۱۲

[3] حصن عن الترمذی ۱۲

جانکنی کے وقت حاضرین میں سے کوئی شخص سورۃ یٰسین شریف پڑھے۔ (اس سے جانکنی میں آسانی ہو جاتی ہے۔

روح پرواز ہو جانے پر میت کی آنکھیں بند کر کے یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ ط

اے اللہ اس کو بخش دے اور ہدایت یافتہ بندوں میں شامل فرما اور اس کے پسماندگان میں تو ان کا خلیفہ ہو جا اور اے رب العالمین ہمیں اور اسے بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ اور منور فرما دے۔

یہ دعا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے بعد ان کی آنکھیں بند فرما کر پڑھی تھی اور فلانٍ کی جگہ اُن کا نام لیا[1] تھا۔ جب کوئی شخص کسی دوسرے مسلمان کے لئے یہ دُعا پڑھے تو فلانٍ کی جگہ اس کا نام لیوے اور نام سے پہلے زیر والا لام لگا دیوے۔

میت کے گھرانے کا ہر آدمی اپنے لئے یوں دُعا کرے

[2] اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً ط

اے اللہ مجھے اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔

فائدہ: کسی کا بچہ فوت ہو جائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ[4] پڑھے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بَيْتُ الْحَمْدِ رکھ دو۔ (حصن عن الترمذی)

---

[1] حصن حصین عن المسلم وابی داؤد وغیرہ ۱۲ [2] مشکوٰۃ المصابیح ص۱۴۳ من المسلم ۱۲ [3] حصن عن المسلم وغیرہ ۱۲

[4] یہ دُعا ہر مصیبت کے وقت پڑھنے کے لئے ہے، ترجمہ یہ ہے، بلاشبہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۱۲

میت کو تخت پر رکھتے ہوئے یا جنازہ اٹھاتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ کہے[1]

میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ؕ[2]

میں اس کو اللہ کا نام لے کر اور اللہ کی مدد کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر (قبر میں) رکھتا ہوں۔

فائدہ :- دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات (تا الْمُفْلِحُوْنَ) پڑھی جائیں اور پیروں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے) ختم سورت تک پڑھی جائیں (مشکوٰۃ شریف موقوفاً عن ابن عمرؓ) اور تھوڑی دیر قبر کے پاس ٹھہر کر میت کے پاس استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کریں کہ اے اللہ تعالیٰ (فرشتوں کے سوال وجواب میں) ثابت قدم رکھے۔

جب قبرستان میں جائے تو یہ پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ ؕ[3]

اے قبر والو! تم پر سلام ہو، ہمیں اور تمہیں اللہ بخشے تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم بعد میں آنے والے ہیں۔

یا یہ پڑھے :-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَةَ ؕ[4]

اے یہاں کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو اور ہم (بھی) انشاء اللہ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

---

[1] حصن عن ابن ابی شیبۃ واشار الی وقفہ ۱۲ [2] حصن عن مستدرک الحاکم ۱۲ [3] مشکوٰۃ عن الترمذی وغیرہ ۱۲ [4] مشکوٰۃ عن المسلم ۱۲

جب کسی کی تعزیت کرے تو سلام کے بعد اسے یوں سمجھاوے

إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهٗ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ ؎

بے شک جو اللہ نے لیا وہ اسی کا ہے اور جو اس نے دیا وہ اسی کا ہے اور ہر ایک کا اس کے پاس وقت مقرر ہے (جو بے صبری سے یا کسی تدبیر سے بدل نہیں سکتا) لہٰذا صبر کرنا چاہیے اور ثواب کی اُمید رکھنی چاہیے۔

(وھٰذا اٰخر الادعیۃ من ھٰذا الباب)

؎ ان الفاظ کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے ایک بچے کے بارے میں تسلی دی کما فی المشکوٰۃ ص۱۵۰ عن البخاری و مسلم ۱۲

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک ہو سکے اور بن آنا ہے اللہ کی مدد سے

18/8/22

علوم و معارف کا خزینہ

تبلیغی اور اصلاحی مضامین

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ادارۃ المعارف کراچی